غلط نامہ

کوشش و محنت کے باوجود افسوس کہ کتاب میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں براہ کرم پہلے ان کو درست فرما لیجئے اور کتاب کے بارے جو بھی رائے ہو۔ محمد زبیر محلہ چوک کے پتہ پر ضرور مطلع کریں۔ ان کو شائع کیا جائے گا۔ مینیجر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳	۲۳ نومبر ۱۹۵۳ء کو حضرت کا انتقال	۲۲ نومبر ۱۹۴۳ء کو حضرت کا انتقال
۱۳	۴ مصرع ۲	"کیا کسی نے کبھی کسی نے سنا"	"کیا کسی نے کبھی کیا کسی نے سنا"
۱۳	۲ مصرع اول	جس سمت گیا مکرا کے پھرا	"جس سمت گیا کھرا کے پھرا"
۱۳	۳ مصرع اول	سچ ان سے بڑا اپھر میں کر گیا	سچ ان سے پڑا تفرقہ میں کر گیا
۱۶	۱۰	سنہ ۱۸ھ میں ایک کرور	سنہ ۱۲ھ میں ایک کرور
۳۲	۸	نوح تو گھرائی	نوح تو ہماری گرائی
۹۶	۲۱	الا رحمۃ اللعالمین	الا رحمۃ للعالمین
۹۷	۱۶	(۳) بکو بڑی قوم	(۳) اس کو بڑی قوم کروں گا
۱۱۳	۱۳	سونٹوں سے کھود کر	سونٹوں سے گود کر
۱۱۳	۹	اصمعی	اصمعی
۱۲۱	۸	تشریف فرمائی	تشریف ارزانی
۱۲۷	۱۴	پٹائی میں بٹیا	چٹائی میں لپیٹا
۲۰۰	۱۳ سطر ۲	محمد سے	محمد سے
۱۷۴	۸ مصرع ۲	شب جبر کی سحر	شب ہجرت کی سحر
۲۰۳	۱۲	۲۵۰ مجاہدوں	۱۵۰ مجاہدوں
۲۳۰	۱۵ مصرع ۲	مسلم آزادی	مسلم آزاری
۲۳۰	۱۹	لبیک علی الاسلام	لبیک علی الاسلام
۲۳۱	۳۰	پیدا ہوئے ۱۳۳۲ھ	پیدا ہوئے ۱۳۲۲ھ

تعداد ایک ہزار
قیمت ... روپیہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

بلاشبہ ان کے واقعات میں سمجھدار لوگوں کے لیے بڑی عبرت ہے:

انبیاء کرام اور مشاہیر اسلام

مؤلفہ

حضرت مولانا الحاج عبد القیوم صاحب ندوی

(جس میں مکمل تاریخ اسلام یعنی انبیاء کرامؑ کے سچے اور ایمان پرور واقعات۔ حضورؐ کی نہایت مفصل اور اثر پذیر اور انقلاب انگیز سیرت پاک۔ خلفائے راشدینؓ کے کارنامے اور دیگر حالات۔ بنو امیہ۔ بنو عباس۔ ترکوں۔ شاہان اندلس۔ ایوبیوں۔ زنگیوں۔ اتابکوں۔ سلجوقیوں۔ غزنویوں۔ غوریوں۔ خلجیوں۔ تغلقوں۔ سیدوں۔ لودیوں۔ مغلوں اور تقریباً دو سو حکمران خاندانوں کے مجاہدانہ اور شاہانہ شاہکار۔ ہندوستان کی مکمل سچی تاریخ جو ابتک منظر عام پر نہیں آسکی تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت۔ مجاہدین علماء اور انگریزوں کی جنگیں۔ مسلمان عہد انگریزی میں۔ مسلمان کانگریس راج میں۔ کشمیر۔ پاکستان۔ عالم اسلام کی موجودہ آبادیاں۔ ان میں اسلام کیسے پھیلا اور ان کے تازہ ترین حالات تا مئی ۱۹۵۸ء مع اہم نقشہ جات و تاریخ مکہ و مدینہ۔ سو سے زائد بزرگان دین اور مبلغین و مشاہیر اسلام کے حالات — مشہور خواتین اسلام — اہم وفائع اہم سیاسی قتل وغیرہ وغیرہ — جن سے مفید معلومات میں اضافہ، ایمان میں تازگی اور اعمال میں اصلاح ہوتی ہے)

ملنے کا پتہ:- محمد زبیر ٹکسال چوک لکھنؤ

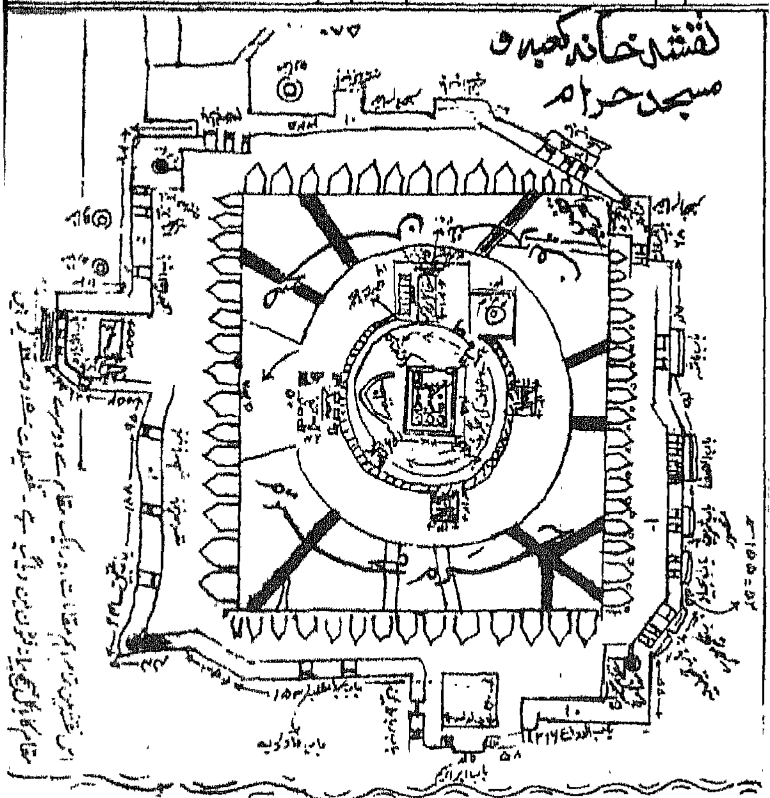
مطبوعہ نشتر قومی پریس لکھنؤ

تعداد ایک ہزار

قیمت:- تین روپیہ بارہ آنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر فہرست کتاب انبیاء کرام اور پیغمبر اسلام



نقشہ خانہ کعبہ و
مسجد حرام
باب ابراہیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

تبرکات قلم حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ

افسوس اس دیباچہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ۲۳ نومبر ۱۹۵۳ء کو حضرت کا انتقال ہو گیا بوجہ علالت اپنے ایک سابقہ دیباچہ میں چند جملوں کا اضافہ فرما سکے۔ عبد القیوم ندوی

قوموں کی تاریخ قوموں کی ماضی کا وہ آئینہ ہے جس میں ان کو مستقبل کا چہرہ نظر آتا ہے اسی لئے قوموں کی حیات میں اس کی بڑی ضرورت ہے اور اسی بناء پر ہر قوم اپنی تاریخ کو بڑی عزیز رکھتی ہے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی تاریخ اپنے شاندار واقعات اور ان کی تحریری تدوین اور ذخیرہ کی کثرت اور شہادت کے وثوق کی بناء پر نہایت اہم ہے۔ آغاز اسلام سے آج تک ہر عہد و ہر زمانہ میں اسلام کے مختلف عہدوں اور طبقوں کی تاریخیں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ اور اردو زبان میں بھی چھوٹی بڑی کتابیں اس عنوان پر لکھی جا رہی ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر کتاب بھی ہے جس کو مولانا عبد القیوم صاحب ندوی نے ایک جلد میں تالیف کیا ہے اور دلنشیں حصوں میں پوری دنیائے اسلام کا حال بتایا ہے۔ انبیاء کرام اور سیکڑوں بزرگان دین کے مستند تذکرے پیش کئے ہیں

مؤلف اس سے پہلے بہت سے مذہبی، اصلاحی، تاریخی اور تبلیغی مضامین لکھ چکے ہیں جو اردو رسائل میں چھپتے رہتے ہیں متعدد مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں جو ملک میں شوق سے لی گئیں اور قدر سے پڑھی گئیں۔

ہندوستان و پاکستان کے موجودہ دور میں اس کی بڑی ضرورت ہے کہ اردو میں مختصر اور عام فہم کتابیں لکھی جائیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں دی جائیں تاکہ وہ ان کو پڑھ کر اپنے کو پہچانیں

اور اپنے بزرگوں کے بڑے بڑے کارناموں کو یاد رکھیں۔ اور اپنی ماضی کے اس آئینہ میں اپنے مستقبل کا چہرہ دیکھیں۔ مولف نے میرے پاس اپنی کتاب کے چند حصے بھیجے ہیں، جن سے اندازہ ہوا کہ مصنف نے فن کی بڑی اور مستند کتابوں کو سامنے رکھکر ان سے فائدہ اٹھایا ہے اور بڑے بڑے واقعوں کو اختصار کے ساتھ حوالۂ قلم کیا ہے۔ اور اس کا خیال رکھا ہے کہ مفید نتائج کی طرف جو آیندہ کے لئے مفید ہوں، اشارے ہوں، تاکہ ناظرین اپنے مطالعہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور مولف کو جزائے خیر عطا ہو۔ آمین ثم آمین ہیچمدان

سید سلیمان ندوی
کراچی ۳ رمحرم ۱۳۷۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحان من یمیت و یحیی و لا الٰہ الا ھو فمتعنا بلطفک یا صانع الوجود	الا ھو الذی خلق الارض و السماء فاغفر لنا بفضلک یا سامع الدعا
نرگس اندر باغ حیراں از نگاہ مست تو گل کند چاک گریباں از نگاہ مست تو غمزۂ جادو سے تو اینک ہمہ ان قتال	مست آہو در بیاباں از نگاہ مست تو! خار دارد گل بہ اماں از نگاہ مست تو! کار خنجر کرد پنہاں از نگاہ مست تو!
با ہزاراں حسن و خوبی دامن گل در چمن گل منم بلبل منم پیش نوائے رشک چمن جامہ نیلی کرد سوسن لالہ زرد در سینہ داغ قمریاں کو کو سنایاں عندلیبان صد ہزار عاں جامی را چہ می پرسی تیر خوردہ در جگر	چاک گشتہ تا گریباں از نگاہ مست تو! نکہ نالاں گاہ حیراں از نگاہ مست تو! کاکل سنبل پریشاں از نگاہ مست تو! در فراق یار نالاں از نگاہ مست تو! گاہ افتاں گاہ خیزاں از نگاہ مست تو

اس وقت تمام دنیا میں اکتیس کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں، لیکن زیادہ تر کمزور، محکوم، پست اور پریشان ہیں، آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن واقعہ ہے ایسا ہی، جاننے والوں نے اس کے ہزاروں اسباب بنا ڈالے ہیں، لیکن اصلی سبب صرف یہ ہے کہ خدمت دین، اعلاء کلمۃ اللہ، اعلان حق

اور تبلیغ اسلام کا فریضہ جو ہمارا اولین منصب تھا اور خاص اسی غرض سے ہم پیدا ہوئے تھے اس کو ہم نے ایک بڑی حد تک چھوڑ رکھا ہے جس کی وجہ سے اللہ پاک کی وہ موعودہ نصرتیں اور حمایتیں جو خادمین اور مبلغین اسلام اور کلمۃ اللہ کے بلند کرنے والوں کے لئے مخصوص ہیں ہم سے جدا ہو گئیں اور ہم اس نوبت کو پہنچ گئے۔ گلاب کے پھول سے اگر خوشبو اور رنگ جدا ہو جائے تو وہ ایک قابل نفرت گھاس ہے۔ سورج سے اگر گرمی اور روشنی غائب ہو جائے تو وہ ایک بے مقصد چیز ہے، پانی سے اگر اس کے خواص سلب کر لئے جائیں تو وہ ایک ناقابل التفات عنصر ہے، بالکل اسی طرح مسلمان سے اگر خدمت دین، اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام و اطاعت اسلام کے خواص جاتے رہیں تو وہ یقیناً ایک ناقابل توجہ ناقابل التفات بلکہ قابل نفرت و حقارت مخلوق ہے۔ غزوہ بدر میں ۳۱۳ مقدس نفوس نے محض نصرت الٰہی سے بے سروسامانی کے باوجود کفر کا تختہ الٹ دیا تھا اور آج ہم اکہتر کروڑ سے بھی زائد ہو کر محض دینی خدمات سے غفلت اور نصرت الٰہی کو کھو کر اپنا تختہ الٹوا لیا ہے۔ حالانکہ کل تک ہم اس شعر کے مصداق تھے۔

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے	علامہ اقبال	خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ بیدار کیا جائے اور بہتر سے بہتر واقعات کی روشنی میں ان کو ان کے اصل منصب تبلیغ دین کی طرف بلایا جائے تاکہ اللہ پاک کی وہ نصرتیں اور رحمتیں اور برکتیں جو اس نے اپنے مخلص مومنوں اور سچے خادمان دین کے لئے وقف کر رکھی ہیں دوبارہ نازل ہوں اور ہم پھر دوبارہ خلق اور خالق دونوں کے درباروں میں منظور نظر ہو جائیں اس کے لئے سب سے مؤثر ذریعہ حضرات انبیاء کرام کی سیرتیں اور حضور روحی لہ الفداء کے حالات اور خلفاء راشدین، شائع اسلام اور بزرگان دین و مشاہیر اسلام کے دلکش کردار ہیں جن کی روشنی میں ہم بھی اپنے کردار اور اعمال کی اصلاح اور تعمیر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی غرض اور مقصد سے یہ ناچیز سی کتاب پیش خدمت ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام اور انبیاء کرام سے لیکر حضور تک اور حضور سے لیکر مارچ ۱۹۵۷ء تک شاہان اسلام اور مشاہیر اسلام کے متعلق جس قدر مستند و مشہور مواد مل سکا، اپنی علمی اور مالی بے بضاعتیوں کے باوجود جمع کر دیا گیا کہ شاید کسی ایک ہی دل کو ہدایت نصیب ہو اور میرا بیڑا پار ہو جائے اور سب سے بڑھ کر یہ امید کہ شاید مجھ سیہ کار ہی کو ہدایت نصیب ہو جائے اور اپنے خدا اور اپنے آقا روحی لہ الفداء صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل ہو سکوں۔

ھذا لعمری فی الفعال بدیع		تعصی الالہ و انت تظہر حبہ
ان المحب لمن یحب مطیع		لو کان حبک صادقاً لاطعتہ

کتاب کی ترتیب و طباعت کتاب کا تقاضہ تو یہ تھا کہ بہترین کاغذ پر اور خوب نمایاں طریقہ سے شائع ہوتی مگر اپنی مالی پریشانی کی وجہ سے اسی صورت میں پیش کر رہا ہے۔ جو محض اس خیال سے ڈرتے ڈرتے حاضر کر رہا ہوں کہ نہ سے تو کچھ نہ کچھ ہونا بہتر ہے۔ ممکن ہے اہل ذوق اور ارباب کرم کے نزدیک قابل پذیرائی ہو جائے

میں نے اس کتاب میں مستند سے مستند اور زیادہ سے زیادہ مواد پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے آخر میں قلم زیادہ ڈھیلا ہو گیا ہے جس کا مجھ کو رنج ہے اس کتاب کے سلسلہ میں مجھ کو چار سو سے زائد کتب کا مطالعہ کرنا پڑا ان میں سے چند خاص اور اہم چیدہ سے اس کتاب کی ترتیب میں مدد لی گئی ہے وہ یہ ہیں (۱) القرآن الحکیم (۲) تفسیر طبری (۳) تفسیر ابن کثیر (۴) تفسیر ابن فورک (۴) تفسیر المنار، قصص القرآن مطبوعہ مصر (۵) صحیح بخاری (۶) صحیح مسلم (۷) طبرانی ترمذی شریف (۸) مستدرک حاکم (۹) مسند احمد حنبل (۱۰) سیرت ابن ہشام (۱۱) تہذیب الاسماء واللغات نووی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ (۱۲) تحصیل المرام صباغ مکی المتوفی سنہ ۱۳۲۱ (۱۳) معجم البلدان یاقوت المتوفی سنہ ۶۲۶ھ (۱۴) تاریخ الخلفاء سیوطی (۱۵) تحائف فضلاء الزمن (۱۶) الطبری المکی المتوفی سنہ ۱۱۷۳

(۱۷) تاریخ دولت عثمانیہ محمد فرید بک مصری (۱۸) قلب جزیرۃ العرب فواد بک حمزہ (۱۹) لسان العرب ابن منظور (۲۰) معجم البلدان یاقوت حموی (۲۱) الشجرۃ المحمدیہ (۲۲) تاریخ خضری مصری (۲۳) المصباح المنیر علامہ فیومی رحمۃ للعالمین (۲۴) طبقات الحنابلہ (۲۵) مصباح السلوک (۲۶) تذکرۃ العباد (۲۷) سیرۃ الاصفیاء (۲۸) طبقات الابرار (۲۹) مجالس الاخیار (۳۰) نگارہ فرمانروا امبیر (۳۱) تاریخ ہند (۳۲) تاریخ فرشتہ (۳۳) خافی خاں (۳۴) تاریخ مغلیہ (۳۵) سیرۃ المتاخرین (۳۶) باغی علماء (۳۷) غدر (۳۸) سلمان (۳۹) سیرت سید احمد شہید (۴۰) کالا پانی (۴۱) الزہرا مصری (۴۲) ارشاد الساری علامہ قسطلانی المتوفی سنہ ۹۲۳ھ (۴۳) استیعاب علامہ ابن عبد البر اندلسی المتوفی سنہ ۴۶۳ھ (۴۴) زاد المعاد ابن جوزی المتوفی سنہ ۷۵۱ھ (۴۵) اصابہ ابن حجر عسقلانی المتوفی سنہ ۸۵۲ھ (۴۶) العقد الثمین تقی الدین فاسی المتوفی سنہ ۸۳۲

(۴۷) الروضۃ الانف سہیلی المتوفی سنہ ۵۸۱ھ یہ کتاب کچھ سو بیس کتابوں سے لکھی گئی ہے سیرت ابن اسحاق کی شرح ہے اور نہایت معتبر ہے (۴۸) سیرت دمیاطی مصنفہ حافظ عبد المومن دمیاطی المتوفی سنہ ۷۰۵ھ پٹنہ کے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ ہے (۴۹) عیون الاثر مصنفہ ابن سید الناس المتوفی سنہ ۷۳۴ھ جلد دوم کا قلمی نسخہ کلکتہ کے کتب خانہ میں ہے (۵۰) مواہب لدنیہ (۵۱) قسطلانی شرح بخاری (۵۲) زرقانی شرح بخاری ہے۔ ۸ جلدوں میں ہے مصر میں چھپی ہے سہیلی کے بعد سیرت میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے (۵۳) تاریخ کبیر مصنفہ ابوبکر بن خیثمہ بغدادی المتوفی سنہ ۲۹۹ھ اتحاف الوری فی تاریخ ام القری (۵۵) الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ۷ ربیع الاول سنہ ۹۸۵ھ میں لکھی گئی (۵۶) اسرار البلد الحرام مصنفہ سید احمد دحلان اس میں سوا مکہ کی تاریخ ہے۔ (۵۷) التعریف مصنفہ علامہ مطری (۵۸) سفرنامہ ابن جبیر (۵۹) الکامل ابن اثیر (۶۰) البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر المتوفی سنہ ۷۷۴ھ (۶۱) وفیات الاعیان مصنفہ ابن خلکان (۶۲) صبح الاعشیٰ قلقشندی وغیرہ وغیرہ

اسلام کی عظمت کا افسانہ سناتا ہوں	کیا اصل و حقیقت ہے دارا و سکندر کی

اللہ پاک اس حقیر سی سعی کو قبول فرمائے اور جن مقاصد کے لیے یہ لکھی گئی ہے ان کو پورا فرمائے آمین ثم آمین

معصوم نظر کا بھولا پن للچا کے لبھانا کیا جانے
چٹکی جو کلی کونپل کو کبھی الفت کی کہانی ختم ہوئی
تھا دیدۂ نم میں کیا رکھا جس سمت گیا گرا کے گیا

عیدوں سے بڑا ہنگامہ ہیں گذرا لیکن نہ شناسا تھے کا لکھ
آنکھوں کی اندھی خود غرضی کا ہے کو سمجھنے دیگی کبھی
جس آگ سے دنیا بیکل ہے وہ جلتے دل کی مشکل ہے
کیا کیفیت ہے بجز اس کے کیا لذت کچھ دل تجا کچھ ہم سمجھے
ہم آرزو آستے بیٹھے ہیں اور وہ شرمائے بیٹھے ہیں

دل آپ نشانہ بنتا ہے وہ تیر چلانا کیا جانے
کیا کس نے کبھی کس نے سنا یہ بات زمانہ کیا جانے
کس پردے کے پیچھے ہے شعلہ اندھا پروانہ کیا جانے

کرنے کو غریب کیا نہ کیا تقدیر بنانا کیا جانے
جو پینے ادا دے مانوں کی وہ خواب میں آنا کیا جانے
جو پہلو کا خون نہ ہے وہ آگ لگانا کیا جانے
اے درد محبت تیرے مزے بیدرد زمانہ کیا جانے
مشتاق نظر گستاخ نہیں ہر دو سر کا نام کیا جانے

کاش اگر اطمینان اور سکون ملتا تو کتاب کی ترتیب کی نوعیت اور ہی کچھ ہوتی بہرحال کئی سال کی محنتوں اور جانفشانیوں کا یہ ایک حقیر سا پھل ہے اہل نظر اس کی قدر فرمائیں گے اور غلطیوں اور کوتاہیوں کو درگذر فرمائیں گے۔

یقیناً یہ محض حق تعالیٰ کا احسان اور کرم ہے کہ ہر طرف سے ناامیدیوں اور حوصلہ شکنیوں کے باوجود دل ہی چاہتا ہے کہ رات دن دینی کتابیں لکھوں اور شائع کراؤں اے کاش اس کے ذرائع میسر ہوتے کاش کچھ سکون ملتا اور کاش اس زندگی کا ایک ذرہ نصیب ہو جاتا ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

ہوتی ہو در تک تیرے رسائی تو تجھ سے مرا سوال بھی ہے
تو ہی کرتا کرم ہے سب پر تو ہی تو مونس تو ہی ہے رہبر
ہے شان دیکھی نئی نرالی جو مانگنے آئے تو اس سے راضی
الٰہی صدقہ کرم کا اپنے جہاں کے غم سے مجھے بچالے
یہاں پہ اک دم نہیں اماں ہے بہار بھی ہے تو پر خزاں ہے
نہیں ہے بہتر کو اب گوارا کہ دل ہو یاں رو کے پارہ پارہ

تو ہے تو الاکرم بھی ہے تو قادر ذوالجلال بھی ہے
رحیم تو ہے کریم تو ہے کرم بھی ہے اور جلال بھی ہے
ملا کے دنیا کرم ہے تیرا یہ فضل بھی ہے کمال بھی ہے
کہ فکر سے دل مرا حزیں ہے طبیعت اپنی نڈھال بھی ہے
اگر ہے راحت تو پر فغاں ہے کہ اس کو اک دن زوال بھی ہے
ملے وہ گھر جس میں لطف بھی ہے کرم بھی ہے لے کے وصال بھی ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی جمیع انبیائہ ولا سیما نبینا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ وعلماء دینہ واولیائہ وسلم کثیراً کثیراً —

والسلام طالب رحمت

ناچیز عبدالقیوم ندوی غفرلہ
ٹکسال لکھنؤ
۳۰ ر اپریل ۱۹۵۴ء

دنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا | ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

اوّلیات کعبہ | سب سے پہلے حجر اسماعیل کی مرمت خلیفہ منصور عباسی نے سنہ ۱۴۰ھ میں کرائی (تاریخ کعبہ ص) (۲) سب سے پہلے خانہ کعبہ پر پرنالہ (میزاب رحمت) قریش نے لگایا جبکہ حضورؐ کا سن مبارک ۳۵ سال تھا اس سے پہلے خانہ بلا چھت تھا (تاریخ ازرقی ص۲۷۲) (۳) سب سے پہلے کعبہ میں دروازہ انوش بن شیث نے لگایا (علامہ فاسی) (۴) سب سے پہلے خانہ کو عبدالمطلب نے سجایا اور عہد اسلام میں عبداللہ بن زبیرؓ نے (تاریخ ازرقی ص۲۷۵) (۵) سب سے پہلے حجر اسود کو چاندی کے حلقہ میں عبداللہ بن زبیرؓ نے کیا (طبری ص۲۱۱) (۶) سب سے پہلے خانہ کعبہ کے لئے خزانہ کلاب بن مرہ نے زمانہ جاہلیت میں جمع کیا۔ (تاریخ کعبہ ص) (۷) سب سے پہلے خانہ کعبہ کا اندرونی فرش سبز، سرخ اور سفید پتھروں سے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے پختہ کرایا (ازرقی ص۱۳) (۸) سب سے پہلے تبع حمیری نے خانہ کعبہ کا غلاف چڑھایا۔
(۹) اور عہد اسلام میں سب سے پہلے حضورؐ نے پھر حضرت عمرؓ و عثمانؓ نے (فتح الباری) اس کے بعد تقریباً ہر دور میں خلفاء نے یہاں تک کہ سلطان سلیمان ترکی نے مصر میں سات بڑے بڑے گاؤں وقف کئے جن کی آمدنی ... (۲۶۶۰۳۶) درہم اور ابھی تک جاری ہے۔ (۱۰) سب سے پہلے غلاف کعبہ کے لیے وقف سلطان صالح بن ناصر نے
(۱۱) سب سے پہلے خانہ کعبہ میں خوشبو کے لیے خلیفہ امیر معاویہؓ نے مقرر کیا۔ عیون الاثر ص۵
(۱۲) سب سے پہلے خانہ کعبہ کے لئے خدام حضرت امیر معاویہؓ نے مقرر کئے (تاریخ خانہ کعبہ ص۲۶۲)
(۱۳) سب سے پہلے خانہ کعبہ کا غسل حضورؐ نے فتح مکہ میں دیا (طبری ص۱۱۱) (۱۴) سب سے پہلے سونے کی قندیلیں سلطان مراد ترکی نے سنہ ۹۸۴ھ میں بھیجیں (اعلام ص۲۰) (۱۵) سب سے پہلی مرمت حجاج بن یوسف نے کرائی (۱۶) سب سے پہلا غلاف اہل مکہ نے سنہ ۱۳۴۶ھ میں تیار کیا اس سے پہلے مصر سے آتا تھا (تاریخ کعبہ ص۲۹ مطبوعہ شرقیہ جدہ عرب)

مقدس مکہ | اس کا دوسرا نام بکہ اور ام القریٰ ہے۔ اسی طرح کے دوسرے اور بھی نام ہیں اسکو حضرت ابراہیمؑ نے آباد کیا تھا یہ حضرت اسماعیلؑ کی ہجرت گاہ اور حضورؐ کی جائے پیدائش ہے۔ سطح سمندر سے ۳۳۰ میٹر بلند ہے عرض البلد ۲۱ درجہ ۳۸ دقیقہ طول البلد ۴۰ درجہ ۹ دقیقہ ہے۔ ۳ کلومیٹر لمبا اور ڈیڑھ کلومیٹر چوڑا ہے ایک میٹر برابر ہوتا ہے انچ کلومیٹر برابر ہزار میٹر (فیروز حکیمی باب اول ص۱) بمبئی سے ۲۱۴۲ میل پر واقع ہے جبل ثور، جبل نور، جبل ہندی، جبل ابی قبیس اس کے مشہور پہاڑ ہیں۔ اس کے ہر طرف پہاڑ ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰؑ سے ۲۰۰۰ برس پہلے تاجروں کی منزل تھا حضرت اسماعیلؑ نے آباد کیا اور قصی نے شہری درجہ دیا۔ (یعقوبی ص۳۱۷) حضرت ہاجرہؑ نے ۹۰ سال کی عمر میں حضرت آدمؑ سے سنہ ۲۳۲۰

سال بعد ا(حضرت اسماعیلؑ نے ہجرت نبوی سے ۲۶۷۲ سال پہلے وفات پائی (ابن اثیر جلد اول ص۱۵)

مدینہ منورہ پہلے یثرب نام تھا پھر مدینہ ہوا۔ سطح سمندر سے ۶۱۹ میٹر بلند ہے۔ طول ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ عرض ۲۴ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے۔ گرمی میں درجہ حرارت ۶۸ درجہ تک ہوتا ہے جاڑوں میں پانی جم جاتا ہے۔ پہلے یہاں عمالقہ آباد تھے۔ جو سنہ ۱۶۰۰ قبل مسیح مصر کے حکمران تھے سنہ ۱۶۰۰ قبل مسیح یہ شہر آباد ہوا ان کے بعد یہود آباد ہوئے۔ پھر قبیلہ ازد کی دو شاخیں اوس و خزرج آباد ہوئے جو انصار کہلائے مدینہ کی آب و ہوا پہلے نہایت خراب تھی پانی سخت بد مزہ تھا حضورؐ کی دعا سے بہترین آب و ہوا ہو گئی جدید تحقیق کے مطابق مدینہ کا پانی دنیا کے تمام پانیوں سے زیادہ لطیف، صحت بخش اور شیریں ہے (مرآۃ الحرمین فرحت پاشا ص۸۴)

خانہ کعبہ خانہ کعبہ اب تک بارہ بار بنایا گیا ہے۔ سب سے پہلے ملائک نے بنایا پھر حضرت آدمؑ نے پھر حضرت شیثؑ نے پھر حضرت ابراہیمؑ نے پھر عمالقہ نے۔ پھر جرہم نے پھر قصی نے اس کے بعد عبد المطلب نے پھر قریش نے پھر عبد اللہ بن زبیرؓ نے اس کے بعد حجاج نے اسکے بعد سلطان مراد خان خلیفہ ترکی نے یہ موجودہ عمارت سنہ ۱۰۴۰ھ میں بنی تھی۔ ۱۵ میٹر بلند شمال میں ۹۲ء۹ میٹر مغرب میں ۱۵ء۱۲ میٹر جنوب میں ۲۵ء۱۰ میٹر اور مشرق میں ۱۸ء۱۱ میٹر ہے پیوست سنگ مرمر کی پیمائش ذی قعدہ سنہ ۱۳۷۷ھ کی ہے (تاریخ الکعبہ ص۱۲۳) حضرت ابراہیمؑ کے وقت ۳۲ گز لانبی ۲۲ گز چوڑی اور نو گز اونچی عمارت تھی (تاریخ مکہ ازرقی ص۲۱۲)

مسجد حرام حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد تک جہاں آج کل طواف کیا جاتا ہے مسجد حرام تھی حضرت عمرؓ نے سنہ ۱۷ھ مطابق سنہ ۶۳۸ء میں چاروں طرف سے وسیع کیا پھر سنہ ۲۶ھ مطابق سنہ ۶۴۶ء میں حضرت عثمانؓ نے توسیع فرمائی ان کے بعد سنہ ۶۵ھ مطابق سنہ ۶۸۴ء میں عبد اللہ بن زبیرؓ نے اضافہ فرمایا سنہ ۷۵ھ مطابق سنہ ۶۹۴ء میں عبد الملک بن مروان نے وسعت دی سنہ ۹۱ھ مطابق سنہ ۷۰۹ء میں عبد الملک نے سنہ ۱۳۷ھ سنہ ۷۵۴ء میں خلیفہ ابو جعفر نے سنہ ۱۶۰ھ

۱۸۰ھ میں خلیفہ مہدی عباسی نے اس وقت یہ طول میں ۴۰۴ ہاتھ اور عرض میں ۳۰۴ ہاتھ
مسجد ہوگئی تھی اس پر کل ۴۷۵۷۸۵۰ اشرفیاں خرچ ہوئی تھیں۔ ۲۷۱ھ میں معتضد عباسی
نے وسیع کیا ۲۸۱ھ مطابق ۸۹۴ء میں ناصر نے ۳۰۴ھ میں مراد ترکی نے سب سے آخر ۱۳۴۴ھ
میں سلطان ابن سعود (۱) نے مرمت کرائی۔ اور اب جون ۱۹۵۵ء میں پھر سے تعمیر و مرمت ہے۔

متعلقات مسجد | ۱۶۰ اور ۵۶۷ ستون ۷ مینارے۔ ۱۳۵۲ کنگورے ۲۶ باب
اور چار مصلے ہیں۔ ہر باب (دروازہ) اپنے بانی یا مشہور ہستی کی گذرگاہ کی طرف منسوب ہے

زمزم | اس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ یہ ہر چشمہ کا مداوا ہے کعبہ سے ۴۰ گز کے
فاصلہ پر ہے۔ ۶۹ ہاتھ گہرا ہے ۴۰ ہاتھ تک پختہ عمارت ہے ۲۹ ہاتھ پانی کے نیچے ہے سفرنامہ
ابن جبیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۲۳۶۱ھ میں اس پر قبہ کی تعمیر ہوئی جو ابھی تک باقی ہے ۱۲۰۲ھ
میں سلطان مراد نے اس پر لوہے کی جالی رکھوا دی اور محفوظ کرا دیا (عمارت مسجد الحرام ص ۱۸۰)

مقام ابراہیم ع | یہاں خدا نے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے یہ ایک پتھر ہے ایک
ہاتھ اونچا اور ایک ہاتھ لانبا ایک ہاتھ چوڑا۔ بیچ میں حضرت ابراہیم ع کے قدموں کے نشانات ہیں
حجر اسود سے ۱۹ ہاتھ ۱۹ انگل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس پر ایک شاندار عمارت ہے جس کو سلطان
ابراہیم نے ۱۰۹۹ھ میں بنوایا تھا۔

حجر اسود | یہ جنتی پتھر ہے بنو جرہم نے اسے چوری کے ڈر سے دفن کر دیا تھا قصی نے نکلوا کر
لگوایا۔ حضرت ابن زبیرؓ نے اسے چاندی کے حلقہ میں کر لیا اسکا ۸ انچ قطر ہے ۳۱۷ھ میں ابو طاہر
قرامطی اکھاڑ لے گیا تھا ۳۳۹ھ میں واپس لیا گیا ۴۱۳ھ میں ایک شیعہ نے اسکو اکھاڑنے کی
کوشش کی حکومت ابن سعود نے درست کرایا یہ اس کی آخری مرمت ہے۔

مسجد نبوی | حضور ﷺ نے دس اشرفیاں دے کر اس زمین پر مسجد بنوائی تھی سو گز لمبی
۳ گز بلند تھی کھجور کے پتوں کی چھت تھی حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں اس میں اضافہ کیا

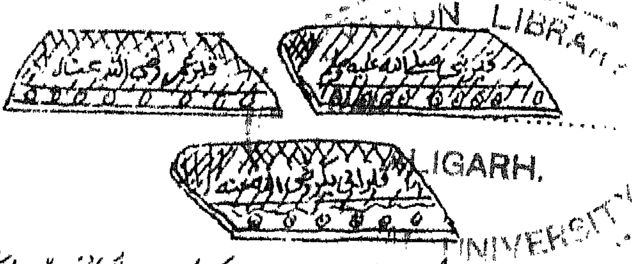
(۱) موصوف ۴ نومبر ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ۹ نومبر ۱۹۵۳ء میں بعمر ۷۳ سال وفات پائی ۲۷ برس بادشاہ

حضرت عثمان رضؓ نے پختہ کرایا اور وسعت دی۔ پھر مروان نے اضافہ کیا۔ پھر ولید بن عبد الملک نے
سنہ ۸۸ھ میں زبردست اضافہ کیا سنہ ۱۶۱ھ میں مہدی عباسی نے اضافہ کیا جس سے ۱۰۰ گز طول
میں اور ۱۰۰ گز عرض بڑھ گیا۔ متوکل عباسی نے سنہ ۲۴۶ھ میں اضافہ اور مرمت کی۔ (بلاذری ص ۱۳)
موجودہ عمارت سلطان عبد المجید خاں ترکی کی بنا کردہ اور شان اسلام کی زندہ تصویر
ہے۔ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۵۳ء کی خبر ہے کہ حکومت پاکستان اور حکومت مصر کے ماہر انجینئرز کی مدد
سے حکومت سعودیہ اسکی تعمیر و مرمت میں پھر سے مصروف ہے۔ اس میں ہر عہد کے الگ الگ
نشانات ہیں مثلاً سنگ مرمر کے ستون یا سرخ ستون وغیرہ وغیرہ فی الحال ۲۵/۱۱۶
میٹر لمبی اور ۲۵/۸۶ میٹر چوڑی ہے ۲۹۴ ستون ہیں۔ ۳۰ دالان ہیں۔ منبر نبوی ﷺ
اور مزار نبوی ﷺ کے درمیان ریاض الجنۃ ہے جو ۲۲ میٹر لمبی ہے اور پندرہ میٹر چوڑی ہے
جس کے سنگ مرمر کے ستون ہیں اور اس کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے سنہ ۱۳۵۵ھ میں ایک کروڑ
ساٹھ لاکھ روپیہ سے اسکی آخری مرمت ہوئی۔ اس میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار رکعت
ہے اس کے ۵ مینارے ۱۹ باب اور ۵ محرابیں ہیں۔

عمارت مسجد نبوی ﷺ | جنوب کی طرف ۱۲ درجہ کا دالان مغرب میں ۱۳ درجہ کا شرق
اور شمال میں دو دوہرے دالان بنے ہوئے ہیں فرش عمارت سے ۴ انچ اونچا ۵ فٹ چوڑا سرخ پتھر
سیاہ پتھر کا ملحقہ ہے اور درمیان میں وسیع قدر اس سے نیچا صحن ہے جو خام ہے جس میں چھوٹی
بجری اور کنکریاں پڑی ہوئی ہیں۔

وسعت | مشرق میں عرض ۳۴۵ فٹ اور شمال و جنوب میں طول ۴۴۴ فٹ رقبہ ۹۸۷
مربع فٹ ہے ستون جنوب میں ۱۸۶ مشرق میں ۳۰ مغرب میں چالیس اور شمال میں ۲۷
کل ۲۳۵ ہیں ان میں ۸ ریاض الجنۃ میں ہیں اس میں ۵ محرابیں ہیں۔ ۲۰ دروازے ہیں
۵ مینارے ہیں سنہ ۱۳۲۷ھ میں سلطان عبد الحمید نے بجلی لگوا دی تھی جو اب بھی لگی ہے

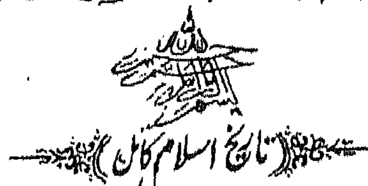
گنبدِ خضرا ۱۶ | حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے حجرے میں حضورؐ نے آرام دائمی کی وصیت
فرمائی تھی جو گنبد خضرا کہلایا۔ یہ ۱۶ میٹر لانبا اور ۱۵ میٹر چوڑا ہے۔ موجودہ مقدس تعمیر سلطان
قایتبائی کی ہے جو سبز رنگ سے رنگی ہوئی ہے۔ یہ سنگ سیاہ کی نہایت مضبوط عمارت
ہے۔ ۵۵۵ھ میں سلطان نورالدین نے تہہ زمین سے لیکر اوپر تک سیسہ کی مضبوط دیوار
بنائی تھی کیونکہ نصاریٰ حضورؐ کے جسد اطہر کے ساتھ گستاخی کرنا چاہتے تھے۔ اس کے
اندر دو درجے اور بھی ہیں ایک میں تو خاص خدام جا سکتے ہیں۔ آخری درجے میں حضورؐ معہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمرؓ کے آرام فرما ہیں صرف فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ باہر جالی ہے جہاں
سلام و صلوٰۃ پیش کی جاتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ قبور مبارکہ کا نقشہ حسب ذیل ہے۔



(۱) یا خیر من دفنت فی الترب اعظمہ — فطاب من طیبہن القاع والاکم
(۲) نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ — فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

(۱) اے وہ کہ زمین میں جو بھی دفن ہوئے ان سب میں اچھے جنکی اچھائی سے زمین کے میدان اور ٹیلے بھی خوشبودار بن گئے۔ (۲) میری جان قربان ہو اس قبر پر جس میں آپؐ تشریف فرما ہیں جس میں پاکدامنی ہے جس میں فیاضی ہے اور جس میں کرم ہی کرم ہے۔ یہ اشعار حضورؐ کے مواجہہ شریف میں سونے کے حروف میں کندہ ہیں جو ایک شامی عاشق رسول نے یہیں حاضر ہو کر پیش کئے تھے اور ساتھ ہی نقد جان بھی پیش فرما دی یعنی گر کر شہید ہو گئے تھے۔ ان اشعار کو روضہ حضرت کے قریب ... شریف ۱۳۵۹ھ ... نقل کئے۔

العبد المنہ



(تاریخ اسلام کامل)

حصہ اوّل

حضور ﷺ اور دیگر نبیوں علیہم السلام کے حالات

تاریخ قوموں اور ملّتوں کے حالات اور واقعات معلوم کرنے کو تاریخ کہتے ہیں

اغراض ومقاصد اس علم سے غرض یہ ہے کہ دنیا کے لوگ گذشتہ حالات سے سبق حاصل کریں۔ ان کی بری باتوں اور ان کے برے انجام سے بچیں اور اچھے حالات سے نصیحت پکڑتے ہوئے اپنی زندگیوں کو کامیاب بنا دیں

اسلام کی تاریخ اسلامی تاریخ کی خصوصیت یہ ہے کہ جو بات ہے روایت وسند کے ساتھ ہے۔ اور اسی کے ساتھ درایت یعنی عقلی روشنی سے بھی پورا پورا کام لیا گیا ہے

کائنات کی پیدائش جب کچھ نہ تھا تو اللہ کی ذات گرامی تھی جب اسکی مشیت ہوئی تو اس نے لفظ کُن فرمایا اور کائنات پیدا ہو گئی۔

انسان کی پیدائش پھر جب خدا کی مرضی ہوئی تو اس نے مٹی کے پتلے سے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا ان سے حضرت حوا پیدا ہوئیں اور ان دونوں سے تمام انسانی دنیا وجود میں آئی

اسلامی تاریخ کی ابتداء دراصل تمام کائنات اور موجودات کو خالق حقیقی کے

بنائے ہوئے قوانین کے ماتحت ان کے مقاصد زندگی اور فرائض سپرد کرنا اسلام کا اصل مقصد ہے۔ اس لئے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے اگرچہ انسانی تاریخ کی ابتداء ہوتی ہے مگر اصل میں یہی اسلامی تاریخ کی ابتداء ہے

مشہور اسلامی تاریخیں

عبید بن شریہ[1] نے امیر معاویہؓ (المتوفی ۶۰ھ) کے عہد میں سب سے پہلے اس موضوع پر ایک کتاب اخبار الملوک الماضیین لکھکر تاریخ کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس کی تدوین کا سہرا محمد ابن اسحٰق (المتوفی ۱۵۱ھ) کے سر بندھا اور ابو عبیدہ[2] عوانہ[3] بن الحکم ہشام کلبی[4]۔ قاضی ابو البختری[5]۔ ابن ہشام[6] اور ابو الولید ازرقی[7] نے عرب کی مخصوص تاریخ پر کتابیں لکھی ہیں۔ تیسری صدی ہجری میں ابن حنیفہ دینوری[8] ابن قتیبہ[9] اور امام محمد ابن جریر طبری[10] نے ایرانی و یہودی مورخین کے مقابلہ میں تاریخ اسلام کو قرآن مجید سے تحقیق کیا اور تطبیق دی۔ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک علامہ احمد ابن ابی یعقوب[11]۔ احمد بن یحیی[12] بلاذری۔ محمد بن سعد و مسعودی[13] وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے کافی ذخیرہ مہیا کر دیا جو متقدمین کہلاتے ہیں۔ اور نویں صدی ہجری تک علامہ ابو الحسن[14] ماوردی شہرستانی[15]۔ حمزہ اصفہانی[16]۔ ابن الاثیر جزری[17]۔ ابن ابی اصیبعہ[18]۔ ابن خلکان[19]۔ صلاح الدین[20] حلبی۔ ابن خلدون[21]۔ مقریزی[22]۔ قطب الدین نہروانی[23]۔ سیوطی[24]۔ شہاب الدین[25] مقدسی۔ ابن حزم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے متعدد کتابیں تالیف کیں۔ انہیں اکثر کتب سے اس کتاب میں استفادہ کیا

۱؎ عبید بن شریہ کی کتاب کے اقتباسات جا بجا مسعودی میں ملتے ہیں ۲؎ ابو عبیدہ نے تاریخ پر گیارہ کتابیں لکھیں جن میں سے کتاب مکہ ذا کرام وفتح الکعبہ حالات حرم شریف سے متعلق ہیں۔ ۳؎ عوانہ بن الحکم نے ایام العرب "ایام بنی زبان" "کتاب قحطان وعدنان" ۴؎ ہشام کلبی نے کتاب من نقل من عاد و ثمود العمالیق و جرہم و بنی اسرائیل من العرب" کتاب اصحاب الکہف کتاب حیرہ وغیرہ نے ستر کتابیں لکھیں۔ ۵؎ قاضی ابو البختری نے کتاب طسم و جدیس ۶؎ ابن ہشام نے کتاب التیجان اور سیرت نبوی کے مقدمہ میں عرب قدیم کی تاریخ لکھی ۷؎ ابو الولید ازرقی نے "اخبار مکہ" ۸؎ احمد بن داؤد ابن حنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۱ھ صاحب اخبار الطوال

مسلمان جغرافیہ نویس جغرافیہ کی بھی مسلمانوں میں ابتداء عرب سے ہوئی جس کی اولیت کا فخر ابوزیاد کلابی (المتوفی سنہ ۲۰۰ھ) کو حاصل ہے اور انہوں نے دوسری صدی ہجری میں سب سے پہلے کتاب "النوادر" لکھی اور دسویں صدی ہجری تک ہشام بن محمد کلبی[1]۔ ابوسعید الاصمعی[2] ابن خرداذبہ[3]۔ ابن فقیہ ہمدانی[4]۔ سعدان بن مبارک[5]۔ ابن حائک ہمدانی[6]۔ ابوزید بلخی[7]۔ ابوسعید[8] حسن السیرافی۔ اصطخری[9]۔ مسعودی۔ ابن مردویہ۔ ابن حوقل۔ محمود بن حسن زمخشری۔ ادریسی[11] یاقوت حموی[12]۔ زکریا قزوینی[13]۔ ابوالفداء[14]۔ سیوطی رحمہم اللہ علیہم وغیرہم نے فن جغرافیہ پر اسقدر نادر اور کثیر کتابیں لکھیں کہ جن کی تفصیل کے لیے جداگانہ کتاب درکار ہے۔

---

۸ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری صاحب کتاب المعارف وغیرہا علم لغت نحو اور حدیث میں یکتائے زمانہ تھے سنہ ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۷۶ھ میں انتقال کیا۔ ۹ ابوجعفر محمد بن جریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ نے جو فقہ، حدیث اور تفسیر کے بھی امام مانے جاتے ہیں اور ائمہ اربعہ کے ساتھ مجتہدین میں شمار کیے جاتے ہیں تاریخ الرسل والملوک لکھی۔ ۱۰ احمد بن ابی یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ بھی تیسری صدی ہجری کے مورخ ہیں جن کی کتاب تاریخ یعقوبی مشہور ہے۔ ۱۱ امام ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن جابر بغدادی بلاذری المتوفی سنہ ۲۷۹ھ مصنف فتوح البلدان ابن سعد کے شاگرد تھے۔ ۱۲ محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی سنہ ۲۳۰ھ نہایت ثقہ و معتمد مورخ ہیں۔ ۱۳ قطب الدین ابوالحسن علی بن حسین المسعودی المتوفی سنہ ۳۴۶ھ صاحب مروج الذہب و معادن الجواہر وغیرہ فن تاریخ کے امام ہیں اسلام میں اس پایہ کا دوسرا مورخ نہیں گذرا۔ ۱۴ امام ابوالحسن علی ماوردی المتوفی سنہ ۴۵۰ھ۔ ۱۵ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی المتوفی سنہ ۵۴۸ھ صاحب ملل والنحل وغیرہ۔ ۱۶ حمزہ بن حسن اصفہانی المتوفی سنہ ۳۶۰ھ صاحب کتاب الملوک والامم وغیرہ۔ ۱۷ ابوالحسن علی المعروف بہ ابن الاثیر جزری المتوفی سنہ ۶۳۰ھ صاحب کتاب التاریخ معروف بہ کامل ابن اثیر (اس کو تاریخ ابن جریر سے ملخص اور اسپر اضافہ کیا ہے)۔ ۱۸ ابوالعباس احمد بن سدید الدین قاسم بن خلیفہ مشہور بہ ابن ابی اصیبعہ المتوفی سنہ ۶۶۸ھ ساتویں صدی ہجری کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ تمام مورخین کو اتفاق ہے کہ اطبا کے حالات میں عیون الانباء سے بہتر ان کی تصنیف سے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی آپ کی تصنیفات بکثرت و نہایت قابل قدر ہیں۔ ۱۹ ابن خلکان المتوفی سنہ ۶۸۱ھ مشہور و مستند مورخ ہیں (ان کی تاریخ کا اردو میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے)۔ ۲۰ صلاح الدین محمد شاکر کتبی المتوفی سنہ ۷۶۴ھ۔ ۲۱ ولی الدین ابوزید

عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون مغربی المتوفی سنہ ۸۰۸ھ ۱۴۰۶ء آٹھویں صدی ہجری کا نہایت نامور اور باکمال مورخ
ہے فلسفۂ تاریخ مسلمانوں میں اسی کی ایجاد ہے جس پر تاریخ ابن خلدون پہلی کتاب لکھی گئی ہے ۲۳ محمد المعروف
بالمقریزی المتوفی سنہ ۸۴۵ھ ۱۴۴۲ء ۲۳ قطب الدین محمد بن احمد حنفی مہروانی المتوفی سنہ ۹۹۰ھ ۲۴ جلال الدین
سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء ۲۵ شہاب الدین مقدسی شافعی المعروف بہ ابن شامہ المتوفی سنہ ۶۶۵ھ ۱۲۶۶ء ۲۶
امام ابو محمد علی ابن احمد بن حزم الظاہری المتوفی سنہ ۴۵۶ھ ۱۰۶۴ء صاحب کتاب الفصل فی الملل والنحل وکتاب المحلی
فی فقہ الحدیث وغیرہ ۲۷ ہشام نے کتاب البلدان کتاب الاقالیم ۲۸ اصمعی نے کتاب جزیرۃ العرب میاہ
العرب ۲۹ ابن خرداذبہ نے کتاب المسالک والممالک ۳۰ ابن فقیہ نے کتاب البلدان ۳۱ سعدان نے
کتاب الارضین والمیاہ والجبال ۳۲ ابن حائک نے صفۃ جزیرۃ العرب ۳۳ ابو زید نے کتاب البدو الا
خیار ۳۴ سیرافی نے جزیرۃ العرب ۳۵ اصطخری نے کتاب المسالک والممالک ۳۶ زمخشری نے کتاب الامکنہ
والمیاہ والجبال ۳۷ ادریسی نے نزہت المشتاق فی اختراق الآفاق ۳۸ شیخ شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت
بن عبد اللہ رومی حموی المتوفی سنہ ۶۲۶ھ اپنے زمانہ کا نہایت نامور سیاح اور جغرافیہ نویس ہے بچپن میں بردوں
کے ہاتھ پڑا انہوں نے بغداد میں غلام بنا کر ابو نصر نامی ایک مشہور تاجر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس
نے تعلیم دلائی اور سفر میں اپنے ساتھ رکھا۔ واپس آکر سنہ ۵۹۶ھ میں آزاد کر دیا جس سے یاقوت نے بحیثیت
تاجر سیاح ماوراء النہر موصل اور مغربی ایشیا کا سفر کیا اور اپنے دوست ابو الحسن علی بن یوسف مصنف
تاریخ الحکماء کی وجہ سے حلب میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور فن جغرافیہ میں معجم البلدان ایسی جامع
کتاب لکھی جس سے بہتر اور مکمل عربی میں کوئی جغرافیہ مرتب نہیں ہوا اس کا خلاصہ مراصد الاطلاع ہے
اور بھی مستند کتابیں ہیں جو یورپ کے کتب خانوں میں موجود ہیں ان میں سے بعض ہالینڈ میں طبع ہو چکی ہیں
اور یقین ہے کہ علماء یورپ کی قدر دانی سے اور بھی جلد چھپ کر تیار ہو جائیں گی ۳۹ ندریا نے تاریخ اسلام
میں ۴۰ سلطان ملک المؤید عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن ملک الافضل نور الدین علی المتوفی سنہ ۷۳۲ھ ۱۳۳۱ء
فقہ اصول ادب اور تاریخ کا ماہر تھا علمی ذوق اس درجہ تھا کہ باوجود بار سلطنت تصنیف میں مشغول
رہتا تھا تصانیف بہت ہیں لیکن تاریخ ابو الفداء اور تقویم البلدان نہایت مشہور مستند اور مقبول عام
کتابیں ہیں۔ ۴۱ علامہ سیوطی نے مراصد الاطلاع علی الاسماء الامکنۃ والبقاع معجم المثال کتابیں فن

عرب کے بعض یوروپین سیاح — عرب کی عظمت اور اہمیت پیش نظر یورپ نے ہمیشہ اپنے اچھے
اور قابل فرزندوں کو بھیجا جنہوں نے عربوں کی خوبیوں سے استفادہ کی کوشش کی اور یورپ کو
روشناس کرایا۔ ہم ان کے بعض مشاہیر کا ذکر کرتے ہیں جس سے تاریخ عرب اور ہمارے
تمدن کی عظمت کا نشان ملتا ہے۔

نام	تلفظ انگریزی	سنہ	مقامات جہاں تک گئے
بوٹا	P.H Botta	سنہ ۱۸۳۷ء	جنوبی عسیر
ہالوی	J Halevy	۱۸۶۹ تا ۱۸۹۳ء	صنعاء الجوف نجران جبل جنسیہ صحرائے اعظم نجران محلات باررپ
گلازر (اشرپا)	Glaser	۱۸۸۵ء تا ۱۹۰۸ء	صنعاء جیحہ بوت - مآرب
ولیسٹڈ	J.R.Wellsted	سنہ ۱۸۳۳ء	حصن غراب - مکلا
کروٹنڈن	C.Cruttendan	سنہ ۱۸۳۸ء	مکلا وادی دوان ہوتا ہوا صحرائے اعظم
اڈولف وان وریڈے	Adolf Van Wreda	سنہ ۱۸۴۳ء	جہاں لٹیروں نے پہچان لیا گیا اسلئے جلد تر واپس چلا آیا
ہرشش	L-Hirsch	سنہ ۱۸۹۳ء	سیون - تریم - وادی دوان بلخرالن وادی ابن علی - مکلا
تھیوڈور بنٹ و لیڈی بنٹ	J.Theodorebent and Lady Bent	سنہ ۱۸۹۴ء	حضرموت
ویلوٹو	J.R.Welletu	سنہ ۱۸۳۵ء	سقط - راس الحد - نجد
کرنل مائلس	Col:S.B.Miles	سنہ ۱۸۷۶ء	ظہیرہ - الفقار وغیرہ (نہامات)
بیڈے لیلیچ (علی بے عباسی)	Bodiay Lelich	سنہ ۱۸۱۴ء	جدہ - مکہ معظمہ -
(شیخ برکات)	جان لوئیس برکھارڈ J.L.Burkhardt	سنہ ۱۸۱۴ء	جدہ - طائف مکہ - مدینہ ینبوع - مصر پہونچا مسلمان ہوا اس کی اہل مصر بہت عظمت کرتے ہیں اور وہیں قبر ہے)
سر ریچرڈ برٹن (حاجی برٹن)	Sir Richard Burton	سنہ ۱۸۵۳ء	(مصنوعی مسلمان تھا) مکہ معظمہ - مدینہ منورہ مدین وادی حمد تک گیا -
کپتان اسیڈلیر	Capt. G.C Sadleir	سنہ ۱۸۱۹ء	

نام	تلفظ انگریزی	سنہ	مقامات جہاں تک گئے
ولین	G A Wallian	۱۸۶۳ء	نجد، ریاض، حائل، شمر، حجاز۔
میجر ولیم گفرڈ پالگریو، چارلس ڈوٹی (انگریزی)	W.G. Patgrave C.M. Doughty	۱۸۷۵ء	الحجر، مدائن صالح، العلا، حجاز، نجد، تیما، حائل، خیبر، جدہ
ولفریڈ و لیڈی بلنٹس	Wilfrid and Lady Wilfrid	۱۸۷۸ء	دمشق، وادی سرحان، جوف، جبل شمر، حائل، کربلا، بغداد
موسیو چارلس، میوبرڈ (جرمن)	C. Huber J. Euting	۱۸۸۳ء	حائل، تیما، عنیزہ، نجد، مکہ، جدہ (عربوں کے ہاتھ سے مارا گیا)
ڈاکٹر ولیم ہالیفکس وڈ	W. Halifox Wood	۱۸۹۱ء	جیرنڈہ۔
ڈاکنس	Dawkins	۱۸۵۱ء	جیرنڈہ۔
پرنس ابا مالک	Abu Melek Zarew	۱۸۸۳ء	......
			......
ووڈنگٹن ودیج	Waddington.	۱۸۹۳	......
......	D-Wogue		......

یہ چند نام تھے جو ہم نے درج کئے اب ہم اصل کتاب ترجمان القرآن حدیث تاریخ و کتابات آثار کی روشنی میں شروع کرتے ہیں وبہ نستعین

پہلا باب

از ابتدائے کائنات تا ختم بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ابتدائے عالم اس باب میں نبیوں اور انکی امتوں کے سبق آموز واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا نہ وہ کسی ابتداء کا محتاج اور نہ کسی انتہا کی اس تک رسائی وہ ازلی اور ابدی ہے وہ زمانے اور مکان کی ہر قید سے بالاتر ہے وہ زمانہ کا بھی خالق ہے اور مکان کا بھی وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک اور ساتھی نہیں نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اس جیسا کوئی ہے اور وہی ہر طرح کی تعریفوں کا سزاوار ہے۔ اس نے لفظ کن سے سارا جہان پیدا فرمایا

زمین کی پیدائش اس نے دو دنوں میں زمین کی تکمیل فرمائی پھر چار دنوں میں پہاڑ دریا درخت پھل پھول اور زندگی کے لیے جو سامان ضروری ہیں پیدا کیئے (سورہ حٰم رکوع آیت پارہ ۲۴)

آسمان کی پیدائش پھر آسمان کو مکمل فرمایا اس سے پہلے وہ دھوئیں کی شکل میں تھا، پھر زمین اور آسمان کو مخاطب فرمایا تم میرے تابعدار رہنا خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے ان دونوں نے زبان حال سے عرض کیا ہم خوشی سے تابعدار رہینگے یعنی جس ڈھرے پر آپ نے ہمکو لگا دیا ہے اسپر جب تک ہم باقی ہیں لگے رہینگے (سورہ حٰم ۲۴)

چاند سورج کی پیدائش پھر عرش کی جانب متوجہ ہوا اور سورج اور چاند پیدا کیا جو میعاد مقررہ تک اپنا کام جاری رکھیں گے (رعد)

فرشتوں کی پیدائش پھر فرشتے پیدا فرمائے جو اس کی حمد وثنا میں مصروف ہیں جو وہ فرماتا ہے کرتے ہیں ہرگز نافرمانی نہیں کرتے ہیں جن کی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

(سورہ مدثر پ ۲۹)

(حضرت آدم علیہ السلام)

وا بار حضرت آدمؑ کا نام قرآن شریف میں صراحتاً آیا ہے۔ جب اللہ رب العزت کی مشیت ہوئی کہ اپنی معرفت کرائے اور نور محمدی ﷺ کے کمالات سے ساری کائنات کو روشناس کرائے تو حضرت آدمؑ کی پیدائش کا ارادہ فرمایا لیکن امتحاناً فرشتوں سے بھی ذکر فرمایا فرشتوں نے عرض کیا رب تعالیٰ کیا تو ایک ایسی مخلوق کو پیدا کرے گا جو زمین کو شر و فساد اور خونریزی سے بھر دے گی اور ہم تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف تو ہیں؟ (سورۂ بقرہ ۳۰)

حق تعالیٰ نے فرمایا تم سے میں زیادہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (سورۂ بقرہ ۳۰)

(بحوالہ)

اس کے بعد گوندھی ہوئی مٹی سے حضرت آدمؑ کا پتلا تیار ہوا اس میں حق تعالیٰ نے روح ڈالی اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کا سجدہ کریں وہ سب حکم پاتے ہی سجدہ میں گر گئے لیکن ابلیس لعین نے سجدہ نہیں کیا حق تعالیٰ نے اس سے دریافت کیا جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اس کو تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑا بننا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کیا میں اسکو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا (سورۂ اسرائیل ۶۱) حق تعالیٰ نے فرمایا جا تو نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر میری قیامت تک لعنت اور پھٹکار ہے۔ ابلیس مردود نے کہا مجھکو قیامت تک کے لئے مہلت عنایت ہو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ درخواست منظور فرمالی۔ اور جب ابلیس لعین نے عرض کیا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں انسان کو ہر طریقہ گمراہ کروں گا اور زندگی کے کے ہر راستہ پر بیٹھوں گا اور نیک راستے سے گمراہ کروں گا ان کے سامنے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے آؤں گا اور آپ اے اللہ پاک ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائیں گے (سورۂ اعراف ۱۷)

حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا جا تو جس قدر ممکن طریقے ہیں ان کو گمراہ کر جو میرے خالص بندے ہیں ان پر تیرا کسی حال میں قابو نہ چلے گا اور جو تیری تابعداری کریں گے ان سے اور تجھ سے جہنم کو بھر دوں گا

(سورۂ ... پ ۱۴)

فضیلت آدمؑ پھر حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو کائنات کی تمام چیزوں کے تمام حقائق بتائے اب فرشتوں سے ان کے ناموں کو دریافت فرمایا فرشتے عاجز رہے البتہ حضرت آدمؑ نے سب نام فوراً بتا دیئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کیا تم سے میں نے پہلے ہی نہیں کہدیا تھا کہ میں تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ تخلیق آدمؑ میں کیا حکمت ہے فرشتوں نے با ادب عرض کیا تیری ذات پاک ہے ہم کو تو کوئی علم ہی نہیں سوا اس کے جو آپ نے ہمکو بتا دیا ہے بیشک آپ ہی علم والے اور حکمت والے ہیں (سورہ بقر) اس کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ و حواؑ سے فرمایا کہ جاؤ تم دونوں جنت میں رہو اس میں خوب فراغت سے جو بھی چاہو کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے ۝ اسمیں تم نہ بھوکے رہو گے نہ پیاسے نہ ننگے رہو گے اور نہ بلا سایہ (سورہ طٰہٰ ۱۴ سپ ۱۶)

حضرت حواؑ حضرت آدمؑ کی پیدائش کے پانچویں روز حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں چنانچہ قیام جنت کے بعد شیطان لعین کو ان دونوں کی گمراہی کی بڑی فکر ہوئی وہ جنت کے ایک خفیہ دروازے سے داخل ہو گیا اس نے بڑی شفقت و مہربانی سے آدمؑ و حواؑ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ تم دونوں کو اس درخت سے تمہارے رب نے نہیں روکا ہے وہ تو صرف اس لئے تاکہ تم دونوں فرشتے ہو نے یا تم ہمیشہ رہنے والے ہو نے اسلئے بلا تکلف تم اس درخت کے پھل کھاؤ پیو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں بدخواہ نہیں ہوں (اعراف ۲۱) ابلیس لعین کی قسم نے انکو دھوکہ میں ڈالدیا اور انہوں نے اس درخت کو کھالیا درخت سے کھانے کے ساتھ ہی انکا نورانی رنگ تبدیل ہو گیا اور ان کے جنتی کپڑے اتر گئے حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا اور یہ کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے ؟ (اعراف ۲۲) حضرت آدمؑ و حواؑ سخت رنجیدہ اور نادم ہوئے آخر کار اللہ پاک نے حضرت آدمؑ و حواؑ کی زبان سے یہ الفاظ جاری کرائے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

(سورہ اعراف ۲۳)

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ہی ظلم کیا اور اگر تو نے ہمکو نہ بخشا اور نہ رحم کیا تو ہم ضرور بضرور نقصان پانے والوں سے ہو جائیں گے۔

جنت سے نکلنا | اللہ پاک نے انکو معاف فرمایا لیکن ساتھ ہی حکم دیا کہ جاؤ تم میں بعض بعض کا دشمن ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے ایک مدت تک ٹھہرنے کی جگہ اور عیش کا سامان ہے (سورہ انبیاء ۱۱۲)

ایک زبردست آسمانی قانون | آخر میں یہ عظیم الشان ازلی وابدی قانون بھی عنایت فرمایا کہ تم دونوں گروہ جاؤ تم میں ایک دوسرے کا دشمن رہے گا پس یقیناً میری ہدایت اور راہ نمائی تم تک آتی رہے گی تو جو میری راہ نمائی اور ہدایت کی تابعداری کرے گا وہ ہرگز گمراہ اور بدنصیب ہوگا (سورہ اعراف ۲۴) زمین میں آنے کے بعد آپ کی اولاد پیدا ہونی شروع ہوئی جس کے لئے خدائی پیغام اور خدائی ہدایت ضروری تھی —— حضرت آدم کا ذکر سورہ بقرہ ۲۹-۳۹ اعراف ۱۱-۱۲ طٰہٰ ۱۱۶ اسراء ۶۱-۶۵ حجر ۲۸-۴۲ ص ۷۱-۸۵ فصلت ۹-۱۲ رعد ۳ میں موجود ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ کا پیغام | اس تمام کائنات کی اصلاح و درستی اور خالق حقیقی کے بنائے ہوئے قوانین کے تحت زندگی گذارنے کے طریقہ سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم ہر نسل اور ہر جگہ اپنا پیغام بھیجا۔ یہ پیغام شریعت کے نام سے پکارا گیا اور اسی کو نبوت اور رسالت اور دین بھی کہا گیا۔ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یعنی ہر گروہ میں ڈرانے والا بھیجا گیا۔ اور ہر قوم کے لئے راہ نما ہوا (قرآن حکیم) ان سب کا واحد مشترک پیغام یہ تھا کہ اکیلے ایک خدا کو مانو اور اسی کے حکموں کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکاؤ جس کو شریعت نے توحید سے تعبیر کیا۔

پیغام لانے والے | اس پیغام کو جو لوگ لاتے رہے ان کو شارع نبی اور رسول کہا گیا۔

حضرت آدم اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے نبی ہیں آپ کا پیغام معرفت الٰہی۔ معاشرت۔ کھیتی باڑی اور خورد و نوش کے احکامات تک محدود تھا اللہ کے حکم سے فرشتوں کی مدد سے آپ نے خانہ کعبہ تعمیر فرمایا جس کی شکل خیمہ کی سی تھی اس میں حجر اسود جو آپ جنت سے بطور نشانی لائے تھے ایک کنارے نصب فرمایا آپ جمعہ کو پیدا ہوئے تھے اور جمعہ ہی کے دن ۹۳۰ سال کی عمر میں وفات پائی حضور سے ۴۱۶۵ سال پہلے کا یہ واقعہ بتایا جاتا ہے۔ (درس التاریخ جلد اول ص ۱۱) علیہ السلام

حضرت شیثؑ علیہ السلام

زمین پر تشریف لانے کے پانچ سال کی مدت ختم ہونے کے بعد حضرت شیثؑ پیدا ہوئے جن کی خوبی یہ تھی کہ وہ حسن و جمال اور سیرت و عادات میں بالکل آپ کے ہمشکل اور ہم شبیہ اور بہت نیک رشید بزرگ تھے انوار محمدی ان کی پیشانی پر درخشندہ تھے اسی لئے حضرت آدمؑ آپ کو تمام اولاد میں زیادہ محبوب رکھتے تھے اور محبت کرتے تھے اپنی رحلت سے پیشتر انہوں نے آپ ہی کو اپنا ولیعہد جانشین منتخب نامزد کیا اور اپنے تمام عرفانی علوم سے آپ کے سینہ کو منور اور ضروری ہدایت دے کر فرمایا کہ دیکھو مجھے الہاماً علم ہوا ہے کہ دنیا میں ایک طوفان عظیم آئے گا جو طوفان نوح کے نام سے موسوم ہوگا اگر تم اس وقت تک زندہ سلامت رہو تو میری نعش قبر سے نکال کر کشتی نوح میں رکھ دینا تاکہ بحفاظت رہے اور اگر اس سے پہلے ہی وقت آجائے تو اپنی اولاد کو بھی وصیت کر جانا۔ اس کے علاوہ تبلیغ دین خلق کے متعلق بھی بہت سی دعا پا کر کے رہگزائے عالم بقا ہوئے۔ ۹۱۲ سال عمر پائی (تفسیر جامع البیان جلد اول ص۹۸۰) علیہ الصلوٰۃ والسلام

قابیل و ہابیل

ہابیل حضرت آدمؑ کے تیسرے اور باطاعت فرزند تھے۔ قابیل دوسرا اور نافرمان بیٹا تھا جب اس نے باپ کے حکم سے نافرمانی کی اور حضرت آدمؑ نے دونوں بھائیوں کو حکم دیا کہ دونوں قربانیاں کر کے پہاڑ پر رکھ آؤ جس کی قربانی خدائے قدوس قبول فرمائے گا اسی سے اقلیما کی شادی کر دی جائے گی جو بہت حسین تھیں اور قابیل کے ساتھ پیدا ہونے کے باعث جن کی شادی اس وقت کی شریعت کے مطابق قابیل سے نہ ہو سکتی تھی ہابیل سے منسوب تھیں قابیل اسمیں مزاحم تھا۔

دونوں بھائیوں نے رضامندانہ قربانی کی ایک آتش سفید نمودار ہو کر ہابیل کی قربانی لے گئی قابیل کو کینہ اور بغض پیدا ہوا اور ہابیل سے کہنے لگا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔ تم اگر مجھ سے جھگڑا لڑائی کروگے تو میں ہرگز تم پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا آخر قابیل نے موقع پاکر شیطان کی تعلیم کے مطابق ایک پتھر مار کر ہابیل کو شہید کر دیا اور کوے کے بتانے پر زمین کھود کر لاش اس میں دفن کر دی۔ راز کھلنے پر حکم الٰہی ہوا کہ قابیل سے قصاص لو یہ سنتے ہی قابیل بھاگ کھڑا ہوا اور یمن پہنچ کر آتش پرستی اختیار کی۔ حضرت آدمؑ کو ہابیل کے قتل کا بہت صدمہ تھا۔

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت ادریسؑ بھی نبوت کے درجہ پر فائز ہیں۔ آپ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور ابھی تک زندہ ہیں چوتھے آسمان پر ہیں آپ کی تعلیم بھی توحید اور خالص توحید کی تھی؛ اس کے علاوہ روزہ نماز، زکوٰۃ اور غسل جنابت کی تعلیم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ دو چیزوں کی نیکیاں تین ہیں سخت غصہ میں تحمل سے کام لینا، تنگدستی میں خرچ کرنا اور قابو پاکر معاف کرنا فرماتے ہیں تین آدمیوں کے حقوق کی خاص طور سے حفاظت لازمی ہے بادشاہوں کی کہ بغیر اس کے دنیا تاریک ہے علماء کی کہ بغیر اس کے عقبیٰ سے محرومی ہے اور احباب کی کہ بغیر اس کے راحت مفقود ہے فرمایا مصیبت صبر اور امانت میں انکساری و تواضع اختیار کرنا چاہیئے حدیث میں آیا ہے کہ آپ اسقدر عبادت فرماتے کہ تنہا آپ کی عبادت اس وقت کی ساری مخلوق کے برابر سمجھی جاتی اور یہ کہ فرشتے بھی خدمت میں حاضر رہتے تھے عذاب آخرت اور قیامت سے بہت لرزاں و ترساں رہتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوحؑ کا تذکرہ صراحتاً قرآن شریف میں ۴۳ جگہ آیا ہے۔ قوم کی ایذا رسانیوں پر صابر تھے حضرت آدمؑ اور طوفان نوحؑ کے درمیان مورخین نے ۲۲۴۲ سال کا عرصہ بتایا ہے حضرت نوحؑ کی قوم میں بت پرستی شدت سے جاری تھی۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ان کے بت تھے یہ ان کو اپنا حاجت روا اور نفع نقصان کا مالک جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے حضرت نوحؑ کو مبعوث فرمایا حضرت نوحؑ نہایت فصیح و بلیغ صاحب عقل و حلم تھے (قصص القرآن مصری ص ۱۲)

آپ نے اپنی قوم کو خدا کا پیام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور میرے تابعدار رہو (سورۃ نوح - ۱) لیکن قوم نے کوئی توجہ نہ کی پھر آپ نے انکو خدا کے عذاب سے ڈرانا شروع کیا اسکا جواب قوم نے دیا: اے نوحؑ! تم ہم سے اب تک جھگڑتے رہے پس بہت جھگڑ چکے اب تم ہم سے کہو (عذاب) جس سے ڈراتے تھے اسے لے ہی آؤ اگر تم سچے ہو (سورہ ہود پ ۱۲) حضرت نوحؑ نے بڑی بہادری اور خوشامد سے کہ میں تو کوئی طاقت نہیں رکھتا ہوں میں تو خدا کا صرف پیامبر اور رسول ہوں تم لوگ ایمان لے آؤ لیکن

نے جواب دیا تم تو ہمارے ہی جیسے ایک آدمی ہو اگر خدا کو رسول ہی بھیجنا ہوتا تو کوئی فرشتہ بھیجتا (قصص القرآن مصری ص۱۶) غرضیکہ آپ ان کی ایذا رسانیوں کی پروا کئے بغیر رات دن تبلیغ میں مصروف رہتے فرمایا اے رب میں اپنی قوم کو رات دن دعوت دیتا رہا لیکن میرا بلانا ان کو اور دور کرتا اور نفرت ہی پر آمادہ کرتا رہا (سورہ نوح رکوع پ۲۹)

آخر میں حضرت نوحؑ نے جمال کا پہلو اختیار فرمایا اور ثواب اور جزا کی ترغیب دینی شروع کی مگر قوم نے سخت تکبر اور نفرت کا ثبوت دیا کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اوپر سے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کر بیٹھے اور اکڑے رہے (سورہ نوح - پ۲۹)

تبلیغ کی انتہا

جب حضرت نوحؑ اس سے بھی مایوس ہو گئے تو ان میں پکار پکار کر تبلیغ فرماتے اور ان کو الگ الگ ایک ایک کے گھر جا جا کر سمجھاتے رہے لیکن اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تب آپ نے دلائل اور براہین کا پیرایہ اختیار فرمایا اور فرمایا لوگو تم اپنے رب سے معافی چاہو وہ بہت بڑا بخشنے والا ہے تم پر آسمان سے مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تم کو باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا تمکو کیا ہو گیا کہ تم خدا کا اعتقاد نہیں رکھتے حالانکہ اس نے تمکو طرح طرح کی حالتوں سے پیدا کیا۔ تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے سات آسمان کیسے اوپر تلے بنائے اور چاند کو اس میں زمین کا نور بنایا ہے اور سورج کو چراغ ٹھہرایا ہے اور خدا ہی نے تمکو زمین سے پیدا کیا ہے پھر اسی میں تمکو لوٹا دیگا پھر اسی سے تمکو نکال کھڑا کرے گا اور خدا ہی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے تاکہ اس کے بڑے بڑے کشادہ راستوں میں چلو پھرو (سورہ نوح رکوع پ۲۹) لیکن ان سنگدلوں پر ان عظیم الشان دلائل اور تعلیمات کا بھی کوئی اثر نہ ہوا البتہ چند نیک دل اور خوش نصیب ایمان لائے جنکی تعداد اور روایات میں اسی آئی ہے اور پھر آخر اللہ پاک نے وحی فرمائی کہ اے نوحؑ جو ایمان لا چکے وہ لا چکے ان کے علاوہ یہ ہرگز ایمان نہ لائینگے تو آپ ان کے اعمال پر ہرگز رنج نہ فرمایئے (سورہ ہود رکوع پ۱۲) حضرت نوحؑ اپنی قوم پر نہایت شفیق و کریم تھے آپ نے اب خدا سے شکایت کی اور سارا ماجرا عرض کیا یوں اے میرے رب ان لوگوں نے میری نافرمانی اور ان کی تابعداری کی جو ان کے مال اور اولاد میں نقصان کے سوا کچھ نفع نہیں ہیں - وہ بڑی بڑی چالیں چلتے رہے (یعنی مجھکو اور میرے مومنوں کو قتل

کرنے کی کوئی مجال باقی نہیں چھوڑی) آپس میں کہنے لگے کہ تم لوگ اپنے اپنے بتوں وُدّ اور سواع
اور یغوث اور یعوق اور نسر کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑنا پروردگار انہوں نے بتوں کو گمراہ کر دیا تو اور انکو گمراہ
کردے (سورہ نوح پ ۲۹) پھر حضرت نوح نے یہ دعا کی کہ میرے پروردگار کسی کافر کو روئے
زمین پر بستا نہ رہنے دے اگر تو ان کو رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو
اولاد پیدا ہوگی وہ بھی گمراہ اور ناشکر گذار پیدا ہوگی اے میرے پروردگار مجھکو اور میرے ماں باپ
کو اور جو ایمان لا کر میرے گھر میں آئے انکو اور تمام ایماندار مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور ظالم
لوگوں کے لیئے اور تباہی بڑھا (سورۂ نوح رکوع آیت ۲۸ پ ۲۹) اللہ پاک نے ان کی دعا قبول
فرمائی اور ارشاد فرمایا نوح تو نگرانی میں ایک کشتی بنا اور اب ظالموں سے کوئی بات چیت نہ کر یقیناً
یہ سب غرق ہو جائینگے (سورہ ہود پ ۱۲) آپ نے حکم پاتے ہی اپنے مومنوں کو جمع کیا اور حکم باری تعالیٰ
سے خبردار کیا لکڑیاں اور سامان ضروری آبادی سے دور دراز مقام پر لا کر جمع کیا اور کشتی بننے لگی قوم
نے اب بھی مذاق سے پرہیز نہیں کیا کچھ لوگوں نے کہا دیکھا ابھی تک آپ رسول تھے اب آپ بڑھئی ہو گئے
کچھ لوگوں نے کہا دریا اور سمندر تو یہاں ہے نہیں کیا کشتی خشکی پر چلے گی یا ہوا میں اڑے گی حضرت
نوح نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا صرف یہ فرمایا آج اگر تم ہم سے مذاق کرتے ہو تو وہ وقت بھی آئے گا کہ
ہم تم سے مذاق کرینگے پھر معلوم ہوگا کہ کس پر رسوا کن عذاب آئیگا اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے (سورہ
ہود پ ۱۲) جب کشتی مکمل ہو گئی تو اللہ پاک نے وحی بھیجی کہ اے نوح آپ اپنے مومنوں اور
اہل و عیال سمیت کشتی میں بیٹھ جائیے اور مخلوقات کی ہر چیز میں سے جوڑا جوڑا لے لیجئے اور خدا کی
حکم کے منتظر رہئیے (قصص القرآن جلد ۱ ص ۱۹) پھر خدا کا حکم آ گیا اور تنور سے پانی ابلنے لگا اور آسمان
سے پانی کے دہارے بہنے لگے یہاں تک کہ ساری زمین پانی سے بھر گئی حضرت نوح نے کشتی کے پیچھے دیکھا
تو اپنے بیٹے کنعان کو جو کافر تھا دیکھا کہ وہ پانی میں غوطے مار رہا ہے آپ پر محبت پدری کا غلبہ ہوا اور
فرمایا اے میرے بیٹے تو کشتی میں آ جا اور کافروں میں شامل نہ ہو (سورہ ہود پ ۱۲) اس پر بیٹے نے جواب دیا
میں پہاڑ پر جو عنقریب ہے اس پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھکو پانی سے بچائے گا حضرت نوح نے فرمایا کہ آج خدا کے عذاب

سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر جس پر خدا رحم فرمائے اتنے میں پانی کی ایک موج آگئی اور دونوں کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ غرق ہوگیا (ہود ۴۳) حضرت نوحؑ بیقرار ہوکر پکار اٹھے اے میرے رب بلاشبہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور (میرے اہل کو نجات کا) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے اللہ پاک نے فرمایا نوحؑ وہ تیرے گھر والوں سے نہیں ہے وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تجھکو خبر نہیں ہے اس کا سوال ہی مجھ سے نہ کر میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں کہ تو نادان نہ بن حضرت نوحؑ نے عرض کیا اے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کی بابت سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو اور اگر تو مجھکو بخشے گا نہیں اور رحم نہ کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا (ہود ۴۷) تب اللہ پاک نے زمین کو حکم دیا کہ تو اپنے پانی کو نگل جا اور آسمانوں کو فرمایا تھم جاؤ پانی خشک ہوگیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی پہاڑ جودی پر ٹھہر گئی اور کہہ دیا گیا کہ بے انصاف لوگوں پر خدا کی لعنت ہو (۴۴ ہود) جودی پہاڑ نئی تحقیق کے مطابق الجزائر میں ایک بلند پہاڑ کا نام ہے (قصص القرآن ص ۹۵) پھر حکم ہوا کہ اے نوحؑ ہم ہماری طرف سے برکت اور سلامتی کے ساتھ جو تم پر اور تمہارے ساتھ کی جماعتوں پر نازل کی گئی ہیں اترآؤ (ہود ۴۸) اس کے بعد جب زمین کفر و شرک سے پاک ہوگئی حضرت نوحؑ مع اپنے مومن اہل و عیال اور مومنین کے زمین پر دوبارہ آباد ہوئے اور انہیں مقدس لوگوں کی نسل سے دوبارہ دنیا آباد ہوئی۔ یہ واقعہ حضورؐ سے ۳۰۴۴ سال پہلے کا ہے حضرت نوحؑ نے نو سو پچاس سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ آپ کا ذکر سورہ آل عمران ۳۳-۳۴۔ نساء ۱۶۳۔ انعام ۸۴۔ اعراف ۵۹۔ ۶۴۔ یونس ۷۱۔ ہود ۲۵۔ ۳۹۔ انبیاء ۷۶۔ ۷۷۔ فرقان ۳۷۔ شعراء ۱۰۵۔ ۱۲۲۔ عنکبوت ۱۴-۱۵۔ صافات ۷۵۔ ۸۲ سورہ نوح ۲۸۔ قمر ۹۔ ۱۶ مومنون ۲۳۔ ۳۱ مومن ۵-۶ میں آیا ہے ـــ ان قرآنی واقعات میں ہمارے لئے بڑے ہی سبق ہیں یہاں نجات اور کامیابی صرف اس کے لئے ہے جو نیک ہوا اور اس

حضرت ہود علیہ السلام

آپ زبردست پیغمبر گذرے ہیں آپ کا ذکر قرآن شریف میں متعدد مقامات پر آیا ہے خصوصاً سورہ اعراف ۶۵-۷۲ سورہ ہود ۵۰-۶۰ سورہ الشعراء ۱۲۳-۱۴۰ میں قدرے تفصیل سے موجود ہے آپ قوم عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے جو یمن اور احقاف کے درمیان آباد تھی

ان کی ترقیوں اور عظمتوں کی خود قرآن نے گواہی دی ہے فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ	۶	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے قوم عاد کو ان کی
اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِىْ لَمْ يُخْلَقْ	۷	کفران نعمت اور بداعمالیوں کا کیا سخت بدلہ
مِثْلُهَا فِى الْبِلَادِ	۸	یہ قوم اتنی ترقی یافتہ اور طاقتور تھی جس کی دنیا میں نظیر

آخر اس فراوانی عیش و مسرت نے اس قوم کو بھی شکر گذار رہنے کے بجائے کفر و الحاد میں مبتلا کر دیا۔
حضرت ہودؑ کسی غیر قوم اور غیر قبیلہ سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ اسی قوم کے ایک برگزیدہ
بزرگ فرزند تھے جن کا شجرہ نسب ماہرین انساب نے ہود بن عبداللہ بن رباح بن جلود بن عاد
ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام مصروف تبلیغ و ہدایت ہوئے اور مسلسل پچاس برس تک انہیں
اور سمجھاتے رہے۔ قوم عاد اس وقت تیرہ بڑے کثیر التعداد اور متمدن قبائل پر مشتمل تھی اور
ترقی و تہذیب اور طاقت و دولت پر اس درجہ مغرور تھی کہ اس پر مطلقاً اثر نہ ہوا۔ اور اس علم کے
باوجود متاثر نہ ہوئی کہ اسی قسم کی ناسپاسیوں نافرمانیوں اور نخوتوں کی بنا پر قوم نوح تباہ ہو
چکے (۱۳۰۰) برس سے زیادہ مدت منقضی نہیں ہوئی ان کی ہر نصیحت اور ہدایت کا جواب
طرف سے نفرت و حقارت کی صورت میں ملتا رہا۔ کہتے کہ:۔

مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِىْ	۵۳	ہم محض تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو کیونکر چھوڑ دیں
اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ		حالانکہ تم کوئی دلیل تو لائے ہی نہیں نہ ہم ایمان لائیں

جب حضرت ہود علیہ السلام دلیل نبوت کے طور پر کوئی معجزہ دکھاتے تو بے تکلفی سے
دیتے کہ یہ تو شعبدہ کاری اور جادوگری ہے فلسفیانہ دلائل دیتے تو انہیں نہ مانتے۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ		اور کہتے ہم سمجھ گئے ہیں کہ ہمارے بعض خداؤں نے
اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ	۵۴	ناخوش ہو کر تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے کیونکہ تم انہیں برا بھلا کہتے ہو

نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ کے قتل کی سازشیں ہونے لگیں اور لوگوں نے آپ کو ٹھکانے لگانے
کا تہیہ کر لیا قبیلہ بنی لقمان کے افراد ایمان لے آئے تھے گو وہ ان کا ایمان چھپائے ہوئے تھے اور قوم

بھی بیان کر دیا آپ کو اس قوم کی اس ناسپاسی پر بہت غصہ آیا اور ان کا ناشکرا پن گراں گذرا اور بہ ضرور قوم کے لیئے بد دعا کی جو خدا کی سنت ہے خدا اس کی سنتا ہے یقیناً سنتا ہے فوراً ہی سنتا ہے دعا قبول ہوئی اور بارش کا سلسلہ بند ہو گیا شدت کا قحط پڑا مسلسل تین سال تک آسمان سے پانی کی ایک بوند نہ گری۔ تمام چشمے تالاب اور دریا خشک ہو گئے فصلیں سوکھ گئیں باغات ویران ہو گئے اونٹ اور بکریاں کثرت سے مرنے لگیں چوپاؤں کی زندگی کا کوئی سہارا نہ رہا۔ انسان پریشان و بدحواس ہو گئے یہ سب کچھ اختیار میں تھا لیکن بارش پر کوئی زور نہیں چل سکتا تھا قوم کی قوم جو مصیبت میں مبتلا ہوئی تو حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی حالت پر رحم آگیا اور فرمایا

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ	دیکھو اب بھی باز آؤ اپنی بداعمالیوں کی معافی مانگو اللہ سے توبہ کرو کہ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ ارحم الراحمین

ہے تم پر کرم فرمائیگا۔ بارش برسائیگا اور تمہیں قوت و توانائی عطا کریگا۔

اس نصیحت کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا قدرت نے انھیں توبہ و استغفار کا کافی موقعہ دیا لیکن انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور اب بھی متنبہ نہ ہوئے۔ (تفسیر المنار جلد ۴ صفحہ ۱۲۴)

قوم عاد کی عبرتناک تباہی آخر جب ڈھیل انتہا کو پہونچ گئی تو آسمان پر ایک سیاہ ٹکڑا اٹھا پھر اس سیاہ ٹکڑے نے گھٹا کی صورت اختیار کر لی پھیل گیا اور بڑھتے بڑھتے اس قوم کے تمام علاقوں پر مسلط ہو گئی لوگوں کی جان میں جان آئی انسانوں کے انبوہ کے انبوہ اس ابر سیاہ کو مستانہ وار افق سے اٹھتا ہوا دیکھ کر گھروں سے باہر آ گئے اور ان کے قالب میں مسرت کی برقی لہریں دوڑنے لگیں حضرت ہود نے فرمایا

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ	کمبختو تم جس کی طرف دوڑ رہے ہو اس میں ہوا کے سوا کچھ بھی نہیں یہ اللہ کا خوفناک عذاب ہے۔

آپ برابر انہیں متنبہ کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ لوگ اب بھی سمجھ جائیں تو کیسے خدا کے سامنے گڑگڑائیں۔ وہ غفور الرحیم اور رؤف بالعباد ہے انھیں ضرور معاف کر دیگا ان پر سے یہ عذاب ٹل جائیگا لیکن ان کے قلوب سنگ ہو گئے تھے سیاہ کاریوں نے دل کو زنگ آلود کر دیا تھا

کچھ یوں ارشاد فرمایا ہے:

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ	ہم نے قوم عاد پر ہوا کو مسلط کر دیا جس نے اپنی تباہ کاریوں کے گرداب میں اسے لے لیا اور ہر

چیز کو برباد کر کے رکھ دیا اس طرح کہ ان کی ہڈیاں تک چورا چورا اور ریزہ ریزہ ہو گئیں یہ ہوا بارانِ رحمت لانے والی نہ تھی وہ ابر سیاہ نہ تھا بلکہ ان کی تباہی کا پیغام تھا۔ یعنی وہ تمام آسمان پر محیط ہوا ہے اس کے اندر سے ہوا نکلی اتنی شدید اتنی تند کہ انسان تو انسان اس نے پتھروں کو بھی اڑا اڑا کر پھینکنا شروع کر دیا ممکن نہ تھا جو کوئی ایک لمحہ بھی اس کے طوفانی جھونکوں میں کھڑا رہ سکے لوگوں کو اٹھا اٹھا کر پٹخا اور ایسا پٹخا کہ ہڈیاں چور چور اور جسم پاش پاش ہو گئے باہر تو نکلنے کی تاب ہی نہ تھی لوگ خوف زدہ ہو کر تہ خانوں میں گھس گئے وہاں بھی عذاب الٰہی نے انہیں نہ چھوڑا جو جہاں تھا وہیں اٹھا کر پٹخ دیا گیا بڑی بڑی سنگین اور مستحکم و مضبوط عمارتیں سرنگوں ہو گئیں اور ان کا ملبہ اڑ کر کہیں سے کہیں پہنچ گیا بڑی بڑی شاہراہیں اور شہر کے چوک لمبے اور چوڑے ریت سے پٹ گئے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے فصلیں تباہ ہو گئیں باغوں اور سبزہ زاروں کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تباہ ہونے کو سب ہی کچھ تباہ ہو گئے پھر بھی سات شبانہ روز ہوا الٰہی اسی شدت اور طوفانی تھپیڑوں کے ساتھ چلتی رہی جس سے دنیا کی اس عظیم الشان اور متمدن قوم کی ثروت و حشمت کا نام و نشان تک مٹ کر رہ گیا اور اس کے بعد جو دیکھا تو دور دور تک چٹیل میدان پڑے تھے اور ریت کے ٹیلوں کے سوا اور وہاں کچھ بھی نظر نہ آتا تھا نہ ان کی [illegible] نہ انسان تھا اور نہ کوئی پرندہ ایک ہُو کا میدان دکھائی دیتا تھا۔ آپ بچا لئے گئے اور آپ کے ساتھی بچا لئے گئے اور زندہ رہے۔ (تفسیر [illegible])

طوفانِ باد جہاں جہاں تک قوم عاد کے آثار پھیلے ہوئے تھے وہاں تک کچھ بھی نہ بچا گویا یہ طوفان باد [illegible] ایک ہفتہ مسلسل رہا آج بھی [illegible] جو کسی زمانے میں دنیا کا حسین اور سرسبز و زرخیز [illegible] مغرب [illegible] ایک بے آب و گیاہ [illegible] آثار قدیمہ [illegible]

کر دیا ہے جس سے زمین کی گہرائیوں میں کچھ شکستہ مگر نقش و نگار سے آراستہ عمارتیں برآمد ہوئی ہیں اور کچھ ایسی اشیاء بھی برآمد ہوئی ہیں جس سے اس مغضوب قوم کی تہذیبی عظمت پر ہلکی سی روشنی پڑتی ہے اور دنیا والوں کو بے ثباتی عالم کا نہ بھولنے والا سبق بھی ملتا ہے۔ (قصص القرآن مصری ص۲۲۳)

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالحؑ کا ذکر سورۃ ہود ۶۱ تا ۶۸، اعراف ۷۳ تا ۷۹، شعراء ۱۴۱ تا ۱۵۹، نمل ۴۵ تا ۵۳، قمر ۲۳ تا ۳۱ و شمس ۱۱ تا ۱۵ میں آیا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام بہت نیک سیرت، بہت عابد اور بڑے زاہد پیغمبر گذرے ہیں عبادت و طاعت میں بہت انہماک تھا اور قوم سے بہت ہمدردی رکھتے تھے اور اسے برابر سمجھاتے رہتے تھے کسی کے ساتھ سختی سے پیش نہ آتے تھے لیکن آپ کو جس قوم سے واسطہ پڑا تھا وہ بہت سخت اور گمراہ تھی یہ قوم تاریخ میں قوم ثمود کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق تفصیل کے ساتھ کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ اسے کتنی عظمت اور کتنا اقتدار حاصل تھا البتہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ قوم بھی بہت دولتمند تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ہر قسم کی آسائشیں اور راحتیں مہیا کر دی تھیں ان کی نسل نے بھی بہت فروغ پایا تھا اور دور دور اس کے قبائل اور افراد تک آباد تھے جنہیں دولت و ثروت اور اقتدار و عشرت سب حاصل تھا۔ آخر میں یہ بھی دولت کے اقتدار کے نشہ میں سرشار ہو کر خدا کو بھول گئے بت پرستی کرنے لگے اور ظلم و زیادتی پر کمربستہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک کسی قوم کو تباہ نہیں کیا جب تک کہ حجت پوری نہ کر لی اور اسے نشیب و فراز نہ سمجھا دیا چنانچہ اس نے اسی قوم کے ایک بزرگ انسان حضرت صالحؑ کو تاج نبوت عطا کر کے ان کی ہدایت و رہنمائی پر مامور کیا بہت سمجھایا۔ برسوں سمجھایا مگر مائل ہونے کے بجائے ان کی غفلت و بدمستی میں اور اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ دشمن ہو گئے اپنی قوم ہی کے ایک فرد ہونے کی وجہ سے بظاہر تو کچھ نہ کہتے مگر غیبت میں برابر برا بھلا کرتے رہتے۔ (تفسیر مظہری ص۱۱۵)

اونٹنی کی تخلیق | آخر سب اس پر متفق ہو گئے کہ اگر حضرت صالحؑ برابر والے پہاڑ سے ایک دس ماہ کی حاملہ اور قد آور اونٹنی پیدا کر دیں جس کے بطن سے کچھ عرصہ کے بعد اسی قد و قامت کا بچہ پیدا ہو۔ تو وہ اس معجزے کو دیکھ کر آپ کو نبی اور منزل من اللہ سمجھنے لگیں گے اور ایمان لے آئیں گے

آپ نے دعا کی اور امر الٰہی کے مطابق پہلے ایمان لے آنے کا عہد و پیمان لے لیا۔ اس کے بعد آپ سب کو ساتھ لیکر پہاڑ کے قریب پہونچے سب کے سامنے اللہ سے دعا کی جس کے بعد فوراً پتھروں کے اندر سے حاملہ کی طرح کراہ کی ایک آواز پیدا ہوئی پھر پہاڑ پھٹا اور اس کے اندر سے سب کے سامنے ایک قد آور اور بہت بڑی اونٹنی نمودار ہوئی اسے دیکھکر اس وقت تو قوم ثمود متحیر ہوئی انگشت بدنداں رہ گئی اور تمام اطراف و رؤسا بھی متعجب ہوئے پھر جب اس کے شکم سے ایک بچہ بھی اسی قامت وقد کا پیدا ہوا تو ایک رئیس جندع بن عمر اسی وقت ایمان لے آیا اور بہت سے رؤساء کے قلوب یہ معجزہ دیکھکر آپ کی صداقت کے معترف بھی ہو گئے لیکن دلوں میں کفر کے نشانات مستحکم ہو گئے تھے بتوں کی محبت راسخ ہو گئی تھی۔ شہر میں جو ایک عظیم الشان بتخانہ بنا ہوا تھا۔ اس کے ابلیس صفت پجاریوں نے اپنے اقتدار مذہبی کو خطرے میں پاکر کہنا شروع کر دیا کہ یہ ایک جادو اور بہت بڑی شعبدہ کاری ہے اور بس اس پر پھر سب گمراہ ہو گئے۔ (تاریخ الامم جلد اول ص ۸۰)

اونٹنی کا قتل

قبیلہ رؤسا میں ایک متمول بڑھیا بھی تھی جس کے پاس بکثرت مواشی تھے اس سنادر ایک اور مالدار عورت دونوں نے اس کا قصہ پاک کر دینے کا تہیہ کیا سب شریک مشورہ ہو گئے بڑھیا کی متعدد زہرہ جبیں اور پر جمال بیٹیاں بھی تھیں ان سے شادی کے وعدے پر انہوں نے چند اشخاص کو اس کے مخفیہ طریق پر مار ڈالنے پر آمادہ کر لیا چنانچہ انہوں نے تیروں سے زخمی کر کے اسے ٹھکانے لگا دیا بچہ بھاگ کر پہاڑوں میں غائب ہو گیا اس پر قوم نے خوشی منائی تھی حضرت صالح نے جو یہ سنا تو آپ کو بہت افسوس ہوا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا لیکن تم نے خود اپنی تباہی کو آپ دعوت دی۔ آپ نے پھر پیام الٰہی سنا دیا۔

تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ۔ ترجمہ: اب تم پر یقیناً عذاب الٰہی نازل ہوگا اور اس دنیا میں صرف تین روز اور زندہ رہ سکو گے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے روز سرخ ہو جائیں گے اور تیسرے روز سیاہ اور گوشت پھٹنے لگے۔ آپ یہ فرما کر
...... اور اب قصہ تمام سازگار پاکر راتوں رات اپنے پیروؤں کو لیکر فلسطین کی طرف نکل گئے

آفتاب بلند ہوتے ہی آسمان سے کڑک اور گرج کی وہ ہیبتناک آواز مسلسل آنی شروع ہوئیں
کہ ان کے جگر پاش پاش اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ | پس آگھیرا ان کو کڑک نے پس انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ اوندھے گرے ہوئے تھے۔ قوم کی قوم آن کی آن میں تباہ ہو گئی مکان بھی پھٹ کر منہدم ہو گئے اور شہر کھنڈر بن گئے حضرت صالحؑ نے واپس آ کر ان کی تباہی پر آنسو بہائے

يَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام

آپ کا ذکر بھی قرآن لبریز ہے سورہ اعراف ۸۰، ۸۴ نمل ۵۴، ۵۸ انبیاء ۷۴، ۷۵، ۸۶، وغیرہ ۲۶ مقامات پر آیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے تورات کے مطابق تارخ آزر کے تین فرزند ہوئے۔ ابراہیمؑ، ناحور اور ہاران۔ حضرت ابراہیمؑ کے یہاں متعدد بیویوں سے حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ کے علاوہ مدین، مدان، نقشان، سبوح، زمران اور شوح وغیرہ سات بیٹے پیدا ہوئے لیکن ہاران کے صرف ایک ہی بیٹے حضرت لوطؑ پیدا ہوئے مگر کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد اول ص۱۷۲)

قوم لوطؑ کی گمراہی و سرکشی

اس عہد میں مؤتفکہ ایک شہر اور زرخیز خطہ ارض کا نام تھا جو پانچ بڑے آباد اور عظیم الشان شہروں اور ان کے بکثرت مضافات پر آباد تھا۔ ہر شہر اپنی خوبی، عظمت اور کثرت آبادی کی بنا پر شہرت عظیم رکھتا تھا اور زر و جواہر سے لبریز تھا۔ اللہ نے اس خطہ کو ہر قسم کی نعمتوں و برکات سے لبریز کر رکھا تھا پر فضا چمن دلکش سیرگاہیں سر بفلک عمارتیں خوشنما ہری بھری کھیتیاں شاداب باغات غرض آرام راحت و آسائش صنعت و تجارت اور ضروریات زندگی غرض ہر چیز موجود تھی اور بکثرت موجود تھی کچھ عرصہ تک تو یہ لوگ ہدایت ہی کے پابند اور اللہ کے شکر گزار رہے اس کے بعد گمراہیوں اور ظلمتوں میں مبتلا ہو کر عقائد کو قبول کر گئے اغلام معصیت خلاف وضع فطری ان کی خصوصیت بن گئی ساتھ ہی بے حیائی ان میں پھیل گئی۔ عورتوں اور بیویوں کی طرف التفات ہی معدوم ہو چلا اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لیے مقرر کیا جو عرصہ سے انہیں غضب الٰہی سے ڈراتے اور گزشتہ قوموں کی عبرت سناتے رہے لیکن انہوں

نے آیت سنی کوئی پرواہ نہ کی اور کہنے لگے۔

فَاْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝	اگر تو سچا ہے تو ہمارے اوپر اپنے اللہ کا عذاب نازل کرا۔

وہ آوازے کستے مذاق اڑاتے نوبت یہاں تک پہونچی کہ آپ کو ستانے اور اذیت پہنچانے لگے پھر جب باز ہی نہ آئے اور حجت تمام ہوچکی تو باری تعالیٰ نے سنت الٰہیہ کے مطابق تباہ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کی بارگاہ سے چار فرشتے ان کی تباہی پہ مامور ہوئے چاروں انسانی صورت میں موتفکہ جاتے ہوئے اثنائے راہ میں حضرت ابراہیم کے یہاں ہی مقیم ہوئے۔ ان کی مہمانداری تو شہرت عام حاصل کرچکی تھی ضیافت کا بڑا اہتمام کیا لیکن آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب دسترخوان ان کے سامنے بچھایا گیا تو انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا۔ انہیں اس سے اس لئے اندیشہ پیدا ہوا کہ اس زمانہ میں دستور تھا کہ جسے نقصان پہونچانا ہوتا تھا اس کے یہاں کھانا نہ کھاتے تھے ملائکہ نے اس اندیشہ کو محسوس کیا۔ اور آپ سے عرض کی۔ گھبرایئے نہیں ہم آپ کے دشمن نہیں آپکو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں آئے فرشتے ہیں اور بارگاہ الٰہی سے موتفکہ والوں کی تباہی پہ مامور ہوئے ہیں۔

تحفظ مہمان لوگوں کو کوئی ڈر تو تھا نہیں یہ سنتے ہی دشمن اشقیا حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں چل پہنچے اور دیکھتے ہی کہنے لگے کہ انھیں ہمارے حوالہ کر دیجئے آپ بہت گھبرائے پریشان ہوئے بہت سمجھایا اور بہت رد کا جب یہ مردودان ازل کسی طرح نہ مانے تو آپ نے ان سے یہاں تک فرمایا

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ	نہیں مانتے تو میری لڑکیاں موجود ہیں خوبصورت ہیں پارسا ہیں ان سے نکاح کر لو اللہ سے ڈرو اور مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی نیک نہیں بولے تجھے تو خود علم ہے کہ تمہیں تیری

لڑکیوں کی طرف کوئی میلان نہیں۔ تو تو ہماری عادتوں اور خصلتوں کو بھی خوب سمجھتا ہے۔
آپ نے مہمانوں کو بچانے کے لئے جو کر سکتے تھے وہ کیا انتہائی کوشش کر دی لیکن یہ ماننے ہی نہ تھے نہ

مہمانوں کو ان کے سپرد کر سکتے تھے نہ انہیں اپنے یہاں سے ان کی خواہشات کے مطابق نکال سکتے بڑے سخت کشمکش میں مبتلا تھے۔

آسمان سے پتھر برسے حضرت لوط علیہ السلام کو یہ سنکر قدرتاً تشویش پیدا ہوئی اور ہونی چاہئے تھی انہوں نے یہ دیکھکر آپ سے عرض کی

إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ ۔

گھبرایئے نہیں ہم فرشتے ہیں آپکے رب ہی کی طرف سے آئے ہیں اور ان سے بچالینے ہی کے لئے آئے ہیں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچنے دیں گے اور صبح ہونے سے پہلے ہلاک کر دیں گے۔

حضرت لوط علیہ السلام یہ سنکر گو مطمئن ہوئے اور پھر رات گذرنے پر اپنے خاندان کو لیکر عازم شام ہوئے فرشتے آپکے ساتھ ہی تھے سرحد سے پار ہوتے ہی انہوں نے تختہ پلٹ دیا۔ آن کی آن میں تمام سر بفلک عمارتیں باغات مواشی اور انسان ختم ہو کر یہ پورے کا پورا خطہ کھنڈروں کا ایک عبرتناک ڈھیر بن گیا ساتھ ہی اوپر سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی جس سے ان لوگوں کو بھی جو اتفاق سے باہر تھے بچ گئے تھے مضافات میں تھے وہ بھی موت کی نذر ہو گئے اور کوئی ایک متنفس بھی اس بربادی پر آنسو بہانے کو باقی نہ رہا

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

جب ہمارا عذاب ان پر نازل ہوا تو ان کے اعالی اسافل بن گئے اور سب نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ آپ اور آپکے مومن فلسطین چلے گئے تھے (تفسیر الوسی جلد ۵ صفحہ ۵۷۱) علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا || کہ تیرے زمان و مکان اور بھی ہیں

(حضرت ابراہیم علیہ السلام)

حضرت ابراہیم کے ذکر مبارک سے سارا قرآن شریف بھرا ہے اور ۶۹ جگہ تفصیل سے ذکر آیا ہے جس سے قرآن ہی سے آپ کی مستند ترین سیرت مرتب ہو سکتی ہے آپ کی عظمت شان اور جلالت مرتبہ کا اس سے اندازہ فرمایئے کہ ہمارے حضور کو حکم ہوتا ہے واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا (ف) ۲۶ ہے اور آپ ابراہیم جو حنیفاً یوسف الاتھا کے دین کی پیروی کیجئے آپکی زندگی میں ہمارے لئے بڑے سبق ہیں قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم (سورۃ ممتحنہ پ ۲۸)

پایہ تخت بابل | آپ کے واقعات کی قدرے تفصیل ملاحظہ ہو آپ بابل والوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے
گئے تھے۔ شہر پناہ کے اندر ۲۲۵ مربع میل کے فاصلہ پر انتہائی دلفریبیوں اور آرائشوں اور ہنر مندیوں
کے ساتھ بابل آباد و تعمیر کیا گیا تھا اس میں ۱۵ میل طویل ۱۵ میل عریض اور ۲۵۰ فٹ بلند شہر پناہ میں ایک
فاصلہ پر پاس پاس کر کے سو پھاٹک تیار کئے گئے تھے جس میں ٹھوس برنجی پٹ چڑھے ہوئے تھے ہر پہلو پر
۲۵ پھاٹک تھے جن سے سڑکیں نکل کر بجوار مستقیم مقابل پھاٹکوں تک جاتی تھیں ان سڑکوں کے تقاطع
سے شہر کے اندر خود بخود برابر کے مربع قطعات پیدا ہو گئے تھے اور اس طرح بابل پورے کا پورا (۴۲۱)
جدا جدا ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا تھا ہر ٹکڑہ بجائے خود ایک مستحکم قلعہ کی حیثیت حاصل کر گیا تھا عسکری و
حربی مقاصد و حفاظت کے لیے شہر پناہ کی اس اعجوبہ روزگار کے اوپر ساری فصیل سے ڈھائی سو خوبصورت
اور مستحکم بالشان برج بھی تعمیر کیے گئے تھے جن میں رات دن مسلح فوجی جوان متعین رہتے تھے اور ایک چھوٹی سی
فوج اس دیوار پر برابر گشت لگاتی رہتی تھی۔ (ابن خلدون ص۱۷)

پیدائش | الٰہی بشارت نوازیوں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت سیدنا
ابراہیمؑ کو مبعوث فرمایا لیکن آپ کی پیدائش بعثت بھی ایک زندہ مثال تھی آپ کا سلسلہ نسب بھی حضرت
سام بن نوحؑ ہی پر جا کر ختم ہوتا ہے آپ کے اجداد میں فالغ بن عابر کے وقت تک توحید کی شمعیں
پوری آب و تاب کے ساتھ روشن رہیں مگر فالغ کا بیٹا ارغو مشرک ہو گیا جس کا پوتا ناحور آپ کا دادا تھا
آپ کے باپ تارخ آزر بھی پیشوائی کا منصب بھی رکھتے تھے بت تراشی میں بھی کمال حاصل تھا اور دربار
نمرود میں بڑا اثر و رسوخ رکھتے تھے یہ ان کا اثر و رسوخ ہی تھا جو انہیں محل نمرود میں شاہی بتخانہ کی چابیاں
رکھتا تھا داروغہ مقرر کیا گیا۔ آپ کی والدہ نے پہلے تو حمل کو بہت چھپایا کیونکہ باپ کا تو سب سے بڑا منجم
کی کہ اس آخری عمر میں تو حمل ٹھہرا بارآور ہونے کا وقت آیا ہے [illegible] ضائع ہو جائے گا ضرور ہے
کہ یہ دیکھ [illegible] نمرود ہلاک کر دیا جاتا ہے [illegible] سب کا حمل [illegible] امداد [illegible]
والے بچہ کو قتل [illegible] [illegible] راضی ہو گیا [illegible] شہر کے باہر ایک غار
مقفل [illegible] [illegible] عورتوں کی طرح آپ کا حکم [illegible] تھا.....

کچھ عرصے بعد اختفا کسی کو پتہ بھی نہ چلا حضرت ابراہیمؑ اسی غار میں پیدا ہوئے اور ماں وہیں گھاس پھوس سے چھپا کر واپس چلی آئیں۔ (روح المعانی مولفہ علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی ۱۲۷۰ھ جلد ۴ ص ۳۲۳)

غار بابل میں تعلیم توحید ماں غروب آفتاب کے بعد ایک راز دار کنیز کو ساتھ لیکر غار میں دودھ پلا آتیں آپ شکم ہی میں ذہن و عقل سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ بچے ہی تھے غار میں لیٹے ہوئے اپنی فطری ذہانت سے مصروف غور و خوض ستارہ مشتری کو دیکھا زبان پر بے ساختہ آیا ھٰذَا رَبِّي یہی میرا پروردگار ہے کچھ دیر میں غروب ہوا تو فرمایا لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ میں فانی اور چھپ جانے والی ہستیوں سے محبت نہیں کر سکتا یہی صورت چاند اور سورج کے طلوع و غروب پر پیدا ہوئی اور آخر میں کہا کہ رب قدیر کی یہ شان نہیں ہو سکتی رب وہی ہے جو نقصانات و نقائص سے بالکل مبرا ہے اور میں اسی کی پرستش کرونگا وہی دنیا کو پالتا اور پرورش کرتا ہے کچھ دنوں بعد آپ شہر میں چلے آئے۔ آزر بت تراشی میں درجہ کمال رکھتے تھے اور ان کے تراشے ہوئے بت بازار میں بڑی قیمت پاتے تھے انہیں فروخت کے لیے بت دیئے جاتے تو آپ بازار میں آواز لگاتے مَنْ يَشْتَرِي مَا لَا يَضُرُّهُ وَلَا يَنْفَعُهُ یعنی کوئی ہے جو اپنی جیب سے پیسہ نکال کر اس سے ایسی چیز خریدے جو اسے نہ نقصان پہونچا سکتی ہے اور نہ فائدہ رسانی پر قدرت رکھتی ہے۔

نبوت عمر جوں جوں بڑھتی جاتی ذکر الٰہی اور مراقبۂ الٰہی میں کثرت ہوتی جاتی آپ اسی غار میں منہمک عبادت رہتے اور معرفت الٰہی سے سرشار

وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ	اس طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین اور ان کی ہر چیز کا مشاہدہ کرا دیا تاکہ اسے ہماری قدرت کاملہ کے متعلق پورا یقین ہو جائے

اور ایمان میں پختگی آجائے۔ اور ایک عرصہ تک آپ اسی غار میں روحانی مراحل طے ہولیں تو وہیں آپکو خلعت نبوت عطا ہوا اور آپ علم لدنی کے ماہر و فاضل کی حیثیت دنیا کے سامنے آئے (البحر المحیط اثیر الدین اندلسی متوفی ۷۴۵ھ جلد ۴ ص ۱۶۵)

تبلیغ و دعوت یَا قَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

لوگو! تم جنھیں اپنا رب اور پروردگار بنا کر شرک کا اظہار کر رہے ہو میں تو اس سے بریت و نفرت کا اظہار کرتا ہوں اور سب سے ٹوٹ کر اور سب کٹ کر اسی کے سامنے سر جھکاتا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کیے ان لوگوں میں شامل نہیں ہوں جو مشرک ہیں اور اس کی ذات و صفات میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ مجمع میں ایک سناٹا چھا گیا آزر دم بخود رہ گیا ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا یہ آپ کی پہلی تبلیغی کامیابی تھی (جامع القرآن تلخیص متون تفسیر جلد ۴ صفحہ ۳۲) اس شکست نے شہر بھر میں ہیجان پیدا کر دیا شہرت ہوگئی تبلیغ و مباحث کا سلسلہ شروع ہو گیا لوگ اکثر قبول کرنے اور خفیہ طور پر دین ابراہیمی میں داخل ہونے لگے اس کے بعد برابر اس قسم کے جلسے ہونے لگے اور جمہور عوام کو متاثر دیکھ کر بعض جماعت نے آپ سے پوچھا کہ تو بتاؤ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو آیا وہ حقیقت مبنی ہے اور تم کوئی نیا دین تو لے کر نہیں آئے یا محض مذاق ہے قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ آپ نے سنجیدگی کے ساتھ فرمایا: جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ درحقیقت خدا نہیں ہیں تمہارا خدا تو وہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور یہی میرا ایمان ہے اور میں اسی کی تبلیغ کرتا ہوں قَالَ بَلْ رَّبُّکُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

شاہی بتخانہ اس کے بعد اور تو کچھ ہو نہ سکا یہی تدبیر سوجھی کہ آپ کو ایک دفعہ بتوں کی شان کا درس عید کے دن بتخانہ شاہی میں بہت آراستہ کیے گئے تھے تو بتخانے سے انکار کردیا مگر ان کی بے غیبت میں کسی کا ہاتھ اور کسی کی ناک توڑ کر بڑے بت کے شانہ پر تبر رکھ دیا اور سب کے سامنے کا کھانا بھی اٹھا کر اسی کے سامنے ڈھیر لگا دیا لوگ جو میلے سے شریک ہو کر آئے تو بتوں کی یہ حالت دیکھ کر سخت غضبناک ہوئے شک آپ پر شبہ گیا بلا پوچھا تو آپ نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا مجھے تو یہ حرکت اس بڑے بت کی معلوم ہوتی ہے غالباً حرص میں اسی نے یہ شرارت کی ہے دیکھو کلہاڑا بھی اسکے شانہ پر رکھا ہے اگر یہ بتا سکیں تو انہی سے پوچھ لیجئے۔

دربار نمرود میں آل نمرود شاہی بتخانہ کا معاملہ معمولی بات نہ تھی گرفتار ہو کر دربار نمرود میں پیش

وہ دربار جہاں بڑے بڑے شجاعوں کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور بڑے بڑے فرمانروا پہنچتے ہی بالعموم سر بسجود ہو جاتے تھے آپ وہاں بے تکلفانہ گئے نہ کوئی گھبراہٹ تھی نہ آپنے سجدہ کیا پورے اطمینان سے باتیں کیں وہی بت خانہ والے سوال ہوئے اور وہی جوابات دیئے اور جب کہا نہیں سچ سچ بتاؤ تو فرمایا:۔

اگر واقعی تمہارے یہ بت بول نہیں سکتے ہیں تو معبود حقیقی کے علاوہ جنکو تم پوجتے ہو وہ تمکو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے تم پر افسوس ہے کیا تم غور نہیں کرتے (قرآن حکیم) یہ سنکر نمرود نے کہا تمہارا خدا کون ہے فرمایا وہ جو جلاتا اور مارتا ہے بولا یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں پھر دو پھانسی کے مجرموں کو بلا کر ایک کو چھوڑ دیا ایک کو مار دیا تب آپنے فرمایا میرا رب تو سورج پورب سے نکالتا ہے تو تو پچھم سے نکال لا یس وہ ششدر رہ گیا (قرآن حکیم) اس مناظرہ سے دربار میں ایک سناٹا چھا گیا اور نمرود کی سخت ذلت ہوئی (مفاتیح الغیب رازی متوفی ۶۰۶ھ جلد ۳ ص ۱۰۴)

آگ کا امتحان جب نمرود کی کچھ پیش نہ چلی تو اس نے ایک زبردست آگ میں آپکو منجنیق کے ذریعہ سے ڈلوا دیا لیکن آپنے اس موقع پر بھی خدا کی یاد نہ چھوڑی تب خدا نے اس آگ کو آپکے لیے باعث سلامتی اور نمونہ فردوس بنا دیا (جامع البیان طبری متوفی ۳۱۰ھ جلد ۹ ص ۱۹۰) اس کے کچھ دنوں بعد نمرود ایک تکلیف دہ عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گیا روضۃ الاصفیاء میں ہے کہ مچھر کے عذاب سے ہلاک ہوا (روضۃ الاصفیاء جلد اول ص ۵۲)

ہجرت پھر آپکو کلدان سے کنعان کی طرف ہجرت کا حکم ہوا اسوقت آپکی عمر ۷۵ سال کی تھی کنعان سے مصر گئے آپ کی بیوی حضرت سارہ ساتھ تھیں یہ شاہ کنعان کی لڑکی تھیں مصر کا بادشاہ حضرت سارہؓ کو اپنے محل میں لے گیا مگر وہ پتھر جیسا ہو گیا تب اس نے توبہ کی اور حضرت ہاجرہؓ کو حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں پیش کیا آپ کنعان واپس آئے پھر بیت المقدس میں باب جیرون میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے اور ۱۷۵ سال کی عمر میں رحلت فرمائی آپکے پہلے فرزند اسمٰعیل اور پھر اسحٰق فرزند ہوئے آپکے بقیہ حالات آئندہ صفحات میں آئینگے۔

آپ کی زندگی سے سبق آپنے ہر موقع پر خدا ہی کی خوشی کو سامنے رکھا اسلیے خدا نے آپکو اپنا دوست بنا لیا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا۔ اور ہر قربانی کے لئے تیار رہے اسلیے تمام لوگوں کے پیشوا بنائے گئے اور بعد کے تمام انبیاء کرام آپ ہی کی نسل سے ہوئے اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا آپ بہت رحمدل تھے مہمان نواز تھے خدا ترس اور منکسر تھے (البدایۃ والنہایۃ جلد دوم ص ۱۷۴)

(حضرت اسماعیل علیہ السلام)

عرصۂ دراز کے بعد جب حضرت ابراہیمؑ کے گھر سے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ جب پیدا ہوئے تو دشمنوں نے بھی آپ کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش منظور تھی۔ حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہمارے آقا کا پیدا ہونا مقصود تھا اس لیے حکم ہوا کہ وہ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو عرب کے اس بے آب و گیاہ مقام پر چھوڑ آئیں جہاں آج مکہ آباد ہے۔ (روضۃ الالف [illegible] جلد اول صفحہ ۴۴)

حضرت اسماعیلؑ کی پرورش خدائی حکم کے مطابق حضرت ابراہیمؑ ان کو چھوڑ کر چلے آئے۔ حضرت ہاجرہ نے دیکھا کہ یہاں نہ کوئی انسان ہے نہ کوئی حیوان نہ کوئی کھانے کی چیز ہے نہ پیاس بجھانے کا ذریعہ۔ ننھے معصوم اسماعیلؑ کا ساتھ اور غیبیت چیخ اٹھیں اے ابراہیمؑ ہمارے ساتھ ایسا ظلم کیوں کر رہے ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا خدا کی یہی مرضی ہے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا تب ہم کو خدا ضائع نہ کرے گا۔ (البدایہ والنہایہ جلد اول تذکرہ ہاجرہ)۔

خانہ کعبہ روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے سے پہلے جہاں آج خانہ کعبہ کی یہ عمارت ہے ایک جنتی عمارت خیمہ کی شکل میں تھی جس کا فرشتے طواف کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت آدمؑ پیدا ہوئے اور جنت سے دنیا میں بھیجے گئے جنتی نشان کے طور پر خدا نے حجر اسود آپ کو عطا کیا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ اس کے بعد طوفان نوحؑ میں یہ بہہ گیا۔ نشانات باقی تھے اسی جگہ حضرت ہاجرہ نے قیام فرمایا۔

آب زمزم الغرض حضرت ابراہیمؑ کے جانے کے بعد جب بھوک اور پیاس محسوس ہوئی ننھے اسماعیلؑ پیاس سے تڑپنے لگے حضرت ہاجرہ بے چین ہو کر قریب کی دو پہاڑیوں صفا اور مروہ پر پانی کی تلاش میں دوڑنے لگیں اس انتہائی بے چینی کے وقت بھی آپ کی زبان پر صرف خدا کا نام تھی آپ نے سات چکر پہاڑی کے لگائے تھک کر چور ہو گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت اسماعیلؑ

کے پاؤں کی رگڑ سے پاؤں کے نیچے ایک چشمہ بہہ رہا ہے۔ آپ بیقرار ہو کر دوڑیں اور فرمایا زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر۔ پینے کے لئے بہترین پانی کھانے کے لئے بہترین غذا اور گرمی سے بچانے کے لئے بہترین علاج تھا آج بھی جو حضرت ہاجرہ جیسا توکل رکھے اسکو ایسا ہی ملتا ہے۔

بنو جرہم کچھ دنوں کے بعد عرب کا ایک شریف قبیلہ ادھر سے گذرا اس نے پانی کا چشمہ دیکھا اور حضرت ہاجرہؑ کی اجازت سے وہاں آباد ہو گیا۔ یمن کے رہنے والے بنو جرہم تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کی قربانی جب حضرت اسماعیلؑ کچھ بڑے ہوئے تو ایک دفعہ حضرت ابراہیمؑ پھر آ کے بیٹے کو دیکھا۔ محبت نے جوش مارا اور چاہا کہ ہمیشہ ان سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے رہیں لیکن خدا کو یہ دکھا دینا منظور تھا کہ خدا کی محبت سب سے زیادہ اسکے دوستوں کے دلوں میں ہوتی ہے اس لئے خواب میں حکم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اسماعیلؑ کو ذبح کر دو چنانچہ آپ نے منیٰ کے مقام میں انکو لے جا کر ذبح کرنے کا عزم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض جنت سے دنبہ بھیجا اور حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں برکت اور عظیم الشان نعمت مقدر فرما دی۔

خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت اسماعیلؑ جب بڑے ہوئے تو باپ بیٹوں نے مل کر خانہ کعبہ کو بنانا شروع کیا حضرت اسماعیلؑ اینٹیں لاتے اور حضرت ابراہیمؑ معماری کا کام کرتے تھے۔ (تاریخ سہیل جلد اول ص۱۹۰)

مقام ابراہیمؑ جب دیواریں ذرا اونچی ہوئیں تو سیڑھی کی ضرورت ہوئی۔ خدا نے اپنے بوڑھے دوست ابراہیمؑ کا خیال کرتے ہوئے جنت سے ایک پتھر بھیجا جس کو مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں اور جس کا تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے جس کا خاصہ یہ تھا کہ وہ حسب ضرورت خود بخود اونچا نیچا ہو جاتا۔ اب خانہ کعبہ کے پاس ایک الگ عمارت میں مقفل ہے جس میں ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات ابھی تک باقی ہیں۔ (انکی تفصیل میری کتاب مآثر الحرمین میں دیکھ لیجئے)

حضرت اسماعیلؑ کا نکاح | جب حضرت اسماعیلؑ جوان ہوئے تو قبیلہ بنی جرہم کی ایک سعادت مند لڑکی سے آپ کا نکاح کر دیا گیا آپ کے بارہ لڑکے پیدا ہوئے ان سے آپ کا سلسلہ نسل چلا حضورؐ سے ۲۶۹۰ سال پہلے انتقال کیا۔

قریش | انہی میں ایک نامور شخص قصے ابن کلاب ہوئے ہیں جن کو قریش بھی کہا جاتا ہے آپ بہت ہی سخی اور فیاض تھے۔ آپ کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے بہت زیادہ شہرت اور عظمت حاصل کی مکہ کی آبادی میں باقاعدہ سلطنت کی بنیاد ڈالی اور بہت تعمیری کام کئے۔

خانہ کعبہ کی تولیت | قریش میں جو بزرگ خاندان ہوتا وہی خانہ کعبہ کا متولی ہوتا حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے حج فرض تھا عرب کے اکثر قبائل حج کو آیا جایا کرتے تھے۔ اس لئے قریش کی عظمت تمام عرب میں مسلم ہو چکی تھی۔ (ارشاد الحکمۃ صفحہ)

عمرو بن لحی | لوگ اب تک ملت ابراہیمی پر قائم تھے۔ لیکن ہمارے سرکار کی پیدائش سے ۳۰۰ سال پہلے مکے میں یہ شخص پیدا ہوا اور اس نے بت پرستی کی بنیاد ڈالی رفتہ رفتہ تمام مکے کی اور پھر سارے عرب کی حالت خراب ہو گئی۔ (الملل والنحل شہرستانی ص ۸۴۸)

حضرت اسحق علیہ السلام

سیدنا حضرت اسحق علیہ السلام اس اعتبار سے بہت مشہور اور بہت بزرگ پیغمبر ہیں کہ خود بھی ایک پیغمبر کے بیٹے تھے اور آپ کی نسل میں بھی بے انتہا پیغمبر پیدا ہوئے جن انبیا علیہم السلام کا ہم ذکر کرتے اور حالات لکھتے چلے آ رہے ہیں بلا مبالغہ ان میں ۹۵ فیصدی سے بھی زیادہ ہی ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت اسحق علیہ السلام کی ذات گرامی پر جا کر ختم ہوتا ہے آپ کی ولادت کی بشارت بھی خاص طور پر دی گئی تھی اور آپ اس عمر میں اپنی والدہ گرامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جس میں عورتیں بالعموم

شادی کے قابل نہیں رہتیں غرضیکہ یہ شرف وعظمت آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ کی پوری کی پوری نسل انبیاؑ کی تجلیوں اور برکتوں سے لبریز ہے۔ (تاریخ الیہین ص۱۷۱)

جب فرشتوں نے ولادت فرزند کی بشارت دی ہے تو تعجب سے بولیں

يَا وَيْلَتَىٰ ءَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿﴾ کیا میرے بطن سے بیٹا پیدا ہوگا درآنحالیکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہوگیا ہے یہ تو بہت ہی عجیب اور حیرت انگیز چیز ہے"۔

فرشتوں نے فوراً کہا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ کیا آپ حیرت کرتی ہیں اور اللہ کے حکم پہ حیرت کرتی ہیں۔ اس کے بعد ملائکہ حضرت ابراہیمؑ کی طرف مخاطب ہوئے اور دونوں کو اپنی طرف متوجہ کرکے بولے۔ بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ﴿﴾ ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے آپ فضل الٰہی سے ہرگز نا امید نہ ہوں"۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال کی تھی اور حضرت سارہ کی ۹۰ کی تھی حضرت سارہ دونوں بیٹے کے ساتھ غیر معمولی محبت تھی بڑی توجہ سے پرورش کی اور ہوش سنبھالتے ہی تربیت وتعلیم میں اس انہماک کے ساتھ مصروف ہوگئیں کہ ہر وقت خیال بچہ ہی کی طرف لگا رہتا تھا شہزادی تھیں محلات سے جملہ علوم متداولہ کی تعلیم میں کمال حاصل کرکے نکلیں نفیس وہ سب علوم حضرت اسحٰق کو پڑھا دیئے یہ سب اسی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ چودہ ۱۴ سال کی عمر میں حضرت اسحٰق ذاعلم وفضل اور نہایت نیک سیرت بن چکے تھے۔ (سیرۃ الحامیہ جلد ا ص۱۷۱)

حران میں شادی کچھ مدت بعد حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحٰق کو لیکر حران گئے وہاں حضرت اسحٰق کی ننھیال ہی نہ تھی ددھیالی خاندان بھی وہیں آباد تھا اور اس کی نسل نے پھیل کر وہاں بہت ترقی کرلی تھی تھا سے آپ کی شادی ہوگئی ۱۷۵ سال کی عمر میں حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا اور شمال ومشرق کی طرف آپؑ اور جنوب ومغرب کی طرف حضرت اسماعیلؑ دین ابراہیمی پھیلانے لگے حضرت اسحٰقؑ نے ۱۸۰ سال کی عمر میں فلسطین میں رحلت فرمائی۔ (تاریخ ابن جریر ص۱۱۱) علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت یعقوب علیہ السلام اگرچہ قرآن حکیم میں حضرت یعقوب ع کا تذکرہ تفصیلی موجود نہیں ہے لیکن ہم تفاسیر سیر اور تاریخ کی روایات سے اخذ کرکے چند سطور سپرد قلم کر رہے ہیں۔ علامہ قتیبہ نے اپنی کتاب "معارف" میں لکھا ہے کہ حضرت اسحٰق ؑ نے جب رفقا بنت ناحور جو آپ کی چچا زاد بہن تھیں سے عقد فرمایا تھا ان سے عیص اور یعقوب جڑواں پیدا ہوئے تھے آپ کی پرورش آپ کے ماموں کے یہاں ہوئی تھی۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں لیّا اور راحیل آپ کی بیویاں تھیں۔ ان میں لیّا سے راؤبین، شمعون، لاوی، یہوذا، یساکر، زبولون پیدا ہوئے اور یوسف اور بنیامین راحیل سے اسی طرح دان اور نفتالی راحیل کی لونڈی بلہہ سے اور جاد اور آسیرہ زلفہ لیّا کی لونڈی سے اور یہ سب کے سب فدان میں پیدا ہوئے سوا بنیامین کے جو کنعان میں پیدا ہوئے تھے (البدایۃ والنہایۃ جلد اول صفحہ ۱۹۵)

حضرت یعقوب ع کا بقیہ ذکر حضرت یوسف کے واقعہ میں آئے گا۔ حضرت اسحٰق ؑ نے بیٹے یعنی آپ کو نبوت کی بشارت دی تھی۔ اور آپ کے حق میں بہت سی خیر و برکت کی دعائیں ارشاد فرمائی تھیں۔ (تاریخ طبری جلد اول ص ۱۱۹)۔

آپ کے واقعہ میں یاد الٰہی، توکل و اعتماد، صبر و ضبط اور پھر اس کے شاندار نتائج۔

حضرت یوسف علیہ السلام

آپ صاحب جمال و کمال نبی گذرے ہیں آپ کا ذکر سورہ یوسف اور سورہ مومن پارہ ۲۴ میں ہے۔ حضرت یوسف ارض کنعان میں پیدا ہوئے حضرت ابراہیم ؑ کے پوتے حضرت یعقوب ؑ کے فرزند تھے۔ بہت بڑے پیغمبر گذرے ہیں حسن و جمال میں آپ خصوصیت کے ساتھ مشہور ہیں اور یہ مشہور ہے کہ دس حصہ حسن میں سے نو حصے تنہا آپ ہی کے حصہ میں آئے تھے قرآن کریم میں آپ کا قصہ گونہ صراحت کے ساتھ مرقوم ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود اسے احسن القصص بتایا ہے چند باتیں آپ کی خصوصیات سے ہیں اولاً آپ جمیل حسن کے سرمایہ دار تھے۔ ثانیاً باپ بیٹے میں علیہم السلام عاشقانہ محبت تھی آپ تعبیر خواب میں شہرہ آفاق شہرت کے حامل تھے اعجاز نبوت کو حسن کے ساتھ جوڑ دیا عشق زلیخا ضرب المثل ہو گیا۔ خامساً آپ بڑے راست معاملت کا شکار ہوتے اور عشق معاملت جیسے

مصائب و نوائب کے بعد آپ کی دنیوی ترقیات کا زینہ بن گئی۔

باپ سے بھائیوں کا عناد چونکہ آپ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو آپ کے ساتھ بہت محبت تھی اس لئے آپ کے سوتیلے بھائی آپکی جان کے دشمن ہو گئے بالخصوص اس وقت تو اس نے انتہائی صورت اختیار کرلی جب آپ نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو خواب میں آپکو سجدہ کرتے دیکھا اور حضرت یعقوبؑ نے اس کی یہ تعبیر دی کہ تجھے بہت بڑا اقتدار نصیب ہوگا اور تیرے باقی گیارہ بھائی تیری فرمانبرداری پر مجبور ہوں گے۔

آپکے بھائی یہ سنکر چراغ پا ہو گئے اور باپ سے شکار کا بہانہ کرکے آپ کو ایک جنگل میں ایک گہرے اور خشک کنویں میں چھوڑ دیا اور گھر میں آکر عذر کر دیا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا اٹھا لے گیا آپ کی قمیص کو بکری کے خون میں رنگ لیا حضرت یعقوبؑ یہ سنکر بے حد روئے اور روتے ہی رہے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہی ادہر یہ ہوا کہ راستہ میں ایک تجارتی قافلہ گذرا اور کنویں سے حضرت یوسفؑ کو نکالا پھر آپ مصر کے بازار میں فروخت ہو گئے، آپ کو مصر کے وزیر اعظم اطفیر نے خریدا، وزیر اعظم عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا اس کی بیوی زلیخا تھی وہ آپکو دیکھتے ہی شیدا ہو گئی اس نے آپ سے برائی کا ارادہ کیا مگر آپ نے اپنے کو بچا لیا تب زلیخا نے مکر کیا اور اپنے شوہر سے شکایت کی ایک چار سالہ بچے نے آپ کی براءت کی گواہی دی لیکن پھر بھی آپ کو ۷ سال کی قید ہوئی جیل خانہ میں آپ تبلیغ کرتے رہے اور برابر فرماتے رہے اے لوگو! کیا ایک خدا بہتر ہے یا بہت سے؟

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ آخر بادشاہ مصر نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کے لئے آپکو بلایا گیا جس کی شہرت سارے مصر میں ہو چکی تھی آپ نے سات برس کے بعد قید سے رہائی پائی اور آپ کو عظیم ترقی کو دور کرنے کے لئے وزیر خوراک مقرر کیا گیا آپ نے اس کو ایسے حسن انتظام سے دفع کر دیا کہ سارا ملک عش عش کر اٹھا اس اثناء میں اطفیر عزیز مصر مر چکا تھا اب آپ عزیز مصر مقرر ہوئے آپ نے زلیخا کی خواہش کے مطابق ان سے شادی بھی کر لی (تفسیر المنار ص)

بھائیوں کی حاضری قحط کے درمیان میں بھائی تحائف خدمت ہوئے۔ آپ نے پہچان لیا انجان بنکر پوچھنے لگے انھوں نے کہا کہ ہم بارہ بھائی تھے ایک کو بھیڑیا کھا گیا پوچھا باپ کو تسکین کیونکر ہوئی بولے اس کے چھوٹے بھائی سے فرمایا اچھا دوبارہ آؤ تو اسکو بھی لیتے آنا۔ امداد کے طور پر غلہ ان کے غلہ میں بہت سارا روپیہ بھی رکھوا دیا واپس جاکر باپ سے بڑی تعریف کی اور بھائی کو بھیجنے کیلئے عرض کی کہا۔ اس کا بھی یوسف جیسا حال کرنے کا ارادہ ہوگا۔ روپیہ دیکھکر اور خوش ہوئے اور بڑے اصرار سے بھائی کو ساتھ لے آئے۔ آپ نے پہچان لیا ضیافت کی دو دو بھائی ساتھ ساتھ بٹھائے یامین کو یوسف یاد آگئے رو دیئے بولے میرا بھائی زندہ ہوتا تو میرے ساتھ بیٹھتا آپ نے یامین کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور خفیہ طور پر کہا کہ یوسف میں ہوں۔ یامین بہت خوش ہوئے۔ چلتے وقت ان کے غلہ میں پیمانہ رکھوا دیا پولیس نے کچھ دور پہنچنے پر تلاشی لینے پر برآمد کر لیا گرفتار ہوگئے یامین کے غلہ میں پیمانہ نکلا ہے کہا کہ ہم چور نہیں مگر ایک نہ سنا گیا باپ کو جو علم ہوا تو سنانے میں آ گئے روتے روتے آنکھیں بالکل جاتی رہیں مگر اب زبان پر شکر تھا بولے کیا عجب ہے کہ خدا اپنی رحمت سے مجھے میرے بیٹے کو ملا دے مشہور ہے کہ حضرت یعقوب بیٹے کے غم میں اشنار دیئے کہ چند ہی لوگ اتنے روئے تھے بیٹوں نے سمجھایا کہ سب کی اولادیں مرتی آئیں ہیں فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے غرض حضرت یعقوب کے غم و اندوہ کا کوئی ٹھکانا نہ تھا قحط نے اور تباہ حالت کر دی تھی۔ اس مرتبہ بھائیوں نے آکر عرض کی کہ اس مرتبہ روپیہ کم ہے کچھ غلہ بطور صدقہ دے دیجئے۔ اس پر حضرت یوسف نے ارشاد فرمایا

هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ آج اپنی مصیبت کا تو شکوہ کر رہے ہو لیکن اس سلوک کو بھول گئے جو تم نے اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کیا تھا۔

اس کے ہولناک مصائب تمہیں یاد ہیں کیا تم اس وقت بھی اسے نہیں پہچانتے حسن و جمال میں لاثانی تھے پہچان لیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یامین کی گرفتاری پر حضرت یعقوب نے عزیز کو ایک خط لکھا جس میں اپنے پیغمبرانہ صفات خاندانی عظمت اور یوسف کی گمشدگی کا حال دردناک پیرا

میں لکھ کر یامین کو چھوڑ دینے کی استدعا کی تھی بصورت دیگر لکھا تھا کہ ایسی بددعا دوں گا کہ سلطنت پارہ پارہ ہو کر رہ جائے گی مکتوب پہلے یوسفؑ ہی کے ہاتھ میں گیا جس کے جواب میں کہا کہ اب علاج بجز صبر کے کچھ نہیں۔ صبر کرو مراد کو پہونچو گے۔ انداز تحریر دیکھ کر حضرت یعقوبؑ کو شبہ ہوا کیونکہ طرز تحریر انبیا جیسا تھا بیٹوں سے کہا جاؤ اور وہاں دونوں بھائیوں کو تلاش کرو۔ اب جو بھائی پہونچے اور اپنے باپ کے غم و اندوہ کی حالت بیان کی۔ اسپر آپ نے پہلے تو مذکورہ جواب دیا پھر نقاب اٹھا دیا بھائیوں نے گڑ گڑ کر معافی مانگی کیونکہ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو پہچان لیا تھا۔ (تاریخ الامم جلالدین ملک)

<u>حضرت یعقوبؑ کا شاندار استقبال</u> بھائی فوراً خوشخبری اور پیراہن لیکر پہنچے جس کے سونگھتے ہی آنکھوں میں روشنی آگئی اور پوچھا کس حال میں چھوڑ کر آئے اقتدار حشمت کا لفظ سنکر فرمایا میں مذہب کے متعلق پوچھتا ہوں جب معلوم ہوا کہ دین ابراہیمی پر قائم ہیں تو سجدہ شکر ادا کیا کہ انعمت الٰہی پوری ہوئی۔ پیچھے سے سرکاری رسالہ بھی لینے کے لئے پہونچ گیا۔ مصر میں حضرت یوسفؑ نے شاہانہ استقبال کیا جس وقت باپ بیٹے ملے ہیں وہ وقت دیکھنے کے قابل تھا اتنا موثر نظارہ تھا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ انتہا یہ ہے کہ خود فرعون مصر نے حضرت یعقوبؑ کے قدم چومے بڑی شان کے ساتھ محل میں اترے آپ نے اپنی خالہ ربیا کو جو آپ کی سوتیلی ماں بھی تھیں تخت پر بٹھایا اور خود اس پر ایک طرف کو آبیٹھے اس وقت سب نے آپکو سجدہ تعظیمی ادا کیا فرمایا:۔

یٰاَبَتِ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ	بابا جان یہ میرے اسی خواب کی تعبیر ہے جو پہلے میں نے دیکھکر آپ سے بیان کیا تھا۔

پھر ایک ایک بھائی کے لئے ایک ایک شاندار مکان مہیا کرکے بیش قرار وظائف مقرر کر دئے

علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مصر پہنچنے پر تیرہ ۱۳ سال کے بعد حضرت یوسفؑ گورنر مصر ہوئے تھے۔ سترہ ۱۷ برس کے بعد حضرت یعقوبؑ کا انتقال ہوا بائیس ۲۲ برس کے بعد باپ بیٹے دوبارہ ملے۔ وقت رحلت حضرت یعقوبؑ کی عمر ۱۸۷ سال کی تھی حضرت یعقوبؑ کے ساتھ ۸۰ افراد خاندان تشریف لائے تھے۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں حضرت یوسفؑ کا بھی انتقال ہوگیا۔ ریان فرعون مصر جو آپ پر ایمان لے آیا تھا آپ کی زندگی

ہی ہیں رہ گئیں آئے عالم بقا ہوا اس کے بعد فرعون قابوس بن مصعب کو بھی آپ نے دعوت اسلام دی مگر وہ اسلام نہ لایا تاہم تمام کاروبار سلطنت آپ ہی کے ہاتھ میں رکھا اور تمام بت پرست لوگ بھی آپ کی عزت کرتے تھے آپ کی اولاد پھر مصر پر غالب آگئی اس قصے میں دلچسپیوں کے ساتھ بڑی بڑی عبرتیں بھی ہیں اور اس کا ہر پہلو ایسا ہے کہ مسلمان اس سے سبق حاصل کریں علیہ السلام۔

حضرت ایوبؑ | آپ کا تذکرہ سورۂ اعراف ۴۱، ۴۴، انبیاء ۸۳، ۸۴، انعام ۸۴ میں ہے

حضرت ایوبؑ صاحب صبر اور صبر و شکر کے لیے مخصوص ہیں۔ بنی اسرائیل خاندان ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حضرت لوطؑ کے نواسے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی رحمت بنت افرائیم آپ کے نکاح میں تھیں۔ رحمت آخر حضرت یوسفؑ کی پوتی تھیں اس لیے حسن و جمال اور سیرت و صورت میں جواب نہ رکھتی تھیں ان کی وفا و جانثاری ضرب المثل ہے۔

اللہ نے دنیوی اعزاز و مال سے بھی آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ امیرانہ عیش سے زندگی بسر ہوتی تھی تاریخ سے ثابت ہے کہ تین ہزار اونٹ ایک ہزار بکریاں۔ پانچ سو غلام آپ کی ملکیت تھے پانچ سو ہل کی کھیتی بھی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لیے ایک مثال قائم کرنے کے لیے طرح طرح کی آزمائشیں کیں آپ ہر ایک میں ثابت قدم رہے شیطان کو خدا نے آزمانے کا پورا اختیار دیدیا تھا کیونکہ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ آپ کو گمراہ کر کے رہے گا۔ غرضیکہ پہلے اس نے اپنی ذریات کے ذریعہ آپ کے اونٹ اور بکریوں کے تمام کے تمام ریوڑ غرق کر دیئے اور پھر ایک گوالے کی صورت میں حاضر ہو کر بولا کہ آپ کے تمام مواشی غرق ہو گئے فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے اپنے فضل سے دیئے تھے اور وعدل کے لیے لے لئے بہت خفا ہوا اور واپس آکر اپنی ذریات کو حکم دیا کہ ان کی کھڑی فصلوں میں آگ لگا دو خود آپ کے کاشتکار کی صورت میں آیا اور کہا حضرت آپ نماز میں مصروف تھے ہزار ہا مربع ایکڑ فصلیں جل کر خاکستر ہو گئیں تنکے کسی چیز کا اٹھانا نصیب نہ ہوا شکر ادا کیا بہت مایوس ہوا اور اس مرتبہ آپ کے تمام غلاموں اور ملازموں پر بھی آگ لگوا دی

اور باغات خشک کر رہ گئے۔ خود ایک سادہ صورت بدل کر آیا اور اس حادثہ کی خبر سنائی یہاں پھر وہی جواب تھا۔ جواب دیا اور پورے سکون کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوگئے شیطان پر بہت مایوسی کا غلبہ ہوگیا اور اپنا منہ لئے ہوئے چلا آیا۔ (تفسیر ابو سعود ص۱۲۲)

فرزندوں کی موت غرض اس نے آپ کے مال اسباب کو تواتر کے ساتھ تباہ کرنا شروع کیا ہر بار خبر دیتا اور وہی جواب پاکر لوٹتا رہا۔ اب جو غصہ آیا تو اس نے اس شاندار مکان کو جہاں آپ کے تمام فرزند مشغول تعلیم تھے انپر گرادیا جس کے نیچے آکر وہ سب کے سب مر گئے بہت سخت حادثہ تھا بہت سخت خبر تھی لیکن یہ سنکر بھی آپ کے چہرہ پر حزن وملال کے آثار رونما نہ ہوئے ایسی شان کے ساتھ جواب دیا کہ: "شکر ہے اسکا جسنے اپنے فضل سے مجھے لائق وسعادتمند اولاد دی تھی اور اسے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا تھا اور اپنے عدل سے لے لی۔

صحت کی آزمائش آخر میں صحت کی بھی آزمائش ہوئی اور بدن میں کیڑے پڑ گئے اپنے پرائے ہوگئے دوست بچھڑ گئے اور وہ جو ہر وقت جاں نثاری کے دم بھرتے تھے ایک ایک کر کے جدا ہوگئے مگر وفا شعار بیوی اس وقت بھی ساتھ تھی اور آپکا نعرہ شکر اور ترانہ حمد اب بھی جاری تھا۔

جوش رحمت آخر میں یہ حالت تھی کہ جسم مبارک سے جو کیڑا گر پڑتا اٹھا کر جسم میں رکھ لیتے کہ تیری غذا میرا ہی گوشت وخون ہے۔ آخر شیطان نے ہار مان لی امتحان پورا ہوا حضرت جبرئیل امین ایک روز مژدہ صحت لیکر آپ کی جھونپڑی میں آئے انکے زمین پر پاؤں مارتے ہی ایک چشمہ پیدا ہوا آپ نے ہدایت کے مطابق اس میں غسل کیا پانی سے غسل کیا۔ کچھ پانی پیا پیتے ہی حالت میں انقلاب ہوگیا اور آپ کو صحت ہوگئی حضرت جبرئیل امین بیٹھے ہی تھے کہ بی بی رحمت مزدوری کر کے واپس آئیں اور وہ دو تندرست آدمیوں کو بیٹھا دیکھ کر گھبراہٹ میں پوچھا یہاں میرا ایک بیمار پڑا تھا۔ وہ کہاں گیا حضرت ایوب علیہ السلام کے مسکرانے پر پہچان لیا مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا سجدہ میں گر پڑیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر جبرئیل امین خرمہ تر کے خوشے کی شاخیں لائے اور کہا اللہ ان

کی خدمت شوہر سے ثابت خوش ہے۔ یہ سزا کے قابل نہیں ملکہ سے پکڑیاں مار کر اپنی قسم پوری کی تو امتحان کے بعد انعامات الٰہیہ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا سب کچھ مل گیا اور جتنا ضائع ہوا تھا اس سے کہیں زیادہ مل گیا اس سے مسلمانوں کو صبر و استقلال اور شکر دونوں کا سبق حاصل کرنا چاہئے قرآن میں اسی لئے خدائے قدوس نے اسے بیان کیا ہے۔ یونس کے بعد اہل روم کی ہدایت کے لئے مامور ہوئے اور

حضرت شعیب علیہ السلام

آپ بڑے نبی گذرے ہیں آپکا ذکر سورۂ ہود، اعراف، عنکبوت اور شعراء میں آیا ہے

قوم شعیبؑ کی گمراہی | حضرت شعیبؑ خطابت اور فصاحت و بلاغت میں خصوصیت کے ساتھ مشہور تھے اور خطیب الانبیاء کے لقب سے ممتاز ہیں آپ اصحاب ایکہ کی ہدایت اور رہنمائی پر مامور ہوئے تھے جو اہل مدین بھی کہلاتے ہیں جس خطہ میں یہ لوگ رہتے تھے وہ زرخیز اور سرسبز خطہ تھا جس کی وجہ سے یہ لوگ بہت دولتمند ہو گئے تھے اور امیرانہ اور فارغ البال زندگی بسر کرتے تھے جنگجو اور طاقتور قوم تھی اور اسے اتنا بڑا اقتدار حاصل ہو گیا تھا کہ قرب و جوار کی اقوام نے بھی اپنی گردنیں اسکے سامنے خم کر دی تھیں۔ یہ لوگ بالعموم بددیانتی کرتے جو چیز دیتے کم دیتے وزن پیمانے جھوٹے بنا رکھے تھے کھوٹے اور جعلی روپیہ اور اشرفیاں چلاتے لوگوں کو نقصان پہنچا دیتے۔ اکثر ایسا ہی ہوتا تھا کہ یہ غیر ملکی قافلوں کو لوٹ بھی لیتے تھے۔ غرض بددیانتی و بدمعاملگی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔

بعثت و تبلیغ | اس کے علاوہ اور بھی عیوب و مثالب کی گندگیوں میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس ضلالت سے نکالنے ہی کے لئے حضرت شعیبؑ کو مبعوث کیا تھا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت ڈرایا اور بہت سمجھایا لیکن یہ لوگ باز آنے تھے نہ آئے۔ بڑی بڑی معرکہ آرا اور فصیح و بلیغ تقریریں ان کے سامنے کی جاتی تھیں۔ پند و موعظت ہوتے تھے لیکن یہ ٹس سے مس نہ ہوتے تھے بلکہ اور ضد اور معاندت بڑھتی چلی جاتی تھی حضرت شعیبؑ کی شہرت بڑھتی گئی اور لوگ اثر قبول کرنے لگے تو انہوں نے یہ حرکت شروع کی کہ یہ لوگ ناکوں پر سرراہ بیٹھ جاتے اور لوگوں کو نہ آپ کی متابعت کر سکتے اور آپ کی برائیاں کرتے اور سب و شتم سے انہیں بیزار بناتے (تفسیر خازن جلد ۲)

شدید مخالفت حضرت شعیبؑ نے بڑی بڑی زوردار اور عذاب آلود تقریروں سے انہیں روکا اور کہا: "تم خود تو گمراہی میں پھنسے ہی ہوئے ہو اور دوسروں کا عذاب بھی اپنی گردن پر لیتے ہو اگر اب بھی تم اللہ کے خوف سے نہ ڈرو گے تو اگلی قوموں کی طرح خدا انہیں بھی تباہ کر کے رکھ دیگا" لوگ بولے آخر تو ہمیں روکنے والا ہوتا کون ہے ہماری چیز ہے اور ہم اس میں کمی بیشی کے پورے مجاز ہیں۔ رہی بت پرستی تو یہ ہمارے آباؤ اجداد سے ہوتی چلی آئی ہے ہم تیرے کہنے سے اپنے آبائی رسوم اور اپنے خداؤں کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ اور یہ جو تھوڑے سے لوگ تجھ پر ایمان لے آئے ہیں انھیں تو جنون ہوگیا ہے اور ہم یہ بھی داغ ضم کیے دیتے ہیں کہ یہ ہمارے اقارب و اعزا رہی ہیں لیکن اگر انہوں نے تیرا ساتھ نہ چھوڑا تو ہم انھیں بھی ملک سے نکال باہر کرینگے حضرت شعیبؑ سے کہنے لگے کہ تجھ سے بھی ہم اسی لیے نہیں بولتے تو بھی تو ہماری ہی قوم کا ایک فرد اور قرابت دار ہے ورنہ وہ سزا دیتے کہ زندگی بھر یاد کرتا۔

عذاب الٰہی کی دعا حضرت شعیبؑ فرماتے عجیب لوگ ہو قرابت داری کا تو اتنا خیال ہے اور اس کی ربوبیت اور خداوندی کا کوئی پاس نہیں۔ جن لوگوں کو ایمان کی توفیق عطا ہو چکی ہے انہیں تو تم کاٹ کر بھی رکھ دو گے تب بھی وہ دین الٰہی سے نہ پھریں گے اور تم لازماً خدائی عذاب کے شکار ہو جاؤ گے۔ انتہا یہ ہوئی کہ یہ لوگ مضحکہ اڑانے لگے اور کہنے لگے کہ اگر تو سچا ہے تو اپنے خدا سے کہہ کر ہم پر عذاب نازل کیوں نہیں کراتا۔ مجبور ہو گئے تنگ آگئے تو نزول عذاب کی دعا مانگی۔ دعا اور انبیاء کی دعا بھی خالی جا ہی نہیں سکتی انہیں صرف ایک مرتبہ عرض کر دینے کی ضرورت ہوتی ہے آپ دعا مانگ کر عذاب الٰہی کے منتظر ہوئے۔

عذاب حضرت شعیبؑ نے مومنوں کو پہلے سے آگاہ کر دیا اور انہیں ان کے اہل و عیال سمیت بحکم خدا ایک قلعہ میں ان کے اہل و عیال سمیت رکھ دیا اور خود بھی وہیں تشریف لے گئے کفار نے بڑے قہقہے لگائے کہ ہم پر عذاب نازل کرنے چلے تھے خود ہی شہر سے نکل گئے اس کے بعد جو گرمی پڑنا شروع ہوئی ہے تو اس شدت کی پڑی اور ساتھ روز تک متواتر پڑی کہ حتیٰ کہ کنوؤں تک کا پانی گرم ہو گیا گھر جہنم کدہ بن گئے در و دیوار تنور کی طرح جلنے لگے مجبور ہو کر پ

جالندر ساتھ لیکر باغوں میں اور میدانوں میں جا پڑے۔ جسم کے اندر خون کھول اٹھا اور ہاتھ پاؤں پھٹ گئے۔ اس کے بعد ایک کالی گھٹا امنڈتی ہوئی آئی لوگ اس کے سایہ تلے آگئے پانی کے بجائے اس ابر سے ایک آگ نازل ہوئی اور جتنے لوگ اس کے نیچے آگئے تھے وہ سب جل کر خاکستر ہوگئے کچھ لوگ جو کہیں کہیں مکانوں اور جھونپڑوں کے سائے میں شہر کے اندر باقی رہ گئے تھے وہ حضرت جبرائیل امین کے ایک نعرہ میں ختم ہوگئے۔ اس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور یہ خطہ کا خطہ اس پلیدگی سے پاک ہوگیا۔

سیرت وعادت | یہ پورا خطہ اور اس کی پوری دولت وثروت مومنوں کو عطا ہوئی اللہ تعالیٰ اسی طرح نافرمانوں کی دولت چھین کر فرمانبرداروں کے سپرد کردیا کرتا ہے جو قومیں اپنے کفر وضلالت کے باعث تباہ ہوتی رہیں ان کی دولت وثروت ہمیشہ مومنین ہی کو ملتی رہی اور جب انہوں نے بھی خود فراموشی اختیار کرلی تو ان سے بھی اللہ نے سب کچھ چھین لیا یہی دور آج کل مسلمانوں پر گزر رہا ہے یہ ان کی نافرمانی ہی کا ثمرہ ہے کہ ان کی دولت چھین کر دوسری قوموں کے ہاتھوں میں دیدی گئی حالانکہ کل تک وہ ارض ہند میں فرمانروایانہ حیثیت رکھتے تھے حضرت شعیب اہل مدین کے سردار تھے زندگی فارغ البالی کے ساتھ بسر ہوئی حضرت شعیبؑ بھی مدین ہی میں چلے آئے بحکم الٰہی ہوا کہ آپ حضرت موسیٰؑ کے تشریف لانے تک اطراف وجوانب کے لوگوں کو ہدایت کرتے رہیں بہت بزرگ اور نیک سیرت تھے عبادت میں بھی بہت انہماک تھا حضرت موسیٰ کے خسر تھے ان کے آنے پر بھی ۲۰۰ برس کئی ماہ زندہ رہے

(البدایہ ص ۵۱۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ولادت موسیٰ | نمرود کی اور ولید فرعون کی عادت قریب قریب ایک سی چلتی ہے دونوں اپنے وقت کے عظیم الشان فرمانروا تھے اور دونوں ہی خدائی مذہب رکھتے تھے دونوں نے خدائی کا دعویٰ کیا اور مخلوق سے اپنے سامنے سجدہ کرائے دونوں نے کاہنوں اور نجومیوں کی اطلاعات پر دونوں آنے والے انقلاب سے خوفزدہ ہو کر اس کی پیدائش روکنے کی سعی کی دونوں نے بچوں کے قتل عام کی مہم شروع

کی دونوں اس مقصد میں ناکام رہے اور دونوں اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں کے ہاتھ سے بری طرح تباہ ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران مقرب بارگاہ تھے اور بہت بوڑھے بھی اس لیے ان کے سپرد اس محل کی نگرانی کی گئی اتفاق کی بات کہ ان کی بیوی نصف شب کے وقت اپنے شوہر سے کوئی ضروری بات کہنے کے لئے دروازہ پر آئیں۔ عمران پر خواہش نفسانی نے اتنا غلبہ کیا کہ ضبط کا یارا نہ رہا اور حضرت موسیٰؑ بطن مادر میں آ گئے عمران چونکہ مقرب بارگاہ بھی تھے پھر ان کی بیوی کو آثار حمل بھی نمایاں ہوئے اس لئے شبہ سے بچی رہیں بڑی آسانی سے پیدا ہو گئے۔ علامہ طبری کے بیان کے مطابق آپ کی والدہ نے تین روز دودھ پلا کر ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ (طبری جلد اول صـ ۲۰۲)

محل شاہی میں اللہ کی قدرت دیکھئے کہ فرعون کی لڑکی شہزادی تعلبت کو برص کا لاعلاج مرض تھا آخر میں اطبا نے کہا تھا کہ دریا سے ایک جانور کبھی نمودار ہوتا ہے اس کے لعاب دہن سے اسے صحت ہو سکتی ہے۔ یہ صندوق محل فرعون کے عین نیچے ہی آکر ایک درخت سے اٹک گیا حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے اسے نکلوا کر دیکھا تو اس میں سے ایک نہایت خوبصورت بچہ برآمد ہوا جو اپنے پاؤں کے انگوٹھوں سے دودھ پی رہا تھا اس کا لعاب لگاتے ہی شہزادی کو آرام ہو گیا فرعون نے قتل کرنا چاہا مگر آسیہ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ کیوں اس خوبصورت بچہ کی جان لیتے ہو میں پرورش کرتی ہوں محل ہی میں تو رہے گا کوئی بات نظر آئے تو بے تکلف قتل کر دینا۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ دودھ پلانے پر بھی تقرر ہوا تو آپ کی والدہ ہی کا ہوا کہ آپ نے اور کسی کے دودھ کو منہ ہی نہ لگایا۔ وہ پانچ سال تک برابر بچے قتل کراتا رہتا ہے پھر بھی پیدا کرنے والا پیدا کر کے رہتا ہے اور نہ صرف پیدا کرتا ہے بلکہ اس کی پرورش بھی اسی کے محل میں کراتا ہے۔

تعلیم و پرورش اور بھی اس شان سے کہ اس کی تعلیم کا شاہانہ اہتمام ہوتا ہے۔ شاہانہ تربیت کی جاتی ہے شاہانہ شان سے جوان ہوتے ہیں اور تیس سال متواتر وہیں قیام کئے رہتے ہیں اور فرعون بگڑ بگڑ کر رہتا اور چشم زخم پہنچانا تو ایک طرف آپ کو اس شان سے رکھتا ہے کہ چار سو زریں کمر اور زرتار لباس کی وردیوں میں ملبوس غلام آپ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے تھے جب آپ کی سواری شہر

ناز کردہ سے نکلتی ہے تو ہر طرف رعایا میں شور پیدا ہو جاتا ہے کہ شہزادہ کا جادو چل رہا ہے۔ آپ نے ایک روز شہر سے باہر ایک قبطی کے ہاتھ سے ایک اسرائیلی کو پٹتا دیکھا جوش آگیا ایک گھونسہ رسید کر دیا وہ مر گیا دوسرے روز دو اسرائیلیوں کو لڑتے دیکھ کر آپ نے چھڑانا چاہا تو ان میں سے ایک چیخ اٹھا کہ کل تو ایک قبطی کو قتل ہی کر چکا ہے اب کیا مجھے بھی مروا دے گا۔ فرعون کو جو اطلاع پہنچی تو اس نے اسی وقت گرفتاری کا حکم دے دیا وہ تو پہلے ہی جلا ہوا تھا اس کی ملکہ حضرت آسیہ پرورش کر رہی تھیں آپ بھاگ نکلے شہر مصر سے چھ سو میل کے فاصلہ پر مدین آباد تھا۔ بھاگے تو سات شبانہ روز برابر چلتے رہے اس اندیشہ سے کہ کہیں فرعون پکڑ کر مجھے قتل نہ کر دے۔ (تاریخ الرسل والملوک ص ۱۱۱)

پناہ اور شادی اس سفر میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں چلنے کی عادت نہ تھی پاؤں زخمی ہو گئے جسم چور چور ہو گیا جنگل کے پھلوں اور پتوں سے گذارہ کیا لذیذ غذا کھانے والے پتے کس طرح کھائے جاتے مگر جوں توں کر کے کھائے اور جس طرح ہو سکا گذر کی اور اللہ کا شکر بجا لاتے چلتے چلتے ایک چشمہ پر جا بیٹھے حیران تھے کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا اسی اثنا میں دیکھا کہ لوگ جوق جوق آتے ہیں اور اپنی بکریوں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں اور دو نوجوان لڑکیاں ذرا دور منتظر اور خاموش کھڑی ہیں پوچھا ترس آیا بولیں ہمارا باپ بوڑھا اور کمزور ہے ہم اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ ان کے بعد جو پانی بچ جائے وہ اپنی بکریوں کو پلائیں آپ نے خود پانی کھینچا اور بکریوں کو سیراب کر کے کہا جاؤ انتظار نہ کرو تمہارے باپ کو تکلیف ہو گی حضرت شعیب ان دونوں لڑکیوں کے باپ تھے انہوں نے لڑکیوں سے جو یہ ماجرا سنا تو لڑکیوں سے کہا جاؤ اس شخص کو بلا لاؤ تاکہ شکریہ ادا کیا جائے علم باطن سے معلوم کر لیا کہ حضرت موسیٰ یہی ہیں جن کے انتظار کا مجھے حکم تھا سب حالات پوچھ کر فرمایا کہ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں نہیں بلکہ اپنی بیٹی سے شادی کر دینے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ تم اس امر کا اقرار کرو کہ مہر میں آٹھ برس تک پوری بکریاں چراؤ گے لڑکیوں نے حضرت شعیب سے کہا تھا کہ ابا جان اسے ہی مزدوری پر رکھ لو کہ وہ بہت قوی اور امین ہے محترم باپ نے پوچھا کہ قوی ہونے کا حال تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے تنہا کنواں بھاری پتھر ہٹا کر پانی بھر لیا امانت کا اندازہ کیونکر ہوا بولیں جب میں اسے آپ کے پاس بلا کر لا رہی تھی

تو اس نے مجھ سے کہا تھا کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑتا ہے جسم پر نظر پڑتی ہے تم پیچھے سے میری رہبری کرو میں سمجھ گئی کہ یہ امین ہے اسی لڑکی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اقرار کر لینے پر حضرت شعیب نے شادی کر دی کیونکہ حضرت کو یہ بہت غنیمت معلوم ہوا کہ پناہ کی ایک جگہ ملتی ہے اور وہ بھی سردار بنی مدین کے یہاں جن کے ایک اشارہ پر پوری کی پوری قوم کٹ مرنے پر تیار رہتی ہے اور جس کے حکم پر بچہ بچہ جان نثار کر دینے پر آمادہ ہے (تاریخ الامم صفحہ ۵۹) آپ کی بیوی کا نام صفورا تھا ۔

<u>عطائے نبوت</u> اس کے بعد آپ رخصت لیکر عازم مصر ہوئے پانچ روز کے بعد کوہ سینا کے دامن میں پہنچے شام ہو چکی تھی سردی شدت کی پڑ رہی تھی اتفاق نے بھی کام نہ دیا کہ ہوا تیز تھی طور سینا پر آپ روشنی دیکھکر آگ لینے کو گئے تاکہ اپنی بیوی کے تاپنے کا بندوبست کریں لیکن آپ جتنے قریب پہنچتے تھے آگ اتنی ہی دور ہوتی چلی جاتی تھی ۔ پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس آگ کا رنگ نہایت صاف و شفاف ہے دھوئیں کا کہیں نام نہیں ایک درخت کی شاخوں سے نکل کر آسمان کی طرف بڑھ رہی ہے اور جس درخت میں یہ جلوہ نظر آ رہا ہے وہ اسی طرح شاداب ہے طبیعت پر یہ رنگ دیکھکر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی پیچھے لوٹنا چاہا درخت سے آواز آئی انی انا رب العالمین موسیٰ گھبراؤ نہیں میں تمام عالموں کا رب ہوں اب آگ ایک پیکر نور تھی حضرت موسیٰؑ اس جلوہ کی تاب نہ لا سکے اور بیہوش ہو کر گر پڑے پھر آواز آئی ۔

(سورۂ طٰہٰ پ ۱۶ ع ۱۰)

اِخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى اپنے جوتے اتار دیجئے کہ آپ اسوقت اس مقدس

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال + کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

حضرت موسیٰؑ کے جسم پر لرزہ طاری تھا آپ نے تعمیل ارشاد کی اور سجدہ میں گرے اب کیا تھا نبوت مل گئی دارین کی نعمت مل گئی سب کچھ مل گیا ۔

اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ
الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ اِنَّ السَّاعَةَ

بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میں
ہی معبود حقیقی ہوں سارے جہاں کا پروردگار ہوں میری
ہی عبادت و طاعت کر نماز پڑھ تاکہ میں ذہن سے فراموش

نہ ہوں یقیناً یوم حساب اعمال آنے والا ہے اور قیامت بلاشبہ قائم ہو کر رہے گی۔ اس کے بعد حکم ہوتا ہے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ قَالَ ۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کرتے ہیں:۔

هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۔ یہ میری لاٹھی ہے اسی سے ٹیک لگاتا ہوں اور اسی سے اپنی بکریوں کے لئے پتے توڑتا ہوں اور اسی قسم کے بہت سے کام لیتا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۔ موسیٰ اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دو۔ آپ کے پھینکتے ہی وہ ایک پھنکاریں مارتا ہوا سانپ بن گیا فرمایا اسے پکڑ لو ڈرو نہیں ہم اسے پھر پہلی ہی حالت میں کر دیں گے چنانچہ وہ پھر لاٹھی کی لاٹھی ہو گئی۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ تم اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر نکالو۔ نکالا تو آفتاب تاباں کی طرح روشن ہو گیا پھر جیب میں ڈالا تو وہی حالت ہو گئی۔ اس کے بعد حکم ہوا:۔

فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۔ تمہیں یہ دو معجزہ عطا ہوئے ہیں۔ فرعون اور اس کی قوم کو جا کر ہدایت کرو کہ وہ فسق و فجور میں مبتلا ہیں

عرض کی پہلی گزارش یہ ہے کہ فرعون کہیں مجھے قصاص میں قتل نہ کر دے دوسرے میرا بھائی ہارون زیادہ فصیح ہے اسے بھی میرے ساتھ کر دیا جائے۔ ارشاد ہوا

أَنتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ۞ یعنی بشارت مل گئی کہ تم دونوں اور جو بھی تمہاری پیروی کریں گے غالب ہوں گے۔

آغازِ تبلیغ ۔ اللہ پاک کی غیرت کو جوش آیا ہلاکت فرعون اور نجات بنو اسرائیل کا انتظام فرمایا حضرت موسیٰ کو مصر جانے کا حکم ہوا ادھر حضرت ہارون کو حکم ہوا کہ وہ گھر سے نکل کر ان کا استقبال کریں آخر شہر مصر جو فرعون کے سبز محل کے مقابل میں ایک مقام تھا دونوں نے تبلیغ دین موسوی کی دعوت دی [illegible] نے دیکھ لیا اور فرعون نے غصہ ہو کر دونوں کو دربار میں بلایا آپ نے فرمایا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَنْ أَرْسِلْ

مَعَنَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ہم دونوں خدا کے پیامبر ہیں اور یہ کہ تم بنو اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دو (ہود) فرعون نے کہا رب العالمین کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا زمین اور آسمان اور ان کے بیچ میں جو ہے ان سب کا رب ہے اور تیرا بھی اور تیرے آباء و اجداد کا بھی ——— (ہود) اس نے کہا اگر میرے علاوہ کسی کو خدا بنایا تو تم کو قید میں ڈال دوں گا آپ نے ارشاد فرمایا پس جلدی کر اگر تو سچا ہے (سورہ اعراف) غرضیکہ پھر آپ نے فرعون کے سامنے دو معجزہ پیش کئے ایک عصا کا جو اژدھا بن گیا اور اس نے اتنا بڑا منہ پھیلایا کہ فرعون اور اس کا سارا دربار اور اس کا کل محل اس کے منہ کے ایک گوشہ میں آ گئے دوسرا معجزہ دست مبارک کا دکھایا جسکو بغل سے نکالا تو آفتاب سے زیادہ روشنی پیدا ہو گئی یہ دونوں باتیں ایمان لانے کے لئے کافی تھیں مگر وہ سرکش اور متکبر دل کے اندھے ہو چکے تھے وہ ایمان نہ لائے فرعون نے اپنے وزیر اعظم ہامان سے مشورہ کیا ہامان نے کہا یہ تو صاف جادو ہے تب جادوگر بلائے گئے آخر وہ بھی ہار گئے اور سمجھ گئے کہ یہ تو سچے ہیں یہ جادوگری نہیں ہے وہ فرعون کے شدید عذاب کے باوجود ایمان لے آئے تب فرعون نے کھولتے تیل میں انکو زندہ بجرم ایمان ڈالدیا۔ وہ ایمان سے نہ ہٹے حق تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی بھائی کہ ہمارے حضور جب معراج کو تشریف لے گئے اور مصر سے مقابل سواری گذری تو آپکو اسقدر خوشبو آئی کہ حضرت جبرئیل سے پوچھا کیا جنت آ گئی انہوں نے عرض کیا یہ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے والے جادوگروں کے قبر کی خوشبو ہے (تفسیر حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ جلد ۴ ص ۱۷۱)

ملکہ آسیہ کا ایمان حضرت آسیہ آپ پر ایمان لے آئیں پھر ان پر اسقدر مظالم ہوئے کہ حد تحریر سے باہر ہیں لیکن وہ ایمان پر برابر قائم رہیں اور بالآخر شہید ہو گئیں اس کے بعد تھوڑے لوگ ایمان لے آئے اور بقیہ اسی طرح کافر کے کافر ہی رہے تب خدا نے طرح طرح کے عذاب بھیجے سارا پانی خون ہو گیا وہ حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہو کر تائب ہوئے جب عذاب ٹل گیا تو پھر وہ مرتد ہو گئے ٹڈیاں جوئیں مینڈک غرض طرح طرح کے عذاب آئے لیکن وہ فرعونی نہ ایمان لانا تھے نہ لائے آخر جب آپ ان سے مایوس ہو گئے تو اللہ کے حکم سے ایک مقرر رات کو بنو اسرائیل کو لیکر سمندر پار ہو گئے فرعون کو پتہ چل گیا وہ بھی لشکر اور مصاحبوں کے تعاقب میں نکلا اور بیچ سمندر میں جا کر غرق ہو گیا حالانکہ وہی سمندر حضرت موسیٰ کے عصا مارنے سے بارہ ٹکڑے ہو کر ان کے لئے رہگزر بن گیا تھا۔

بنو اسرائیل کی نجات حضرت موسیٰ نے اپنے ایک حواری یوشع کی زیر قیادت ۱۲ ہزار لشکر دیکر

مصر پر قبضہ کر لیا اور خود بنو اسرائیل کو لیکر کوہ طور پر آگئے پھر جنہوں نے شکر سجدہ بجا لا کے شکر ادا کیے بنو اسرائیل نے
فرعون اور مصریوں کے ساتھ رہکر انھی کے ایسی صفات اختیار کر لی تھیں کہنے لگے ہمکو تو ایک نئی شریعت چاہیے
حضرت موسیٰ ستر سرداروں کو لیکر کوہ طور پر گئے اور خدا سے درخواست کی تب انھوں نے کہا ہم تو نہیں مانتے
ہے ایمان نہ لائینگے جبتک خدا کو علانیہ دیکھ نہ لیں خدا پاک کو بیحد غصہ آیا مگر معاف کر دیا۔

گئو سالہ پرستی: ان میں سامری ایک شخص تھا جو جادوگر تھا اسنے سونے کا ایک بچھڑا بنایا جس میں ایک قسم کی
آواز نکلتی تھی قوم اس کی پرستش میں لگ گئی حضرت ہارونؑ نے ہر چند رد کیا مگر انھوں نے ایک نہ سنی اور صرف بارہ
ہزار ایمان پر قائم رہے باقی سب مرتد مشرک ہو گئے (تفسیر المنار جلد ۳ صفحہ ۱۹۴) واپسی پر حضرت موسیٰ سخت غصہ
ہوئے سامری پر عذاب اترا اور ستر ہزار بنو اسرائیل خود اپنے ہاتھوں سے قتل ہوئے یہ خدا کی طرف سے عذاب تھا
آخر کار حضرت موسیٰ کی دعا سے انکو معاف کیا گیا۔ ایک روایت ہے کہ سامری ہندوستان آیا تھا جو سادھو ... شاید اسکا

ایک اور نافرمانی: پھر عمالقہ نے بنو اسرائیل پر حملہ کرنا چاہا حضرت موسیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم خدا سنایا کہ ان سے لڑائی
کرو۔ بنو اسرائیل نے جواب دیا تم اور تمہارا رب جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ (قرآن) تب حضرت موسیٰ ہارون
یوشع و کالب روانہ ہوئے اور بحکم خدا انتہا پسے بنو اسرائیل اسی بیابان میں سرگرداں چھوڑ دیئے گئے پھر معاف کیے گئے

من و سلویٰ: ان کی درخواست پر آسمان سے شیریں اور ایک قسم کا حلوا آنا شروع ہوا انھوں نے پانی مانگا اور اللہ
نے ہر قبیلہ کے لئے الگ الگ بارہ چشمے جاری فرمائے مگر انھوں نے پھر بھی اطاعت نہیں کی بلکہ کہا ہمکو تو بس پیاز گیہوں
چاہیے حضرت موسیٰ نے ہر چند انکو سمجھایا اور خدا کی ناشکری اور نافرمانی والے انجام سے ڈرایا مگر وہ لگے ملنے والے

بنو اسرائیل کی تباہی: اللہ پاک قدم قدم پر رحمت نازل کرتا اور وہ قدم قدم پر نافرمانی کرتے اور نفاق پالتے
پھر اللہ پاک نے انکو اسی بیابان میں قید کر دیا اور وہ سب کے سب آخر وہاں مر گئے البتہ انکی نسل اور چند مومن محفوظ کر لیے گئے

وفات: تھوڑے دنوں بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رحلت فرمائی آپکے بھائی حضرت ہارون پہلے ہی رحلت کر چکے تھے حضرت موسیٰ نے
اپنا جانشین حضرت یوشع کو قرار دیا حضرت موسیٰ الگ نبی تھے صاحب شریعت ... مگر اپنی قوم کے لئے
... (تفسیر جامع البیان جلد ۲ صفحہ ۴۵) توریت آپ ہی پر نازل ہوئی اسکے ذکر سے قرآن مجید کے صفحات
بھرے پڑے ہیں بالخصوص سورہ اعراف سورہ ہود سورہ عنکبوت سورہ انبیاء سورہ یوسف سورہ شعراء وغیرہ میں تفصیل سے یہ واقعات
موجود ہیں قوم یہ گروہ خدا کی نافرمانی دنیا سے ... انبیاء کی ... آخر ...
... کی صحبت میں ...

حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام بہت بزرگ اور عبادت گذار پیغمبر گزرے ہیں جو بنی اسرائیل ہی کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے کیونکہ ان کی مذہبی اور اخلاقی اقدار ختم ہو گئی تھی اور یہ بری طرح کفر و شرک کی گہرائیوں میں ڈوب گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع کالب اور حزقیل بالترتیب خلافت اور پیغمبری کے منصب پر فائز ہوئے جب آپ نے درس توحید دیا تو اسیر بعلبک اور اس کی قوم نے آپ کے قتل کا تہیہ کر لیا۔ حضرت الیاس یہ خبر پا کر روپوش ہو گئے اور پہاڑوں میں چھپ گئے شاہ بعلبک نے آپ کی بہت تلاش کی اس نے اپنے جاسوس جا بجا لگا دیئے چپہ چپہ پر پولیس اور فوج کے جوان متعین تھے تاج کی طرف سے اعلان ہو چکا تھا کہ جو شخص الیاس کو گرفتار کر کے موقعہ قتل میں لائیگا اسے بیشمار انعام بھی دیا جائیگا۔ آٹھ برس کامل تلاش ہوتی رہی آپ پہاڑوں ہی میں چھپے ہوئے تھے لوگ پاس ہی سے نکل جاتے مگر آپ نظر نہ آتے (تفسیر روح المعانی پارہ ۵ ص ۱۵۷)

پھر وحی نازل ہوئی کہ:۔ الیاس تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تم میرے منتخب و نیک بندے ہو دنیا کفر و شرک سے بٹ جائے جب بھی میں بے نیاز ہوں تم جو مایوس اور افسردہ ہو کر دعا کرتے ہو کہ تمہیں اٹھا لیا جائے تاکہ قوم کے ابتذال کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکو تو یہ نہیں ہو سکتا تیرے وجود کی برکت ہی سے تو یہ نظام قائم ہے۔ مخلوق کا فائدہ ہے ان لاکھوں کافروں سے مجھے ایک تیری پاسداری عزیز ہے۔ اور کوئی سوال کریں اسے پورا کروں گا۔ عرض کی ساٹھ سال تک بارش نہ برسا اور اسے ایک قطرہ آب سے محروم کر دے ارشاد ہوا یہ تو صحیح ہے مشرک نیز خود بھی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ ایسا ہوا تو ایک دنیا بھوک اور پیاس سے تڑپ کر مر جائے گی۔ ان کے گناہوں سے میں اپنے دروازہ رزق تو نہیں بند کر سکتا ہوں تو میرے ہی بندے البتہ تین برس کے لئے میں بارش کا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں جب کہے گا پانی برساؤں گا۔ (روضۃ الاصفیاء ص ۱۴) آپ معجزہ دکھاتے رہے کچھ لوگ معجزہ دیکھ کر ایمان لائے مگر مطلب پورا ہو جانے کے بعد لوگ پھر بدستور گمراہی میں مبتلا ہو گئے اور یہ بھی

بھول گئے کہ ہم نے کیا وعدہ کیا تھا اور کیا قرارداد ہو چکی تھی۔

روپوشی حضرت الیاس علیہ السلام کی مایوسی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا بیزار ہو گئے اور پھر چند لمحے بھی قوم کے پاس ٹھہرنے اور ملک میں رہنے کے روادار نہ ہوئے اللہ سے دعا کی قبول ہوئی وحی نازل ہو گئی تو آپ نے حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ بنایا اور نظروں سے اوجھل ہو گئے پھر کسی کو کوئی پتہ نہ لگا صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ پر موت طاری نہیں ہوئی بلکہ دنیا ہی میں موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے حضرت الیاسؑ بہت خوبصورت اور بہت نیک مزاج پیغمبر تھے انکسار و رحم آپ کی طبیعت میں بہت زیادہ تھا غصہ بہت کم آتا تھا (تفسیر فتح القدیر جلد ۴ ص ۱۱۲) علیہ الصلوٰۃ والسلام

((حضرت الیسع علیہ السلام))

حضرت الیسع علیہ السلام بڑے ذی رتبہ پیغمبر ہیں گو یہ صاحب شریعت و کتاب نہ تھے موسوی شریعت کے مطابق ہدایت و رہنمائی کرتے تھے اور توراۃ ہی کے مطابق سناتے اور ان پر عمل کراتے تھے تاہم ان سے بہت سے معجزات ظہور میں آئے اور ان کی زندگی کا دور بھی بہت شاندار گزرا ہے پہلے حضرت الیسع علیہ السلام معمولی حیثیت زندگی بسر کرتے تھے کاشتکاری پر گذر تھی کھیتی باڑی خود کرتے تھے اور اسی سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ چلاتے تھے۔ (تفسیر ابن جریر طبری جلد ۴ ص ۲۸) اللہ تعالیٰ نے آپ کی اہلیت کا اندازہ کر کے خلعت نبوت عطا فرمایا اور حکم ہوا کہ اب تم حضرت الیاسؑ کی جگہ بنی اسرائیل کو ہدایت کرو۔ اگرچہ قوم گمراہی کفر و شرک میں مبتلا تھی مگر وہ آپ کی ہیبت سے ضرور ڈرتی تھی اور سب پر آپکا رعب پڑتا تھا برابر وعظ فرماتے رہتے تھے تقریر کرتے وقت اتنی ہیبت ہوتی تھی کہ جب تک تقریر کرتے رہتے تھے مجمع میں سناٹا چھایا رہتا تھا اور کسی کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ آپکو ٹوک سکے قوم نے اس کے باوجود آپ کی نہیں مانی اور سخت پریشان کیا تب آپ نے بہت سے معجزات دکھائے

معجزات آپ کے بہت سے معجزات تاریخ میں ملتے ہیں ایک دفعہ دمشق کے بادشاہ نے حاکم بنی اسرائیل کو لکھا کہ آپ کوئی حاذق طبیب بھیجئے جو میرے مرض برص کا علاج کرے جس کے جواب میں آپ کی خدمت میں حا

ہوا اور بادشاہ کی خواہش آپ کے حضور میں پیش کی فرمایا اس سے کہو کہ وہ دمشق کی نہر میں غسل کرے وہ پانچ غسل کر چکا تھا متامل ہوا مگر جب وزراء نے کہا اس میں آپ کا حرج ہی کیا ہے ایک دفعہ اور نہا لیجئے کم از کم صحت و صداقت کا امتحان ہی ہو جائے گا مہر کا نہیں وہ تو زبان کا اثر تھا اس مرتبہ جو نہا کر نکلا ہے تو جسم بالکل صاف تھا بہت خوش ہوا۔ زرسرخ کا ایک توڑا اور ایک بیش قیمت خلعت بھیجا آپ نے واپس کر دیا آپ کے خادم نے خفیہ طور پر لے لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کوڑھی ہو گیا۔ (اخبار الرسل ص۹۱۸)

ایک اور واقعہ ملتا ہے اسی نواح کے ایک قبیلہ نے آکر شکایت کی کہ ہمارے چشمہ کا پانی بہت کھاری ہے سخت تکلیف ہے ساتھ گئے اور بسم اللہ باذن اللہ پڑھکر ایک کنکری اس میں ڈالدی جس کی وجہ سے پانی شہد سے زیادہ شیریں ہو گیا قبیلہ اسے بہت خوش اور شکر گذار ہوئے مگر ایمان نہ لائے۔ (البدایۃ والنہایۃ ص۲۲)

وصال ۔ اس قسم کے معجزہ برابر دیکھتے رہتے تھے مگر ایمان نہ لاتے تھے جس کی وجہ سے آپ بہت ملول رہتے تھے ایک روز آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مجھ سے جتنی کوشش کی جا سکتی تھی کر چکا قوم کی گمراہی اب نہیں دیکھی جاتی ہے مجھے دنیا سے اٹھالے دعا مقبول ہوئی اور آپ رہگزائے عالم بقا ہوئے (طبری ص۱۱۶)

حضرت ذوالکفل علیہ السلام ۔ وصال سے پہلے ہی حضرت ذوالکفل کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں خلعت نبوت بھی عطا کر دیا تھا اور ان کے سپرد بھی وہی خدمات کیں۔ حضرت الیسع علیہ السلام کے خلاف حضرت ذوالکفل بہت دولتمند اور بڑے رتبہ کے انسان تھے اور علم و فضل ہی اور حسب و نسب اور عہدہ سیاست میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے زندگی بڑے امیرانہ عیش میں گذری تھی۔ بڑے خاندان کے چشم و چراغ تھے ترقی کرتے کرتے وزارت کے عہدہ تک پہونچ گئے اور مقرب بارگاہ بن گئے اتنی عزت تھی کہ بادشاہ آپکے مشورہ کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتا تھا مگر یہ بادشاہ تھا بہت ظالم بنی اسرائیل سے خواہ مخواہ قلبی عداوت تھی ان پر برابر حملے کرتا ہی رہتا تھا خود بڑی بڑی فوجیں لیکر حملہ آور ہوا اور شہر کے شہر ویران کر ڈالے۔ سرحدی شہروں کی تو اس نے اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھدی اور نقصان پہ نقصان پہنچاتا رہا (تفسیر مواہب الرحمن ص۱۷۶) آپ نے بادشاہ کے قید کئے ہوئے تمام مظلوموں کو دربار سے لیکر اپنے محل میں لاکر ان کی بیڑیاں بھی کاٹیں آرام سے رکھا شاندار دعوت کی اور رخصت کے وقت بہترین کپڑے منگا کر

ان سے کہا کہ جاؤ اور صبح ہونے تک اس کی سرحد سے پار ہو جاؤ بادشاہ آپکو اللہ کے حکم سے کوئی نقصان نہ پہونچا سکا آپ اس کے بعد وزارت چھوڑ کر فلسطین چلے آئے اور حضرت الیسع کی خدمت میں رہنے لگے جن کی تربیت روحانی نے آپ کو مطلع انوار بنا دیا خلافت ملی اور اس کے بعد دارین کی ابدی دولت بصورت خلعت نبوت عطا ہو گئی موسوی شریعت کے پابند تھے بنی اسرائیل کو تورات ہی کے حکم پر چلنے کی ہدایت کرتے تھے (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۴۲) علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام

آپ کا تذکرہ سورۂ ص ۲۱-۲۶ وغیرہ میں آیا ہے آپ زبردست پیغمبر گزرے ہیں زبور مبارک آپ پر نازل ہوئی تھی اور دینی اور دنیاوی دونوں سعادتیں آپ میں بدرجہ کمال جمع کر دی گئیں تھیں آپ کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ جسکو نوازتے ہیں تو کس طرح نوازتے ہیں آپ ابتدا میں بہت غریب تھے جنگل میں بکریاں چراتے تھے گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے تیرہ بھائی تھے سب میں کمزور اور ناچیز آپ ہی تھے جب طالوت کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو شخص جالوت کے مقابلہ پر جا کر لڑے گا اسے شکست دے گا اسے نصف سلطنت بھی عطا کی جائے گی اور شہزادی سے شادی بھی کر دی جائے گی حضرت اشموئیل نے طالوت کو پہلے ہی کچھ علامات بتا دی تھیں اور بتا دیا تھا کہ جب کوئی شخص لڑنے کا عزم کرکے تمہارے پاس آوے تو پہلے یہ علامات دیکھ لینا بہت سے لوگ انعام کے لالچ میں قسمت آزمائی کے لئے پہونچے مگر اکثر تو حالات ہی سنکر گھبرا گئے جو باقی رہے ان میں یہ علامات نہ پائی گئیں اور ہمت کے بھی پست نکلے اس لئے طالوت انہیں واپس ہی کرتا رہا لیکن جب آپ سامنے گئے ہیں تو گو آپ جسمانی طور پر کچھ ممتاز نہ معلوم ہوتے تھے مگر آپ کے اندر وہ مطلوبہ علامات سب موجود تھیں انکے سوالات کئے آپ نے ان کا جواب اولعزمانہ دیا جس سے طالوت مطمئن ہو گیا اور اس نے آپ کو جالوت کے مقابلہ کے لئے بھیجنے کا تہیہ کر لیا۔ (قصص القرآن صفحہ ۱۸۲)

جالوت شاہ فلسطین سے مقابلہ حضرت داؤد علیہ السلام تنہا جالوت کے مقابلہ پر پہونچے اور یہ جانتے سمجھتے ہوئے پہنچے کہ وہ قوت و شجاعت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا وہ ہر طرف اس کی

دیکھ کر بنستی ہوئی سے پہلے تو جالوت نے آپ پر ایک غلط نظر ڈالی اور بولا۔ جا کیوں اپنی جان کھونے کیلئے میرے سامنے آیا ہے پھر تو تلوار اٹھانا بھی میرے لئے ننگ و عار کا باعث ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس کے جواب پر مسکرا دیئے اور گوپھن میں رکھ کر پتھر جو مارا ہے۔ تو جالوت فرش خاک پر ڈھیر تھا اس کا سر پاش پاش ہو گیا آپ نے بڑھ کر اسی وقت اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ جالوت کے لشکر پر ایک ہیبت طاری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے تین سو تیرہ کو ایک لاکھ پر فتح دی جالوت کا لشکر بھاگ نکلا جتنے گرفتار کیے جا سکے گرفتار کیے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور عورتیں لونڈیاں بنالی گئیں مال غنیمت اس کثرت سے ہاتھ آیا کہ اس کا کوئی شمار ہی نہ تھا فوج کی فوج مالدار ہو گئی اور پھر اس کی طرف کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی سب سہم گئے۔ (تاریخ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۷)

حضرت داؤد سے طالوت کا عناد طبری نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر تیس سال کی ہو چکی تھی بہت خوبصورت اور وجیہہ جوان تھے آپ کی دلعزیزی برابر ترقی کرتی چلی جا رہی تھی اور لوگ آپ کو بڑے عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے طالوت کے اندر فتوحات کی کثرت نے کچھ غرور و نخوت پیدا کر دی تھی وہ آپ کی ہر دلعزیزی کو ایک آنکھ نہ دیکھ سکتا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح آپ کو ٹھکانے لگا کر سلطنت کے قلب سے وہ کانٹا نکال دے جس کی خلش اس کے دل میں برابر محسوس ہو رہی تھی۔ طالوت نے اپنی بیٹی کے ذریعہ انکو قتل کرانا چاہا جو آپ کی بیوی تھیں اس نے آپکو فلسطین بھاگ جانے میں مدد کی اور پانی کا ایک مشکیزہ چارپائی پر رکھ کر چادر اڑھا دی اور طالوت سے کہا یہ داؤد ہیں سو رہے ہیں قتل کر دو رات تھی اس نے اس مشک کو قتل کر دیا۔

طالوت کی موت اس کے بعد طالوت کو پشیمانی ہوئی کسی بزرگ نے بتایا کہ تو اپنے بیٹوں کو جنگ میں شہید کرا۔ اور اس کے بعد خود بھی لڑتا ہوا شہید ہو جا اور استغفار کرتا رہ اسی طرح گناہ معاف ہوں گے چنانچہ طالوت نے یہی کیا اور چالیس برس پر شکوہ حکومت کر کے ایمان کی موت مر گیا (طبری جلد ۱ ص ۲۴۸)

حضرت داؤد کی فرمانروائی اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے سوا قوم میں اور کوئی بھی سلطنت کے قابل نہ رہا تھا پھر بھی آپکو تخت حکومت تک پہنچنے کے لئے چند لڑائیاں لڑنی ہی پڑیں اس

کے بعد آپ باتفاق اہل رائے بنی اسرائیل کے بادشاہ منتخب ہوئے۔ آپ وحی الٰہی کے مطابق بنی فلسطین
میں بنی مواب، بنی کنعان اور اہل روم سے بھی مجاہدانہ لڑے اتنے پُرشور حملے کئے کہ ان کے شہر کے
شہر فتح کر کے رکھ دئیے اور ان سے جزیہ وصول کیا دمشق فتح ہوا جہاں پر بھی جزیہ عاید کر دیا۔ انطاکیہ سے
بھی خراج وصول کیا۔ آپ کے بیٹے ابشلوم نے لوگوں کے بھڑکانے سے پُرشور بغاوت کی جس میں بہت سے
بنی اسرائیل قتل ہوئے اور دو برس کے بعد یہ بھی اپنے وزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام
نے بھی طالوت کی طرح بہت سے جہاد کئے اور بڑی بڑی خوف انگیز جنگیں لڑ کر تمام اقوام پر بنی اسرائیل کے
اقتدار و سیاست کو مسلم بنا دیا۔ آپ کے عہد حکومت کی حدود بھی بہت وسیع ہو گئیں اور اطراف عرب
کی تمام حکومتیں باجگزار بن گئیں۔ آپ کے عہد میں بنی اسرائیل کے لڑنے کے قابل مردوں کی آبادی ۱۳
لاکھ تھی طبری نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد تک
۶۰ سال کا زمانہ گزرا اس میں اس قوم نے بڑی بڑی ذلتیں اور شکستیں اٹھا کر پورا اقتدار پایا۔ (طبری جلد ۱)

کمالات: حضرت داؤد علیہ السلام کمالات انسانی کا ایک زندہ پیکر تھے جہاں آپ اول درجہ
کے شجاع سپہ سالار اور ایسے باجبروت فرمانروا تھے جن کے نام سے دشمنوں کے قلوب دھڑکنے لگتے
تھے وہاں دوسری طرف آپ نہایت رحمدل نرم طبیعت عابد اور منکسر المزاج بھی تھے اگرچہ اس عہد
میں آپ کے رتبہ و شان کا کوئی فرمانروا نہ تھا مگر یہ حالت تھی کہ آپ بیت المال سے ایک پیسہ نہ لیتے
تھے بلکہ زرہیں بنا کر اس کی اجرت سے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ آپ کو یہ معجزہ عطا ہوا تھا کہ لوہا آپ کے
ہاتھ میں آ کر موم ہو جاتا تھا اور آپ بآسانی زرہیں بنتے چلے جاتے تھے سورۂ سبا میں آپ کے لئے اس
آپ کے اس معجزہ دو لوہے کا ذکر موجود ہے جس وقت دربار کے اندر تخت پر بیٹھتے تھے اس وقت رعب
کا یہ عالم ہوتا تھا کہ کوئی آنکھ نہ اٹھا سکتا تھا ایک ہیبت طاری رہتی تھی خطابت میں کوئی آپ کا مقابلہ
نہ کر سکتا تھا مقدمات میں خود ہی فیصلہ کرتے تھے چونکہ پیغمبر بھی تھے اس لئے ہفتہ میں ایک مرتبہ وعظ
بھی فرمایا کرتے تھے بنی اسرائیل سے بہت برائی معدوم ہو گئی تھی اور اب انہیں نافرمانی کی جرأت
نہ رہتی تھی آپ کا دربار بڑے جاہ و جلال کا دربار تھا ۴۰ سال تک بڑے طنطنہ اور دبدبے

شکوہ و سطوت کے ساتھ فرمانروائی کرکے رحلت کی اور بیت اللحم میں مدفون ہوئے (تفسیر جامع البیان جلد ۷ ا ۱۹۴)

عادات مبارک اس سطوت و جبروت اور اس فرمانروایانہ جاہ و جلال کے باوجود طبیعت میں بے حد انکسار تھا پوری پوری راتیں عبادت میں گزار دیتے تھے تورات اس درد و گداز کے ساتھ پڑھتے تھے کہ انسان تو انسان پرندے بھی بے قرار ہو جاتے تھے (آج تک لحن داؤدی مشہور ہے) بہت خلیق تھے ہمیشہ اس سعی میں مصروف رہتے تھے کہ سلطنت میں کوئی بھوکا نہ سونے پائے غریبوں اور مصیبت زدوں کی امداد کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے ہر وقت خشوع اور خضوع کا عالم طاری رہتا تھا بات بات پر رقت طاری ہو جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے تمام نعمتیں آپ کو عطا کر رکھی تھیں محل میں ۹۹ بیویاں بھی تھیں جو حسن و جمال میں منتخب روزگار تھیں لائق بیٹے بھی تھے دربانوں اور خادموں کا بھی کوئی شمار نہ تھا آنکھیں گول تھیں پستہ قد تھے رنگ سرخ تھا (البدایہ ا ۱۳۱) علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت سلیمان علیہ السلام

آپ کا ذکر سورۂ انعام ۸۴، سورۂ انبیاء ۷۸، ۸۲ سورۂ سباء ۱۲، ۱۴ سورۂ نمل ۱۵، ۴۴ سورۂ بقرہ ۱۰۲ سورۂ ص ۳۰، ۴۰ میں آیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند جلیل حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیک وقت خلافت و سلطنت اور نبوت تینوں نعمتیں عطا ہوئیں آپ کے عہد میں بنی اسرائیل کی شوکت و عظمت منتہائے کمال کو پہنچ گئی اور اس کی حدود بہت وسیع ہو گئیں قرب و جوار کی تمام حکومتوں اور سارے دشمنوں پر ہیبت طاری ہو گئی کسی کی مجال نہ تھی جو اس کی طرف نظر اٹھا کے دیکھ سکے آپ کی خصوصیت تھی کہ تمام جنات اور وحوش و طیور آپ کے مسخر کر دیئے گئے تھے۔ لکھا ہے کہ آپ نے ایک نہایت خوشنما اور وسیع و عریض فرش زر و جواہر سے جنات کی امداد سے تیار کرایا تھا جس پر تمام دربار بیٹھ جاتا تھا اور تمام سامان مہیا رہتا تھا جب آپ حکم دیتے تھے جنات اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے تھے اسی آراستہ و مزین فرش پر آپ کا شاندار تخت بھی نصب تھا جس پر آپ جلوہ گر ہوتے

ساتھ بیٹھکر دربار کیا کرتے تھے ایک دن کے اندر اس فرش پر بیٹھکر آپ ایک ماہ کی راہ طے کر لیتے تھے (البدایۃ والنھایۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱)

دربار سلیمانی) تخت اور دربار کی شان و شکوہ کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ حضرت آصف بن برخیا وزیر اعظم ان کے سامنے مکلل بجواہر کرسی پر بیٹھتے چار ہزار علماء دائیں جانب ہوتے اور چار ہزار امراء و اعیان بائیں جانب دست بستہ کھڑے رہتے اسی طرح چار ہزار جن اور پریوں کے بھی دربار میں اٹنشن کے قطار لگائے رہتے تھے اور حکم کے منتظر رہتے تھے صبح کی نماز پڑھ کر دربار میں آتے اور زوال کے وقت تک کار دربار سلطنت میں معروف رہتے فرامین لکھاتے رپورٹیں سنتے اور نہایت مستعدی و دانائی سے کام لیتے (البدایۃ والنھایۃ جلد ۲ صفحہ ۲۲)

ملکہ سبا کو دعوت اسلام) ایک روز آپ تخت رواں سے نماز کے لئے اترے ہُد ہُد نے اس اثنا میں طول و عرض ملک دیکھنے کے لئے پرواز کی ایک شہر میں پہنچا جس کا نام سبا تھا اس کی خوشنمائی سے بہت متاثر ہوا واپس آکر ملک سبا کے حالات بیان کئے اور کہا کہ ملک بہت آباد و زرخیز ہے وہاں ایک ملکہ مکلل بجواہر تخت احمر پر بیٹھکر حکمرانی کرتی ہے جس کے پائے یاقوت و زبرجد کے ہیں اور عرض ۸۰ گز طویل و عریض ہے آپ نے ایک خط بلقیس کے نام لکھکر ہد ہد کے ذریعہ بھجوایا:۔

إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ۔ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور بڑے مہربان رحم کرنے والے خدا کے نام سے شروع کیا گیا ہے خود کو مجھ سے بڑا نہ سمجھو اور اسلام قبول کر کے میرے پاس چلی آؤ ہد ہد نے وہ خط پہنچا کر اور ایک روشندان کے ذریعہ سے اندر داخل ہو کر اسے بلقیس کے سینے پر ڈالدیا اس وقت وہاں کوئی موجود نہ تھا بلقیس مہر سلیمانی دیکھکر بہت متاثر ہوئی اسی وقت اپنے سرداروں اور اعیان سلطنت سے پوچھا کہ تم سلیمان کے متعلق کیا جانتے ہو وہ بہت جلیل القدر فرمانروا ہیں لوگوں کو دین توحید کی دعوت دیتے ہیں پیغمبری کے دعویدار ہیں بیشک خوش خبری سے ہم فرمانبردار ہیں جو حکم ہوا اس کی تعمیل کریں ہم نے سنا تو یہ ہے کہ جن و پری تک ان کے مطیع ہیں اور جو حکم دیتے ہیں اسکے مطابق کام کرتے ہیں (قصص القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

ملکہ کی روانگی ملکہ نے دربار سلیمانی میں اپنے خاص سفیر بھیجے۔ سفراء نے واپس جاکر ملکہ سے جو تمام حالات بیان کئے تو بولی واقعی کیا سلیمان علیہ السلام پیغمبر ہیں جنہیں نبوت کے ساتھ سلطنت بھی ملی ہوئی ہے ان کا مقابلہ کرنا میرے لئے بہت دشوار ہے کہ وہ روحانی و مادی دونوں طاقتوں کے حامل ہیں میں خود جاتی ہوں۔ اسکے بعد اس نے اپنے قیمتی تخت کو درمیانی محل میں منتقل کیا جسکے چاروں طرف ایسے ہی محل تھے ان ساتوں وسیع محلات کی ڈیوڑھیوں کو طے کئے بغیر کوئی اندر نہ پہونچ سکتا تھا بہت سی فوج محلات کی محافظت کے لئے مامور کی اور ایک لشکر عظیم اپنے ساتھ لیکر اس کروفر اور تزک و احتشام کے ساتھ روانہ ہوئی کہ دشت و بیابان میں ایک شور بپا ہو گیا جب قریب پہونچی اور حضرت سلیمان ع کو اسکے آنے کا علم ہوا تو آپنے درباریوں کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا تم میں سے کوئی ہے جو ملکہ کے تخت کو اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے لاکر یہاں حاضر کر دے ایک جن بولا کہ زوال وقت تک تو میں یہاں پہونچا سکتا ہوں حضرت نے فرمایا ملکہ بہت قریب پہنچ چکی ہے میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد تخت یہاں پہونچ جائے اب سب خاموش تھے۔ آخر آپ کے وزیر اعظم آصف بن برخیا نے عرض کی کہ میں اسے چشم زدن میں یہاں لا سکتا ہوں یہ حضرت کے صحابی بھی تھے بہت بڑے ولی اللہ بھی تھے اور اسم اعظم بھی جانتے تھے چنانچہ تخت فوراً آ پیش ہو گیا بولے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ مجھے آزماتا ہے کہ میں کتنا شکر ادا کرتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ جلد دوم ص ۲۹)

ملکہ بلقیس کا اسلام اور نکاح آپنے عجلت کے ساتھ اس میں اتنا تغیر کرا دیا کہ سرخ پتھر کی جگہ سبز اور سبز کی جگہ سرخ پتھر لگوا دیئے اس کے بعد آپنے ملکہ کے استقبال میں دربار کو تزئین و آرائش سے بالکل لیس بنا دیا اور آپنے اسے اپنے تخت کے ایک گوشہ میں عزت کے ساتھ بٹھایا اس دوران میں برابر گوشہ چشم سے اپنے تخت کی طرف دیکھی جاتی تھی آخر وزیر اعظم نے پوچھا کہ کیا یہ تخت آپکا ہے بولی میرا تو نہیں مگر ہو نہ ہو میرے تخت جیسا ضرور ہے اس کے بعد اسے حالات کا علم ہو گیا حضرت نے ملکہ کو اپنی بہن کے محل میں ٹھہرایا اور ہر طرح اس کی عزت و عافیت کا خیال کیا حضرت کی حرم سرا میں بھی اطلاع ہوئی اور یہ بھی پتہ چلا کہ آپکا ارادہ ملکہ سے شادی کرنے کا ہے تو انہیں رشک ہوا کیونکہ ملکہ ایک برق جمال اور نہایت لائق و عقیل خاتون تھی۔ یہ بیں کہ اس کی گوری پنڈلیوں پر تو بال ہیں اس لئے یہ حضور کے قابل نہیں۔

آپ نے ایک بلوری فرش بنوا کر جو دیکھنے میں عالم آب معلوم ہوتا تھا اس کا تجربہ کر لیا ملکہ نے پانی سمجھ کر پائنچے اٹھا لیے واقعی بال موجود تھے جو عورتوں نے دیکھ لیے تھے حضرت نے جنات سے کوئی دوا ایسی منگا کر لگا دی کہ بال کالعدم ہو گئے اور ساتھ ہی یہ زمین بلور کے ٹکڑوں کی طرح روشن اور صاف ہو گئیں اور نکاح کر لیا بلقیس ایمان لے آئی جس کے بعد وہ آپ کی اجازت سے اپنے ملک کو چلی گئی آپ مہینہ میں ایک بار تشریف لے جاتے (تفسیر طبری صفحہ [illegible])

حضرت سلیمانؑ کی وفات ایک مدت دراز تک آپ بڑے شکوہ و جلوس کے ساتھ فرمانروائی کرتے رہے دین موسوی کو پورے عروج پر پہنچا دیا اور اس کے بعد رحلت کر گئے آپ کے بعد پھر بنی اسرائیل کو عروج نصیب نہ ہوا آپ نے وقت رحلت خدائے قدوس سے دعا کی تھی کہ میری موت کا حال ایک سال تک کسی پر ظاہر نہ ہو چنانچہ جب عبادت خانہ میں گئے اور عصا ٹیک کر کھڑے ہوئے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ایک سال تک ایسے ہی کھڑے رہے امراء انتظام حکومت کرتے رہے سب نے یہ خیال کیا کہ آپ عبادت میں مصروف ہیں اس کے بعد آپ بیت المقدس میں مدفون ہوئے حضرت سلیمانؑ نے ایک بڑا لنگر جاری کر رکھا تھا اس میں سات سو [illegible] آٹا صرف ہوتا تھا اس سے ایک دنیا مستفید ہوتی تھی لیکن یہ حالت تھی کہ زنبیلیں بنانے اور فروخت کرنے [illegible] جو کا [illegible] پسوا کر روٹی پکواتے اور مساکین کے ساتھ بیٹھ کر اسے کھاتے جاتے تمام حالات میں سب سے یکتا تھا بڑے عابد تھے رات دن مصروف عبادت رہتے تھے بہت خوش اخلاق اور خوبصورت تھے۔ (تفسیر مواہب الرحمن جلد [illegible]) علیہ الصلوٰۃ والسلام

((حضرت یونس علیہ السلام))

آپ کا ذکر سورۃ صافات ۱۳۹، [illegible] سورۃ انبیاء [illegible] سورۃ انعام [illegible] ۸۶ اور سورۃ یونس ۹۸ میں آیا ہے آپ سرزمین نینوا میں پیدا ہوئے۔ (قصص القرآن [illegible]) بنی اسرائیل نے حضرت [illegible] کی [illegible] کے بعد جانشین حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد [illegible] حاصل کیا اور جو حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں پورے عروج کو پہنچ گیا اس کی انہوں نے کوئی قدر نہ کی اور ان کی آنکھیں بند ہونے پر [illegible] فرمانی اور [illegible] نے ان کو اسیر [illegible] ہونا ہی چاہیے تھا اس نے انہیں [illegible] کا موقع دیا [illegible] غضب کی صورت میں ان پر بخت نصر [illegible] کو مسلط کر دیا جس نے بیت المقدس کو آگ [illegible] برباد کر کے رکھ دیا

بنی اسرائیل کی تباہی | ابن خلدون نے اس حملے کے متعلق لکھا ہے کہ بخت نصر نے بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہیکل سلیمانی اور مسجد اقصیٰ کے تمام جواہرات لوٹ کر اسے کھنڈر بنا دیا ہزاروں بنی اسرائیل کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ بادشاہ کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھروا دی شہزادے بھاگ کر مصر چلے گئے یہ برق و باد کی طرح وہاں بھی جا پہنچا اور وہاں بھی غارتگری مچائی۔ کروڑوں اربوں روپے کے مال غنیمت کے علاوہ ساٹھ ہزار اسرائیلیوں کو بھی یہ بابل پکڑ لے گیا۔ اس حملے نے بنی اسرائیل کی تمام شان و شوکت کو نسیاً منسیاً کر کے رکھ دیا سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ ان کے تمام علماء فضلاء و صلحاء اور امراء سب اس حملے میں قتل ہو گئے توراۃ کے تمام نسخے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نذر آتش کر دیئے اور حکم دے دیا کہ جو اسرائیلی بھی عبادت کرتا پایا جائے اسے قتل کر دیا جائے غضب الٰہی نازل ہوا تو ایسا ہوا کہ آن کی آن میں دنیا کی عظیم ترین سلطنت اور اس کے حسین ترین شاہی شہر گرد و غبار ہو کر رہ گئے اور کھنڈروں کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ نصف صدی کی قید کے بعد یہ سنبھلے کروٹ لی بیت المقدس کو پھر آباد کیا لیکن اس مرتبہ طیطس رومی نے آ کر اسے غارت کر دیا اس کے بعد پھر یہ قوم کوئی امتیازی قوت حاصل نہ کر سکی۔ ناشکری اور نافرمانیوں کا جو نتیجہ اگلی قومیں بھگت چکی تھیں وہ بنی اسرائیل نے بھی بھگتا اس کے بعد عراقیوں کو اقتدار نصیب ہوا جن میں بابلی اور نینوا والے دونوں شامل ہیں۔ یہ بھی کافر و نافرمان تھیں ان میں نینوا والوں کی ہدایت کے لئے حضرت یونسؑ مبعوث ہوئے اس عہد میں اللہ کے چار نبی مختلف اقوام میں مصروف ہدایت و ارشاد تھے جن کے اسماء عزرا موسیٰ اشعیا اور یوشع بتائے جاتے ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ شہرت و عظمت حضرت یونسؑ کو حاصل ہوئی نینوا کی عظمت بڑھ گئی تھی۔ زمین و آسمان کا وہی عالم تھا جو بابل اور بیت المقدس کے متعلق بتایا جا چکا ہے اس کا تمدن بہترین تمدن اور اس کی تہذیب وقت کی بہترین تہذیب سمجھی جاتی تھی تاریخ میں اس کی شوکت ماضی کے افسانے پڑھ کر اس کی موجودہ خستہ حالی کے پیش نظر بے ثباتی عالم کی ایک تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ اب تو نینوا کھنڈر کا ایک ڈھیر ہے لیکن اس زمانہ میں یہ عروس البلاد تھا اور یہاں کے لوگ بڑے دولتمند اور ترقی یافتہ تھے۔

قوم یہود کی سخت دلی | فراوانی دولت کی عنان اگر شریعت کے ہاتھ میں نہ ہو تو وہ لازماً قوموں اور انسانوں کو مغرور و متکبر عیش پسند بے خوف ظالم اور بے رحم بنا دیتی ہے یہی حالت اہل نینوا کی تھی حضرت یونسؑ نے انہیں اللہ کے خوف سے بہت ڈرایا موسوی شریعت پر چلانے کی سعی کی مگر جب آپ سمجھاتے ڈراتے تو یہ مذاق اڑاتے اور

مجبور ہو کر آپ نے نزول عذاب کے لیے دعا کی جس کی قبولیت کی اطلاع بھی آپ کو بذریعہ وحی مل گئی آپ نے اس کے بعد پھر قوم کے سامنے جا کر ایک تقریر کی اور فرمایا انہیں ماننے تو تیار ہو جاؤ کہ عنقریب تم پر عذاب الٰہی نازل ہونے والا ہے انہوں نے اس کان سنا اور اس کان اڑا دیا اور برابر بے پرواہ رہے بلکہ کچھ لوگ تو اسے اپنی توہین سمجھ کر آپ کی مخالفت پر تیار ہو گئے آپ اسی شب کو اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر شہر سے نکل گئے اور دور ایک پہاڑ میں جا چھپے کہ آپ کو علم ہو ہی چکا تھا کہ تین روز کے بعد عذاب نازل ہوگا اور آپ تقریر میں اعلان بھی کر چکے

قہر الٰہی تیسری صبح کو افق پر ایک ابر سرخ نمودار ہوا جو دیکھتے دیکھتے تمام آسمان پر محیط ہو گیا چند بوندیں ٹپکنے کے بجائے اس ابر سے چنگاریاں نکلنی شروع ہوئیں اور دیکھتے دیکھتے ساری فضا میں اڑنے لگیں جن کی گرمی و حدت سے لوگوں کا خون کھولنے لگا اب تو سمجھ گئے کہ حضرت یونسؑ سچ کہتے تھے یہ ضرور عذاب الٰہی ہے۔

توبہ و استغفار اب تو گھبرا گئے اور پریشان ہو گئے اور حضرت یونسؑ کی تلاش میں نکلے اور بہت تلاش کیا لیکن کوئی نہ چلا اعلیٰ و ادنیٰ سب گھبرائے ہوئے تھے جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے کہا نہیں ملتے تو نہ سہی خدا تو موجود ہے وہ سب کا آقا ہے سب کا مالک ہے اسی کے بندے ہیں کیوں نہ اس کے سامنے گڑگڑائیں اور اسی کے سامنے توبہ کریں پھر توبہ کی اللہ نے معاف کر دیا اور عذاب ہٹ گیا قوم سب کی سب مومن بن گئی۔

حضرت یونسؑ کو اس واقعہ کا علم نہ تھا جب تین دن گزر گئے تو آپ اپنی قوم کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے غار سے باہر نکلے اور نینوا کی طرف چلے شیطان تو گمراہ کرنے کے لئے تاک ہی میں لگا رہتا ہے آپ کو نینوا کی طرف جاتا دیکھ کر ایک دیہاتی کی شکل میں سامنے آیا کچھ خبر بھی ہے وہاں تو آیا ہوا عذاب ٹل گیا اور سب لوگ مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں اب اگر آپ نے شہر کے اندر قدم رکھا تو لوگ آپ کا مذاق اڑائیں گے آپ شیطان کے اس دھوکے میں آ گئے اور خیال کیا کہ واقعی یہ تو بہت برا ہوا ۔ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا پھر بھی عذاب اٹھا لیا اور میری [illegible] توہین کا خیال نہ کیا جناب باری میں یہ سخت گستاخی تھی اور مزید برآں یہ ہوا کہ آپ حکم الٰہی کا انتظار کئے بغیر ہی [illegible]

حضرت یونسؑ پر عتاب الٰہی انبیاء کی گرفت زیادہ اسی بات میں ہوتی ہے اللہ میاں کو آپ کے احساسات برے معلوم ہوئے اور عتاب ہوا فرات کے کنارے پہنچے تو کشتی بھری چلی تھی ملاح نے کہا کہ لوگ ایک کشتی میں بیٹھ جائیں اور کچھ لوگ دوسری کشتی میں [illegible] بیٹھنے [illegible] دریا میں ڈوب گیا ہو گا کنارے پہ رہ گیا تھا [illegible] حضرت سمجھ گئے کہ [illegible]

یہ سب اسی کی سزا ہے صبر کرکے خاموش ہو گئے کشتی روانہ ہوئی تو عین وسط دریا میں جاکر گرداب میں پھنس گئی ملاح پریشان ہو گئے اور بولے تم میں سے کوئی مفرور یا گنہگار ہو تو اس سے اتر جائے ورنہ کشتی ڈوب جائے گی

بطن ماہی میں: مچھلی نے فوراً نگل لیا حکم ہوا دیکھ ہم نے انہیں تیرا رزق نہیں بنایا بلکہ تیرے شکم کو انکا قید خانہ بنایا ہے انہیں ہرگز ضرر نہ پہنچے مزید کرم یہ کہ اس کا شکم شیشے کی طرح بنا دیا کہ اندر سے سب کچھ صاف نظر آتا تھا چالیس روز آپ اس کے شکم میں رہے تاہم آپ پورے صبر تحمل کے ساتھ تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے جب بہت پریشان ہوئے تو مضطرب ہو کر دعا مانگی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ(۱) کہ انسان کا سب سے بڑا اور آخری سہارا یہی ہے اس کے سوا اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور کون ہے جو انسان کے درد و دکھ کو دور کر سکے مصیبت میں اس کے سوا اور کوئی بھی کام نہیں آتا حضرت یونسؑ اس راز کو سمجھ چکے تھے ہی تھے دعا مانگی دریائے رحمت جوش میں آیا اور آپ کی تکالیف دور ہو گئیں۔ (نور الیقین ص۱۸۰) مچھلی کو حکم ہوا جس نے آپکو دریائے فرات کے کنارے اگل دیا تاب و توانائی بالکل جواب دے چکی تھی زرد پڑ گئے حکم الٰہی سے وہیں ایک کدو کی بیل پیدا ہو گئی جس نے بڑھکر اور پھیل کر آپکو اپنے سائے میں لے لیا ایک جنگلی ہرنی دونوں وقت آتی تھی اور آپکو دودھ پلا جاتی تھی جب آپکے اندر قوت و توانائی پیدا ہو گئی تو وہ بیل خود بخود خشک ہونے لگی مصائب و تکالیف نے کچھ باقی نہ چھوڑا تھا دھوپ سے رونے لگے عین اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ ایک بیل خشک ہو جانے کا اتنا غم ہوا اور میرے لاکھوں بندوں کے لئے جو دعا مانگی اس سے بچ جانے پر اتنے کبیدہ خاطر ہوئے وہ بھی تو میرے ہی بندے تھے۔ آپ نے ندامت کے ساتھ توبہ کی حکم ہوا کہ جاؤ پھر اپنی قوم میں جاؤ اور تبلیغ کرو نینوا کے قریب پہنچکر چرواہے سے آپنے تھوڑا دودھ مانگا بولا جب سے ہمارے پیغمبر غائب ہوئے ہیں برسات ہی نہیں ہوئی بادشاہ نے حکم دے رکھا ہے کہ جو ان کا پتہ دے گا ملک اسی کے حوالے کر کے میں انہیں کی خدمت کے لئے وقف ہو جاؤنگا آپ نے تین بکریوں پہ ہاتھ پھیرتے ہی ان کے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے چرواہا سمجھ گیا کہ ہمارے پیغمبر یہی ہیں۔ اس کی اطلاع پر ایک مخلوق ٹوٹ پڑی آپکے قدموں پر گری اور بہ اعزاز و اکرام شہر میں لائی سب نے آپکے ہاتھ پہ بیعت کی اور پوری صالحانہ زندگی بسر کرنے لگے اور آپ زندگی بھر انہیں تعلیم دیتے رہے۔ (طبری جلد ۵ ص۱۹) علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت عزیر علیہ السلام

آپ کا ذکر سورہ بقرہ ۲۵۹ سورہ توبہ ۳۰ میں آیا ہے۔ بخت نصر بادشاہ جب بنو اسرائیل کو قید کر کے لے

(۱) کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاک ہے تیری ذات بیشک میں ہی ظالموں میں سے تھا

نے کہا تو اس نے ہمراہ آفتاب بھی چلے گئے آپ ستر برس تک اس کی قید میں رہے آخر قید سے رہائی پائی تو
تن تنہا ایک گدھے پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں ایک شہر پڑا جس کے صرف کھنڈر رہ گئے
تھے آپ نے بڑی حیرت سے نگاہ ڈالی اسی اثنا میں کچھ بوسیدہ ہڈیاں بھی دکھائی دیں سوچنے لگے اللہ تعالیٰ ان ہڈیوں
ہڈیوں میں کیونکر جان ڈالے گا اور قیامت کے روز بازپرس اعمال کے لئے کیونکر انسانی شکل اختیار کر سکیں گی جیسا
کہ آج کل کے تعلیم یافتہ اور فلاسفر بھی خیال کر اٹھتے ہیں۔ اسی حالت میں نیند آگئی آنکھ لگ گئی اللہ تعالیٰ کو
کے اس خطرہ نفس کا ازالہ مقصود تھا۔ اسی وقت فرشتہ اجل کو حکم دیا کہ اسی حالت نوم میں ان کی روح قبض کر
ان کے جسم کو نظر ہائے عام سے اوجھل کر دیا جائے۔

دوبارہ زندگی الغرض گدھا بھی ہلاک ہو گیا بیان کیا ہے پوری ایک صدی گذر گئی جس کے بعد حکم صادر ہوا
کہ انہیں دوبارہ زندہ کر کے ان سے دریافت کیا جائے کہ آپ یہاں کب سے مقیم ہیں ایسا ہی ہوا فرشتہ
پوچھا تو جواب دیا جیسے تو یہاں آئے اور قیام کئے ابھی ایک دن بھی پورا نہیں گذرا فرشتے نے مسکرا کر کہا
کس خیال میں ہیں تشریف لائے ہوئے پوری ایک صدی گذر گئی۔ دیکھئے آپ اپنے ساتھ انجیر اور شیرہ انگور
جو ساتھ لائے تھے وہ بھی بدستور رکھے ہیں اور ان کے ذائقہ و بو میں سرمو کوئی فرق نہیں آیا اب آپ اپنے گدھے
کو تو دیکھئے کہ سڑ گل کر اس کی ہڈیاں تک قریب قریب معدوم ہو چکی ہیں آپ بھی دوبارہ زندہ کئے گئے
اور آپکا گدھا بھی آپ کے سامنے اللہ کے حکم سے زندہ کیا جاتا ہے غور سے دیکھتے رہئے کہ اس کی ہڈیاں کس طرح جوڑی جاتی
ہیں اور اس پر کس طرح گوشت پوست چڑھ کر یہ دوبارہ زندہ ہوتا ہے واقعی گدھے کی ہڈیاں تک سڑ گل چکی تھیں
آناً فاناً ہڈیوں کو حرکت ہوئی ذرے باہم ملے جوڑ ٹھیک بیٹھے اور دیکھتے دیکھتے مختلف ذرات جڑنے
لگے اور گوشت کی صورت اختیار کرنے لگے اس پر پوست چڑھ گیا اور نتھنوں کے اندر روح داخل ہوئی اسی شکل میں بالکل
طرح ایک موٹا تازہ گدھا ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے لگا۔ بہت خوش ہوئے اللہ ہی سب کچھ کرتا
ہے اور وہ اپنی قدرت میں ہمیشہ دکھاتا رہتا ہے جس نے سوکھی ٹہنیوں اور خشک درختوں کو ہرے بھرے کئے اور
ننھے ننھے بیجوں سے تناور پیڑ پیدا کرتے ہیں اسے کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ الغرض وہاں سے چل کر
کر کے بمشکل اٹھ کے ایک دروازہ پہ پہنچے جہاں ایک نابینا بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی پوچھا کہ عزیز کا

تھی ہے تعجب ہے بولی گھر تو یہی ہے لیکن یہ تو بتائیے کہ تم ہو کون جو اتنے عرصہ بعد اگر میرے شوہر کا نام دریافت کرنے پھر آیا میں خود عزیر ہوں چنانچہ آپ کی دعا سے بڑھیا کی آنکھیں بھی کھل گئیں پہچان لیا کہ آپ کی صورت بالکل نہ بدلی تھی آپ کے بیٹے اور پوتے بھی بوڑھے ہو گئے تھے وہ بھی آگئے بڑی مسرت ہوئی مگر قوم کے لوگ جھٹلانے لگے کہ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے اس کے بعد اپنی قوم میں گئے قوم نے جھٹلایا پھر وہ آخر بولے کہ انہیں تورات ازبر تھی اگر تمہیں تورات سنا دیں تو ہمیں یقین آ جائے گا چنانچہ آپ نے تورات سنا بھی دی اور رکھا بھی دی کہیں ایک نسخہ حملہ بخت نصر سے بچا بچایا پڑا رہ گیا تھا اس سے جو مقابلہ کیا تو حرفاً حرفاً آپ کی لکھائی ہوئی تورات صحیح نکلی یہ دیکھ کر تمام بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ واقعی آپ ہی عزیر علیہ السلام ہیں وہ آپ پر ایمان بھی لے آئے اور آپ نے حکم الٰہی سے پھر تبلیغ و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ (تفسیر جامع البیان ص۱۹)

پنجاہ سالہ تبلیغ حضرت عزیر علیہ السلام پچاس برس کامل تبلیغ و ہدایت کرتے رہے آپ کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی حالت بھی اچھی رہی اور ان کی برکت سے انہوں نے پھر ترقی کرنا شروع کر دی اور ان کی خوشحالی بھی زیادہ ہونے لگی اس نقصان عظیم کی بھی تلافی ایک حد تک کر لی جو بخت نصر کے حملہ میں انہیں پہونچ گیا تھا۔ شہر بھی آباد ہو گئے اور بیت المقدس میں رونق بھی آگئی۔ حضرت عزیر علیہ السلام سے ان لوگوں کو والہانہ محبت تھی ہر کہ وہ ان کی عزت کرتا تھا اور جو کچھ تھے حکم دیتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے لیکن آپ کے انتقال کے بعد یہ حالت نہ رہی ان کی دشمنی بھی ان کی گمراہی کی باعث بنی اور ان کی محبت نے بھی انہیں تباہ کیا آپ کی رحلت کے بعد یہ پھر کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے تھے قوم کی قوم نے اس پر اتفاق کر لیا۔ (قصص القرآن مصری ص۳۰۵)

حضرت ذکریا علیہ السلام

آپ کا ذکر سورۂ مریم میں تفصیل سے آیا ہے حضرت ذکریا علیہ السلام حضرت مریم کے حقیقی خالو تھے اور وہ آپ ہی کی آغوش عاطفت میں پل بڑھ کر جوان ہوئی تھیں حضرت مریم کے باپ عمران اور ان کی والدہ دونوں بہت بزرگ تھے اولاد کی تمنا ایک قدرتی تمنا ہے۔ دونوں بوڑھے ہو گئے تھے مگر نخل تمنا بار آور نہ ہوا تھا۔ آخر بڑی دعاؤں سے حضرت مریم پیدا ہوئیں پھر آپ کی پیدائش پر یا دونوں میں بحث

پھر کسی نے کہ کون آپ کی پرورش کرے گا۔ نادیدہ قرعہ اندازی حضرت زکریا علیہ السلام ہی کا نام نامی آیا اور آپ پرورش فرمانے لگے آپ نے اپنی مسجد ہی میں حضرت مریم کی عبادت کا حجرہ بنوا دیا تھا جس میں وہ عبادت کرتیں (قصص القرآن ص ۲۴۳) آپ کو یقین تھے مگر آپ کے قلب میں بھی اولاد کی تمنا ایک آگ لگائے ہوئے تھی اور بڑھاپے میں تو یہ بہت ترقی کر گئی تھی آخر ایک روز آپ نے بھی دعا کی کہ خدا وندا مجھے اپنی قدرت سے ایک فرزند عطا کر اسے نبی اور میرا اور آل یعقوب کا وارث بنا اور میری آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا کر دعا تو مانگنے کو مانگ لی مگر سمجھتے تھے کہ خود بوڑھے ہیں اور بیوی بانجھ ہے اسلئے جب فرشتے نے قبولیت دعا کی بشارت دی تو تعجب سے پوچھا میرے یہاں اولاد کیونکر پیدا ہو سکتی ہے فرشتے نے کہا کہ خدا کو سب قدرت حاصل ہے حمل رہ جانے کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد آپ تین روز تک کوشش کے باوجود کسی سے بات نہ کر سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا سجدہ میں گر پڑے اور نہایت عجز و الحاح کے ساتھ شکریہ بارگاہ الٰہی میں ادا کیا نو ماہ کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں تو دونوں بزرگ میاں بیوی پھولے نہ سماتے تھے اور ہزار ہزار بار خدائے قدوس کا شکر ادا کرتے تھے واقعی یہ بھی بڑی نعمت حضور نبی کریم نے فرمایا ریح الولد من ریح الجنۃ اولاد کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے شہر بھر میں دھوم مچ گئی لوگ اسے بھی آپ کا ایک معجزہ سمجھ کر جوق جوق آتے اور آپ کو مبارکباد دینے لگے۔

بڑھاپے میں فرزند کی پیدائش

حضرت یحییٰ آخر حضرت زکریا کے فرزند تھے معجزانہ طریق پر پیدا ہوئے تھے اس لئے بچپن ہی سے رشد و ہدایت کے آثار نمایاں تھے کھیل کود سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے بڑے ہوتے ہی رات دن عبادت و طاعت میں مصروف رہنے لگے خوف خدا اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت روتے اور گریہ و زاری کا عالم طاری رہتا۔ ماں کی اولاد تھی اکلوتے بیٹے تھے بھی ہو وہ بیٹا ہو کوئی ہوشیار بچے احساس جذبات سے کوئی خالی نہیں بیٹے کی گریہ و زاری سے والدین گرامی کے قلب پر چوٹ لگی اور ایک روز کہا بیٹا ہم نے کیسی کیسی نذر اور دعائیں مانگیں تب تو گھر میں روشنی پیدا ہوئی خانہ امید روشن ہوا کن ناز و نعمت سے تمہیں پرورش کرکے شباب کی منزل تک پہنچایا لیکن تم ہو کہ تمہاری آنکھ کا آنسو بھی کسی وقت نہیں رکتا ہر وقت محزون و ملول رہتے ہو۔
اس سے ہمارے دل پر چوٹ لگتی ہے دل دکھتا ہے اور ہمارا عیش غمناری پر حال بگڑ

نتیجہ ہو جاتا ہے لہٰذا اب اس وقت دھونے کو ترک کر دو عرض کی یا نبی اللہ آپ نے ہی تو ایک روز اپنے وعظ میں فرمایا
تھا کہ درویش کے اندر خوفناک آگ کا ایک شعلہ ہے جسے آنسوؤں کے پانی اور سیلاب اشک کے سوا اور کوئی چیز بجھا نہیں
سکتی اسی وجہ سے میں [illegible] گریہ و زاری کرتا ہوں اب آپ ہی مجھے اس سے منع فرماتے ہیں آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

اخلاق و مواعظ حضرت زکریا حضرت سلیمان بن داؤد کی اولاد سے تھے حضرت اشاع بنت عمران بن ماثان سے
آپ کا عقد ہوا تھا بہت شریف مانے اور سمجھے جاتے تھے اسی لئے علمائے بیت المقدس نے آپ کو اپنا سردار منتخب کیا تھا
کثیر العبادت اور صائم الدہر و قائم اللیل ہونے کے باوجود نہایت خوش اخلاق منکسر المزاج اور نیک طبع بزرگ تھے آپ ایک عرصہ دراز
تک بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے اللہ سے ڈراتے اور گناہوں سے روکتے رہے لیکن بہت کم لوگ ایسے تھے جو صدق
دل سے آپ کی رسالت پر ایمان لائے اور قوم برابر معصیت میں مبتلا رہی۔ جوں جوں ان کی معصیتیں بڑھتی جاتی تھیں آپ
شدت کے ساتھ روکتے جاتے تھے تو وہ گھبرا اٹھی اور آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی مگر آپ بدستور انہیں [illegible] (طبری جلد ۲ ص ۱۱)

زنا کا ناپاک اتہام حضرت مریم کی سپردگی ہی علماء کو ناگوار گذری تھی جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت مریم آپ ہی
کی زیر تربیت ایک حجرہ میں مصروف عبادت رہتی تھیں اور آپ کے سوا کوئی ان کے پاس نہ جاتا تھا جب وہ
حکم خداوندی سے حاملہ ہو گئیں تو شر انگیز لوگوں کو آپ کے خلاف اپنے دل کا بخار نکالنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے
آپ پر زنا کا اتہام شد و مد کے ساتھ لگایا۔ اور بادشاہ تک کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا جس کا نام لطیف بن ہیرودس تھا
اور جس نے خلاف شرع اپنی بھاوج کو گھر میں ڈال لیا تھا اور نہایت فسق و فجور کی زندگی بسر کر رہا تھا (تاریخ [illegible])

اللہ کے نبی کے سر پر آرا بادشاہ انتہائی ظالم تھا قتل کا حکم صادر کر دیا آپ کے مخلصین ہمدردوں نے آپ کو
مطلع کر دیا اور آپ راتوں رات گھر سے نکل کھڑے ہوئے پولیس نے تعاقب کیا بچنے کی کوئی صورت نہ تھی ایک درخت سے
آواز آئی کہ یا نبی اللہ میرے اندر آ جائیے وہ پھٹا اور آپ اندر سما گئے مگر دامن کا ایک ٹکڑا باہر رہ گیا بادشاہ
نے حکم دے دیا کہ اسے آگ لگا دی جائے وزیر نے کہا مناسب یہ ہے کہ آرے سے چیر دیا جائے جب آرہ آپ کے
سر کے قریب پہنچا تو آپ پریشان ہوئے اور کراہیت کا اظہار ہوا فوراً وحی نازل ہوئی کہ اف بھی کی تو ابھی دفتر نبوت سے نام
کاٹ دیا جائے گا [illegible] خاموشی کے ساتھ سر کٹوا لیا۔ جب آپ شہید ہو گئے تو آسمان پر ایک تاریک آندھی اٹھی
جس سے خون کی بوندیں ٹپکیں۔ (تفسیر ابن مردویہ جامع البیان ص ۱۹۱) علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام زبردست نبی گذرے ہیں خوف خدا اور خشیت الٰہی گریہ وزاری اور یاد الٰہی آپ کی خاص خصوصیت تھی قرآن پاک میں آپ کا ذکر متعدد جگہ پر آیا ہے جیسا سورہ مریم پ۱۶ انبیاء پ۱۷ آل عمران پ۳ انعام پ۷ مریم پ۱۶ میں تفصیل سے موجود ہے۔ حضرت یحییٰ موسوی شریعت ہی کی تعلیم دیتے تھے اور اسرائیل کی ہدایت کے لئے مامور ہوئے تھے اور ایک عرصہ تک انہیں سکھاتے اور خوف خدا سے ڈراتے رہے یہ قوم [illegible] اس اعتبار سے خوش نصیب تھی کہ اس کے اندر پیغمبر زیادہ اور پے در پے کوئی نہ کوئی پیغمبر سکھانے اور اللہ سے ڈرانے کے لئے موجود رہا اور اس لحاظ سے بہت بدنصیب کہ اس عنایت ایزدی اور کرم ربانی کے باوجود یہ قوم اکثر گمراہ ہی رہی اور خاصان خدا اس کے ہاتھ سے ہر تکلیف و اذیت ہی اٹھاتے رہے اور اس کی نافرمانی کسی زمانہ میں معدوم نہ ہوئی۔ آپ کی حیات مبارکہ کے حالات حضرت زکریا کے بیان میں [illegible]

شہادت اس زمانے کے بادشاہ بنی اسرائیل [illegible] بڑا ظالم اور فاسق تھا جب اس کی بیوی کی جوانی کا آفتاب ڈھل گیا بادشاہ کی توجہ میں کچھ فرق محسوس کیا تو اس نے ایک روز کی ایک لڑکی کو جو پہلے شوہر سے تھی بادشاہ کے سامنے کر دیا اور اس کی نگاہ دیکھ کر بولی یہ آپ کی بیٹی ہے اور جب اسے آپ کے نکاح میں دینے کے لئے تیار ہوں [illegible] اس کا مقصد یہ تھا کہ محلات پر کوئی دوسری عورت قابو نہ پا سکے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں یحییٰ سے پوچھ لوں اگر انہوں نے اس عقد کو جائز بتایا تو مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ حضرت یحییٰ نے [illegible] یہ عورت [illegible] یحییٰ علیہ السلام کی دشمن بن گئی اور اس کے قلب میں کینہ [illegible] نیکیوں پکڑ جانے میں [illegible] بالآخر آپ کو قتل کرا دیا۔ ([illegible])

فوج خداوندی حضرت یحییٰ کا خون [illegible] بادشاہ [illegible] فارس [illegible] خدائی صورت میں حملہ آور ہو کر [illegible] انسانوں [illegible] اختیار کر کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپ کا ذکر بار بار سارے قرآن شریف میں آیا ہے سورۂ مریم آیت ۱۶، ۳۴ سورۂ بقرہ ۸۷، آل عمران ۴۵۔۶۰ سورۂ نساء ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۷۱، ۱۷۲ مائدہ ۱۷، ۴۶، ۷۲، ۷۵، توبہ ۳۰۔۳۱۔ مومنون ۵۰، زخرف ۵۷، ۶۳ سورۂ الصف ۶، ۱۴، مائدہ ۱۰۹۔۱۲۰ سورۂ حدید ۲۶۔۲۷۔ توبہ ۱۱۱ میں آیا ہے۔ آپ بڑے زبردست پیغمبر ہیں انجیل آپ پر نازل ہوئی آپ نے مُردوں کو زندہ کیا اور بہت بڑے بڑے معجزات آپ سے سرزد ہوئے

خاندانی فضیلت حضرت عیسیٰ کا خاندان عرصہ سے ایک امتیازی حیثیت کا حامل چلا آرہا تھا اور اس کا سلسلۂ نسب حضرت داؤد سے جا کر ختم ہو رہا تھا آپ کے نانا عمران بہت بڑے فاضل انسان تھے شاہ ہیرودس کے عہد میں تمام علمائے بیت المقدس کی سرداری کا شرف حاصل رکھتے تھے آپ کی نانی حنہ بنت فاقود بن قبیل بھی بہت بڑی عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں جن کی دوسری بہن ایشاع حضرت زکریا کے عقد میں تھیں اور یہ بھی بزرگ خیال کی مانی تھیں۔ آپ کے نانا کا خاندان عظیم بھی تھے ان کے باپ ماثان کے سپرد بیت المقدس کی مجاورت کا منصب حاصل تھا عمران کے بعد علماء بیت المقدس کی صدارت و سرداری کا عہدہ آپ کی والدہ گرامی کے خالو حضرت زکریا کے سپرد ہوگیا حضرت یحییٰ آپ کے رشتہ کے ماموں تھے گویا القدس نبوت اس خاندان میں مدت سے چلی آرہی

حضرت مریم آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کی بزرگی و تقدس تو شہرۂ آفاق ہے خود قرآن کریم اسکی شہادت دے رہا ہے ماثان کے دو بیٹے پیدا ہوئے عمران و یعقوب عمران کے یہاں حضرت مریم پیدا ہوئیں اور یعقوب کے یوسف پیدا ہوئے۔ آپ تمام اہل القدس پیغمبر کی والدہ کو بھی روحانی اعتبار سے بہت بلند ہونا چاہئے تھا اور ضرورت تھی کہ ان کی تربیت ایک نبی ہی کے زیر اہتمام ہو چنانچہ ان کے ہوش سنبھالتے ہی حضرت زکریا نے ان کے لئے مسجد ہی کے اندر ایک بے در و دروازہ کا حجرہ بنا دیا جس کے اندر سیڑھی لگائے بغیر کوئی اندر آجا نہیں سکتا تھا اور اسکے اندر حضرت مریم تنہا شب و روز مصروف عبادت رہ کر اپنے محترم خالو کے زیر تربیت مراحل ارتقاء روحانی طے کرنے لگیں اور بہت جلد منصب ولایت پر فائز ہوگئیں۔

حکم ربانی سے حمل حضرت مریم اسی حجرہ ہی میں تھیں کہ ایک روز رات کے وقت ملائکہ نے حضرت مریم کو ولادت پسری کی بشارت دی۔ ان کے اظہار تعجب پر بولے انہیں حیرت کی کون سی بات ہے اللہ تعالیٰ کو سبب قدرت

حاصل ہے جو درج کیا جاتا ہے لکھا ہے کہ یہ منظور ربانی تھا [illegible] یہ سنکر حضرت مریم [illegible] ہو کر

پیدائش — حضرت مریم [illegible] ناصرہ میں تھیں اور بیت المقدس کے حالات کا کوئی علم نہ [illegible] تھا آپ اپنے خاوند کے پاس

بیت المقدس روانہ ہوئیں [illegible] آپ کو [illegible] کا علم ہو [illegible] دقت [illegible]

وضع حمل کا وقت قریب آ پہنچا اور راستے ہی میں درد شروع ہو گیا [illegible] آپ کھجور کے ایک

خشک درخت کے سہارا لگا کر بیٹھ گئیں اور وہیں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے [illegible] بیت المقدس سے [illegible] میل کے

فاصلہ پر واقع ہے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا [illegible] بہت [illegible] حاصل ہو گئی ہے [illegible]

بچپن — [illegible] کا تعلق ہوا اور آپ کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے: کاش میں اس وقت زندہ نہ ہوتی

اور [illegible] ہو گئی ہوتی انجیل متی میں لکھا ہے کہ یوسف نجار نے جس وقت حضرت مریم کو اپنی [illegible] میں لیا

تو [illegible] حضرت [illegible] سے [illegible] حضرت [illegible] سے آپ کا [illegible]

ہوں [illegible] پیدائش [illegible] بیت المقدس [illegible] حضرت مریم سے پوچھا [illegible]

[illegible] آپ نے [illegible] جواب دیا [illegible] بچے [illegible]

[illegible] سے [illegible] الفاظ [illegible] آپ [illegible] ہوں میری

[illegible] خدا [illegible] بات [illegible]

روحانی تربیت [illegible] گذرنے [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] زندگی [illegible]

[illegible] حضرت یحییٰ کی نبوت [illegible] وقت [illegible] کے مطابق انہوں

نے آپ کو [illegible] دیا [illegible] الفاظ [illegible] بات [illegible]

کر دیا اور آپ [illegible] عبادت [illegible] کے بعد [illegible]

[illegible] حکومت [illegible] حال [illegible] اس کے بعد [illegible]

[illegible] اپنی [illegible]

حضرت [illegible] حضرت [illegible]

نے حضرت [illegible] کی [illegible]

دعوت تبلیغ | اب شریعت موسوی منسوخ کر دی گئی اور عیسوی کے نفاذ کا اعلان ہوا۔ اور ہدایت خلق کے لئے ایک نئی کتاب انجیل نازل ہوئی شریعت ہوئی جس نے عہد سابق کی بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام کیا بعض کی شکل بدل دی گئی احکام کی صورت میں تبدیلی تغیر ہوا تعلیم کی نوعیت بھی بدل گئی روزہ نماز اور قربانیوں کی تعلیم آپ نے شروع کی ساتھ دینی شریعت کی یہودی تو صدیوں سے بڑا ابتداء سے نافرمانیوں اور نا سپاسیوں کے عادی چلے آرہے تھے آنکھوں سے دیکھ کر بھی انکار کر جاتے کہ مادی تھے معاصی کی کثافتوں میں ڈوبے ہوئے تھے بہت تبلیغ کی بکثرت وعظ کہا جا بجا تقریریں کیں ایک مدت تک مصروف دعوت و ارشاد رہے مگر کسی نے سر اعتنا کی صدا نہ کی کہہ دیا کہ ہم ایک طفل بے پدر کے کہنے سے ہرگز اپنی شریعت موسوی ترک نہیں کر سکتے (دیکھو تاریخ بنی اسرائیل جلد دوم صفحہ ۲۱۰)

دھوبیوں اور مچھیروں کا ایمان | ایک روز حضرت تنہا شہر سے نکل کھڑے ہوئے کچھ دور جا کر دیکھا کہ ایک جگہ دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں فرمایا بھائی ان کپڑوں کا میل کچیل تو صاف کرتے ہو کبھی اپنے دل کو بھی صاف کرنے کی طرف توجہ کرو بولے حضرت فرمایا اللہ سے ڈرو اس پر ایمان لاؤ اور گناہوں کو چھوڑ دو یہ سن وہیں توبہ کی اور آپ کے ساتھ ہو لیے کچھ دور آگے نکل کر مچھیرے مچھلی پکڑتے دیکھے انہیں دعوت دی وہ بھی ایمان لے آئے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اس اثناء میں آپ کے بکثرت معجزات بھی صادر ہوئے مثلاً مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک دی تو اڑ گیا اور مادر زاد اندھے بینا ہوئے مردے زندہ کئے گئے وغیرہ بنی اسرائیل جو معجزہ طلب کرتے آپ دکھاتے مگر یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔ (تفسیر المنار جلد ۷ صفحہ ۱۹۰)

آسمان سے نزول مائدہ | پھر ایک روز آپ کے حواریوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ مدت سے گھوم رہے ہیں کوئی اچھی چیز کھانے کو ترس گئے ہیں دعا کیجئے کہ آسمان سے ہمارے لئے خوان اترے گو یہ حواری تھے مگر انہیں صد ہا معجزات دیکھنے کے باوجود اطمینان نہ تھا آپ نے دعا کی تو وحی نازل ہوئی کہ ان سے کہہ دیجئے کہ مائدہ تو ضرور نازل ہوگا لیکن اگر اس کے بعد کسی نے کفران نعمت کی تو ان پر شدید عذاب نازل کیا جائے گا۔ چنانچہ دو بدلیاں آسمان سے اترتی ہوئی نظر آئیں ان کے اندر ایک خوان ڈھکا ہوا لپٹا ہوا تھا وہ [illegible] کے طور پر سامنے آ کر خوان رکھ گیا اسے کھول کر جو دیکھا گیا تو اس میں سالم ایک مچھلی تلی ہوئی رکھی تھی جس میں سے کانٹے [illegible] نکال دیئے گئے تھے اور اس کے چاروں طرف ترکاریاں رکھی تھیں

لذیذ ترکاریاں کچھ میوے کچھ سرکہ کچھ لہسن زیتون کچھ کباب سے کچھ روٹیاں اور کچھ نمک رکھا ہوا تھا۔ ابن خلدون ۱۷۱

کھانا عجیب تھا لیکن یہ حکم تھا کہ تم ذخیرہ نہ کرنا [illegible] آئندہ کے لیے ممنوع قرار دیا گیا وہ خوش ہو گئے اور ناشکری کرنے لگے بعد میں خدا نے

سور بنا دیا اور وہ اسی سور کی شکل میں عذاب میں مبتلا ہو کر مر گئے جن کی تعداد ۳۰۰ تھی۔ طبری [illegible]

قوم کی تکذیب حضرت عیسیٰ کی ذات گرامی سے انکے تمام معجزات ظاہر ہوئے۔ بہت سے [illegible] ابن کثیر

تھے لیکن حضرت عیسیٰ نے [illegible] بہت سے لوگ تھے اور انہیں دعوت [illegible] ایمان لانے [illegible]

[illegible] تھوڑی تھی جو ایمان لانے والے تھے انہیں بھی [illegible] لوگ ایسے [illegible] ایمان [illegible] مضبوط ہوں

اور پورے طور پر دار ہوں ۔۔۔ یہود کی مخالفت ان [illegible] [illegible] تھی [illegible]

میں [illegible] حقیقت کا اظہار کر رہے تھے [illegible] موسیٰ [illegible] [illegible]

[illegible] میں [illegible] کی حکومت ہوگی اس کی شریعت کا [illegible] آپ [illegible] ہو گئے [illegible]

انھوں نے آپ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں [illegible] آپ کے قتل کا [illegible] لیا۔ (البدایہ [illegible])

پھانسی کا حکم اسی [illegible] قیصر روم کے [illegible] حکمران تھے [illegible] [illegible]

[illegible] سلطنت کی [illegible] اسی بنا پر [illegible] [illegible]

[illegible] ہوا تھا [illegible] [illegible] [illegible]

اس شخص نے ہمارے دین کے خلاف ایک [illegible] [illegible] سلطنت

[illegible] [illegible] [illegible] کے خلاف

کوئی قدم اٹھانے [illegible] ہو گیا لیکن [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] آپ [illegible]

آسمان پر اٹھا لئے گئے لیکن [illegible] [illegible]

اپنے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] مکان [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] کے لیے

مشتبہ ہوا اندر جا کر جو اس نے دیکھا حوالات خالی تھی اور قفل بھی ٹوٹے ہوئے نہ تھے اسی اثنا میں قدرت الٰہی سے
اس کی صورت ہو بہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہو گئی وہ یہ دیکھنے کو باہر آیا کہ شاید وہ کہیں لٹکا ہو چلا کہ فوراً گرفتار ہو گیا اس نے بہتیرا کہا کہ
میں تو تمہارا ہی ساتھی ہوں مگر کسی نے نہ سنا اور یہ کہا کہ اب آخری وقت کوئی زبردستی بچنا چاہتا ہے یہودیوں کے دیئے
اسے سولی پر چڑھا دیا گیا اور سات روز تک لاش اسی طرح اسی ہیئت میں سولی پر لٹکی رہی اس کے بعد اپنے آدمی
کی تلاش ہوئی تو وہ آدمی اس کا پتہ نہ ملا۔ حیرت میں تھے کہ اگر یہ عیسیٰ ہیں تو ہمارا سپاہی کہاں گیا اور یہ سپاہی تھا تو
عیسیٰ کدھر نکل گئے حضرت مریم کو اصل حالات بذریعہ کشف معلوم ہو گئے تھے (بحوالہ تفسیر حقانی) کے بعد علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے
کہ پطرس اور ان کا نائب پولوس روما کے فلسطین اور یہ قبیلہ بنایا اور وہ قلمرو پہنچا برتولوما بن عرب حجاز چلے گئے شمعون نے برقہ
و بربر کی راہ اختیار کی تومی حبش سودان چلے گئے حضرت اندراوس بابل اور توما ممالک مشرقیہ میں رہے انہیں کہیں
کہیں تشدد بھی کیا گیا روما میں یعقوب بن زبدی قتل اور شمعون قید ہوئے یہودیوں نے بھی انہیں ستایا مگر پھر یہ سلسلہ
رک نہ سکا روما میں بیگمات اور چند آدمیوں کے ایمان لے آنے سے ان کی ہمت بڑھ گئی وہاں پطرس اور پولوس
مستقل طور پر کام کرتے رہے انہوں نے رومی زبان میں انجیل لکھ کر اپنے شاگرد مرقس کے نام سے موسوم کر دیا
بیت المقدس میں متی نے اپنی انجیل لکھی جس کی زبان عبرانی تھی لوقا نے رومی زبان میں انجیل لکھ کر اسے مشاہیر اکابر
روما کی خدمت میں ارسال کیا پطرس وہی بزرگ ہیں جنہوں نے سولی کے وقت تین مرتبہ حضرت عیسیٰ کی حواریت سے انکار
کیا تھا جنہیں حضرت نے کہا تھا شیطان دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر ہے بعد کو مکاشفہ کے مدعی ہو گئے اور انجیل کی ہدایت
کے خلاف غیر اقوام کو بھی عیسائی بنانا شروع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ بہت بزرگ بڑے عابد بہت نیک مزاج پیغمبر گزرے
ہیں صرف ۳۳ سال کی عمر میں دنیا سے رحلت کر گئے شادی بھی نہیں کی نوجوان زندگی فقیرانہ رہا۔ زندگی میں کوئی خاص
کامیابی نہ ہوئی آپ کے بعد حواریوں کی سعی سے عیسائیت کو بہت فروغ ہوا لیکن افسوس کہ یہ دنیا کے لیے کوئی پیغام
مسرت نہ تھا اس لیے کہ عیسائیت میں توحید کی کلیاں ایک ہی صدی تک کوندی اس کے بعد تثلیث و شرک شروع
ہو گیا اور صدی سوم میں تو عیسائیت سراپا تثلیث بن گئی ایک خدا کے تین خدا بن گئے اور توحید کا نور ختم ہو کر رہ گیا
غرضیکہ ہر جہاں اور ہر طرف ایک ایسے نبی کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو نہ صرف آنے کے لیے آوے اور ایسا ہی کہ انبیا کی
ضرورت تھی جو مکمل ہو اور ہمہ وقت ساتھ رہے ان سارے عیوب پر جن کے ذکر ہو سکے اور جن کے ذکر نہیں

جو کہ سب پیغمبر [illegible] اور سلام ہوں [illegible] ہے جب [illegible] ایمان [illegible] [illegible]
ان کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ ہم ان سے [illegible] سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible] ہمارے آقا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
بعض روایات میں آیا ہے کہ [illegible] ایک لاکھ چوبیس ہزار [illegible] کا ذکر [illegible]

صلوات اللہ علیہم اجمعین [illegible]

دوسرا باب

دنیا کے چند مشہور مذاہب اور ان پر تبصرہ

کیا مذہب کی ضرورت ہے؟ [illegible]
زندگی گزارنے کی ضرورت [illegible] نہیں [illegible] دنیا [illegible]
تباہی اور بربادی کی [illegible] انسانی زندگی [illegible]
کی دنیا میں لامذہبیت کی کوئی جگہ نہیں [illegible] فطری مذہب [illegible] انسانی زندگی [illegible]
ہو سکتا ہے جب ہو خدا نے اپنی [illegible] کے ساتھ [illegible]
زندہ اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ [illegible] کی روشنی [illegible]

اسلام سے قبل قرآن کے نزول کے وقت دنیا میں صرف چند مذاہب کا پتہ چلتا تھا۔ (۱) یہودیت (۲)
(۲) نصرانیت (۳) مجوسیت [illegible]
[illegible]
اور [illegible]

اور [illegible] اسلام [illegible]
[illegible]
[illegible] اسلام [illegible]

اس کے علاوہ ہر طریقہ اور ہر مذہب غیر مقبول ہے ۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور جو اسلام کے
علاوہ کسی اور دین کو چاہے گا تو اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا (آل عمران ۸۵) اب آیئے ذرا ایک نگاہ مشہور...
مذاہب عالم پر بھی ڈال لیتے چلیں ۔ اور آخر میں اسلام سے متعلق کچھ معلوم کریں

یہودیت حضرت موسیٰ کے پیرو یہودی کہلاتے ہیں ان کے لیے توریت نازل ہوئی تھی مگر انجیل کے بعد وہ منسوخ
ہو گئی توریت اپنی اصلی شکل وصورت میں باقی نہیں ہے نہ اسلام ہی کے وقت موجود تھی پہلے اس کے تمام اصلی نسخے چین
چین کر ختم کر دیئے گئے تھے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے تاریخ یہود ولفنسن میں ہے کہ بخت نصر نے پوری قوم بنی اسرائیل
(جو توریت کی حامل تھی) کو مرد و زن دختر گرفتار کر لیا خانہ خدا کی تمام چیزیں لوٹ لیں ہر جگہ آگ لگا دی ہر چیز جلا ڈالی
(تاریخ یہود ص ۱۶) ساری قوم کی گرفتاری کے بعد بخت نصر یہودیوں کے بادشاہ صدقیاہ کو بھی اپنے ساتھ پکڑ لے
گیا بابل پہنچ کر اس کے بیٹے اس کی آنکھوں کے سامنے طرح طرح کے عذابوں سے قتل کئے گئے آخر میں بادشاہ کی
آنکھیں پھوڑ ڈالی گئیں کہ پھر خوشی کی کوئی چیز نہ دیکھ سکے (تاریخ یہود ص ۱۶) تفصیلات کے لیے دیکھو میری کتاب قرآن کی تجلیاں
تورات مقدس کا جو حال ہوا اسکی ابھی تفصیل ملاحظہ ہو ۔ تورات مقدس اور قدیم آسمانی صحف انبیاء کا کہیں پتہ نہ
تھا اس لئے کہ بابل والوں کے طوفان بے تمیزی نے انکی تعلیم تاریخ اور اگلے اسرائیلی لٹریچر کے ساتھ ان مقدس
کتابوں کو بھی فنا کر دیا تھا (النبی الخاتم ص ۲۱) اس کے علاوہ ہر دور میں ایسے ایسے حکمران اور ظالم پیدا ہوتے رہے
جنکا پورا زور صرف یہودیت کو ختم کرنے ہی پر صرف ہوتا تھا چنانچہ انٹوکس ایک یونانی حکمران ہے اس نے حکم
دیدیا تھا کہ تورات کا ایک ورق بھی جسکے پاس ملے وہ مار ڈالا جائے (النبی الخاتم ص ۲۲) اسکے بعد رومی حاکم
طیطس نامی اٹھتا ہے تو گیارہ لاکھ یہودی قتل کر ڈالتا ہے پھر قیصر ہیڈرین آتا ہے اور پانچ لاکھ یہودی قتل
کر ڈالتا ہے اور ان کی ایک ایک چیز مٹا ڈالتا ہے حتیٰ کہ یروشلم کو گرا کر اسکا نام بھی بدل دیتا ہے اور ایلیا
رکھا جاتا ہے آج دنیا میں جو تورات کے نام سے کتاب موجود ہے وہ یقیناً اصلی نہیں ہے بلکہ محض اسکا تخیلی ترجمہ ہے
کیونکہ اسمیں بہت سے نام ملتے ہیں جو حضرت موسیٰ کے بعد کے ہیں اسمیں حضرت موسیٰ کی وفات اور کفن دفن تک کا
ذکر ہے ۔ (استثناء باب ۳۴) کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ یہ کتاب جو آج موجود ہے یہ وہی ہے جو حضرت موسیٰ
پر نازل ہوئی تھی اگر ایسا ہے تو پھر حضرت موسیٰ کی وفات کا ذکر کیا ؟ پھر اس میں ایک خاصہ [illegible]

جو عقلاً بھی غلط ہے اور نقلاً بھی غلط ہے ایک جگہ لکھا ہے حضرت یعقوب اور اللہ میاں سے معاذ اللہ کشتی ہوئی حضرت
یعقوب جیت گئے اور اللہ میاں ہار گئے (نعوذ باللہ) (کتاب مقدس برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی مطبوعہ
سنہ ۱۹۲۱ء کتاب پیدائش) بائبل عہد عتیق میں ۳۹ کتابیں ہیں جن کو بائبل کے ماننے والوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت
عیسیٰ سے پہلے انبیاء سے ملی ہیں اور عہد جدید میں ۲۷ کتابیں ہیں جو حضرت عیسیٰ کے بعد الہامی ہوئی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں جن کا
مجموعہ پہلے بھی عیسائی علماء میں مشکوک تھا لیکن چوتھی صدی عیسوی میں نقایہ نامی ایک شہر اور فارس میں جمع ہوکر عیسائی
علماء نے مشورہ کیا اور مشکوک کتب کو مقبول بنا دیا۔ (دیکھو [illegible] ص ۲۷) یہ سب اس وجہ سے نامعتبر ہیں کہ
ان کے لانے والوں اور ان کے ناقلوں کا ہمکو صحیح نہیں پتہ لگتا ہے نہ آیا وہ سچے تھے یا جھوٹے گناہ کرتے تھے یا نیک اور ان کے حافظہ
کے قوی تھے یا سہو و نسیان کا غلبہ تھا پھر جو پہنچا یا وہ بعینہٖ پہنچایا یا اس میں کمی بیشی ہوگئی جس واقعہ کے متعلق اسقدر ابہام
ہو جب وہ واقعہ سچا نہیں مانا جاسکتا ہے تو کون اپنے عقائد اور اعمال ملکہ خود اپنے کو ان بے سند کتابوں کے
حوالہ کرسکتا ہے؟ پھر بھی لوگ غور نہ کریں تو قصور کس کا ہے تا تالی تو ملکوت؟

نصرانیت نصرانیت کا دار و مدار انجیل مقدس پر ہے پر انجیل کی تاریخی حیثیت کیا ہے آپ یقین جانیں کہ انکا
بھی غیر مستند ہیں متی کی اصل انجیل دنیا سے ناپید ہے اسکا صرف ترجمہ یونانی عبارت باقی ہے اور مرقس۔ لوقا اور یوحنا
سے جو اناجیل منسوب ہیں ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں بزرگ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں بھی نہ تھے چنانچہ پہلی
صدی میں ہی صداقت اناجیل کے بارے میں اختلاف شروع ہوگیا تھا اور عیسائی علماء کی ایک بڑی جماعت
کو ماننا پڑا تھا کہ انتساب غلطی سے ہے پھر موجودہ اناجیل کی تعلیم شرک اور کفر سے بھری ہیں جو آسمانی تعلیم کے
برعکس ہیں نیز بہت سی باتیں محرف ہیں اور بہت سی اناجیل اصلی سے [illegible] انجیل نہیں ہوسکتی انجیل انکا
میں ایک کمیٹی بیٹھی جس نے فیصلہ کیا کہ ہر سال انجیلوں کے ترجمہ سے تازہ ایڈیشن نکلتے چلے آرہے ہیں اور
صداقت انجیل اور بھی مشتبہ ہوتی جاتی ہے اسلئے پہلے کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے اور اب نئے
نہ نکالے جائیں ایک انجیل جو برنباس حواری کی طرف منسوب ہے [illegible] کتب خانہ سے نکلی ہے وہ بھی
علماء کے نزدیک غیر مقبول ہے [illegible] اس لئے [illegible] محققین زیادہ تر قرآن سے ملتی جلتی
لیکن یہ حالت [illegible]

سناتن دھرم | اسی طرح وید کے حصے بھی آسمانی کتابیں نہیں ہیں کیونکہ انکو خود آسمانی کتب ہونے کا دعویٰ نہیں ہے نیز انکی تاریخ بنت کا کچھ پتہ نہیں چلتا ہے بعض ہندو علماء کہتے ہیں کہ یہ بیاس جی کی مرتب کردہ ہیں جو رشیوں کے زمانہ میں تھے اور پانچ جاگران کے شاگرد ہو گئے تھے بعضوں نے لکھا ہے یہ کسی برہمن کی بنائی ہوئی ہیں پروفیسر پنڈت کرشن کمار رتھا چاریہ جو کلکتہ کالج میں سنسکرت کے پروفیسر تھے انہوں نے لکھا ہے کہ وید کے حصے اس ملک کے شاعروں اور رشیوں نے تصنیف کئے ہیں اور وہ مختلف زبانوں میں لکھے گئے ہیں پھر اونچ نیچ ذات پات عورتوں کی کمتری وغیرہ بہت سی باتیں ہیں جو عقل و انسانیت کے نزدیک دونوں کے بدنما داغ ہیں جو کبھی بھی خدائے واحد رب العالمین کی تعلیم نہیں ہو سکتی ہے نیز ان میں بعض ایسی بے حیائی کی باتیں بلکہ تعلیمات موجود ہیں جنکو قلم ظاہر نہیں کر سکتا ہے ان وجوہات سے ماننا پڑے گا کہ یہ بھی ہرگز آسمانی کتاب نہیں ہے (تفصیلات میری کتاب قرآن اور اس کی تعلیمات میں ملاحظہ ہوں)

پس سناتن دھرم جسکی بنیاد وید کے چاروں حصوں پر رکھی جاتی ہے کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی بقول مؤلف انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا عنوان سنسکرت کن پر اتری کہاں اتری کب اتری کن کن زبانوں میں اتری نظم میں اتری کہ نثر میں اتری وغیرہ جب ان تمام بنیادی سوالات پر ایسے سوالات ہیں جنکی تحقیق کے بغیر کسی کے ہونے نہ ہونے کا فیصلہ اٹکا ہوا ہے بتا دیجئے کہ ان دلدلوں میں یقین کا قدم کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے

لگائی تھی اک سے تو ماسوا سے　　پڑے تھے بہت دور بندے خدا کے

غرضیکہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور ہم پر کتنی نہایت چھائی ہوئی تھی نہ حق کی قوت اپرستی ہی تھی حالانکہ اس کی دنیا میں ہر چیز اس کی گواہ ہے

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ　　تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ (شعر)

بدھ مت | ہاں ہندستان کے ایک اور مشہور مذہب کا جائزہ تو رہ ہی گیا میرا مطلب بدھ مت سے ہے بدھ مت بھی قدیم مذہب ہے اور اس کے ماننے والے بھی دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں قرآن شریف کے اعلان کے مطابق اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کوئی گروہ ایسا نہیں لہذا اس میں کوئی ڈرانے والا آیا ہوگا ممکن ہے کہ بدھ جی نبی ہوں لیکن ان کا مذہب بھی تحریف سے نہیں بچا تھا جن میں اکثر یہی ہوتا آیا کہ بانی کی سند مانا جاتا ہے اور ہم تاریخی تعلیمی کتب ...

ملتا ہے انہیں ننگ شدہ یا دام مارگی تک پائے جاتے ہیں ان کا عقیدہ شری ودیا سندری کی تحقیق کے
مطابق یہ تھا کہ سب سے بڑی نیکی ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے (سفیانہ تو بہ کاش) پس یہ مذہب انسانی
فطرت کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا ورنہ اس کی تعلیمات عقل اور فطرت کے مطابق ہی جا سکتی ہیں چھپا کر خود
آج اسی کی کارروائیوں کو دیکھئے بڑے کٹر ہندو ذات پات چھوت چھات عقیدہ ہوگا ان طلاق نکاح
اور ایسے مسائل کے متعلق یہ پاس کر دار ہے ہیں اور اسلام کی طرف جو فطری مذہب ہے بڑے چلے آ رہے

آج کا عقلی مذہب | آج کا عقلی مذہب بھی موجود یورپ کی عربوں کی حالت سے زیادہ بدحالت
پیش کر رہا ہے عرب جاہلیت میں شراب خواری تھی زنا تھی جوا تھا سود تھا قتل تھا لڑکیوں کو
زندہ درگور کرنے کی رسم تھی سفاکی تھی درندگی تھی آج کے یورپ کو دیکھئے تو اس دعویٰ علم و عقل کے باوجود
یہ سب کچھ اس میں ہے بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ ہے شراب کی جوے کی سود کی نسل کی سفاکی کی درندگی
کی آج جو شکلیں نمایاں ہو گئی ہیں عرب جاہلین کے وہم و خیال میں بھی یہ نہ تھا اور یہ کنٹرول کی ایجاد
نے تو گویا خدائی دعویٰ بھی کر دیا جس کا مقصد یہ ہے کہ نسل انسانی کو بھی ختم کر ڈالا جائے اسی طرح تحریک بالتوبہ
کا عالم ہے جس کا منشا قدرتی امتیازات کو مٹانا ہے جو فطرت نے کیا ہے اور عقل انسانی انجانات اور
کی ضامن ہو سکتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ آج پھر تمام دنیا فساد سے تقریباً بھر گئی ہے

اسلام | اسلام خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کو کہتے ہیں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا اسلام ہے
خدا کے مقابلہ میں اپنی آزادی یا خود مختاری سے دستبردار ہو جانا اسلام ہے خدا کی بادشاہی و فرمانبرداری
آگے سر تسلیم خم کر دینا اسلام ہے جو شخص اپنے معاملات کو خدا کے حوالے کر دے وہ مسلمان ہے خدا کے حوالے کرنا
یا خدا کے سپرد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کے ذریعہ جو ہدایت دی ہے اس کو مانا
جائے اس میں چون و چرا نہ کی جائے اور زندگی میں جو معاملات پیش آئیں ان میں قرآن اور سنت کی
پیروی کی جائے۔ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹۲

بنائے اسلام | اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول کلمہ طیبہ دوم نماز سوم روزہ چہارم زکوٰۃ
پنجم حج۔ کلمہ طیبہ جو عقیدہ ہے اس کے معنی مطلب پر سارے اعمال کی بنیاد ہے بغیر عقائد کوئی عمل

زکوٰۃ و حج مالداروں پر فرض ہے۔ روزے سال بھر کے بعد ایک ماہ کے فرض ہیں البتہ نماز پنجوقتہ ہر عاقل بالغ پر روزانہ فرض ہے عقبیٰ میں کلمہ کے معنی مطلب پر ساری نیکیوں کا دار و مدار ہے عمل میں نماز پر ہر ایک کی نیکی کا حساب کتاب ہے۔ کلمہ طیبہ: - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اسلام کا سب سے پہلا حکم یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اُسکی خدائی میں کوئی اُسکا ساتھی اور ساجھی نہیں زمین سے آسمان تک سب اُسیکا ہے اور اُسی کی حکومت جاری ہے وہ اکیلا ہے نہ اس کے کوئی اولاد ہے نہ بیوی نہ ماں نہ باپ کوئی مقابل اور ہمسر اسکو توحید کہتے ہیں یہ اسلام کا پہلا عقیدہ ہے (۲) اللہ نے آسمان اور زمین کے کاموں کو وقت پر اور ٹھیک ٹھیک چلانے کے لئے کچھ مخلوق ایسی بنائی ہے جو ہمکو نظر نہیں آتی انکو فرشتے کہتے ہیں یہ خود کچھ نہیں کرتے ہیں انمیں طاقت ہے البتہ خدا نے حکم دیا ہے اور انکو اسکی بخشی ہوئی طاقت ہے ان سب پر ایمان رکھنا یہ دوسرا عقیدہ ہے (۳) دنیا میں جتنے رسول آئے وہ سب سچے تھے ان سب کی تعلیمات ایک سی تھیں آخر میں ہمارے رسول صلعم تشریف لائے ان سب پر ایمان رکھنا اور انکو سچا جاننا اسلام کا تیسرا عقیدہ ہے (۴) ان کی معرفت جو کتابیں اتریں توراۃ، انجیل، زبور، قرآن وغیرہ ان کو سچ جاننا اور ان پر ایمان رکھنا اسلام کا یہ چوتھا عقیدہ ہے (۵) مرنے کے بعد ہم پھر جی اٹھینگے اور خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے کاموں کا حساب دینگے پھر اچھے یا برے کاموں کا بدلہ پائیں گے اسلام کا یہ پانچواں عقیدہ ہے (۶) دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ خدا کے ایک مقررہ اندازے سے ہو رہا ہے اسکو سوا اس کے اور کوئی کم و بیش نہیں کر سکتا ہے اسکو تقدیر کہتے ہیں اسلام کا یہ چھٹا عقیدہ ہے۔ اور ان سب کے مجموعوں کا نام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے غور کیجئے حضرت آدمؑ سے لیکر حضورؐ تک جسقدر نبی تشریف لائے ان سب کی تعلیمات کا خلاصہ ان عقائد و احکام میں ہے کہ نہیں؟ اسکی تفصیل اسلام کے قانون قرآن میں ہے اور اس کی شرح سنت نبوی ہے اور یہی دو قوانین اسلام کا مجموعہ ہیں جو تمامی مذاہب اور تمامی ہدایت ربانی کا نچوڑ اور دائمی خلاصہ ہیں جن میں انسان کی نجات اور فلاح کا وہی مذہب اور وہی طریقہ ضامن ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو، ہر زمانے اور ہر جگہ اور ہر ملک کے لئے ہو ہر گروہ اور ہر طبقہ کے لئے ہو اور انسان کی تمامی ضروریات پر حاوی ہو اور جس کا ہر لفظ غیر اللہ کے دخل و تصرف سے پاک ہو یہ ساری خوبیاں صرف اسلام میں تھیں جس کی سند قرآن ہے

جو آج چودہ سو سال کے باوجود بالکل اسی طرح سے محفوظ ہے جیسا کہ نازل ہوا تھا۔ اور جس کا یہ کھلا معجزہ ہے کہ جاہل سے جاہل آدمی ازبر یاد کر لیتا ہے اور جو ہر روز دنیا کے ہر حصہ میں پڑھا جاتا ہے۔ اور سال میں لاکھوں کی تعداد میں زبانی سنایا جاتا ہے یہ وصف نہ انجیل میں ہے نہ توریت میں نہ زبور میں ... نہ وید میں اور نہ دنیا کی کسی بھی کتاب میں اور نہ آج دنیا میں کسی کتاب کا کوئی حافظ ہی موجود ہے جبکہ قرآن کے آج بھی چار لاکھ حافظ موجود ہیں پھر قرآن اور اسلام کا ہر حکم عقل اور فطرت کے مطابق ہے اور وہ تمام دنیا اور تمام جہانوں اور تمام گروہوں اور تمام ملکوں کے لئے ہے اسلام اپنے خدا کا تعارف رب العالمین تمام جہانوں کا پالنے والے کے مبارک تعارف سے کراتا ہے اور اپنے رسول معظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت رحمۃ للعالمین "تمام عالموں کے لئے رحمت" بتاتا ہے یہ وہ امتیازات ہیں جو اسلام کے علاوہ ہرگز ہرگز کسی مذہب کو حاصل نہیں ہیں پس اسلام ہی سارے عالم کا مذہب ہے اور وہی واجب پیروی اور حق ہے کیونکہ تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات اس میں موجود ہیں جن کی اسلام تصدیق کرتا ہے اور اسلام کی پیروی ہی سے سارے مذاہب حقہ کی پیروی خود بخود ہو جاتی ہے پس اسلام ہی سچا ہے اور حق ہی اسلام ہے مبارک ہیں وہ جو ایمان لا کر اسلام کی پیروی کرتے ہیں اللھم صل علیٰ کلمتہ و صل علیٰ من جاء بہٖ (مزید تفصیل میری کتاب قرآن اور اس کی تعلیمات میں دیکھی جا سکتی ہیں ۔)

فضائے جہاں ہے مؤدب مؤدب — کوئی واجب الاحترام آ رہا ہے
رسولوں کا سرتاج اماموں کا ہادی — خدا کا مدار المہام آ رہا ہے

تیسرا باب

نبیوںؑ کی بشارتیں اور شہادتیں

چلتے وقت حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا (قرآن حکیم) ——— قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ بار بار آیا ہے کہ حضورؐ کی آمد کی پیشین گوئی توراۃ و انجیل میں موجود ہے یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل۔ اور فرمایا وانہ لفی زبر الاولین کہ اگلے صحیفوں میں بھی ان کا ذکر ہے آیئے اگلی کتابوں کا بھی ایک سرسری مطالعہ کریں

(۱) حضرت موسیٰؑ | حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میرے خدا نے مجھ سے کہا کہ تجھ سے تیرے بھائیوں سے میری مثل ایک نبی پیدا کروں گا۔ (کتاب استثنا آیت ۱۸) اور جو کچھ میں (خدا) اس سے کہوں گا وہ اس سے کہے گا (استثنا آیت ۱۹) یہ اشارہ ہے آیت قرآنی کی طرف مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ خود نہیں کہتا بلکہ وہ وحی ہے جو وحی کی جاتی ہے "وہ فاران پر دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا"۔ (استثنا ۳۳ : ۲) فتح مکہ میں ۱۰ ہزار صحابہ کرامؓ کا لشکر جرار آنحضورؐ کے ہمرکاب تھا۔ دیکھو بخاری شریف اور تاریخ کی دوسری کتابیں

(۲) حضرت سلیمانؑ | غزل الغزلات باب ۵ آیات الغایت ۱۶ میں حضورؐ کا حلیہ مبارک ان الفاظ میں ہے حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میرا دوست گندم گوں نورانی ہزاروں میں سردار۔ اس کا سر سونے کے مانند چمکدار ہے۔ اس کی زلفیں کوے جیسی سیاہ ہیں۔ اس کی آنکھیں کبوتروں جیسی ہیں جو دودھ سے نہا کر نکلے ہوں .... اور آخر میں یہ گیت یوں ختم ہوا ہے۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا دوست محمدیم ہے" ی۔م تعظیماً عبرانی زبان میں بڑھا دیا کرتے ہیں احادیث میں بالکل یہی حلیہ حضورؐ کا منقول ہے۔ دیکھو ترمذی شریف جلد ۲

(۳) جناب میکاؑ | مجھے ایک رویا دکھائی گئی ہے جو خدا کی بادشاہت کی طرف جا رہی ہے۔ ایک ان میں کی دراز گوش ہے دوسرا اونٹ پر سوار ہے وہ کہ دنیا ان کے انتظار میں ہے"۔ واقعہ ہجرت میں حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ مدینہ جا رہے تھے جو خدا کی بادشاہت کی طرف جا رہے تھے حضرت ابوبکرؓ کے کان دراز تھے اور حضورؐ اونٹ پر سوار تھے (دیکھو سیرت ابن ہشام۔)

(۴) زبور کا بیان | زبور میں حضرت داؤدؑ سے کہا گیا "میرا بلند بزرگ جس سے میرا جی راضی ہے پورب کی طرف سے برپا ہوا .... وہ راستوں سے سالم گذر گیا جہاں سے کوئی نہیں گزرا ہے اس نے اسکو اپنے پاؤں کے پاس بلایا" واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے سورہ نجم میں ہے کہ آپ رب تعالیٰ سے قاب قوسین تیر و کمان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہو گئے تھے تفصیل کے لئے کتب تفسیر و تاریخ ملاحظہ ہوں۔

موسیٰؑ بطور رفت بہ جا بر آسمان
معراج عرش خاص برائے محمدؐ ست

(۵) انجیل کی شہادت | انجیل میں حضرت عیسیٰؑ نے کئی مقامات پر صاف صاف طریقہ سے حضورؐ کی آمد اور ختم نبوت کی شہادت اور بشارت دی ایک جگہ ہے میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا

فارقلیط (یعنی) سچائی کا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶) یعنی اس کی تعلیمات ہمیشہ رہیں گی اور اس کی نبوت دائمی رہے گی پھر اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی شریعت اترے گی آپ نے فرمایا "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے کہوں پر تم برداشت نہ کر سکو گے لیکن جب سچائی کی روح آوے گی تو تمہیں ساری سچائی کی راہیں بتائے گی کیونکہ وہ اپنی نہ کہے گی بلکہ جو سنے گی وہ کہے گی" (یوحنا ۱۶-۱۸) سورہ نجم میں ہے کہ "وہ نہیں بولتا ہے اپنی طرف سے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے" یعنی یہی حضرت عیسیٰ نے انکی خصوصیت بتائی تھی۔

(ب) وید کی شہادت: وید کے ایک منتر "ہنسے تیر" کا ترجمہ یہ ہے "وہ مخلوق سے نہیں ڈرے گا۔ اور وہ بہت شجاع عرفان والا ہوگا اس کا نام "محامت" ہوگا" ایک اور جگہ ہے "ایک شخص پہاڑوں میں "محامت" نام پیدا ہوگا۔ کھجوروں کے ملک میں رہے گا اور اس کے ساتھی تعداد و شمار میں بے اندازہ ہوں گے" وید (دیکھو میری کتاب فضل عظیم صلا) اس سے صاف اور کھلی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے۔

(ج) مہاتما بدھ کی گواہی: قرآن میں اولو العزم نبیوں اور رسولوں کے ذکر میں ایک نام ذوالکفل بھی آیا ہے یعنی کفل والا، روح المعانی تفسیر کی ایک مستند کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ اس کی تحقیق میں روایات مختلف ہیں جو صحیح نہیں ہیں (دیکھئے جلد ۱۷) اگر کفل کو کپل کا معرب مان لیا جائے تو نزدیک کوئی وجہ نہیں اور کپل مہاتما بدھ کا مولد تھا[1] غرضیکہ مہاتما بدھ نے اپنے آخری وقت میں اپنے شاگرد رشید نند اکے اس سوال پر کہ آپ کے بعد کون ہم کو راہ بتائے گا فرمایا میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو زمین پر آیا نہ آخری بدھ ہوں۔ اپنے وقت پر دنیا میں ایک اور بدھ آئے گا ــــ مقدس روشن دل عقل میں دانائی مبارک عالم کائنات انسانوں کا عدیم النظیر سردار جو غیر فانی حقائق میں ظاہر کرتا ہوں وہ بھی ظاہر کرے گا وہ ایک مکمل اور خالص مذہبی نظام زندگی کی میری طرح تبلیغ کرے گا" نندا نے یہ سنکر عرض کی ہم اسکو کیسے پہچانیں گے فرمایا "وہ میتریا کے نام سے موسوم ہوگا" ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء کے اخبار سٹیٹسمین میں ایک بدھسٹ کا مضمون شائع ہوا تھا جس میں اسی لفظ میتریا کا ترجمہ یہ شائع ہوا تھا۔ وہ جس کا نام رحمت ہو۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی کیسی صداقت ہے۔ الله اکبر ــــ فاین تذھبون؟

(۱) ہندوستان کا ایک مشہور مقام ہے۔ عبد القیوم ندوی ٹکسال لکھنو

افلت شموس الاولین و شمسنا ❋ ابدا علی افق العلی لا تغرب

چند اور شہادتیں (۸) وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی طرح ہے

یعنی وہ لوگوں کو اخلاق رذیلہ سے دور کر کے پاک صاف کرے گا۔ یہ شان ہے دیز کیم کی (۹) وہ عربی ہوگا اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا (پیدائش باب ۱۶-۱۲) تاریخ نے ثابت کر دیا کہ آپ ہی کی ذات گرامی تھی جس نے ہر باطل پرست کے خلاف اپنا ہاتھ اٹھایا اور ہر باطل پرست نے آپ کے خلاف ہاتھ اٹھایا۔ (۱۰) "خلو محمدیم زہ دودی زہ رعی" (نشید ہا باب ۵-۱۶) وہ ٹھیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں وہ میرے محبوب ہیں میری جان "(۱۱) مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں بستے ہیں وہ جو تیری حمد کریں گے وہ بکہ سے گذرتے ہوئے ایک کنواں بناتے ہوئے (زبور باب ۸۴) بکہ کیا ہے خود قرآن نے گواہی دی ہے کہ بکہ مکہ ہے اور مکہ ہی حضور کی پیدائش اور بعثت کی جگہ ہے صرف قرآن ہی نے نہیں بلکہ اسلام کے مشہور دشمن پروفیسر مارگولیتھ نے بھی ان الفاظ کے سوا کسی چیز میں منفرد نہیں پائی زبور کا یہ بکہ عرب کے مکہ کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا تحقیق لفظ "محمد" بحوالہ سیرۃ النبی جلد اول مؤلفہ علامہ شبلی)

(۱۲) بشارت برکت | میں نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کر لی ہاں! میں نے اسے برکت دی اور بارآور کیا اور اسے بہت فضیلت دی اس سے بارہ امام پیدا ہوں گے اور یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب (توریت) میں لکھا ہے کہ یہ وعدہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے حضرت اسمٰعیل کے متعلق کیا تھا: آیات مذکورہ میں خدا نے تعالیٰ نے تین باتیں بتائی ہیں (۱) میں نے اس (حضرت اسمٰعیل) کو برکت دی (۲) اسے بارآور کیا اور بہت ہی فضیلت دی (۳) اس کو بڑی قوم کر دوں گا۔

(۱) میں نے حضرت اسمٰعیل کو برکت دی اور بہت ہی فضیلت: خدا کا یہ وعدہ اسطرح پورا ہوا کہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اولو العزم، بابرکت، فضیلت مآب عظیم الشان پیغمبر پیدا ہوئے۔

(۲) اسے بارآور کیا اسے بڑی قوم کروں گا: حضرت اسمٰعیل کو خدا نے اولاد کثیر عنایت کی جن میں بارہ امام پیدا ہوئے اور یہ ایک عظیم الشان قوم (بنی اسمٰعیل) بن گئی۔ اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں ایک صاحب برکت و فضیلت پیغمبر پیدا کیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا کیا۔ اور ہمارے پیغمبر کو ایک کامل نبی

کی حیثیت سے دنیا میں بھیجا تاکہ آپ توحید کی اشاعت کریں اور باطل پرستی کو مٹائیں۔

(۱۴) روشن شریعت | اصل عبارت عبرانی بخط عربی:-

وَیومر یہوہ مسینائی با و زارح مسعیر	اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا
لامو ہوفیع مہر پاران و اتاہ مریبوت قودش	اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں
میمینو اِیش دات لامو الوہ مئیمان یا	شریعت روشن کے ساتھ ہو گی لشکر ملائکہ (توریت
بروبہ قادوش مہر پاران سلہ کسہ شمایم	کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲) (۱۴) آئے گا اللہ جنوب
ھود و تہلاتو مالاہ ہاارص	سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانوں کو

جلال سے چھپا دیا اس کی ستائش سے زمین بھر گئی (کتاب حبقوق باب ۳-۳)

محاورات توراۃ قدیم جغرافیہ عرب اور محققین قدیم و جدید کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ کوہ فاران عرب کے علاوہ دنیا میں اور کہیں نہیں۔ جو نواح مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔ اور اس لیے ان بشارات کے مصداق ہمارے پیغمبر ہیں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ توریت اور انجیل سے بھی یہ بات پایہ صداقت کو پہنچتی ہے کہ مکہ معظمہ کے گرد کے پہاڑوں کو کوہ فاران کہتے ہیں۔ سر سید احمد خاں اپنی تصنیف لطیف خطبات احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ (کوارٹرلی ریویو) بابت اکتوبر ۱۸۶۹ء میں ایک فاضل یہودی کا معنی خیز مضمون چھپا تھا جس میں اس نے لکھا تھا کہ آیات مذکور میں فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اور اس کے ہاتھ میں شریعت روشن کے معنی یہ ہیں کہ شریعت عربی زبان میں دی گئی اور اس سے قرآن مجید مراد ہے نور و کتاب مبین فاضل موصوف کی اس تحریر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ "فاران" ہی وہ مقام ہے جہاں قرآن، اسلام اور پیغمبر اسلام آیا یعنی نواح کوہ فاران و مکہ مکرمہ فاضل موصوف اس مضمون میں اس امر کی بھی شہادت دیتا ہے کہ لفظ فاران صرف "عرب" کے لیے ہی ہے۔ اب جو لوگ اس کو نہ مانیں ان کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

(۱۵) مثیل موسیٰ | اصل عبارت عبرانی بخط عربی .... ترجمہ اردو

نابی مقرب ماخیخا کاموخی یاقیم — قائم کرے گا تیرا معبود جو تیرے لیے نبی بیچ

نحا یہوا الوھنا الادتشماعون نابی اتیم لا
ھم مقرب احیہم کاموخا دشتنی یابا ہے
ھینوو کا ابز الیھم ات کل اشر اصولو

میں سے تیرے بھائیوں میں سے مجھ سا اسکو
نبی ہو۔ ان کے بھائیوں میں سے نبی تجھ سا قائم کرونگا
اور اپنا کلام اسکے منہ میں کروں گا اور جو کچھ اس سے
میں کہونگا۔ وہ ان سے کہے گا۔ (توریت کتاب پنجم باب ۱۸۔ ۱۵ اور ۱۸)

خدائے تعالیٰ کے جو احکام جناب موسیٰ کو ملے ان میں سے ایک یہ بھی ہے جسکا ذکر مندرجہ بالا آیات میں ہے "بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے مثل تیرے ایک نبی پیدا کروں گا اور یہ آنحضرتؐ کی بعثت کی ایک ایسی صاف وصریح بشارت وشہادت ہے کہ اسکی تاویل تو جیہہ نا ممکنات سے ہے۔ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل تھے جن سے پیغمبر مبعوث کرنے کا وعدہ خدائے تعالیٰ نے کیا۔ اور چونکہ بنی اسمٰعیل میں حضرت محمدؐ کے سوا کوئی اور پیغمبر نہیں ہوا۔ اس لئے وہ بشارت حضورؐ ہی کے متعلق ہو سکتی ہے۔ ہمارے ہی حضرتؐ واقعی مثل موسیٰ ہیں۔ حضرت عزیرؑ پیغمبر نے قید بابل کے بعد جو توریت تحریر کی اسمیں حسب ذیل آیات بھی ہیں۔

(عبرانی عبارت) ولوقام نابی عود بلبیرائیل کوشماس
مذعوتھوا اباہم

اردو ترجمہ:- اور پھر قائم نہ ہوا کوئی نبی۔ بنی اسرائیل میں مثل موسیٰؑ جس نے پہچانا اللہ کو دو بدو (توریت

(استثناء باب ۳۴ ۔ ۱۰)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عزیرؑ کے آخری زمانہ تک کوئی نبی موسیٰؑ کے مانند نہیں ہوا۔ پس مثیل موسیٰؑ ہمارے نبی ہیں اب موسیٰؑ اور پیغمبر اعظمؐ کی مشابہت ملاحظہ ہو۔

(الف) جناب موسیٰؑ نے اپنے دشمنوں کے خوف سے وطن سے ہجرت اختیار کی۔ ہمارے نبی کریم کو بھی مشرکوں کے شر سے بچنے کے لئے اپنے وطن مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف جانا پڑا۔

(ب) حضرت موسیٰؑ ہجرت کر کے شہر یثرب سے پہنچے جو (اپنے بانی مشیروں کے نام) پر یثرب کہلاتا تھا۔ آنحضرتؐ بھی ہجرت کر کے یثرب (مدینہ) پہنچے۔

(ج) حضرت موسیٰؑ پر خدا کا کلام بلفظ خدائے تعالیٰ نازل ہوا۔ جو احکام عشرہ کہلاتا ہے۔ آنحضرتؐ پر بھی کلام مجید (قرآن کریم) بہ الفاظ خدائے تعالیٰ نازل ہوا جو اب تک اسیطرح محفوظ ہے۔

(د) آپ نے متفرق اور پامال قوم (بنی اسرائیل) کو مصر سے نکال کر ایک جگہ جمع کیا۔ آنحضرتؐ

نے بھی باہم جنگ و جدال کرنے والی منتشر قوم کو رشتۂ اخوت قومی میں منسلک کیا فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

(۵) حضرت موسیٰؑ کو مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم ہوا اور آنحضرت کو بھی جہاد کا حکم ہوا وغیرہ وغیرہ۔

اس کے باوجود اگر اسلام اور شارع اسلام علیہ السلام کو کوئی نہ مانے تو اس کے سوا اور کیا کہا جائے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہمارے حضورؐ کے منہ میں خدا کا کلام دیا گیا۔ قرآن کریم کلام خدا ہے۔ الفاظ کی تبدیلی تو بڑی بات ایک نقطہ یا زیر زبر میں بھی فرق نہیں آیا۔ اور وہ رسول کریمؐ کی زبانی ہم تک پہنچا یعنی کلام خدا رسولؐ کے منہ میں دیا گیا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (سورۂ النجم)

(۱۶) ایک روشن بشارت جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

میرا دوست نورانی گندم گوں ہزاروں میں سردار ہے اس کا سر خالص سونے کے چمکدار ہے اس کی زلفیں مسلسل مثل کوے کے کالی ہیں اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر دودھ میں دھلی ہوئی نگینہ کے مانند جڑی ہیں۔ اس کے رخسارے ایسے ہیں جیسے مٹی پر خوشبودار پھول چھائی ہوئی اور جیسے خوشبو رگڑی ہوئی اس کے ہونٹ پھول کی پنکھڑیاں جن سے خوشبو ٹپکتی ہے۔ اس کے ہاتھ ہیں سونے سے ڈھلے ہوئے اور جواہر سے جڑے ہوئے اس کا شکم جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے سجی ہوئی اس کی پنڈلیاں ہیں جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی تختی پر جڑے ہوئے اس کا چہرہ مانند لبنان کے جوان مانند صنوبر کے اس کا گلا ... سب شیریں ہیں اور وہ محمدؐ ہے یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب۔ اے بیٹیوں یروشلیم کی

(کتاب تسبیحات سلیمان۔ باب ۵۔ آیت ۱۰ لغایۃ ۱۶)

حضرت سلیمانؑ اپنے محبوب و مطلوب سے ملنے کی آرزو مند ہیں مگر سبب نہ مل سکنے کے خدائے تعالیٰ کی جناب میں مناجات فرماتے اور اپنے محبوب کی تعریف مندرجہ بالا عبارت میں کرتے ہیں۔ یہ بشارت بالکل صاف اور روشن ہے حتیٰ کہ اس میں آنحضرت کا اسم مبارک "محمدیم" بھی آگیا ہے ان واضح بشارتوں کے باوجود لوگ نہیں غور کرتے افسوس۔ جبکہ صاف اسم محمدیم بھی موجود ہے جو بجائے محمدؐ کے تعظیماً آیا ہے۔ بشارات میں آنحضرت کا نام آ جانا نہایت قوی دلیل ہے۔ اس امر کی کہ وہ ہمارے پیغمبرؐ کے متعلق ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی باتیں

بھی قابل توجہ ہیں غور کیجئے مناجات سلیمانؑ پر وہ اپنے محبوب کی تعریف میں کہتے ہیں کہ میرا دوست (۱) نورانی گندم گوں (۲) ہزاروں میں سردار (۳) اس کی زلفیں مسلسل مثل کوے کے کالی (۴) اس کے رخسار ایسے ہیں جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ آنحضرتؐ گندم گوں تھے۔ خود حضورؐ نے فرمایا "اخی یوسف صبیح انا ملیح" آپ کا چہرہ نورانی ہے۔ ہزاروں میں سردار تھے۔ سیاہ مسلسل زلف کو بھی عرب سے خاص تعلق ہے حضرت سلیمانؑ نے رخساروں پر داڑھی کے متعلق کیا اچھی تشبیہ نکالی ہے "ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی"! ایسی روشن شہادت۔ ایسی بین بشارت کوئی پیش تو کرے۔ ایسی بشارات صرف خاتم النبیین سرورِ کائنات ہی کامل کے لئے ہی مخصوص تھیں۔ جو سب سے آخر ظہور میں آئیں۔

(۱۷) سواروں کی جوڑی | اصل عبارت اختصار کے پیش نظر حذف کر کے ترجمہ پیش ہے۔

اور ایک جوڑی سواروں کی دیکھی ایک سوار گدھے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور خوب متوجہ ہوا (کتاب اشعیاہ نبی باب ۲۱ آیت ۷) ۔ جناب اشعیاہ نبی ازروئے الہام خدا کی سچی پرستش قائم کرنے والوں کا ذکر مندرجہ بالا آیات میں کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ان میں ایک گدھے کا سوار تھا اور دوسرا اونٹ کا یہ بشارت مشترک ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور ہمارے پیغمبرؐ کے متعلق گدھے سوار سے مراد جناب عیسیٰؑ اور اونٹ سوار سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اونٹ سوار ہمارے پیغمبرؐ کے سوا اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا ہے۔ اونٹ مخصوص ہے عرب کے واسطے۔ اونٹ کا ذکر آتے تو ذہن خود بخود عرب کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ عرب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی پیغمبر نہیں ہوا اسلئے اس بشارت کے مصداق بھی وہی اور صرف وہی ہو سکتے ہیں۔

(۱۸) ایک اور بشارت | جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

سب قوموں کو ہلا دوں گا اور حمدؔ سب قوموں کا آئے گا اور اس گھر کو بزرگی سے بھر دوں گا کہا خداوند خلائق نے (کتاب حجی نبی باب ۱۱ آیت ۷) ۔ مندرجہ بالا عبارت میں حجی نبی نے آنحضرتؐ کی رسالت کی بشارت دی ہے۔ آنحضرتؐ کے اسماء مبارک احمدؐ و محمدؐ اور آپ کے سوا کسی اور پیغمبر کا نام اس مادہ سے نہیں رہا۔ اس بشارت کے مبشر آپ اور صرف آپ ہی ہیں۔

(۱۹) مبعوث کا انتظار | جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے ہر ملک سے کاہنوں اور لیویوں

کو ان کے پاس بھیجا تاکہ ان سے پوچھیں کہ وہ کون ہیں چنانچہ وہ لوگ گئے اور ان سے گفتگو ہوئی اس نے (یحییٰ) اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور اقرار کیا کہ میں کرسٹاس (مسیح) نہیں ہوں" اور انہوں نے پوچھا اس سے پھر کون کیا تو ایلیاؑ ہے؟ اور اس نے کہا میں نہیں ہوں انہوں نے کہا کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں"۔ تب انہوں نے اس سے کہا تو کون ہے؟ تاکہ ہم جواب دے سکیں ان کو جنہوں نے ہمکو بھیجا ہے۔ اپنے تئیں کو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں ہوں آواز اس کی جو جنگل میں چلاتا ہے۔ سیدھا کرو راستہ خداوند کا جیسا نبی اشعیاہ نے کہا اور وہ جو بھیجے گئے تھے۔ دفن تھے۔ اور انہوں نے پوچھا اور اس سے کہا۔ تو کیوں اصطباغ کرتا ہے۔ جبکہ تو نہ کرسٹاس ہے اور نہ ایلیاؑ اور نہ وہ نبی (یوحنا باب ۱۔ آیت ۲۰)

"وہ نبی" جس کا درست ترجمہ "آنحضرتؐ" ہے اس کا اطلاق پیغمبر آخر الزماں پر ہے۔ مذکورہ آیات میں دو مقام پر "وہ نبی" کا لفظ آیا ہے۔ حضرت یحییٰؑ سے سوال کیا گیا ہے کہ کیا تم حضرت عیسیٰؑ ہو انہوں نے انکار کیا پھر ان سے کہا گیا کیا تم ایلیاؑ ہو اس سے بھی انہوں نے انکار کیا۔ پھر سوال ہوا کہ کیا تم "وہ نبی" ہو۔ یحییٰ نے "وہ نبی" ہونے سے بھی انکار کیا۔ اس مکالمہ سے حسب ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) حضرت یحییٰؑ کے زمانے میں لوگ حضرت عیسیٰؑ، حضرت ایلیاؑ اور "اس نبی" کے منتظر تھے۔

(۲) "اس نبی" کا تذکرہ مسیحؑ اور ایلیاؑ کے بعد کیا گیا ہے اسلئے ان لوگوں کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ "وہ نبی" حضرت عیسیٰؑ اور ایلیاؑ کے مابعد زمانہ میں مبعوث ہوں گے۔ یہ وہ بشارت ہے کہ جس کی دشمنان اسلام بھی تردید نہیں کر سکتے ہیں۔ کاش لوگ غور کرتے اور ہمارے حضورؐ پر ایمان لے آتے۔ اور نجات پاتے

(۲۰) حضرت عیسیٰؑ کی مشہور بشارت | یہ امور میں نے تم سے کہے۔ جبکہ تمہارے ساتھ ہوں۔ لیکن پیرکلیطاس پاک روح جس کو باپ بھیجے گا میرے نام سے ہر بات تمکو سکھائے گا اور یاد دلاوے گا تمکو باتیں جو کہ میں نے تم سے کہی ہیں۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴-۲۵-۲۶)

"تاہم میں تم سے سچ کہتا ہوں یہ بھلا ہے تمہارے لئے کہ یہاں سے میں چلا جاؤں کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو پیرکلیطاس تمہارے پاس نہ آسکے گا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۶)

عید فصح سے چند روز پیشتر جناب مسیحؑ نے بتایا کیا کہ میں اب گرفتار ہونے والا ہوں اور میرا وقت قریب

آگیا ہے۔ اس وقت انہوں نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ پیرکلیطاس کو بھیجے گا۔ جو میرے نام سے تمکو ہر بات سکھائے گا اور میرا چلا جانا بہتر ہے کیونکہ پیرکلیطاس میرے جانے کے بعد ہی آسکتا ہے اور اس کے بعد جناب مسیح دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور ان کے بعد ان کے فرمانے کے مطابق پیرکلیطاس کا آنا ضروری تھا چنانچہ ان کے بعد پیرکلیطاس (احمد) آیا لیکن جس طرح جناب مسیح سے انکار کیا گیا تھا۔ اسی طرح اس سے بھی بنی اسرائیل نے انکار کیا۔ جو اناجیل اسوقت پائی جاتی ہیں۔ ان میں مندرجہ بالا عبارت میں لفظ پیرکلیطاس لکھا ہوا ہے جس کے معنی تسلی دہندہ مگر یہ صحیح نہیں۔ اور اس کے وجوہ یہ ہیں:

(۱) لفظ پیرکلیطاس یونانی لفظ ہے۔ اس لئے وہ لفظ نہیں۔ جو جناب مسیح کی زبان سے نکلا تھا۔

(۲) جو لفظ جناب مسیح نے اس مقام پر فرمایا وہ "فارقلیط" ہے۔ اور اس کا صحیح ترجمہ (احمد) ہے اور اس امر کی شہادت ہماری قدیم کتب سے ملتی ہے۔ (۳) فارقلیط کا صحیح یونانی ترجمہ "پیرکلیطاس" نہ کہ پیرکلیطاس ہے اور اس امر میں علماء اسلام کے علاوہ بشپ بارش بھی متفق ہیں؛ (۴) ابتداء میں اس لفظ کا ترجمہ پیرکلیوطاس ہوتا رہا۔ سر ولیم میور بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں اور اس سے ثابت ہے کہ بعد کے زمانہ میں اس ترجمہ کی تحریف کی گئی۔

(۵) ایک فاضل عیسائی مسٹر گاڈفری ہگنس کہتے ہیں کہ عیسائیوں نے قدیم کتب مقدسہ کی حفاظت نہیں کی بلکہ انہیں عمداً تلف کر دیا اور انہوں نے ایسا حقیقت اور اصلیت کو چھپانے کے واسطے کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ان آیات کو قدیم زمانہ کے عیسائی کسی نبی کے مبعوث ہونے کی بشارت سمجھتے تھے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رومی پادریوں اور پروٹسٹنٹ فرقہ نے اس لفظ کے معنی میں تحریف کی۔ اور اس سے حواریین پر روح القدس کا آنا مراد لیا ہے درحقیقت ابتداء میں یہ لائے ہوئے نام نہ تھی بلکہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی انتظار تھا۔!!

(۶) کامل تعلیم کی بشارت۔ وہ روح راستی جو نقصان سے خالی ہے۔ وہ کامل تعلیم لائیگا اور لوگوں کو آئندہ باتوں کی خبر دے گا۔ (انجیل مقدس) "روح راستی" اور کامل تعلیم لانے والا آنحضرت رسول کریم صلعم خاتم النبیین نہیں تو اور کون ہے؟ (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ط)

(۷) چند اور روشن بشارتیں۔ اللہ تعالیٰ جبال فاران سے احمد صلعم کو ظاہر کرے گا جس کی تعریف سے زمین بھری ہوگی۔ اور زمین و گردنوں کا مالک ہوگا" (کتاب حبقوق پیغمبر) یہ اس پیغمبر کی بابت ہے جو اُمی پیغمبر کی

بعثت کی بشارت ہے جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؕ

(۲۳) "سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے پہاڑ کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے" (کتاب یسعیاہ ۴۲ باب ۱۱ درس) حضور رسول اکرم ؐ جب ہجرت کر کے یثرب (مدینہ) پہونچے تو انصار کی معصوم لڑکیوں نے آپ کے خیر مقدم میں گیت گائے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ "سلع" سے مراد قدیم کتب میں مدینہ منورہ ہے اور اس نام کا ایک ٹیلہ بھی شہر میں ہے۔ (۲۴) عرب کی بابت الہامی کلام عرب کے صحرا میں رات کاٹو گے اے ددانیو کے قافلو... پانی لے کر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو... کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے۔ ننگی تلوار سے اور کھنچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں... کیونکہ مجھکو خداوند نے فرمایا کہ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی... اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے کہ خداوند اسرائیل نے یوں فرمایا۔ (کتاب یسعیاہ باب ۲۱۔ آیات ۱۳ لغایت ۱۷) ان آیات میں رسول کریم ؐ کی ہجرت کا ذکر ہے (۱) یہ عرب کی بابت الہامی کلام ہے یعنی صرف عرب سے تعلق رکھتا ہے (۲) "وے تلواروں کے سامنے سے اور شدت جنگ سے بھاگے" مہاجرین جو مکہ سے چل کر مدینہ تشریف لے گئے (۳) پانی کے پیاسوں کا استقبال کرنے آؤ انصار مدینہ کے لئے حکم ہے چنانچہ انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کی جیسی تواضع کی اس کی تفصیل آئندہ آئے گی یہ انصار نسل ددان اور نسل تیما سے تھے۔ ددان حضرت ابراہیم ؑ کے پوتے کا نام تھا (۴) ایک برس میں قیدار کی حشمت جاتی رہے گی "مشرکین مکہ بنی قیدار تھے۔ اور اس پیشین گوئی کے مطابق ایک سال میں ان کی حشمت کا خاتمہ ہوگیا۔ (فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ؕ)

(۲۵) ان پڑھ کو کتاب دی گئی کہ اسے پڑھ اور وہ کہتا ہے کہ میں ان پڑھ ہوں پڑھ نہیں سکتا ہوں (یسعیاہ باب ۲۹/۱۲) بخاری شریف اور تمام حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ پہلی بار جب غار حرا میں حضور پر وحی آئی اور حضرت جبرئیل امین ؑ نے فرمایا اِقْرَاْ پڑھ تو تین بار اسی حکم پڑھ کے جواب میں اچانک جو آپ نے فرمایا وہ یہی کہ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں پڑھ نہیں سکتا ہوں۔ (بخاری جلد اول باب بدء الوحی) کیا اس سے زیادہ صداقت نبوت کی کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے سب ہی جانتے ہیں ہمارے سرکار ؐ امی تھے اور خدا

نے خود ارشاد فرمایا ہے بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ۔ اُمیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا (سورہ جمعہ ۱)۔ یہ اور اسطرح کی بیشمار بشارتیں ہیں جن سے الہامی اور آسمانی کتابیں بھری ہوئی ہیں ہم نے مختصراً صرف ۲۵ کا ذکر کیا ہے جو صاف دل اور صحیح دماغ انسان کے ایمان لانے کے لئے کافی وافی ہے۔

چوتھا باب

(حالاتِ قبل از بعثتِ نبوی ﷺ)

نظام عرب عربوں میں عموماً قبائلی نظام حکومت رائج تھا قبیلہ کا سردار بادشاہ ہوتا وہی سود و زیاں کا ذمہ دار ہوتا کہیں کہیں باقاعدہ سلطنتیں بھی تھیں جن میں ملوک یمن و حیرہ غسان اور شام صنعاء مشہور ہیں یمن میں ہم شاخیں تھیں باقاعدہ حکومتیں رکھتے تھے۔ صنعا میں سب سے بڑی سلطنت تھی یہاں ۳۲۳ء سے عیسائی مبلغ آنے لگے تھے۔ ذونواس یہاں کا بادشاہ تھا جو دین موسوی رکھتا تھا اس نے نجران کے عیسائیوں کو آگ میں جلوا دیا یہ ۵۲۳ء کا واقعہ ہے پھر صنعاء پر ابرہہ نامی ایک عیسائی امیر مسلط ہو گیا جس نے ۵۷۱ء میں ہاتھیوں سے خانہ کعبہ پر حملہ کرنا چاہا اور خدا نے اسے برباد کر دیا جس کا ذکر سورۃ فیل میں ہے اسی سال ہمارے حضور ﷺ تشریف لائے۔

علوم عرب عرب میں لکھنا عام نہ تھا بوقت بعثت نبوی ﷺ پورے صوبہ حجاز میں صرف ۱۷ آدمی لکھنا جانتے تھے اس لئے قرآن نے ان کو اُمّی کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ شاعری میں بھی وہ خاص ممتاز تھے حتی کہ عورتیں بھی شہرت رکھتی تھیں خنساء اور لیلیٰ خصوصیت سے مشہور ہیں۔ اسی طرح نجوم طب قیافہ اور صنعت میں دخل رکھتے تھے۔

اخلاق زنا کرنے کو فخر خیال کرتے تھے بیوہ بیبیوں کمزوروں اور لاچاروں کے ساتھ ہر قسم کا ظلم روا رکھتے بات بات پر تلواریں نکل آتیں اگر ایک بار بھی کہیں لڑائی شروع ہو جاتی تو صدیوں تک اس کا سلسلہ ختم نہ ہوتا تھا۔ جوا اور شراب ان کی گھٹی میں پڑی تھی ان کی جہالت اور بدبختی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ لڑائی میں پورے پورے گھرانے کے گھرانے قتل کر ڈالتے۔ حتی کہ ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا پیٹ چیر کر اسکو قتل کرتے۔ ان میں بعض قبیلے ایسے بھی تھے جو اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قبر کھود کر زندہ گاڑ دیتے تھے۔

اسی سے ان کی دوسری بداخلاقیوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ثم فنت فلوھم

عرب کے قدرتی حالات: عرب جزیرہ نما ہے اس کے ایک طرف بحر ہند دوسری طرف بحر احمر تیسری طرف خلیج عمان اور چوتھی طرف دریائے فرات ہے۔ یہ پانچ بڑے حصوں پر منقسم ہے۔ ان کا رقبہ ۱۲ لاکھ مربع میل ہے جو جرمنی اور فرانس سے چوگنا اور امریکہ کا ڈیوڑھا ہے اور دنیا میں سب سے بڑا جزیرہ نما ہے۔ یہ طول میں جنوب مشرق سے شمال مغرب کی طرف ۱۵۰۰ سو میل اور عرض میں مشرق سے مغرب کی جانب ۱۳۰۰ سو میل ہے یہ عرض البلد ۱۲ سے ۵۳ تک اور طول البلد ۳۲ سے ۶۰ درجہ تک واقع ہے حجاز۔ کوہ سراۃ سے شام تک چلا گیا ہے اسکے مشہور شہر مکہ۔ مدینہ۔ جدہ طائف ہیں اب بھی اب شہرت پا رہا ہے موجودہ سعودی حکومت اس کو بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے۔ اسکی زرخیزی کی کوشش ہو رہی ہے نجد کوہ سراۃ کے مشرقی حصہ کو کہتے ہیں جو یمن سے عراق تک پھیلا ہے۔ اسکا مشہور شہر ریاض ہے۔ جہاں موجودہ سلطان ابن سعود رہتے ہیں۔ اس میں فینا نام بڑا چشمہ ہے۔

تہامہ: وہ حصہ ہے جو بحر قلزم سے لیکر کوہ سراۃ تک پھیلا ہوا ہے۔ یمن۔ وہ ٹکڑا ہے۔ جو نجد کے جنوب سے بحر ہند کے ساحل تک مشرق میں حضر موت اور عمان تک پھیلا ہوا ہے۔

عروض: یمامہ اور بحرین کے علاقوں کے مجموعہ کا نام ہے عرب کو عرب بوجہ فصیح و بلیغ کے کہا جاتا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس میں صحرا و میدان ہیں عرب میں بارش کم ہوتی ہے۔ زیادہ علاقے پہاڑی اور ریگستانی ہیں پیداوار کم ہوتی ہے۔ پہاڑ سیاہ ہیں یمن کا علاقہ نسبتاً زرخیز ہے جہاں گیہوں چاول وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ بقیہ علاقوں میں چشموں کے کنارے اور ساحلی خطوں میں کچھ کچھ پیداوار ہوتی ہے اونٹ محبوب ترین جانور ہے جو سواری بھی ہے اور غذا بھی ہے۔ دودھ اور گوشت زیادہ تر غذا ہے۔ لوگ پانی کی تلاش میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ بارش کے پانی کو تالابوں کی صورت میں جمع کر لیتے ہیں تین سال تک

تک زائد دا اٹھائے ہیں۔

ذریعہ معاش اونٹ۔ کھالیں۔ کمبل۔ قالین۔ خیمے۔ چمڑے کے برتن اور دوسری چیزوں کی تجارت کرتے ہیں۔ کھیتی باڑی اور محنت مزدوری عام طور پر ذریعہ معاش ہے۔ شہر کے لوگ اچھی اچھی تجارتوں کے مالک ہیں جہاں ہر ملک کی چیزیں بھی ملتی ہیں خصوصاً مکہ مکرمہ حج کے ایام میں خاصی بڑی منڈی معلوم ہوتا ہے۔ طائف میں پھل اور میوے جات خوب پیدا ہوتے ہیں کہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے خدا نے شام کا یہ زرخیز قطعہ حجاز میں بھیج دیا تھا اس نے آکر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا جس سے اس کا نام طائف ہو گیا۔ بیشک کسی زمین میں کسی زمین کے خواص پیدا کر دینا تو عقل کے بھی خلاف نہیں۔ خدا کی قدرت اس سے بھی زیادہ ہے۔

پیداوار اونٹ۔ بھیڑ بکریاں۔ دنبہ گائے وہاں کے جانور ہیں گائے کم اور بھینس بالکل نہیں ہوتی ہے گیہوں۔ مکئی۔ باجرہ۔ کھجور۔ طائف میں میوے اور یمن میں اناج وہاں کی پیداوار ہیں۔

مصنوعات بدوؤں کی لڑکیاں ٹوکریاں۔ کمبل۔ قالین۔ خیمے۔ مشکیزے اور دوسری ضروری چیزیں تیار کرتی ہیں۔ شہر میں کپڑا بننے کے کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ جہاں دریاں شالیں جانمازیں بنتی ہیں۔ اور ایام حج میں ساری دنیا میں پہونچتی ہیں۔

بعض اور حالات ۱۔ حجاز میں کوئی ندی نہیں ہے البتہ عراق میں دجلہ اور فرات دو بڑے دریا ہیں جن میں ۱۲ ماہ روانی بھی ہوتی ہے زمین دوز نہریں ہیں جن میں نہر زبیدہ بہت مشہور ہے۔ عرب میں ہندوستان کی طرح مختلف مذہب کے لوگ آباد نہیں ہیں۔ رعایا و برایا کا عام مذہب اسلام ہے البتہ آب و ہوا زیادہ گرم و خشک ہے۔ سردی میں سردی اور گرمی میں گرمی زیادہ ہوتی ہے عرب میں جنگل بھی ہندوستان کی طرح نہیں ہیں۔ زیتون اور ببول کے درخت کہیں کہیں پائے جاتے ہیں کھجور کے باغات البتہ بکثرت ہیں۔ عمارتوں میں لکڑی کا خرچ زیادہ ہے جو جاوا اور سنگاپور اور حجاز ریلوے کے زمانہ میں شام سے بھی آنے لگی تھی خود پہاڑی ملک ہے بارش بہت کم ہوتی ہے

اور جھڑ انہیں لگتا بلکہ گھنٹہ دو گھنٹہ میں زور سے برس کے تھم جاتی ہے سطح زمین ہموار نہیں ہے اکثر پہاڑ بہت اونچے پتھروں کے ہیں۔ اور ریگستان ہیں باد سموم اڑ کر ریت کے ٹیلے بھی بن جاتے ہیں۔

یورپین سیاحوں نے مردم شماری کا اندازہ حسب ذیل کیا ہے۔ لیکن بعض لوگ اس سے زیادہ خیال کرتے ہیں حجاز ۳۸۹۷۰۰۰ لاکھ۔ عمان ۱۹۵۵۵۵۵ لاکھ۔ حضر موت ۱۴۲۰۰۰ لاکھ۔ یمن ۲۹۰۰۰۰ لاکھ۔ بحرین و نجد ۳۸۰۰۰۰۰ لاکھ۔ کل ۱ کروڑ ۳۹ و ۸۲ و ۵۵۵۵ عرب کی پیداوار میں سب سے زیادہ کھجور ہے۔ باقی میوہ جات کسیقدر مدینہ طیبہ میں اور زیادہ تر طائف میں پیدا ہوتے ہیں۔ غلہ ہندوستان۔ جاوا اور شام وغیرہ سے آتا ہے کمی پیداوار کا باعث بارش کی قلت ہے مویشی میں زیادہ تعداد اونٹ۔ گدھے۔ خچر بکریوں اور دنبوں کی ہے گھوڑے کم ہیں لیکن نہایت اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں اتنے تیز رو اور جفاکش۔ اور وفادار گھوڑے دنیا کے اور کسی حصہ میں نہیں پائے جاتے شہری لوگ بالعموم تجارت پیشہ اور دیہاتی (بدوی) مزدور پیشہ ہیں چونکہ مسلمان دنیا کے ہر حصہ میں بکثرت ہیں اور ہر جگہ سے حج کو آتے ہیں اس لئے ہر ملک کا سکہ وہاں چلتا ہے اور تاجر اس کا باہم مبادلہ بھی کرتے ہیں۔ مساکین بالعموم خام ہیں پختہ بنانے کا رواج اب ہو رہا ہے۔ عمارات کا طرز خاص ہے۔ صحن بہت کم ہوتا ہے شہروں میں سات منزل تک مکان ہوتے ہیں اور دیہاتی بیشتر خیموں میں بسر کرتے ہیں۔

لفظ عرب کی وجہ تسمیہ مختلف فیہ ہے نزدیک اہل لغت عرب اعراب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں زبان آوری اور اظہار ما فی الضمیر کے اس ملک کے باشندے اپنی قوم کو تمام دنیا سے فصیح اللسان اور باقی کو عجم (گونگا) سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے اپنا قومی نام عرب اختیار کیا اور درحقیقت ایسی قوم کا جس میں صرف امرؤ القیس۔ زہیر۔ نابغہ ذبیانی۔ حسان ابو الطیب۔ المتنبی۔ ابو قیس بن ابی الصلت۔ تمیم۔ حطیئہ جیسے فخر روزگار شاعر موجود تھے بلکہ عورتوں اور شہری چھوڑ بدویوں تک میں مذاق سخن عام تھا۔ اپنے آپ کو با فصاحت زبان تمام دنیا پر ترجیح

سبھا حق بجانب بھی تھا جن کی ایک ادبی باقیماندہ یادگار سبعہ معلقہ ہے جس کا صرف ایک شعر اس دور کی تہذیب کو نمایاں کرنے کے لئے کافی ہے۔ (فحش ہونے کی وجہ سے ترجمہ نہیں کیا جا رہا ہے)

اذا ما بکی من خلفها انصرفت له — بشق وتحتی شقها لم یحول (امرء القیس)

عرب کی موجودہ حالت

سعودی حکومت | ۱۹۳۲ء سے حجاز میں قائم ہے رقبہ ۹۲۷۰۰۰ مربع میل آبادی ایک کروڑ آمدنی پٹرول سے ۲ کروڑ روپیہ

قدیم عمومی حالت | ہمارے حضور کی پیدائش سے پہلے ساری دنیا پر کفر شرک جہالت اور بدکرداری کی حکومت تھی قرآن نے خود اعلان کیا ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس خشکی اور تری پر فساد لوگوں کے اعمال ہی سے غالب آچکا تھا (سورہ روم ۴۱) اس میں عرب خاص طور سے قابل ذکر ہے جہاں ہر عیب ہنر اور ہر ہنر عیب شمار کیا جاتا تھا سخت دل تھے قتل اولاد جرم نہ تھا زندہ جانوروں پر چاند ماری کرتے اور عضو کاٹ کر کھا جاتے تھے

اہل عرب | اہل عرب حضرت نوح کے صاحبزادے سام کی نسل سے ہیں۔ ان کی تین شاخیں ہیں۔ (۱) عرب بائدہ (۲) عرب عاربہ (۳) عرب مستعربہ۔ عرب بائدہ وہ جو پہلے تھے اب مٹ گئے جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ (۲) عرب عاربہ قحطان کہلائے جو یمن میں آباد ہوئے اور (۳) عرب مستعربہ عدنان کہلائے جو حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں اور انہی میں ہمارے سرکار پیدا ہوئے قحطان یمن میں آباد تھے۔ مارب کا ایک بڑا بند ان لوگوں نے باندھ رکھا تھا جس سے کھیتی سیراب کرتے تھے لیکن حضور سے بہت سال پہلے یعنی ۱۲۰ قبل مسیح (تاریخ خضری جلد اول) اتفاق سے وہ ٹوٹ گیا جس سے بڑا نقصان ہوا۔ یمن کے کئی قبیلے ملک میں ادھر ادھر آباد ہو گئے ان میں ایک قبیلہ مدینہ میں آباد ہوا جس کی دو مشہور شاخیں اوس خزرج ہیں جو بعد میں انصار کہلائے حضور کا ننہال انہی میں تھا

مکہ مکرمہ | خانہ کعبہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ کو مرکزیت حاصل تھی اور قریش چونکہ اس کے متولی تھے اس لئے سارے عرب میں وہ معزز شمار کئے جاتے تھے۔ مکہ میں ایک بہت بڑا گھر تھا جس کو دار الندوہ کہتے تھے۔ اب مسجد حرام میں شامل کر دیا گیا ہے اس میں باہمی مشورے ہوتے اور بڑے بڑے امور کا فیصلہ ہوتا تھا۔ گویا یہ ان کا کونسل ہاؤس تھا۔

عرب کے بازار | سال میں کئی میلے ہوتے تھے اور بڑے بازار لگتے تھے جہاں پہلوان کشتی لڑتے تھے۔ خطیب تقریر کے جوہر دکھاتے تاجر خرید و فروخت کرتے اور دوسرے لوگ دوسری ضرورتیں پوری کرتے ان میں عکاظ، ذی المجنہ، عرفات جو سب مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں تھے خاص طور سے مشہور ہیں (یاقوت حموی مختصر)

[illegible]

قومی کردار عرب جاہلیت درندوں سے کم نہ تھے لیکن بعض خوبیاں بھی تھیں۔ مہمان نواز تھے۔ وعدہ کے پابند تھے۔ بہادر تھے۔ شاعری، نجوم، طب، قیافہ شناسی، نسب دانی اور قوت حافظہ میں ممتاز تھے۔ دینی معاملات میں مختلف تھے مشرک زیادہ تھے۔ لات، عزیٰ، منات، یغوث، نسر، ود جیسے بتوں کی پرستش میں سرشار تھے۔ یہود و نصاریٰ اور موحدین بھی تھے۔ لیکن موحدین کی تعداد انگلیوں پر گننے کے قابل تھی۔ ابن ابوبکر صدیق، زید بن عمرو، ورقہ بن نوفل، عبیداللہ بن جحش خاص طور سے مشہور ہیں ان کے علاوہ ایک گروہ بھی موجود تھا جن کے نزدیک حشر و نشر مذہب و دین کوئی چیز نہ تھا۔ ستارہ پرست بھی تھے جو ستاروں کی پوجا کرتے۔ کارگاہ عالم میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کا خالق ستاروں کو بتاتے کاہن بھی تھے جو مقفیٰ عبارتوں سے لوگوں کے دل اپنی طرف کھینچتے اور کہتے کہ آسمانی حکومت میں ہم کو خاص دخل ہے۔ (الملل والنحل ص ۲۴)

عرب کے دو خاص فرقے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت عرب میں دو خاص فرقے پیدا ہو گئے تھے اور بالآخر انکی کثرت ہو گئی یعنی ایک فاسق اور دوسرا زنادقہ۔ فاسق فرقے کے افراد چار پایوں اور درندوں کے سے کام کرتے تھے۔ وہ بالعموم فسق و فجور میں مبتلا رہتے تھے۔ مذہبی باتوں کا پاس لحاظ کم کرتے تھے۔ گویا یہ دائرہ ملت سے خارج بھی بے دین تھے۔ فساق ایک سلیم الطبع انسان کی مانند مذہبی تجسس و تحفظات کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہیں نبوت و الہام سے انکار تھا۔ وہ انبیاء کی پیروی کو قابل اتباع نہیں سمجھتے تھے۔ وہ شبہات میں منتشر رہا کرتے تھے۔ تاہم وہ جانتے تھے کہ سوسائٹی ان سے متنفر اور بیزار ہے اور اس لئے وہ عام اعراب سے مخالف رہا کرتے تھے۔ دوسرا فرقہ (زنادقہ) جاہل اور غافل لوگوں کا تھا۔ یہ بھی مذہب کی جانب توجہ نہیں کرتے تھے۔ قریش اور دیگر قبائل عرب اسی خیال کے تھے چنانچہ خدائے تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کے متعلق جو الم تنزیل میں ہے اس طرح خطاب کیا ہے کہ

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ — تاکہ تم ایسے لوگوں کو منادی کرو جن کے پاس کوئی منادی کرنے والا نہیں ہوگا۔

ایام جاہلیت کا ایک نظارہ اعراب جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا خالق خدا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ بعض فرشتے اور ارواح بھی ایسے ہیں

خاص اہتمام و انتظام کرنے کے واسطے ذہن کے مدبر ہیں جو اپنے پرستش کرنے والوں کو امداد دیتے ہیں۔ یعنی جو انسان ان کی (فرشتوں اور ارواح) پرستش کرتا ہے۔ وہ اس کی ذات مال اور اولاد میں برکت دیتے ہیں نیز وہ خدا کو شہنشاہ اور ان ارواح فرشتگان کو بمنزلہ ایک بادشاہ یا شہنشاہ کے سمجھتے تھے ان کا ایک اعتقاد یہ بھی تھا۔ کہ خدا کی ذات اپنے دور سے بالاتر ہے جو اس کی شایان شان نہیں اور اس کے ناموں میں الحاد کرنا حرام ہے۔ لیکن اس پر زیادہ تر یہ اضافہ کیا تھا۔ کہ (معاذ اللہ) فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور خدا فرشتوں سے جاسوسوں کا کام لیتا ہے فرشتے اس کو سرمایہ معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ خدا براہ راست معمولی معمولی باتوں کی اطلاع نہیں رکھتا۔ ان کا اعتقاد تھا کہ دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے خدائے تعالیٰ نے اسے مقدر کر دیا ہے۔ چنانچہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اعراب جاہلیت اپنے خطبات، واشعار میں تقدیر کا ذکر بالتزام کرتے تھے۔ یہ بھی عقیدہ تھا۔ کہ عالم بالا کے ایک خاص مقام پر حوادث بتدریج متحقق ہوتے رہتے ہیں۔ بزرگ خدا رسیدہ انسانوں نیز مقرب فرشتوں کی دعائیں وہاں اس پر اپنا اثر کرتی رہتی ہیں۔ مگر اس کی صورت ان کے ذہنوں میں بعینہ ایسی تھی جیسے شاہی درباروں میں وزیروں اور امیروں کی شفاعت و سفارش۔ اعراب توہم پرستی میں بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ یہ لوگ ٹوٹکوں اور شگونوں کے بڑے معتقد تھے مصائب و حادثات کے وقت چھوٹی چھوٹی کنکریوں پر کچھ پڑھ کر پھونکتے اور ان کو چاروں طرف پھینک دیتے تھے اور ان کے اعتقاد میں آئی ہوئی بلا ٹل جاتی تھی۔ اکثر پرندوں کے اڑنے اور بعض جانوروں کے بولنے سے نیک و بد شگون لیا کرتے تھے۔ اگر کوئی جانور بائیں جانب سے آتا ہوا دائیں طرف نکل کر کسی کا راستہ کاٹ جائے تو یہ نیک شگون سمجھا جاتا تھا اور اسے سانح کہتے تھے علیٰ ہذا القیاس دائیں سے بائیں جانب کو راستہ کاٹ جانا بدشگونی تھی جسے بارح کہتے تھے اور اصطلاح میں فال کا نام طیرہ رکھتے تھے۔ اعراب منت مانتے تھے۔ کہ اگر فلاں کام ہو جائے گا تو ہم بھیڑ کی قربانی کریں گے۔ لیکن کام ہو جانے پر وہ ہرن کی قربانی کر دیتے تھے اور اس تبادلہ قربانی کا نام ان کی اصطلاح میں عتیرہ تھا۔ لیکن عام طور پر تبادلہ قربانی ناپسندیدہ فعل تھا ان لوگوں کا اعتقاد تھا۔ کہ اگر خون کا بدلہ خون نہ لیا جائے تو ایک چھوٹا سا جانور کشتہ مقتول کے سر سے نکل کر آسمان پر چیختا پھرتا ہے جسے وہ ہامہ اور الصدی کہتے تھے۔ ملک میں بت پرستی عام تھی حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت ہر روز کے لیے الگ الگ بنا رکھے ہوئے تھے۔ اور ان کی پرستش کی جاتی تھی قبیلہ قبیلہ بلکہ ہر شخص کا معبود ایک جدا تھا۔ اساف اور نائلہ

بتوں پر ہر قسم کی قربانی چڑھائی جاتی تھی اور سفر کی روانگی اور واپسی کے وقت انکو چومتے تھے۔ اعراب جاہلیت کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ اجرام فلکی تقدیر انسانی پر جدا جدا اور مجموعی طور پر اچھا یا برا اثر ڈالتے ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ بارش کا ہونا یا نہ ہونا بھی ستاروں ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ **زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی حالت** کا گفتہ بہ تھی۔ مرد بالکل خود مختار تھا۔ درجنوں عورتوں کو قبضہ میں لے لیتا تھا۔ اور اسبات کے قواعد مقرر نہ تھے۔ کہ کس کس رشتہ کی عورتوں سے نکاح کیا جائے۔ اس زمانہ میں ایک عجیب قسم کے طلاق کا بھی رواج تھا جسے اعراب "ظہار" کہتے تھے۔ یعنی یہ کہ کوئی شوہر اپنی بیوی کے کسی خاص عضو کے نہ چھونے کی قسم کھا لیتا تھا۔ اور اس پر عمل کیا کرتا تھا۔ اعراب جاہلیت لڑکیوں کی ولادت کو بسبب شرم و باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔ اور اسلئے انکو زندہ دفن کر دیتے یا مار ڈالتے تھے۔ یہ رسم ہندوستان میں بھی تھی۔ شوہر کے مرنے کے بعد سوتیلا بیٹا۔ یا اس کے نہ ہونے کی صورت میں کوئی اور قریبی رشتہ دار بیوہ کے سر پر چادر ڈال دیتا تھا جس کے معنی یہ تھے کہ چادر ڈالنے والا شخص بیوہ کی شوہری کا مستحق ہے۔ یہ رسم ہندوستان میں ابھی موجود ہے۔ اور نہایت افسوس ہے کہ بعض جاہل مسلمانوں میں بھی بیوہ کے سر پر چادر ڈالنے کا رواج ہے اگرچہ اس کے معنی وہ نہیں ہیں جو عرب میں لئے جاتے تھے۔ بیوہ سال کے بعد اونٹ کی چند خشک مینگنیاں یا تو کسی کتے پر سے یا اپنے ہی کندھے پر سے اپنی پشت کی طرف پھینک دیتی تھی۔ اور اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ اب اسے مرحوم کا خیال نہیں۔ اور ماتم ختم ہو گیا۔ عورتیں اپنے جسم کو سوئیوں سے گود کر ان پر نیل سے نقش و نگار بناتیں۔ اور سر میں مصنوعی بال لگایا کرتی تھیں۔ ایام حیض میں عورتیں گھر کے سب آدمیوں سے علیحدہ رہتی تھیں اور ان کے کھانے پینے کے برتن علیحدہ کر دیے جاتے تھے۔ اہل ہنود میں اب بھی یہ رواج موجود ہے۔ الغرض بقول خواجہ حالی ؎

عرب کچھ نہ تھا ایک جزیرہ نما تھا
کہ پیوند ملکوں سے اس کا جدا تھا
نہ وہ غیر قوموں پہ چڑھ کر گیا تھا
نہ اس پہ کوئی غیر فرماں روا تھا
تمدن کا اس پر پڑا تھا نہ سایہ
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا!

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور
کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے ... سامان تھے واں میسر
کنول جس سے کھل جائیں دل کے سراسر
نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آب باراں پہ تھی زندگانی!

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں
لوؤں کی لپٹ بادِ صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں
کھجوروں کے جھنڈ اور خارِ مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور کل کائنات اس کی یہ تھی

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبعِ بشر تھی
خدا کی زمیں بن جتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرہ تھا سب کا
تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پجتی تھی واں بے محابا
کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا
بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشموں کے راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا
وہ اک بت پرستوں کا تیرتھ بنا تھا
جہاں تین سو ساٹھ بت سج رہا تھا

قبیلہ قبیلہ کا اک بت جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی[1]
صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی
تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ

اسی طرح اک اور خوں ریز ہیجا
عرب میں لقب ہے حرب داحس[2] جس کا
رہا ایک مدت تک آپس میں برپا
بہا خوں کا ہر طرف جس میں دریا
سبب اس کا لکھا ہے یہ اصمعی نے
کہ گھوڑ دوڑ میں جیت کی تھی کسی نے

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا
کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا ان کی دن رات کی دل لگی تھی
شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی
غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی
بہت اس طرح ان کو گزری تھیں صدیاں
کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں بدیاں

(۲) [illegible]

ایک قیمتی سبق | عرب جاہلیت کا جو نقشہ اوپر کی سطور میں کھینچا گیا ہے آج اگر غور سے دیکھئے تو مسلمانوں میں بھی سب باتیں نہیں تو ایک بڑا حصہ دیکھنے میں آتا ہے۔ وہی توہم پرستی وہی باطل پرستی وہی تفاخر بازی وہی غرور اور نخوت وہی بداخلاقی اور بدکرداری جو عربوں میں تھی آج ہمارے ایک بڑے

(۱) ایک اونٹنی پر لڑائی ہوئی تھی ستر ہزار مارے گئے ۴۹۴ء سے ۵۳۴ء تک جاری رہی

سمجھتے ہیں ہے، حالانکہ اسلام نے ان سبکو مٹا کر توحید خالص کا سبق دیا ہے اور ہر قسم کی بد اخلاقیوں کو مٹا کر حسن خلاق کی مضبوط عمارت تعمیر کی ہے بس وہ لوگ جنکو اسلام محبوب ہے انکو یہ سب چھوڑ کر خالص توحید پر قائم ہو جانا چاہئے اور صرف ایک خدا کو ہی ہر قسم کے نفع و نقصان کا مالک جاننا چاہئے اور اس کی مخلوق کی خدمت کر کے اور اسکے اور اسکے رسول کے حکم کی تابعداری کر کے اسکو راضی کرنا چاہئے تب یقیناً ہم اپنے سے اونچے درجے پر پہونچ سکتے ہیں اور ہماری حالت بدل سکتی ہے ۔

کہ ہم نے انقلاب چرخ گردان یوں بھی دیکھے ہیں (شبلی رح)

بعثت کے پہلے ساری دنیا کی حالت

عرب کے علاوہ قبل بعثت نبوی ساری دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا تھا جسکی قدرے تفصیل ملاحظہ ہو

یورپ آج ترقی کا بڑا مرکز مانا جاتا ہے لیکن اسوقت جہالت کدہ تھا اور اصل پوچھو تو دینی اور اخلاقی لحاظ سے آج بھی ویسا کا ویسا ہی ہے۔ اسوقت اہل یورپ ڈون بہت کی پوجا کرتے تھے۔

پادری ڈیون پورٹ صاحب اور دیگر انگریز مورخ شہادت دیتے ہیں کہ اس وقت عیسائی مذہب سے زیادہ گئی گذری حالت میں اور کوئی مذہب نہ تھا چنانچہ رہنمایان دین اور پادریوں کی بدعات اور حیا سوز ناکردنی افعال اس الہامی مذہب کو شرمار ہے تھے ۔ اس مخلوق نے خدائے واحد و قادر کے تخت پر متعدد باطل معبودوں کو بٹھا دیا تھا ــــ علم و ہنر اور تہذیب و تمدن کا وہاں نام و نشان تک نہ ملتا تھا۔

نہ وہ دور دورہ تھا عبرانیوں کا
نہ وہ بخت و اقبال نصرانیوں کا
پراگندہ دفتر تھا یونانیوں کا
پریشان تھا شیرازہ ساسانیوں کا
جہاز اہل روما کا تھا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایران کا تھا ٹمٹاتا (حالی رح)

ایشیا یہ براعظم عام طور پر کفر و ضلالت اور باطل پرستی کی خندق میں گر کر گویا دم توڑ رہا تھا روحانی اور اخلاقی روح گویا اس کے جسم سے نکل چکی تھی ۔

مصر یوں تو اہل مصر اپنے کو مسیحی مذہب کا پیرو بتاتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ

جناب مسیح کی شخصیت۔ ابنیت و الوہیت کا دور دورہ تھا اور انہیں مباحث پر بحث کر کے اس طرح ہر آئے دن ایک نیا فرقہ پیدا اور نت نئے شاخسانے نکل رہے تھے۔ ہر ایک فرقہ اپنے مقابلہ میں دوسرے کو بدعتی اور کافر کہتے تھے اور اس لئے اسے فنا کر دیتے اور زندہ جلا دینے کو ثواب اور اپنی نجات کا باعث سمجھتے تھے (الملل لکامل ص۱۲۳)

ایران اس سرسبز ملک سے گویا امن و امان سکون و اطمینان۔ اخلاق حتی کہ انسانیت کوچ کر گئی تھی۔ آتش پرستی کا بازار گرم تھا گھر گھر آتشکدہ موجود تھا صدیوں سے یہ آگ روشن چلی آتی تھی یزدگرد شاہ ایران کا تاج ہیروں اور جواہرات کے وزن سے اسقدر بوجھل ہو چکا تھا کہ سر پر نہیں رکھا جا سکتا تھا چھت میں سونے کی زنجیروں کے ذریعہ سے معلق تھا جس میں بوقت جلوس شاہ ایران سر ڈال دیتا تھا۔ تعیش اور تکبر کی یہ وہ سرحد تھی جس کے بعد کوئی سرحد نہ تھی۔ (الملل والنحل ص۱۱۵)

روم دنیا کی سب سے متمدن اور بڑی سلطنت تھی یہاں بد اخلاقیوں اور بدکرداریوں کی آندھیاں چل رہی تھیں بادشاہ کا نام لینا جرم اور اس کی طرف نظر بھر کر دیکھنا باعث قتل تھا۔ زنا کاری شراب خواری جوا ظلم تعدی شرک اور بت پرستی عام شیوا تھا۔ توحید خدا شناسی اور اچھے اخلاق کا نام و نشان تک نہ رہ گیا تھا۔ بیوی یا اولاد کی حیثیت دی تھی قتل کرا دینا بھی کوئی جرم نہ تھا

چین بادشاہ حاکم خدائے آسمانی کا فرزند سمجھا جاتا تھا۔ بت پرستی عام تھی۔ لیکن یہ بت بادشاہ سے گھٹیا درجہ کے ہوتے اور اس لئے اس کے ماتحت اور محکوم سمجھے جاتے تھے

غرض تھا عجم کو جہالت نے گھیرا   کہ دل سب کے کینش و کنش سے تھا بھرا

ہندوستان آریہ ورت میں بت پرستی مخلوق پرستی۔ عناصر پرستی کا دور دورہ تھا۔ ویدک زمانہ جنگ مہابھارت سے پیشتر ہی ختم ہو چکا تھا۔ ہندو دھرم پر پران اور دیگر کتب جو قریب ترین زمانہ کی تصنیف بتائی جاتی ہیں حکومت کر رہی تھیں جن کی رو سے بہت سے انسانوں کو اوتار یا خدا کا درجہ دیا جا رہا تھا۔ مزید برآں مصیبت یہ کہ عجیب و غریب فرقہ بام مارگی کے اثرات تمام

برا ظلم پر مسلط تھے مقدس آریہ ورت افعال حیا سوز اور فواحشات کا مرقع پیش کر رہا تھا۔

غرض ہند میں ہر طرف تھا اندھیرا
کہ تھا گنگا جمن کا لدا یاں سے ڈیرہ

مذہب کی پوچھو تو تینتیس کروڑ دیوتا معبود تھے۔ حتیٰ کہ گائے اور اس کا گوبر بھی پوتر اور قابل پرستش سمجھا جاتا تھا اور لنگ پوجا اس دور عقلی و تہذیب میں بھی جاری ہے۔ یہاں گائے خدا تھی سانپ خدا تھا درخت خدا تھے دریا خدا تھے پتھر خدا تھے غرضیکہ خدا کے سوا ہر چیز خدا تھی۔

الغرض مشرق ہو کہ مغرب شمال ہو یا جنوب تمام دنیا اور اہل دنیا کفر و ضلالت کی آلودگی میں ملوث ہو رہے تھے۔ اور اس وقت دنیا کو روحانی ڈاکٹر اور اخلاقی معالج کی اشد ضرورت تھی یکایک غیرت حق کو حرکت ہوئی اور قدرت نے ہمارے آقا کو اس منصب پر سرفراز فرمایا۔ مختصر یہ کہ

وہ قومیں جو ہیں آج غمخوار انساں
درندوں کی اور ان کی اہلیت تھی یکساں

جہاں عدل کے آج جاری ہیں فرماں
بہت دور پہنچا تھا واں ظلم و طغیاں!

بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے
وہ تھے بھیڑیئے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہاں گرم بازار ہے اب
جہاں عقل و دانش کا ہوار ہے اب

جہاں ابر رحمت گہر بار ہے اب
جہاں تن برستا لگاتار ہے اب

تمدن کا پیدا نہ تھا واں نشاں تک
سمندر کی آئی نہ تھی موج واں تک (حالیؔ)

غرضیکہ یہ حالت تھی اور سارے عالم کا ذرہ ذرہ نبی رحمت نبی کامل اور فخر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا منتظر تھا

نسب نامہ از حضرت آدم تا حضور صلی اللہ علیہ وسلم!

نسب نامہ مبارک از حضرت آدمؑ (۱) حضرت آدمؑ (۲) شیثؑ (۳) یانش (۴) قینان (۵) مہلل (۶) یارد (۷) اخنوخ (۸) متوشلخ (۹) لمک (۱۰) حضرت نوحؑ (میعاد حضرت نوحؑ و آدمؑ = (۱۴۲۲ سال) (۱۱) سام (۱۲) ارفخشید (۱۳) شالخ (۱۴) عیبر (۱۵) فالخ (۱۶) راعو (۱۷) ساروح (۱۸) ناحور (۱۹) آزر (میعاد درمیان نوحؑ و ابراہیمؑ ۱۰۸۱ سال) (۲۰) حضرت ابراہیمؑ (۱۹۹۶ قبل مسیح) (۲۱) حضرت اسمٰعیلؑ (۲۲) قیدار (۲۳) عوام (۲۴) عوص اول (۲۵) مر (۲۶) سمائی (۲۷) زرارخ (۲۸) ناحب (۲۹) مقصر

(۳۰) ابہام (۳۱) افتاد (۳۲) عیسیٰ (۳۳) حسان (۳۴) عنقا (۳۵) اماعو (۳۶) بلخی (۳۷) بحر اسنے (۳۸) ہر لسنا (۳۹) یلیین (۴۰) حمران (۴۱) الراعا (۴۲) عبیدا (۴۳) عنف (۴۴) عبقی (۴۵) ماحی (۴۶) ناحور (۴۷) فالجم (۴۸) کالح (۴۹) بدلان (۵۰) یلدرم (۵۱) حر (۵۲) ناسل (۵۳) ابی العوام (۵۴) متساویل (۵۵) برد (۵۶) عوص دوم (۵۷) سلامان اول (۵۸) الہمیسع (۵۹) ادد اول (۶۰) عدنان اول (۶۰۰ قبل مسیح) (۶۱) معد اول (۸۰۰ قبل مسیح) (۶۲) حمل (۶۳) نابت (۶۴) سلامان دوم (۶۵) الہمیسع دوم (۶۶) الیسع (۶۷) ادد دوم (۶۸) اد (۶۹) عدنان دوم (۷۰) معد ثانی (۷۱) نزار (۷۲) مضر (۷۳) الیاس (۷۴) مدرکہ (۷۵) خزیمہ (۷۶) کنانہ (۷۷) النضر (۷۸) مالک (۷۹) فہر (۸۰) غالب (۸۱) لوی (۸۲) کعب (۸۳) مرہ (۸۴) کلاب (۸۵) عبد مناف (۸۶) ہاشم (۸۷) عبد المطلب (۸۸) عبد اللہ (۸۹) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (سنہ ۵۷۱ء)

حضرت آدم علیہ السلام سے تقریباً ۵۷۰۰ سال بعد والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن قصی عبد مناف پر آپ کا سلسلہ نسب آبائی سلسلہ میں مل جاتا ہے (تاریخ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۷۲)

ایک تحقیقی بحث حضرت ہاجرہ کو اکثر یہود و نصاریٰ لونڈی بتاتے ہیں اور اسواسطے بنی اسرائیل انکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا درجہ بنی اسرائیل کے برابر نہیں ہوسکتا۔ مگر وہ یہ ثابت کرنے سے عاجز ہیں کہ ہاجرہ لونڈی تھیں البتہ اس کے مقابلہ میں ہمارے پاس ثبوت ہیں کہ وہ لونڈی نہ تھیں۔ (۱) جب اسمٰعیل اور اسحاق جوان ہوئے تو ان کے والد نے اپنے فرزندوں میں ملک تقسیم کیا وہ حصہ جو شام ہو بابل کے مشرق میں ہے جناب اسحٰق کو دیا۔ اور ان کو اپنے ننہال کے قریب آباد ہونے کا موقع ملا اور عرب حضرت اسمٰعیل کو عنایت کیا اور اسطرح یہ اپنی ننہال (مصر) کے قریب اسی طرح یمن کا علاقہ بنی قطورا کے حصے میں آیا۔ توریت و انجیل کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ اس زمانہ کی شریعت کے مطابق لونڈی کا بیٹا وراثت میں دی جاتی تھی۔ پس اگر ہاجرہ لونڈی ہوتیں تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ ان کے بیٹے اسمٰعیل کو ملک دیا جاتا (۲) خدا تعالیٰ کے ہاں سارہ اور ہاجرہ کا مرتبہ: ۱- خدا نے ہاجرہ کے دردو غم کو سنا (۱۶-۱۲ کتاب پیدائش)۔

خدا نے سارہ کے درد و غم کو سنا (۲۵-۱۲ کتاب پیدائش) (۲) خدا نے نام رکھا ہاجرہ کے فرزند اسمٰعیلؑ کا (۱۶-۱۲ کتاب پیدائش) خدا نے نام رکھا سارہ کے فرزند اسحاق کا (۱۵-۱۹ " ") (۳) خدا نے برکت دی ہاجرہ کے فرزند اسمٰعیلؑ کو (۱۷-۲۰ " ") خدا نے برکت دی سارہ کے فرزند اسحاق کو (۲۵-۲۰ " ") (۴) خدا ساتھ تھا اسمٰعیلؑ کے (۲۱-۲۰ " ") خدا ساتھ تھا اسحٰقؑ کے (۲۶-۲۴ " ") (۵) قوموں اور بادشاہوں کا باپ ہوگا اسمٰعیلؑ (۱۷-۲۰-۱۶ " ") قوموں اور بادشاہوں کا باپ ہوگا اسحٰقؑ (۱۷-۱۶ " ")

مندرجہ بالا آیات سے خدا تعالیٰ کے نزدیک بی بی سارہ اور بی بی ہاجرہ اور ان کی اولاد کا ہم رتبہ ہونا ثابت ہے۔ اور اس سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ ہاجرہ لونڈی نہ تھیں

(۴) بی بی ہاجرہ کی فضیلت بی بی سارہ پر: خدا کے فرشتے ہاجرہ کے سامنے خود آیا کرتے اور انکو خدا کا حکم سنایا کرتے۔ (کتاب پیدائش ۱۶ باب) خدا کا کوئی فرشتہ کبھی بی بی سارہ کے سامنے نہیں آیا۔ بیٹے کی بشارت حضرت ابراہیمؑ کی معرفت ملی۔ (کتاب پیدائش ۱۸ باب) ان مختصر مگر مضبوط دلائل سے ہم بآسانی معلوم کر سکتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے؟

غرضیکہ جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مذکورہ بالا تقسیم کے مطابق حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اپنے اپنے ملک میں آباد ہوئے۔ دونوں ملکوں کی سرحدیں ملی ہوئی تھیں وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہتے تھے۔ چنانچہ کتاب پیدائش کے پچیسویں باب میں درج ہے کہ جب ان کے والد بزرگوار (حضرت ابراہیمؑ) کی وفات ہوئی تو ان کی تجہیز و تکفین میں دونوں بھائی شریک تھے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی شادی بنت مضاض سید قبیلہ بنی جرہم سے ہوئی تھی جو عسیر کا قدیم حکمران قبیلہ تھا۔ علاوہ ازیں مضاض سردار قبیلہ تھا۔ (خلاصہ تاریخ العسیر پروفیسر سیڈیو صفحہ ۲۳)

حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد: خدا نے تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کو حسب وعدہ بڑی برکت دی حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے ہوئے ان لوگوں نے عرب کو کئی باہم تقسیم کیا اور اس میں مختلف جگہ آباد ہوئے چنانچہ وہ مغرب میں شمال سے لیکر جنوب میں یمن تک (جہاں بنی قطورہ آباد تھے) اور شمال میں بنی اسرائیل کی آبادی شام تک پھیل گئی اور اسطرح نسل ابراہیمی بابل مصر شام اور عسیر پر مشتمل ہو گئی۔ نیز ان کا قبضہ ... ایسے بندرگاہوں اور ساحلوں

پذیر ہوگیا۔ جو گویا تمدنی اور تجارتی ترقی کے مرکز تھے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹوں میں سے قیدار نہایت نامور ہوا اس کی اولاد مکہ کے گرد و نواح میں آباد ہوئی قیدار نے خدا پرست باپ اور دادا کی مانند مقدس عبادت گاہ (خانہ کعبہ) کی نمایاں خدمات کیں۔ قیدار کی چالیسویں پشت میں عدنان ہوئے اور یہ اپنے بھائیوں میں ممتاز تھے انہیں کے چھوٹے بھائی (عک) نے یمن میں حکومت کی بنیاد ڈالی۔ (تاریخ مروج الذہب مسعودی ص ۱۲۱) عدنان کی وفات کے بعد اس کی اولاد کو قبیلہ بنی جرہم نے مغلوب کر کے انھیں مکہ سے خارج کر دیا اور خود اس علاقہ پر قبضہ کر لیا بنی جرہم آل عدنان کے رشتہ میں ماموں تھے۔ مگر اسوقت بت پرستی اور باطل پرستی کی گندگی میں مبتلا تھے۔ آل عدنان نسل اپنے نامور بزرگوں ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السلام موحد اور خدا پرست تھے اور بت پرستی کو شرک سمجھتے تھے۔

عدنان دوم کی پندرہویں پشت میں ایک پر جبروت شخص قصی ہوئے اور اپنی قوم کے منتشر ممبران کو جمع کر کے سنہ [illegible] میں مکہ کا انتظام جمہوری اصول پر کیا چنانچہ (۱) رفادہ یعنی حاجیوں کی دعوت کا انتظام (۲) سقایہ پانی پلانا اور دار الندوہ یعنی مجلس مشاورۃ اور تولیت کعبہ کے صیغے اسی نے قائم کئے تھے (تاریخ ابن خلدون ص [illegible]) قصی کے بعد ان کے فرزند مغیرہ (عبد مناف) پھر ان کے فرزند عمرو (معروف بہ ہاشم) بعد ازاں عبد المطلب سنہ [illegible]ء پھر ان کے فرزند ابو طالب یکے بعد دیگرے خادم مکہ اور سردار قوم منتخب ہوتے رہے۔ عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد تھے اور بوقت ولادت باسعادت آپ ہی شریف مکہ تھے۔ آنحضرت کے والد بزرگوار حضرت عبد اللہ نے چوبیس سال کی عمر میں بی بی آمنہ (رضی اللہ عنہا) بنت وہب سے نکاح کیا۔ وہب قبیلہ بنی زہرہ کا سردار تھا۔ شادی سے کچھ عرصہ بعد آپ کو سفر شام کرنا پڑا۔ مگر راہ ہی میں سفر آخرت کا وقت آگیا اور آپ واپس نہ آسکے۔ اور یثرب (مدینہ) میں رحلت فرمائی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم بہ لحاظ حسب و نسب کے عرب کے معزز ترین قبائل کے چشم و چراغ اور شمع خاندان ہیں۔

ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ (۲۹ اگست [illegible]ء) مطابق یکم جیٹھ سنہ ۶۲۸ بکرمی کو بوقت صبح صادق قبل از طلوع آفتاب عالمتاب جہاں والی سے خاندان فانی کو جنت الفردوس بنانے

کے لئے تشریف لائے۔ یہ ولادت باسعادت واقعۂ فیل سے ایک ماہ پندرہ یوم اور زمانۂ آدم علیہ السلام سے تقریباً ۵۵۷۰ سال بعد ہوئی۔ رسول اکرم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اور اس طرح یہ بشارت پوری ہوئی کہ ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا (دیکھو یسعیاہ باب ۹ آیت ۶) صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ وبارک کثیراً کثیرا۔ زمین کا ذرہ ذرہ ہمہ تن [illegible] اور فلک کی [illegible] مخلوق [illegible] گانے لگی یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی — سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے ظل رحمانی سلام اے نور یزدانی — ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
سلام اے سر وحدت اے سراج بزم ایمانی — زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی
ترے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں — شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحب خلق عظیم انساں کو سکھلا دے — یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی!
تری صورت تری سیرت ترا نقشہ ترا جلوہ — تبسم گفتگو بندہ نوازی خندہ پیشانی
اگرچہ فقر فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا — مگر قدموں تلے ہے فر کسریٰ و خاقانی
زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا — بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی
زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے — ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی
حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت — عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی
ترا در ہو مرا سر ہو مرا دل ہو ترا گھر ہو — تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی
سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے — سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

(حفیظ جالندھری)

اور خواجہ حالیؒ نے یوں فرمایا۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت — بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت!
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت — چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا — دعائے خلیل اور نوید مسیحا

(۱) اور بعض میں ۹ ربیع الاول ۲۲ اپریل [illegible] وغیرہ روایات ہیں۔ مؤلف

وہ نبیوںؐ میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ — یتیموں کا والی غلاموں کا مولا (مسدس حالی)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے (اقبال)

پاک بچپنا حضورؐ کی ولادت سے آپ کے خاندان بلکہ تمام قبیلہ میں غیر معمولی خوشی ہوئی خصوصاً آپ کی والدہ مکرمہ کو اور جد بزرگوار عبد المطلب کا پیمانہ مسرت تو یہ ہو گیا لبریز ہو کر چھلک گیا آپ اس نومولود کی ولادت کا مژدہ جاں فزا سنکر فوراً بی بی آمنہ کے پاس تشریف لائے اور بچہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے پھر آپ کو کعبہ شریف لے گئے اور سجدہ شکر کے بعد بچہ کے پھولنے پھلنے اور سعادتمند ہونے کی دعا کی (زاد المعاد ۱۱۲) آنحضرتؐ کے والد بزرگوار (عبد اللہ) وفات پا چکے تھے۔ دادا نے جوانمرگ بیٹے کے فرزند کو کلیجہ سے لگایا اور اس کی پرورش و تربیت کا خود بیڑا اٹھایا۔ عبد المطلب خود یتیمی کا تجربہ کر چکے تھے۔

حضورؐ کی ولادت کی اطلاع ثوبیہ لونڈی نے آپ کے چچا ابولہب کو پہنچائی تو وہ بھی پھولے نہ سمائے اور فی الفور خبر لانے والی لونڈی کو جوش مسرت میں آزاد کر دیا۔ (طبری جلد اول ص ۱۲۵)

عقیقہ ولادت سے ساتویں روز عبد المطلب نے بتقریب عقیقہ تمام قبیلہ کو مدعو کیا اور ان کی خاطر تواضع کا سامان اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔ قریش نے پوچھا کہ آپ نے پوتے کا کیا نام رکھا ہے۔ جواب ملا "محمد صلعم" (ابن اثیر ص ۱۴۹) قوم نے حیرت سے کہا کہ اپنے خاندانی نام چھوڑ کر اس اجنبی نام کو کیوں اختیار کیا۔ آپ نے فرمایا میری آرزو ہے کہ نومولود تمام عالم کی تعریف کا مستحق ہو۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا اسم مبارک احمد رکھا تھا اور فرشتہ نے انہیں بشارت دی یا ہدایت کی جیسا کہ حضرت ہاجرہؑ کو بشارت دی گئی تھی کتاب پیدائش ۱۶۔۱۱ ہمارے حضورؐ کی کنیت ابو القاسم اور اسماء مبارک احمد۔ محمد۔ حامد اور مصطفےٰ و مجتبےٰ زیادہ مشہور ہیں۔ (المصطفےٰ ص ۱۹)

رضاعت حضورؐ نے اول چند روز اپنی والدہ مکرمہ پھر ثوبیہ لونڈی کا دودھ پیا۔ پھر یہ دولت سعدیہ حلیمہ کے حصہ میں آئی حضرتؐ کی والدہ ماجدہ اور حلیمہ سعدیہ نے آپ کے بچپنے میں بیشمار عجیب و غریب واقعات خرق

عادات اور عجیب و غریب باتیں دیکھیں جن کی تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں۔

حلیمہ سعدیہ شرفائے عرب میں رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے والی دیہاتی عورتوں کے سپرد کر دیتے تھے۔ یہ بچوں کو اپنے گھر لے جاتیں اور دو تین سال کے بعد واپس لے آتی تھیں ان کی خدمت کا معقول معاوضہ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب کو بھی خیال ہوا کہ پوتے کو کسی دودھ پلانے والی کے سپرد کر دیا جائے آپ اس ارادہ سے اس جگہ پہنچے جہاں قبیلہ بنی سعد کا قافلہ مکہ سے باہر مقیم تھا جو مکہ کے نوزائیدہ بچوں ہی کے لے جانے کے واسطے آیا تھا۔ حلیمہ سعدیہ خود روایت فرماتی ہیں کہ جب میں مکہ اس خیال سے جا رہی تھی کہ وہاں سے کسی امیر رئیس کا بچہ دودھ پلانے کے واسطے لاؤں تو اتفاقاً میں پیچھے رہ گئی ناچار میں نے مکہ کے قریب قیام کیا۔ میں اگلے روز مکہ میں پہنچی یہاں آکر مجھے معلوم ہوا کہ عورتیں پہلے ہی مکہ کے بچے حاصل کر چکی ہیں مجھے باوجود تلاش و جستجو کے کئی روز تک کوئی بچہ رضاعت کے لئے نہ ملا میں مایوس ہو کر واپس جانے کو تھی کہ اسی اثناء میں حضرت عبدالمطلب میرے پاس پہنچے اور مجھ سے دریافت کیا کہ کوئی عورت بغیر بچے کے باقی ہے حلیمہ نے کہا کہ میں ہوں عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں ایک یتیم بچہ تمہارے سپرد کر سکتا ہوں۔ اگر تم پسند کرو (ابن ہشام ص۸۱) بی بی حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے عزیزوں سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ میرے شوہر نے مجھے اجازت دے دی۔ الغرض میں شہر میں گئی اور آمنہ خاتون سے یہ در یتیم کو لے آئی (زاد المعاد ص۱۱۲) بیان کرتی ہیں عام بچوں کے مقابلہ میں حضور کا جسم غیر معمولی طور پر نشوونما پاتا تھا۔ دو سال تک آپ نے بی بی حلیمہ کا دودھ پیا۔ اس اثناء میں حلیمہ ہر ششماہی بچہ کو اس کے عزیزوں کو لا کر دکھاتی رہیں۔ تیسرے برس انکو مکہ لائیں کیونکہ میعاد رضاعت ختم ہو گئی تھی لیکن حضرت کی والدہ آمنہ خاتون نے بخیال صحت آپ کو پھر حلیمہ کے سپرد کر دیا۔ اور آپ ایک سال اور حلیمہ کے ہاں رہے (ابن ہشام ص۸۲) اسطرح حلیمہ آنحضرت کی رضاعی ماں ان کے شوہر حارث ابن العزیٰ رضاعی باپ علی ہذالقیاس ان کے فرزند عبداللہ و دختر (عثمان) حضرت کے بھائی اور حلیمہ کی بیٹی انیسہ رسول کریم کی رضاعی بہن تھیں۔ اور آپ ان لوگوں سے مثل حقیقی رشتہ داروں کے محبت اور سلوک کرتے تھے۔ (زاد المعاد ص۱۱۱) حلیمہ سعدیہ سے روایت ہے کہ میرے لڑکے بکریاں

چرانے باہر جایا کرتے تھے ایک روز ان کی غیر حاضری میں حضرتؐ نے دریافت کیا۔ کہ بھائی کہاں ہیں میں نے کہا کہ وہ جنگل میں بکریاں لیکر گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس قابل نہیں حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے ہر چند چاہا کہ آپ باہر تشریف نہ لے جائیں مگر آپ اگلے روز بہ اصرار میرے بیٹوں کے ساتھ بکریاں چرانے گئے۔ اور یہ سلسلہ عرصہ تک رہا۔ حضورؐ نے چار سال تک بی بی حلیمہ کے ہاں پرورش پائی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ میں اپنی والدہ کے پاس تشریف لے آئے۔ (تاریخ خضراما جلد اول صہ۴۲)

والدہ ماجدہ کی وفات حضرتؐ کی عمر کا چھٹا سال تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ یثرب بمدینۃ المنورہ لے گئیں۔ مگر بوقت واپسی راہ میں بمقام ابواء انہوں نے وفات پائی۔ پھر آپ کے جد امجد عبد المطلب نے پرورش کا بیڑا اٹھایا (تاریخ خضرمی جلد اول صہ۲) حضرت عبد المطلب کی عمر اسوقت اسی سال کے قریب تھی اور وہ جانتے تھے کہ میں زیادہ عرصہ اس دنیا میں نہ رہوں گا۔ اور بچہ کی پرورش نہ کر سکوں گا اس لئے ایک روز انہوں نے اپنے خاندان کے تمام اراکین کو جمع کر کے ان سے فرداً فرداً دریافت کیا کہ اس یتیم بچہ (محمد صلعم) کی تربیت کا بار میرے بعد کون اٹھائے گا۔

دادا کی سپردگی اس سوال کے جواب میں ابولہب نے کہا کہ میں اس بچہ کی پرورش کا بیڑا اٹھاتا ہوں۔ اور جان و دل سے اسکی تربیت میں کوشاں رہوں گا مگر حضرت عبد المطلب نے کہا کہ یہ سچ ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا دل اسقدر نرم اور گداز نہیں کہ تم کسی یتیم کی دلدہی اور دلداری کر سکو۔

حضرت حمزہؓ نے درخواست کی۔ تو جواب ملا۔ کہ تم ابھی خود کمسن ہو۔ یہ خشک جواب سنکر حضرتؐ کے چچا جناب عباسؓ نے کہا کہ پھر اس در یتیم کو مجھے عنایت کیجئے مگر تجربہ کار عبد المطلب نے کہا تمہارے عیال و اطفال کثیر ہیں۔ اب ابو طالب باقی تھے۔ انہوں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ گو میں نہ دولت رکھتا ہوں نہ اثاثہ تاہم اگر آپ یہ در یتیم مجھے عنایت فرمائیں تو شاید مجھ سے اسکی خدمت میں قصور

ابو طالب کی سعادت اس پر عبد المطلب نے رضامندی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ میں بلاشبہ تمکو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ پھر شفیق دادا نے خود حضورؐ کی رائے طلب فرمائی۔

روایت ہے کہ حضورؐ مسکراتے ہوئے حضرت ابو طالب کے زانو پر جا بیٹھے گویا آپ نے بھی انہیں

کو تخت کہا اسوقت بوڑھے عبدالمطلب نے ابوطالب سے خطاب کیا۔ عزیز من یہ دریتیم نہ مہر مادری سے آشنا ہے۔ نہ سایہ پدری کا مرہون منت۔ اسلئے تم اس کی دلداری اور غمخواری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا یتامیٰ کے دل نہایت نازک مثل شیشے کے ہوتے ہیں۔ ذراسی ٹھیس بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ (تاریخ ابن اثیر کامل ص ۱۱) اس واقعہ کے بہت تھوڑے عرصے کے بعد عبدالمطلب نے بعمر بیاسی سال وفات پائی اسوقت آنحضرتؐ کا سن مبارک آٹھ سال کے قریب تھا۔ جناب ابوطالب نے آنحضرتؐ کی تربیت میں سعی بلیغ فرمائی۔ ان کی دلداری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ آنحضرتؐ کو بھی اپنے مہربان و سرپرست چچا سے غیر معمولی انس ہوگیا (طبری ص ۱۱)۔ آپ نہایت مطیع و فرمانبردار تھے اور بزرگوں کے سامنے ہمیشہ نیچی نگاہیں رکھتے تھے۔ اور بڑے بوڑھوں کے کام کر دیا کرتے اور فضول وقت کبھی نہ گذارتے تھے۔ (المثل الکامل مصری ص ۱۱)

سفر شام | جب عمر مبارک ۱۲ سال ہوئی تو جناب ابوطالب نے سفر شام کے لئے کمر باندھی تو حضرتؐ نے ان کے ساتھ اسقدر اظہار محبت کیا کہ وہ بالآخر انہیں ساتھ لے جانے پر مجبور ہو گئے۔ آنحضرتؐ اپنے چچا کی معیت میں شام جانیوالے قافلے کے ہمراہ اس سمت روانہ ہوئے۔ ابوطالب کا اس سفر سے مقصد تجارتی کاروبار تھا جب یہ قافلہ بصریٰ پہنچا تو ان کی ملاقات ایک عیسائی راہب سے ہوئی۔ اس کا نام بحیرہ تھا حضرتؐ بھی آپ کے ہمراہ تھے وہ آپ کی گفتگو سنکر حیران رہ گیا۔ اور بالآخر اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اس بچے کی خاص طور پر نگہداشت کرنا کیونکہ میں اس میں نبی ہونے کی علامت دیکھتا ہوں یہ بت پرستی کے خلاف آواز بلند کریگا بالخصوص یہود سے اسکی حفاظت کی اشد ضرورت ہے۔ (طبری ص ۲۸۲)

دوسری روایت میں آیا ہے کہ بحیرہ راہب نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ وہی نبی کامل ہے جس کے آنے کی خبر مسیح ابن مریم نے دی تھی اور بلا شبہ یہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہے۔ حضرت مسیح کی بشارت کے الفاظ جن کا ترجمہ ذیل میں درج کیا ہے۔

ذیل میں وہ روح راستی جو نقصان سے خالی ہے وہ کامل تعلیم لائیگا اور لوگوں کو نئی باتوں کی خبر دے گا۔ اس کا نام فارقلیط (احمد) ہے وہ فاران سے آئیگا۔

یہی فاضل مسٹر جان ڈیون پورٹ جنہوں نے رسول کریم کی سوانح عمری پر گہری نظر ڈالی ہے تحریر کرتے ہیں کہ فارقلیط (احمد) جس کی بشارت مسیح علیہ السلام نے انجیل یوحنا میں دی ہے محمد (صلعم) ہیں۔ اور

بشارت موسیٰ کے مشار الیہ ہیں (خطبات احمدیہ ص۴۲۳)

غرضیکہ ابوطالب نے بصریٰ سے حضورؐ کو واپس کر دیا راستہ میں اونٹ بے راہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ مکہ کے راستہ پر گامزن کر دیا جس کا اشارہ سورہ والضحیٰ میں آیا ہے۔ اس سفر سے حضورؐ کو بیرونی دنیا کا قدرے تجربہ کا موقع ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ملک شام تجارت کا مرکز تھا وہاں سرسبزی کی فراوانی تھی۔ ملک ملک کا آدمی وہاں پایا جاتا تھا۔ بصریٰ گویا شام کا دروازہ تھا یہاں دنیا بھر کے تاجروں کا جمگھٹا رہتا تھا (المدینۃ فی الاسلام ص۱۷)

پاک جوانی آنحضرتؐ کے سفر بصریٰ و شام سے واپس تشریف لانے کے کچھ عرصہ بعد عرب کے دو قبائل قریش و کنانہ کے درمیان آتش جنگ مشتعل ہوئی یہ وہی جنگ ہے جو تاریخ میں حرب الفجار کے نام سے مشہور ہے اس جنگ میں آنحضرتؐ کے عم بزرگوار ابو طالب بھی شریک ہوئے تھے۔ کیونکہ قریش بنی کنانہ کے حلیف تھے اور ان کی معیت میں آنحضرتؐ بھی میدان جدال و قتال میں تشریف لائے تھے۔ اس وقت سن مبارک چودہ سال کے قریب تھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ حضورؐ نے دیکھا کہ خونی منظر کیسا ہوتا ہے۔ آپ امانت دار (امین) اور (الصادق) کہلاتے تھے (دیکھو بائبل مکاشفات یوحناؑ جو یوحناؑ حواری کو مسیحؑ کے بعد ہوئے) حضورؐ کی جوانی ہر عیب بلکہ واہیات سے بھی پاک تھی ایک بار آپ نے ارادہ فرمایا تھا کہ لڑکوں کی انجمن میں شریک ہوں جہاں رات بھر گپ بازی ہوا کرتی تھی تو اللہ پاک نے نیند کا غلبہ کر دیا اور آپ بچ گئے ایکبار اس دوران میں ایک بوڑھی عورت سامان لادے جا رہی تھی راستہ میں اسے ٹھوکر لگی اور گر پڑی مکہ کے جوان یہ دیکھکر ہنسنے لگے آپ نے بڑھکر فوراً اس کا سامان اٹھایا اس کے کپڑے صاف کیے اور خود سر پر سامان رکھکر اس کے گھر تک پہونچا آئے اور فرما آئے کہ خالہ آج سے آپکو کام کرنے کی ضرورت نہیں محمدؐ خود سارا کام آپکا کر جائے گا۔ پھر واپس آکر آپ نے قریش کے نوجوانوں کو ڈانٹا اور فرمایا تم کو ایک کمزور عورت پر ہنسنا مناسب نہ تھا۔ (البدایۃ ص۱۲۷) کاش ہمارے جوان اس مقدس جوان کے اس مقدس عمل سے سبق حاصل کریں آپؐ نے اپنے پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ کی بدولت تمام قریش میں ہر دلعزیز بن گئے تھے۔ اور آپؐ کے اخلاق حسنہ۔ مروت۔ ہمدردی۔ شرم۔ حیا۔ عصمت اور تواضع نے قریش کے دل تسخیر کر لئے

تھے۔ بائیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی جانب رغبت فرمائی (اکمل الکمال صفحہ ۸۸)

بی بی خدیجہؓ اس زمانہ میں مکہ میں ایک شریف بیوہ بی بی خدیجہؓ تھیں ان کے مرحوم شوہر تجارت کیا کرتے تھے۔ مال و دولت کی کمی نہ تھی۔ خدیجہ کی خواہش تھی کہ کوئی دیانت دار آدمی مل جائے تو اپنا مال تجارت اس کے سپرد کر دیں رفتہ رفتہ آنحضرتؐ کے اوصاف حمیدہ ان کے کانوں تک پہنچے آخر خدیجہ نے آنحضرتؐ کو بلا بھیجا۔ گفتگو ہوئی۔ آنحضرتؐ نے اپنے بزرگ چچا سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ الغرض حضور خدیجہؓ کا مال تجارت لیکر مکہ سے روانہ ہوئے۔ اور ساحل حجاز کے رخ سفر اختیار کیا۔ غالباً رسول کریمؐ نے اس تجارتی سلسلہ میں کئی سفر کئے روایت ہے کہ اس تجارت سے بی بی خدیجہؓ کو اسقدر منافع ہوا جو اس سے پیشتر کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس سفر میں نسطورا راہب ملا جس نے آپ کی نبوت کی بشارت دی۔ بی بی خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آنحضرتؐ کا ہمسفر تھا واپسی سفر کے وقت اس نے اپنی مالکہ سے رسول کریمؐ کے اوصاف حسنہ اور عادات پسندیدہ کی پرجوش الفاظ میں تعریف کی۔

علاوہ ازیں الصادق اور الامین کے خطابات پہلے ہی سے مشہور ہو چکے تھے۔ ان باتوں کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ بی بی خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کو پیام نکاح دیا حالانکہ اس سے قبل انکو اکثر سرداران قریش نے پیغامات بھیجے تھے مگر انہوں نے انکو صاف جواب دے دیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ بی بی خدیجہؓ نے ایک شخص آپ کی بابت پیغام نکاح کیا

پہلا نکاح الغرض عقد کا معاملہ باہمی رضامندی سے طے ہو گیا۔ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آنحضرتؐ کے قبول کی دعوت دی۔ اسوقت بی بی خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی اور آنحضرتؐ کی پچیس سال کی تھی (اختصار)

فرش و عرش دھوم ہوا سے نکالا لا　　　جو تھے فلک سے مسند عیسیٰؑ اتار لا
سہرہ دست جبرئیل امین کو بنا لا　　　جنت سے جا کے گوندھ کے نبیؐ وہ پھولوں کا ہار لا

بیٹھے یہ نوشہ تو زیب دہ دولہن بنے
دونوں نبیؐ خدیجۃ الکبریٰ دولہن بنے (انیس)

نکاح کا اثر نکاح موجب خیر و برکت ثابت ہوا۔ بی بی خدیجہؓ ہمہ تن اطاعت شوہری اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ اپنی جان و مال [illegible] بے حد محبت اور ہمدردی

کبھی کشمکش اور تکدر پیدا نہیں ہوا ہر پہلو سے اطاعت گزار بیوی ثابت ہوئیں انہوں نے اپنی مالداری کا کبھی اشارہ تک نہیں کیا۔ شادی سے چند سال کے عرصہ بعد آنحضرت ﷺ کی دایہ بی بی حلیمہ ان کے پاس تشریف لائیں انہوں نے چالیس بکریاں ان کو عطا کیں۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی تمام دولت کا آپؐ کو مالک بنا دیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نکاح کے بعد ۲۵ سال تک زندہ رہیں حضرت رسول کریم ﷺ نے ان کی زندگی میں کبھی دوسرے نکاح کا ارادہ نہیں کیا اور آپ ان سے انتہا محبت اور وفاداری کا اقرار کرتے رہے۔ پھر ان کی وفات کے بعد بھی ان کی یاد آنحضرت ﷺ کے دل میں باقی رہی۔ رسول کریم ﷺ کی بی بی خدیجہؓ کے بطن سے چھ بچے ہوئے (۱) قاسم جو بچپن طفولیت ہی میں وفات پا گئے چار لڑکیاں (۲) رقیہؓ (۳) زینبؓ (۴) فاطمہؓ (۵) ام کلثومؓ۔ رقیہؓ حضرت عثمانؓ کے حبالہ عقد میں آئیں۔ اور بی بی زینبؓ کا نکاح ابو العاص سے ہوا۔ بی بی فاطمہ حضرت علیؓ جیسے امام کی زوجہ مطہرہ بنیں اور انہی کے بطن سے حضرت حسنؓ حسینؓ جیسے بزرگ پیدا ہوئے۔ (سیرت خدیجۃ الکبریٰ ملخص)
حضور ﷺ خدیجہؓ کو یاد کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ خدیجہؓ نے میری اس وقت مدد کی جب کہ میں نادار تھا۔ جب لوگ مجھے مفتری اور کاذب کہتے تھے تو خدیجہؓ نے میری نبوت کی تصدیق کی جب تمام قوم اور تمام ملک میرے خلاف تھا۔ خدیجہؓ کی بیوہ ہونے کی حیثیت پر شامل حال تھی حضرت رسول کریم ﷺ عالی خاندان تھے اور اپنے عالم شباب میں نوجوانوں کی جماعت میں خاص طور سے ممتاز تھے۔ چاہتے تو ان کا کسی کنواری لڑکی سے عقد ہو سکتا تھا لیکن آپ نے بیوہ کو ترجیح دی اس میں بھی شان رحمت کا اظہار اور عورتوں بیوگان اور مطلقہ کی خبر گیری پیش نظر تھی

آپ کی تجارت اور امانت حضرت خدیجہؓ سے عقد کے بعد آپ کی تجارتی مصروفیتیں اور بڑھ گئیں آپ کی تجارت کی بنیاد سچائی، امانت اور وعدہ کی پابندی پر تھی آپ کے ایک ساتھی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ کے زمانہ بعثت سے پہلے کوئی تجارتی سودا کیا جس کی بات پوری نہ ہوئی تھی اور میں ذرا دیر میں آنے کے وعدہ سے چلا آیا تین دن کے بعد مجھ کو یاد آیا میں دوڑا ہوا آیا تو آپ کو وہیں بیٹھا پایا آپ نے صرف یہ فرمایا عبداللہ تم نے مجھ کو بہت تکلیف دی تین دن سے یہیں بیٹھا ہوں (ترمذی) (ابو داؤد) آپ کے ایک ساتھی سائبؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ میری تجارت میں شریک تھے مگر ہمیشہ معاملہ صاف رکھتے تھے نہ جھگڑتے تھے نہ لیت و لعل کرتے امانت داری میں آپ مشہور تھے حتیٰ کہ اعلان نبوت کے بعد بھی سخت سے سخت دشمن ہو گیا تھا مگر آپ ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے قابل اعتبار ہوا

ملکی اصلاح کی طرف توجہ | آنحضرتؐ کے زمانہ سے قبل جزیرہ نمائے عرب اور اہل عرب کی جیسی ناگفتہ بہ حالت ہو رہی تھی۔ اس کی کیفیت کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں چنانچہ آپ نے قریش قبائل کے اکثر سرداروں کو اصلاح کی طرف متوجہ کیا۔ ان لوگوں نے باہم مشورہ کیا۔ قرار پایا کہ ایک انجمن قائم کی جائے جس کا کام ملک کی حالت درست کرنا ہو۔ اس انجمن میں بنو ہاشم۔ بنو مطلب۔ بنو زہرہ۔ بنو تیم وغیرہ قبائل اور ان کے سربرآوردہ اشخاص شامل ہوئے۔

انجمن ابو الفضول | اس جماعت کا نام انجمن ابو الفضول قرار پایا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اس میں ابو الفضل نام کے کئی ممبر شامل تھے لیکن بالآخر یہ انجمن اسم بامسمیٰ یعنی کار فضول ہی ثابت ہوئی بعد میں بھی حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اب بھی کوئی انجمن ایسی ہے تو میں اس کی مدد کیلئے تیار ہوں اللہ پاک ایک شخص واحد سے وہ کام کرا سکتا ہے جس کے کرنے سے کوئی جماعت بلکہ قوم اور ملک عاجز ہوں انجمن مذکور کے اغراض و مقاصد حسب ذیل تھے۔ (۱) ملک کی بدامنی کو دور کرنا راستوں اور مسافروں کی حفاظت (۲) غریب اور مظلوم کی حمایت زبردستوں اور ظالموں سے (۳) فسق و فجور کا استیصال۔ (۴) عورتوں کی حفاظت وغیرہ۔

الغرض گو یہ انجمن کچھ پھولی پھلی نہیں تاہم اس کا نام عرصہ تک باقی رہا۔ یاد رہے کہ انگلستان میں نائٹ ہڈ کا آرڈر جس کے ارکین اسی قسم کے اقرار کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ سے کئی سو برس بعد جاری ہوا تھا

احترام حرم | عرب میں قدیم زمانہ سے رواج تھا کہ خانہ کعبہ کے اندر کشت و خون نہ کیا جائے یعنی کہ اگر مجرم سخت سنگین جرم کرنے کے بعد اس کے اندر پناہ گیر ہو جاتا تو اس سے کوئی شخص مواخذہ نہ کر سکتا تھا۔ مگر اب عرب ان باتوں کو بھول گئے تھے۔ آنحضرتؐ نے اس عہد نامہ کی تجدید کرائی۔ اور چار دیگر قبائل کو اس میں شامل کرایا (السیاسۃ الاسلامیۃ ص۴۴)

حفاظت ملک | اس زمانہ میں ایک عرب عثمان بن حارث عیسائی ہو گیا مگر اس نے نہ صرف اس بات پر قناعت کی بلکہ بوزنطینوں کے اغوا میں آ کر اس نے ایک ایسی انقلاب انگیز سازش کی جو اگر پوری ہو جاتی تو عرب دوسروں کے غلام ہو جاتے ان کی آزادی کا ہمیشہ کیلئے خون ہو جاتا لیکن عین وقت پر اعراب کو اس سازش کی اطلاع ہو گئی اور اس کی رخنہ بندی کر دی گئی۔ اس معاملہ

میں بھی حضرت رسول کریمؐ نے خاص حصہ لیا اور یہ آپ کے قبل بعثت کا ایک کارنامہ عظیم ہے۔ یہ وجہ تھی کہ قریش رسول کریم کا نام نہیں لیا کرتے بلکہ الصادق اور الامین سے مخاطب کیا کرتے تھے

تعمیر کعبہ مکرمہ: ایک بار جب سرور کائنات کا سن شریف تیرہ چودہ سال کا تھا تو اس وقت خانہ کعبہ کے غلاف میں آگ لگ گئی جس سے کعبہ کی دیواریں بالکل سیاہ ہوگئیں اور کئی پھٹ گئیں اور مکان بحیثیت مجموعی بدنما اور کمزور ہوگیا اور اندیشہ ہونے لگا کہ اب گرا اب گرا۔ ایک اور واقعہ یہ پڑی کہ پہاڑی نالہ چڑھ آیا جس سے خانہ کعبہ کے اندر پانی بھر گیا اب اس کی بنیادیں بالکل ہل گئیں آپ اسمیں مزدور کی طرح کام کر رہے تھے آپ کے چچا نے آپ کے جسم سے تہبند اتار کر آپ کے سر پر باندھ دیا کہ بوجھ میں آسانی ہو تو آپ شرمندگی سے قریب بیہوش کے ہو گئے۔ (البدایۃ والنھایۃ صفحہ ۲)

دوبارہ تعمیر: پھر جب آپ کا سن مبارک ۳۵ سال کا ہوا تو پھر خانہ کعبہ کی مرمت کی ضرورت ہوئی اور جب حجر اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا تو اس وقت عرب کا ہر ایک قبیلہ کوشش کرتا تھا کہ اس کے نصب کرنے کی سعادت صرف اسی کو حاصل ہو۔ اور قریب تھا کہ ایک نزاع اور خون ریز جنگ برپا ہو بہت کچھ گفت و شنید ہوئی اور بالآخر ابو امیہ بن مغیرہ کی تجویز کے مطابق یہ قرار پایا کہ جو شخص اگلے روز علی الصباح سب سے پہلے خانہ کعبہ کے سامنے نظر آجائے اسی کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔

اس عمارت کو درست کرنے کی غرض سے کھودنے کے لئے کوئی تیار نہ ہوتا تھا آخر ش حضرت خالدؓ کے والد ولید نے ہمت کر کے پیش قدمی کی تھی۔ غرضیکہ ابو امیہ کی تجویز پر وہ سب سے پہلے آنے والے کے منتظر تھے

حیرت انگیز منظر رہنا: اگلے روز سب سے پہلے جو شخص حرم کے احاطہ میں داخل ہوا وہ حضرت رسول کریمؐ تھے یہ دیکھ کر قوم نے نعرہ مسرت بلند کیا۔

ھذا الامین رضینا ہ یہ تو امین ہے ہم اس کے فیصلے سے خوش ہوں گے۔

حضورؐ نے غور و خوض کے بعد ارشاد کیا کہ سنگ اسود ایک چادر میں رکھا جائے اور چادر کے کونے قبائل کے سردار پکڑ لیں۔ اور پھر دیگر سردار اور اہل قبائل بھی چادر کو چاروں طرف سے پکڑے رہیں۔ میں اسے اٹھا کر اس مقام پر رکھدوں گا جہاں وہ نصب ہوگا اس فیصلہ کو تمام قبائل نے تسلیم کیا یہاں تک کہ

ایک چادر میں رکھا گیا سرداران قبائل نے چادر کے کنارے پکڑے اور پھر آنحضرتؐ نے اسے اٹھا کر رکھ دیا
آثارِ نبوت زمانہ جوں جوں گزرتا جاتا خلوت نشینی اور یادِ الٰہی کی طرف رغبت بڑھتی جاتی آپ شبانہ روز
غور و فکر میں مصروف رہتے۔ رسالت سے سات برس پیشتر حضورؐ کو ایک عجیب قسم کی روشنی نظر آیا کرتی تھی
اور آپ اسے دیکھ کر مسرور ہوا کرتے تھے مگر اس میں کوئی آواز یا صورت نہیں ہوا کرتی تھی (سفر
السعادت [illegible]) اس زمانہ میں رسول کریمؐ نہایت تنہائی پسند ہو گئے تھے آپکا بہت سا وقت شہر
سے باہر گزرتا تھا چنانچہ آپ بسا اوقات ستو چھوارے اور پانی لے جا کر غار حرا میں ٹھہر جاتے اور
عبادت الٰہی اور مراقبہ فرماتے اور جب تک آپکا مختصر توشہ ختم نہ ہو جاتا باہر تشریف نہیں لاتے تھے جوں
جوں زمانہ بعثت قریب آتا گیا آپکے یہ عابدانہ مشاغل بڑھتے گئے (البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۹۱)
غارِ حرا غار حرا جس کا طول چار گز عرض پونے دو گز تھا آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے اس
اثناء میں اگر کوئی بھولا بھٹکا مسافر ادھر آنکلتا تھا تو حضورؐ اسکی خاطر تواضع فرماتے تھے اور ضرورت
ہوتی تو اسکو راستہ پر لگا دیتے تھے۔ گویا یہ تمام امور تمہید نبوت و رسالت تھے۔ یہ غار مکہ سے تین میل پر
غلام کی آزادی رسول کریمؐ اگرچہ ہنوز خلعت رسالت سے مشرف نہیں ہوئے تھے تاہم کئی
سال قبل سے وہ انسانوں کی بہبودی میں حصہ لے رہے تھے۔ غریبوں یتیموں کے ساتھ سلوک کرتے
اور ہر قسم کی نیکی فرمایا کرتے تھے۔ بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس ایک زر خرید غلام تھا جس کا نام زید
بن حارث تھا۔ دراصل اسکو خاتون مذکور کے بھتیجے نے خرید کر ان کے حوالہ کیا تھا اس وقت عرب
میں کیا دنیا میں عام قاعدہ تھا کہ جو لوگ لڑائی میں گرفتار کئے جاتے تھے انہیں غلام بنا لیا جاتا تھا۔
بہرحال یہ وہ زید بن حارث تھے جو جنگ حرب الفجار یا کسی اور جنگ میں جنگی قیدی کی حیثیت سے گرفتار
ہوئے اور بذریعہ فروخت بی بی خدیجہؓ اور ان کے بھتیجے حکیم بن حزام تک پہنچے مگر اسے رسول کریمؐ
نے انہیں اپنی بیوی سے لیکر آزاد کر دیا اور صاف صاف فرما دیا کہ تم آزاد ہو جہاں دل چاہے چلے جاؤ
(طبری صفحہ ۱۱۷۱) یہ واقعہ آغاز ساتویں صدی عیسوی کا ہے لیکن یورپ میں تحریک آزادی کہیں پندرہویں
صدی میں جا کر ہوئی اور اسوقت تک دنیا بھر میں غلامی اور بردہ فروشی کی رسم جاری رہی انسانوں کی تجارت

مثال بھی بمشکل ہی کسی کی جاتی تھی (دیکھو تاریخ یورپ صفحہ ۱۵۵) غرضیکہ اس آزادی کے چند ہی روز بعد زیدؓ کا باپ حارث ان کو لینے کو مکہ آموجود ہوا اور انہیں واپس وطن لے جانا چاہا لیکن زیدؓ نے واپسی سے انکار کر دیا اور رسول کریم صلعم کی خدمت ہی میں رہنے کو اپنی سعادت سمجھا اس لئے کہ اخلاق محمدیؐ کی مقناطیسی کشش نے زیدؓ کے قلب کو تسخیر کر لیا تھی حضورؐ نے اسی دن سے زیدؓ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور وہ زید بن محمد کے نام سے مشہور ہو گئے۔ رسول کریم صلعم زیدؓ کے ساتھ ہمیشہ سلوک فرماتے رہے ان پر انواع و اقسام کی مہربانیاں کیں مثلاً ان کا عقد اپنی پھوپھی زاد ہمشیرہ زینبؓ سے کرایا جو مجموعہ اوصاف ظاہری اور باطنی اور صاحب حسب و نسب تھیں اور اس طرح انسانی مساوات کا عملی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا قرآن حکیم نے سوا زیدؓ کے کسی صحابی کا نام لے کر نہیں تذکرہ کیا جو اسلام میں غلام کی عظیم تر فضیلت ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں غلام ہمکو تخت شاہی مسند علم اور دنیا و آخرت کے اونچے سے اونچے مراتب پر رونق افروز ملتے ہیں جہاں بہت سے آزاد بھی نہیں پہونچ سکے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز (اقبال) نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

چند اہم واقعات اس درمیان مکہ میں ایک سخت قحط پڑا حتیٰ کہ لوگ مردار تک کھانے پر مجبور ہو گئے آپؐ نے اس موقعہ پر بڑے ہی عزم کا ثبوت دیا اور جسقدر مکہ میں امیر لوگ تھے ان کی دولت جمع کر کے قحط زدہ لوگوں میں تقسیم کر دیا اور بہتوں کی جان بچائی حضرت علیؓ کی عمر پانچ چھ برس کی تھی ان کو اپنی آغوش کفالت میں لے لیا (الشمل الکامل صفحہ ۸۰) اس زمانہ میں یہود کے علماء میں چرچے ہونے لگے کہ عنقریب نبی آخر الزمانؐ تشریف لانے والے ہیں حتیٰ کہ بعض نے آپکا نام نامی بھی بتا دیا تھا۔ (الشمل الکامل مطبوعہ مصر صفحہ ۸۴)

آغاز نبوت آپؐ اب اکثر خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ وقت قریب آ گیا کہ حضرت رسول کریم صلعم منصب رسالت پر مامور ہوں اسوقت حضرتؐ نے غیر معمولی حالات عجیب و غریب مشاہدات دیکھے ندا ہائے غیبی سنیں۔ آپؐ نے اکثر رویائے صادقہ دیکھے آپؐ نے رات کو جو کچھ خواب میں دیکھا صبح کو وہی ظہور میں آیا۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۵۱۲)

پانچواں باب بعثت نبویؐ تا ہجرت حبشہ

آخر ایک مبارک دن حضور اکرمؐ حسب دستور غار حرا میں تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت
سن مبارک چالیس سال کا تھا کہ ناگہاں حضرت جبرئیلؑ وارد ہوئے آپکو بشارت نبوت پہنچا دی
اور فرمایا آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل اللہ نے آپکو جہانوں کیلئے بشیر بنایا ہے (سفر السعادت ص) یہ
واقعہ قمری سن کے لحاظ سے چالیس برس ایک دن یعنی ۹ ربیع الاول ۴۱ میلادی ۱۲ دسمبر ۶۱۰ء کا ہے

یہ چالیسویں سال لطف خدا سے — کیا چاند نے کعبہ غار حرا سے

اس واقعہ کا رسول کریمؐ کے دل پر خاص اثر ہوا۔ آپ فوراً واپس مکان تشریف لائے اور اپنی
عزیز بیوی خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے چادر اڑھا دو پھر دیر بعد قلب کو سکون و اطمینان ہوا۔ تو بی بی خدیجہؓ
سے واقعہ کا تذکرہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے سامنے کچھ مشکلات سے دیکھتا ہوں گو یا مجھے کچھ
خوف ہے (بخاری جلد اول باب بدء الوحی ص۲) اس کے جواب میں حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ آپکو
وجہ خوف کیا ہو سکتی ہے؟ آپ اپنے عزیز و اقرباء سے شفقت و محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں یتیموں
بیکسوں، رانڈوں اور محتاجوں کی امداد کرتے ہیں قرضداروں کا قرضہ ادا کرتے ہیں مصیبت زدوں
کی مدد آپ کی عادت اور مہمان نوازی آپکا شیوہ ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ
سے ناخوش ہو یا کوئی امر آپ کی تشویش کا موجب ہو (مشکوٰۃ ص)

ورقہ بن نوفل کی تصدیق گو خدیجۃ الکبریٰؓ نے مذکورہ بالا الفاظ سے آنحضرتؐ کو مطمئن کرنے
کی کوشش کی لیکن واقعہ معمولی نہ تھا بلکہ یہ حادثہ نوعیت نئی قسم کا تھا اس لئے وہ آنحضرتؐ کی معیت
میں ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں۔ مسیو سیدیو اپنی کتاب خلاصہ تاریخ العرب میں لکھتے ہیں
ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ کا چچا زاد بھائی تھا اور ان چند لوگوں کے ساتھ جو دو نصاریٰ کے
کتب مقدس کا مطالعہ کر ... تھے کہ یہاں عنقریب ایک رسول ظاہر ہوگا
جس کا قبلہ بیت المقدس ... کے ... عثمان بن حویرث عبید اللہ بن جحش اسی عقیدہ

اور مذہب کے لوگ تھے۔ ورقہ بہت بوڑھا اور ضعیف البصر تھا آنحضرتؐ نے جبرئیل کا تمام واقعہ اور اپنی حالت اسے بتائی وہ چلا اٹھا۔ واللہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ پر نازل ہوا تھا اس نے یہ بھی کہا۔ کہ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب قوم آپکو نکالے گی۔ آنحضرتؐ نے حیرت سے سوال کیا۔ کیا قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا بیشک! اس دنیا میں جس کسی نے ایسی تعلیم پیش کی اس سے عداوت ہی ہوتی رہی کاش میں زمانہ ہجرت تک زندہ رہوں اور حضورؐ کی نصرت کی سعادت حاصل کروں۔

ورقہ بن نوفل کا اس واقعہ سے چند ہی روز بعد انتقال ہوگیا۔ (تاریخ طبری صـــ۱۰۱)

<u>ابتدائے وحی</u> مذکورہ بالا واقعہ کے چند روز بعد جب آپ غار حرا میں تشریف رکھتے تھے تو گوش مبارک میں صدا آئی کہ اے محمدؐ پڑھو! حضورؐ نے جواب دیا میں ناخواندہ ہوں کسطرح پڑھوں پھر آواز آئی "پڑھو خدا کے نام سے" اسوقت سورۃ اقراء آپ پر نازل ہوئی یعنی یہ پانچ آیتیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	بنام خدائے رحمان و رحیم
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (سورۃ علق)	پڑھ اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے جس نے انسان کو پانی کے کیڑے سے بنایا (پڑھ) تیرا اللہ تو بہت کرم والا ہے جس نے انسان کو بذریعہ قلم تعلیم دی اور وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا

اسلام کی یہ سب سے پہلی وحی الٰہی تھی اس موقعہ پر ایک بار پھر کتاب مقدس کی یہ پیشگوئی یاد کر لیجئے :-

ان پڑھ کو کتاب دی گئی کہ اسے پڑھ (کتاب یسعیاہ ۲۹/۱۲)

گر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

یہ وہ پاکیزہ تعلیم ہے جو رسول کریمؐ کو بحیثیت رسول اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی گئی۔

یہ آیات مبارکہ معارف اور حکم سے مملو ہیں مثلاً (۱) خدائے تعالیٰ ہدایت کرتا ہے کہ ہر بات خدا کے نام سے شروع کرو اسطرح ہر نیک کام کا آغاز بھی اسی نام سے کرو۔ (۲) انسان کا خالق خدا تعالیٰ ہے (۳) انسان کی اصل ابتدا مٹی ہے (۴) ہر قسم کا علم انسان کو خدا تعالیٰ کی جانب سے قلم سے عطا ہوا۔ (۵) نامعلوم امور انسان کو خدائے تعالیٰ ہی نے بتلائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنی عظمت و وحدانیت اور علوم و معارف کی ضرورت ان آیات کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذہن نشین فرمائی باوجود اس کے کہ نبی کریم امی تھے لیکن آیات مذکورہ میں تعلیم پر زور دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامیوں نے چند ہی روز میں تمام علوم و فنون پر قبضہ کر لیا۔ اور آج تک تمام دنیا انہیں کے لگائے ہوئے درختوں کے پھل کھا رہی ہے۔

گر اوج سما کی محفل میں نغمہ لا الٰہ کا شور نہو۔ یہ نالۂ گلزار نہیں یہ زمزمۂ سیارہ نہیں

حقیقت وحی | اس موقعہ پر وحی کی حقیقت سے بھی باخبر ہونا ضروری ہے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں میں سے کسی ایک کو اپنے پیام کے لئے چن لیا کرتا تھا کبھی (۱) بذریعہ القاء (۲) کبھی بذریعہ فرشتہ بصورت آدمی (۳) کبھی بصورت خواب (۴) کبھی گھنٹی کی سی ایک آواز آتی اور پھر کوئی بات سنی جاتی اور (۵) کبھی براہ راست خدا خود کلام فرماتا جیسے شب معراج میں وحی کے یہ پانچ طریقے تھے ان میں سب آسان دوسرا اور سب سخت چوتھا تھا وحی اصل میں تیزی سے کسی بات کو بلا غور کئے سنا دینے کو کہتے ہیں (تفصیل کے لئے میری کتاب قرآن اور اس کی تعلیمات ملاحظہ ہو)

مسلمان کون ہیں | جو اس کلام خدا پر ایمان لاتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اور اپنے کو خدا اور رسول کے سپرد کر دیتے ہیں وہ مسلمان کہلاتے ہیں اللہ ان سے خوش ہوتا ہے پیار کرتا ہے اور جب تک وہ جیتے ہیں اللہ ان کو ہر طرح کا انعام دیتا ہے اور ان پر برکت اتارتا ہے اور جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کی روح کو آرام اور چین نصیب کرتا ہے اور جنت عطا فرماتا ہے جہاں وہ جو چاہیں گے ہو جائے گا اور جو مانگیں گے ملے گا۔ یہ بات یہاں کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہے جنتیں وہ وہ نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کانوں نے سنا نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کسی کے دل میں ان کا گذر ہوا ہے پھر اس میں ان کو فنا بھی نہ ہوگی نہ زوال ہوگا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

نافرمان کون ہیں؟ البتہ جو لوگ خدا کے پیام کو نہیں سنتے نہ خدا کے رسول کو مانتے ہیں نہ اس کے حکموں پر چلتے ہیں یہ لوگ کافر اور نافرمان ہیں ایسے لوگ دنیا میں بھی ذلیل اور رسوا ہیں اور آخرت میں دوزخ کے سزاوار جہاں ایسے ایسے عذاب بھی ہوں گے جس کا خیال بھی کسی کے دل میں نہیں گزرا آگ ہوگی جس کی ایک چنگاری ساری دنیا کو جلا دینے کے لئے کافی ہے شب معراج میں حضورؐ نے جہنم کا ایک نظارہ کیا تھا جس کے بعد سے پھر کبھی آپ ہنستے ہوئے نہ دیکھے گئے فرماتے تھے کہ جو میں دیکھ آیا اگر اسکو لوگ جان لیں تو گھر سے نکل کر جنگل چلے جائیں یہ نافرمانوں کا آخری انجام ہے اللھم احفظنا

اللہ کا سب سے بڑا احسان اللہ تعالیٰ کے اسقدر احسانات ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتے ان میں سب سے بڑا احسان نبیوں کا سلسلہ ہے اور ان میں سب سے بڑا احسان حضورؐ کی تشریف آوری ہے جو سب نبیوں کے سردار اور سب سے آخری نبی ہیں نبیوں کی تعداد ایک روایت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے

حضرت ابوبکرؓ کا ایمان غرضیکہ ایک روایت میں آیا کہ جب حضورؐ پر سورہ اقرء کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں تو آپ کلام الٰہی کے جبروت سے لرز اٹھے اور اسی حالت سراسیمگی میں گھر واپس ہونے لگے راستہ میں بچپن کے ساتھی حضرت ابوبکرؓ ملے آج کئی دنوں سے ان ہر دو سچے مخلصوں اور یک جان دو قالبوں میں ملاقات نہ ہو سکی تھی حضرت ابوبکرؓ کی نگاہ جیسے ہی حضور انورؐ پر پڑی فرط محبت سے سینے سے چمٹ گئے ادھر حضورؐ بھی سخت پریشان تھے اپنے اس یار باوفا کو دیکھا تو زور سے سینہ سے لگا لیا انوار نبوت کی تجلیاں ابوبکرؓ کے سینہ میں کوندنے لگیں اور جیسے ہی حضورؐ نے وحی نبوت کا واقعہ ارشاد فرمایا ابوبکرؓ فرط جوش سے پکار اٹھے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ بلاشبہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں گویا یہ پہلی آواز تھی جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر گونجی۔ تھوڑے ہی دنوں بعد حضرت ابوبکرؓ کی کوشش اور تبلیغ سے حضرت عثمانؓ حضرت ابوذرؓ حضرت سعدؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے بزرگ بھی ابتداءً مسلمان ہوئے جو سابقین اولین کہلائے اور ان میں سے اکثر عشرہ مبشرہ (دس جنتی) کے معزز لقب سے ممتاز ہوئے رضوان اللہ علیہم (افضل الکمال ص ...)

حضرت خدیجہؓ کا ایمان لانا پھر جب آپؐ گھر پہنچے اور آج کا واقعہ یعنی سورۂ اقراء کے نزول کی کیفیت بیان فرمائی تو انہوں نے آپ کو خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کی مبارکباد دی آپؐ کی نبوت کی تصدیق فرمائی اور توحید و رسالت پر ایمان لائیں۔

حضرت علیؓ اور زیدؓ کا مشرف بہ اسلام ہونا اسی روز حضرتؐ کے چچا زاد بھائی علی ابن ابی طالب جن کا سن اس وقت دس سال سے زیادہ نہ تھا آپ کی نبوت پر ایمان لائے اور زید بن حارثہ (حضرتؐ کے آزاد کردہ غلام) زمرہ مومنین میں شامل ہوگئے۔ ایسے حضرات کا ایمان لانا جو ہر وقت آنحضرتؐ کے گرد و پیش رہا کرتے تھے اور جو آنحضرتؐ کی ہر ایک بات سے واقف تھے جن سے آپ کا کوئی راز مخفی نہ تھا۔ بجائے خود ایک معجزہ اور آنحضرتؐ کی اعلیٰ صداقت اور کمال راستبازی کی دلیل ہے جس کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں ملے گی۔ نیک سے نیک دنیا دار آدمی کے اندرونی حالات میں عموماً کچھ نہ کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں اور گو وہ کل دنیا کی آنکھوں سے مخفی رہیں لیکن ہر وقت قریب رہنے والا ملازم اور محرم راز بیوی اور قریب تر عزیز و اقارب اس سے خبردار ہو جاتے ہیں مگر وہی سب سے پہلے ایمان لاتے ہیں۔

ایک غیر مسلم فاضل کی رائے مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں۔

کہ یہ بات آپکی (آنحضرتؐ کی) صفائی باطن پر دلالت کرتی ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے وہ آپؐ کے دوست اور اہل خاندان ہی تھے۔ جو آپکے عادات سے بخوبی واقف تھے اگر (معاذ اللہ) آپ فریبی یا ریاکار ہوتے تو یہ لوگ ہرگز آپکی تعلیم قبول نہ کرتے بلکہ ان پر سب فریب ظاہر ہو جاتے

درحقیقت یہ بات کبھی ثابت نہیں ہوئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ترویج شریعت یا اثبات دعوی نبوت کے لئے مکر و حیلے کئے یا جھوٹے معجزے دکھائے مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ اس شخص سے جس کے آنے کی خبر (اپنے بھائیوں میں سے) حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو دی اور فارقلیط (احمد) جس کی خبر جناب مسیحؑ نے انجیل یوحنا میں دی۔ حضرت محمد (صلعم) ہی مراد ہیں چند روز کے بعد بلال عمر بن عنبہ۔ خالد بن سعد ایمان لائے۔

ان ایام میں حضرت رسول کریمؐ کا معمول تھا کہ آپ معہ حضرت علیؓ اور حضرت خدیجہؓ کے مکہ کی پہاڑیوں پر تشریف لے جاتے اور وہاں طاعت خداوندی میں مصروف رہتے اور راتوں کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ کی گلیوں میں پھر پھر کر دعوت اسلام دیتے (المصطفےٰ ص ۱۷۱)

اخلاقی جرأت: ایک روز جب آپ پہاڑی میں عبادت میں مصروف تھے تو ابوطالب وہاں آگئے اور آنحضرتؐ سے دریافت فرمایا کہ:۔ اے میرے عزیز بھتیجے تیرا کیا مذہب ہے؟ حضورؐ نے فوراً بلا جھجک جواب دیا۔ میرا وہی مذہب ہے جو خدا کے تعالیٰ اسکے فرشتوں انبیاء سابقین اور ہمارے دادا ابراہیمؑ کا ہے مجھے خدا نے اسی واسطے بھیجا ہے کہ آپ قوم اور بنی نوع انسان کو جو خدا کو بھول بیٹھے ہیں اور نجاست کفر میں آلودہ ہیں راہ راست پر لاؤں میں آپکو بھی اسی دین متین کی دعوت دیتا ہوں۔ کیا آپ اسے قبول فرمائینگے ابوطالب نے اس کے جواب میں کہا۔ میں اپنے بزرگوں اور باپ دادا کا دین نہیں چھوڑنا چاہتا مگر خدا کی قسم اپنی زندگی بھر میں تمہاری مدد کروں گا حضرت ابوبکرؓ کا مسلمان ہونا بیان کیا جا چکا ہے آپ بفضل خدا ایک متمول تاجر تھے آپ کی پارچہ کی دوکان بہت مشہور تھی بہت سے لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپؐ کے

آپ کے تعلقات وسیع تھے حضرت رسول کریمؐ آپ کی دوکان پر تشریف لے جاکر لوگوں سے گفتگو فرمایا
کرتے اور انہیں دین متین کی دعوت دیا کرتے تھے چنانچہ اس سلسلے میں کئی اشخاص مسلمان ہوگئے جیسا کہ
اوپر بیان ہوا مثلاً۔ حضرت عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ عشرہ وغیرہ وغیرہ کبار صحابہ کرامؓ
مسلمان عورتیں | عورتوں میں پہلی مومنہ خدیجہؓ ہیں ان کے بعد ام الفضل زوجہ حضرت عباس (جو عم نبیؐ
کی چچی۔) اسماء بنت عمیسؓ (زوجہ جعفر) اسماء بنت ابوبکرؓ) فاطمہ۔ (خواہر عمر فاروقؓ) یہ مسلمان ہوئیں
(اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۹۲) ان ایام میں حضورؐ اور تمام مومن و مومنات پہاڑی کی گھاٹیوں میں جاکر
نماز پڑھا کرتے اور چپکے چپکے تبلیغ دین کیا کرتے تھے آپ اپنے وعظ میں حسب ذیل باتیں بیان کیا
کرتے تھے (۱) لوگو! پتھر۔ درخت۔ چاند۔ سورج اور بت مخلوق ہیں بے طاقت ہیں اسلئے انکی پرستش
نہ کرو۔ اس کی پوجا کرو جو ان سب کا اور تمہارا خالق اور قادر مطلق ہے۔ (۲) لوگو! شرک و کفر سرکشی
اور نافرمانی کا نتیجہ خطرناک ہے مشرکین کے لئے عذاب الٰہی ہے۔ (۳) اے بنی آدم ظاہری و باطنی
پاکیزگی اختیار کرو جسطرح تمہارے جسم اور لباس صاف ستھرے رہنے کی ضرورت ہے اسی طرح قلوب
بھی خواہش نفسانیہ اور شرک و ضلالت سے پاک صاف ہونے کی ضرورت ہے حضرت رسول کریمؐ
دینی خدمت خالصتاً للہ فرماتے تھے کسی سے کچھ معاوضہ نہیں لیتے تھے ایسی خاموشی سے کام کرتے تین
سال کا عرصہ گذر گیا اور کچھ لوگ اسلام لے آئے (خطبات کی تفصیل میری کتاب خطبات نبویؐ میں دیکھئے)
علانیہ حکم تبلیغ | اس وقت آنحضرتؐ کا سن مبارک تینتالیس سال کے قریب تھا اس کے بعد آپ کو
علانیہ حکم تبلیغ خداوندی پہنچا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ
فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ
فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ
تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

اے چادر اوڑھنے والے ... اٹھو
(اور) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی
بزرگی کو پھیلاؤ۔ اور پاکیزگی نجاست
سے علیحدگی اختیار کرو۔ احسان (لوگوں)
(پر) مشکوریت کے لئے نہ کرو بلکہ خالصتاً للہ صبر و استقلال پر قائم رہو

آنحضرتؐ کا بنی ہاشم کو مدعو کرنا پیغمبر تو پیغامبر ہوتا ہے احکام خداوندی ہونے آئی آنحضرتؐ علانیہ تبلیغ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے قبیلہ (بنی ہاشم) کو اپنے گھر مدعو کیا ان لوگوں کے اکل و شرب اور تواضع کا بھی انتظام کیا گیا تھا یہ لوگ چالیس کے قریب تھے آنحضرتؐ دعوت و تبلیغ کرنا چاہتے تھے کہ ابولہب نے زبان درازی شروع کی اور آنحضرتؐ کو آج موقعہ نہ ملا مگر اگلی شب کو جب یہ لوگ اکل و شرب سے فارغ ہو گئے تو حضورؐ نے وعظ فرمایا کہ میں آپ سب کے لئے دنیا و عقبیٰ کی بھلائی لیکر آیا ہوں میں نہیں جانتا کہ عرب بھر میں کوئی اور شخص اپنی قوم کے لئے اس سے اعلیٰ و افضل کوئی چیز لایا ہو مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کو (اسلام) کی دعوت دوں۔ اب آپ بتائیں کہ آپ لوگوں میں سے کون میرا ساتھ دیگا۔ یہ سنکر حاضرین کے مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ ہر شخص بجائے خود انگشت بدندان تھا کہ اس اثنا میں حضرت علیؓ اپنی جگہ سے اٹھے اور کہا یا رسول اللہ میں آپ کی رفاقت کے لئے حاضر ہوں حضرت رسول کریمؐ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم اس کا (علیؓ کا) کہنا مانا کرو اور جو کہا کرے سنا کرو۔ (زاد المعاد صـ ۱۲۳)۔

بنی ہاشم کا تمسخر آنحضرتؐ کی یہ بات سنکر بنی ہاشم کھل کھلا کر ہنس پڑے اور از راہ تمسخر حضرت علیؓ کے والد ابو طالب سے جو اس مجمع میں موجود تھے کہنے لگے۔ دیکھو محمد (صلعم) نے تمہیں حکم دیا ہے کہ آج سے تم اپنے بیٹے علیؓ کے حکم کی تعمیل کیا کرو۔ (تاریخ ابو الفداء صـ ۱۱۷) الغرض آنحضرتؐ کی اس تبلیغ سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا بلکہ بنی ہاشم بگڑ گئے اس بت پرستی اور تاریکی کے زمانہ میں دعوت حق کا کچھ الٹا اثر ہوا کہ وہ لوگ حضرت رسول کریمؐ کی جانب سے اپنے دل میں ایک قسم کا رنج لیکر گئے چنانچہ اسی روز سے مشرکین کے دلوں میں آنحضرتؐ کی دشمنی کا تخم بو گیا اور اسی وقت سے مومنین کے مصائب کا آغاز سمجھنا چاہیئے لیکن حضورؐ برابر تبلیغ دین میں مصروف رہے اور دیکھیئے گا ایسی تبلیغ فرمائی جسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

ابوطالب سے آنحضرتؐ کی شکایت ایک روز چند سر برآوردہ آدمی ابوطالب کے پاس گئے اور آنحضرتؐ کی عجیب و غریب طریق میں شکایت کی اور آخر میں کہا کہ ہمیں صرف آپکا خیال ہے۔ ورنہ ہم اس رخنہ کو ذرا سی دیر میں بند کر سکتے ہیں۔ یہ سنکر ابوطالب خاموش ہو گئے اور اسطرح مخالفین کو

ٹالنا چاہا ابو طالب نے عذر اخذ اکر کے بلطائف الحیل انلوگوں کو ٹالا جب وہ چلے گئے تو انہوں نے آنحضرتؐ سے کہا میرے فرزند! مناسب اور مصلحت وقت یہی ہے کہ تم اس کام سے دستبردار ہو جاؤ۔ اس کا جواب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا۔

استقامت چچا جان! میں جب تک زندہ ہوں اس کام سے باز نہ آؤنگا خواہ ادھر کی دنیا اُدھر ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ پہ اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیا جائے اور اس کے عوض میں مجھے میرے کام سے روکا جائے تو بھی یہ محال ہے حتیٰ کہ مجھے کامیابی ہو یا میں فنا ہو جاؤں۔ یہ تقریر آپ نے نہایت دلیری اور متانت سے فرمائی۔ لیکن یہ کہتے کہتے آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ آنحضرتؐ کے اس طرز عمل نے ابو طالب کے دل پر خاص اثر کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ زورِ صداقت نے انھیں مغلوب کر لیا تھا آپ نے دست شفقت سر پر رکھ کر کہا۔ فرزند! تم رنجیدہ نہ ہو اور جو کچھ تمہارے دل میں آئے کرو میں تمہاری ہر طرح مدد کروں گا" (البدایہ والنہایہ جلد دوم ص۴۷)

کوہ صفا پر تبلیغ اس واقعہ کے چند روز بعد حضورؐ نے کوہ صفا پر اہل مکہ کے سامنے وعظ فرمایا جسکی کیفیت مولانا حالی مرحوم نے مسدس مد وجزر اسلام میں حسب ذیل قلم بندی کی ہے۔

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر — تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب — سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا — تو باور کروگے اگر میں کہوں گا
کہ فوجِ گراں پشتِ کوہِ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دل نشیں ہے — تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا — ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

اس کے بعد حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ یہ تو آپ کے سمجھانے کے لئے ایک مثال تھی - اب تم یہ یقین کرلو کہ موت کا فراق آیا چاہتا ہے اور مرنے کے بعد ایک روز تمہیں خدائے تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے پس تم شرک سے باز آؤ خدائے حقیقی کے آگے سر جھکاؤ اور موت سے پہلے استغفار کرو تاکہ فردائے قیامت کو تمہیں شرمساری نہ ہو اور دوزخ میں نہ جلنا پڑے - دیکھو میں جسطرح پہاڑ پر کھڑا ہوا اس کے دونوں جانب دیکھ رہا ہوں درآنحالیکہ تم صرف ایک ہی سمت دیکھ سکتے ہو اسیطرح میں عالم آخرت کو دیکھ رہا ہوں اور تم صرف اس دنیا کو۔ یوحنا نبیؑ نے اپنے مکاشفات ۱۹ -- آیت ۲۰ میں بعینہٖ اس واقعہ کو نقل کیا تھا اور نبی آخر الزمان کی علامتوں میں سے ایک علامت بیان کی تھی اس واقعہ کے بعد ابولہب نے گستاخانہ کہا تبالک الهذا اجمعتنا (معاذ اللہ) تیری ہلاکت ہو کیا تو نے ہمکو اسی لئے جمع کیا تھا - اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں پوری سورۃ تبت یدا نازل فرمائی جس میں اسکی اور اس کی دشمن اسلام بیوی جمیلہ کی ہلاکت کی پیشینگوئی کی گئی ہے غرضکہ دشمنوں نے مخالفت کی مگر حضورؐ برابر تبلیغ میں مصروف رہے -

قریش کا طمع دینا جب دشمن لوگ یوں عاجز آگئے تو انہوں نے طمع اور لالچ کا پہلو اختیار کیا اور ایک تجربہ کار شخص کو یہ پیام دیکر بھیجا - یہ پیغام قریش کی طرف سے آپکو ہے - آپ بے شبہ بنی ہاشم جیسے معزز قبیلہ کے شمع خاندان ہیں مگر آپ کی موجودہ روش نے قوم میں تخم نفاق بو دیا ہے - آپؐ ہمارے معبود بتوں کی علانیہ ہجو کرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتاتے ہیں اگر بت پرستی کے خلاف آواز اٹھانے اور ہمارے بتوں کی توہین کرنے سے آپکا مدعا یہ ہے کہ آپکو مال و دولت مل جائے تو قوم اس کے لئے حاضر ہے قریش آپکے لئے اسقدر مال و زر بہم پہنچا دیں گے کہ پھر آپ کے برابر عرب میں کوئی دولتمند نہ ہوگا - اگر آپ سردار قوم بننا چاہتے ہیں - تو تمام قوم آپ کو اپنا امیر اور حکمران ماننے کو تیار ہے - آپ کی اطاعت کو اپنے لئے باعث فخر و افتخار سمجھے گی اگر آپ خوبصورت عورتوں کے شائق ہیں تو قریش اور عرب کا ہر معزز قبیلہ آپ سے عزیزداری کے تعلقات کے لئے آمادہ ہوگا اور آپ جسقدر جی چاہے عورتوں سے عقد کرسکیں گے - اور اگر آپ

ان باتوں میں سے کوئی بھی قبول نہیں کرتے تو ہم آپ سے اجازت چاہینگے کہ ہمارے کاہن آکر آپ کے سر سے بھوت اتار دیں اس کا مطلب یہ تھا کہ دینی نعمتوں کا ترک کرنے والا شخص آسیب زدہ ہی ہو سکتا ہے کوئی صاحب ہوش خرد کا ہے کو ان سے انکار کرنے لگا تھا۔ حضرت رسول کریمؐ اس زبان دراز قاصد کی لمبی چوڑی تقریر بغور سنتے رہے جب وہ خاموش ہوا تو آپ مسکرائے اور حسب ذیل آیات پڑھ کر سنائیں۔

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَفَّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَاَصْلَحَ بَالَھُمْ ذٰلِکَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَھُمْ

ترجمہ

جو لوگ) کفر کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں سدِ راہ ہوتے ہیں ان کے اعمال بیکار جائینگے (اور ان کے مقابل جو صداقتیں مان کر نیک اعمال کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اس پہ جو اتارا گیا محمد پر اور وہی حق اور صحیح اور خدا کی جانب سے ہے۔ ان کے حالات بھی اچھے ہو جائینگے۔ اور ان کی برائیاں بھی ان سے دور ہو جائینگی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ منکر امور باطلہ کے پیچھے جا رہے ہیں اور ماننے والوں نے اس صداقت کو قبول کیا جو رب کی طرف سے آئی ہے۔ خدائے تعالیٰ اس طرح مثالیں دیکر لوگوں کو سمجھاتا ہے

قاصد نے واپس جا کر قوم کو سب کیفیت سنائی قریش نے سنا تو کہا کہ اس پر بھی معاذ اللہ محمدؐ کا جادو چل گیا (ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۰۱) اب حضرت رسول کریمؐ نے ہر خاص عام کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ آپ ہر ایک قبیلہ میں ہر مجلس میں ہر محلہ میں اور ہر میلہ میں تشریف لیجا کر

توحید کا وعظ فرمایا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کو زرخشوں، پتھروں اور بتوں کی پوجا سے باز رہنے کی تلقین کرتے تھے آپ قریش کو قمار بازی، زنا، اور دختر کشی سے باز رہنے کی نصائح کرتے تھے مگر ان لوگوں کو یہ اچھی باتیں بھی بری ہی معلوم ہوتی تھیں۔

میلوں اور منڈیوں میں وعظ حضرت رسول کریمؐ بڑے بڑے میلوں اور منڈیوں میں تشریف لے جا کر لوگوں کے سامنے وعظ فرمایا کرتے تھے چنانچہ بازار عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز وغیرہ میلوں میں جہاں دور دور سے لوگ آتے تھے حضورؐ بار بار تشریف لے گئے اور حاضرین کو دعوت اسلام دی جن لوگوں کے دلوں میں ذرہ بھر بھی عدل انصاف تھا وہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ گئے مگر وہ لوگ جنکے قلب پر مہر لگی ہوئی اور دل پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس سعادت سے محروم رہے اور وہ آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔

قریش کی مخالفت اور اس کے اسباب اس دشمنی کے کئی اسباب تھے (۱) عرب میں اب تک پیشتر کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا اس لئے ان کے نقطہ خیال سے یہ محال تھا کہ کوئی انسان خدا کی طرف سے دنیا میں مامور ہو کر اور نبی بنکر آئے۔ غرضیکہ نبوت ان کے دماغ میں نہیں سماتی تھی (۲) وہ بت پرستی میں ایسے منہمک تھے کہ ان کے نزدیک یہی بہترین عبادت اور انہیں کا مذہب تمام دنیاؤں سے اعلیٰ اور وہ اس حالت میں مطمئن و مستغنی تھے (۳) وہ عقبیٰ، سزا و جزا اور حیات بعد الممات اور حشر کے قائل نہ تھے اس لئے ان باتوں کا مفہوم ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

(۴) ان کے نزدیک یہ امر بھی ذلت کا باعث تھا کہ دیگر قبائل بنی ہاشم قبیلہ کے ایک شخص کی اطاعت و فرماں برداری کریں وغیرہ اس زمانہ میں خانہ کعبہ کے پاس ایک گلی تھی جس میں ایک سچے مسلمان ارقم کا گھر تھا یہ گھر اسلام کا پہلا مدرسہ تھا آپ اکثر یہیں رہتے اور لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتے مسلمانوں کو اسلام پر مضبوط فرماتے جو دین کا شوق رکھتے آپ سے یہیں آ کر ملتے اور مسلمان ہوتے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۷)

قریش کے مظالم اسلام کے دشمن قریش حضورؐ کے راستہ میں کانٹے ڈال دیتے تھے تاکہ وہ

آپ کے پاؤں میں چبھ جاتیں۔ اور مکان کے اندر غلاظت پھینکتے تھے۔ ہمسائے بھی آپ کے خون کے پیاسے بن گئے
تھے۔ ابولہب (آپ کے چچا) نے رسول کے قتل پر کمر باندھی۔ اسکی بیوی (آنحضرتؐ کی چچی) جنگل جاتی
اور کانٹوں کو گٹھڑ جمع کرکے لاتی اور حضرتؐ کے راستہ میں ڈال دیتی اور اندھیری رات میں سرورِ کائناتؐ کے
پاؤں زخمی ہو جاتے (طبری صفحہ ۱۴۷) جب آپ تبلیغ فرماتے تو اشرارِ قریش نہایت شور و غل مچاتے۔ آپ پر
کنکر پتھر پھینکتے حتی کہ جسم مبارک سے خون بہنے لگتا۔ ایک روز چند لوگوں نے حضرت رسول کریمؐ کو تنہا دیکھ کر
آپ کے گلے میں کپڑا ڈال دیا اور اسے بل دینے شروع کئے حتی کہ آپ کی سانس رکنے لگی (زاد المعاد ۱۳۲)

قریش کی ایذا رسانیاں ایک دن حضور صلعم بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن معیط وہاں آیا۔
اور اس نے اپنی چادر کو بل دے کر اور اس کی رسی بنا کر آنحضرتؐ کی گردن میں ڈال دی اور اسکو بل دینے
شروع کئے حتی کہ گردن گھٹنے لگی۔ رسول کریمؐ قلب مطمئن سے سجدہ میں تھے کہ اتفاقاً وہاں حضرت ابوبکر
صدیقؓ تشریف لائے اور انہوں نے عقبہ کو دھکے سے ہٹایا اور قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

کیا تم اس بزرگ انسان کو قتل کرتے ہو اور صرف اس گناہ میں کہ وہ اللہ کو رب کہتا اور تمہارے پاس روشن دلائل بھی لیکر آیا

پھر چند کفار صدیق اکبرؓ کو لپٹ گئے اور انکو زد و کوب کیا حتی کہ آپ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔
کفار انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے کئی گھنٹے میں بعد ہوش آیا تو فرمایا اور فرمایا حضورؐ کیسے ہیں؟ (الاعتدال
فی مراتب الرجال صفحہ ۱۴۱) ایک روز ابوجہل کے اشارہ سے عقبہ لعین اور غلاظت سے بھرا اوجھڑی اٹھا لایا
اور سجدہ کرتے وقت سرور عالمؐ کی پشت مبارک پر رکھ دی۔ رسول اکرمؐ خدائے تعالی سے راز و نیاز
میں مصروف تھے انہیں گویا اس بات کا علم ہی نہ تھا اسی اثناء میں حضرتؐ کی صاحبزادی فاطمہؓ
زہرا وہاں تشریف لے آئیں اور انہوں نے پشت مبارک سے اونٹ کا اوجھ اتار کر پھینکا (صحیح بخاری
باب مالقی النبی من المشرکین) آپ ظلم و ستم سہتے اور صبر و تحمل کو کام فرماتے ہوئے اور خدائے تعالی کا شکر
ادا کرتے ہوئے اپنا کام کئے جاتے تھے جب بہت تنگ ہوتے تو فرماتے کہ [illegible]

خوب ادا کرتے ہو (طبری ص ۱۲۱۱)

مسلمانوں پر مظالم کی انتہا قریش نے یہ طرز عمل تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ روا رکھا۔ اب دیکھو کہ مومنین اسلام پر کیا گذری ان کے تذکرہ سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ قریش جس مسلمان کو تنہا دیکھ پاتے پکڑ کر جنگل لے جاتے اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر تپتی ہوئی ریت پر اسے لٹا دیتے اور چھاتی پر پتھر رکھ دیتے تھے اور ان سے کہتے کہ اسلام سے باز آؤ اور اپنے نبی کو گالیاں دو۔ قریش بعض مسلمانوں کو اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر پھینک دیتے اور بعض کو لوہے کی بھاری زرہ پہنا کر تپتے ہوئے پتھروں پر گرا دیا کرتے تھے۔ اللہ اللہ ان مومنین کا ایمان کیسا مستحکم تھا۔ اور وہ خدا کے تعالیٰ پر کس قدر بھروسہ کرتے تھے ان کا استقلال کیسا بے نظیر تھا۔ کہ انواع و اقسام کے عذاب سہتے تھے۔ مگر کلمات کفر زبان پر نہیں لاتے تھے

بلالؓ کی استقامت اس زمانہ میں جو مومنین خصوصیت کے ساتھ ستائے گئے ان میں سے ایک حضرت بلالؓ بھی تھے۔ یہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ آپ دولت اسلام سے مالا مال ہوئے تو ان کے آقا نے انہیں انواع و اقسام کے عذاب دینے شروع کئے۔ امیہ ایک رسی بلال کی گردن میں ڈال کر لڑکوں کے حوالے کرتا اور وہ انہیں گلیوں میں لئے پھرتے تھے حتیٰ کہ ان کی گردن میں گہرا نشان پڑ جاتا تھا۔ حضرت بلالؓ کو اس کا سنگدل آقا گرم ریت پر لٹاتا اور اوپر پتھر رکھ دیتا پھر مشکیں باندھ کر زد و کوب کرتا تھا کھانے کو نہ دیتا اور دھوپ میں بھوکا پیاسا لٹائے رکھتا تھا۔ بلال جو خدا اور رسولؐ کے شیدا تھے ذرا تیور پر بل نہیں لاتے تھے اور احد احد کے نعرے لگاتے تھے۔ اور یہ حالت اس وقت تک رہی جبکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں ان کے بے رحم آقا سے خرید کر خدا کی راہ میں آزاد کر دیا (مذہب جلد اول ص)

آل یاسر کے مصائب عمارؓ ان کے والد یاسرؓ والدہ سمیہ کو بھی کفار قریش خطرناک طریق پر ستاتے تھے ابوجہل نے ان غریبوں اور بے کسوں کو عجیب عجیب طریق پر تکالیف پہنچائیں۔ عمار نے مظالم قریش کے مقابلہ میں جیسے استقلال اور استقامت کا نمونہ دکھایا انہیں ہمارے لئے عبرت و نصیحت تک۔ آپ کو کفار قریش نے برہنہ کیا۔ تپتی ہوئی ریت پر لٹایا۔ پھر سینہ پر پتھر رکھ دیا یہی ظلم ان کے ضعیف العمر باپ یاسر کے ساتھ روا رکھا گیا اور عمار کی والدہ بی بی سمیہ رضی اللہ عنہا پر تو وہ مظالم توڑے گئے جن کے تذکرہ سے دل کانپ اٹھتا ہے شقی ازلی ابوجہل نے ان کے اندام نہانی میں نیزہ مارا اور وہ اسی صدمہ سے جان بحق تسلیم ہوئیں انا للہ وانا الیہ

اسلام میں سب سے پہلی شہادت تھی جو دولت لازوال کی صورت میں ایک عورت کے حصہ میں آئی خدا کی ہزار رحمتیں ہوں سمیہ پر۔ ان مومنین پر یہ مظالم توڑے جا رہے تھے کہ آنحضرتؐ کا اس جانب گذر ہوا آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا

اصبروا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ | آل یاسر صبر کرو تمہارے لیے جنت ہے ۔۔۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۵۰)

تکالیف انسراز قریش خبابؓ بن ارت کے سر کے بال کھینچتے آپ کی گردن مروڑتے۔ اور جسم کو گرم لوہے سے داغ دیتے تھے۔ افلح قریش افلح (ابوفکیہ) کے پاؤں میں رسی باندھ کر انہیں پتھریلی زمین پر گھسیٹتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد اول ص ۱۷۲) لبینہ۔ زنیرہ۔ نہدیہ۔ اور ام عبیس لونڈیاں تھیں اور ایمان لائی تھیں اس لیے ان کے آقا بھی انہیں شدید سے شدید سزائیں دے کر ارتداد پر آمادہ کرتے تھے (اعجاز التنزیل ص ۱۷۱) حضرت صدیق اکبرؓ نے ان لونڈیوں اور غلاموں کی جب ان تکالیف کو دیکھا تو ان کے ظالم آقاؤں سے خرید کر آزاد کر دیا (ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۲۲) اس بیان سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ قریش اس قسم کے مظالم لونڈی غلاموں اور بیکسوں پر ہی روا رکھتے تھے نہیں بلکہ وہ اپنے عزیزوں اور فرزندوں کے ساتھ بھی یہی وحشیانہ سلوک کرتے تھے جو دولت اسلام سے مستفیض ہوئے تھے چنانچہ مثال کے طور پر چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں

معتبرین اسلام پر مظالم (۱) جب عثمانؓ بن عفان ایمان لائے تو عرصہ تک یہ خبر مخفی رہی۔ آخر رفتہ رفتہ ان کے چچا کے کانوں میں پڑی اس نے ان کی سزا دہی کا یہ طریق ایجاد کیا کہ انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹا اور اوپر سے باندھ دیتا تھا اور نیچے سے دھواں پہنچاتا تھا۔ (۲) مصعب بن عمیرؓ کی ماں نے جب یہ سنا کہ اس کا بیٹا مسلمان ہو گیا ہے تو دین سے خارج کر کے گھر سے نکال دیا (اصابہ جلد اول ص ۳۰) (۳) حضرت سعدؓ مشہور صحابی رسول سعد بن ابی وقاص فاتح ایران کے نام سے کون پڑھا لکھا مسلمان ناواقف ہوگا یہ دعوت اسلام کی ابتدا ہی تھی کہ آپ ۱۷ سال کی عمر میں ایمان لے آئے اور بعد کو عشرہ مبشرہ (دس جنتیوں) میں شمار ہوئے حدیث کی معتبر روایت میں آتا ہے کہ جب آپ ایمان لائے تو آپ کی ماں ایک زبردست اور کٹر مشرکہ بہت بگڑی اور اسی غم و غصہ میں قسم کھا کر سعد سے کہا کہ میں تجھ سے ہرگز نہ بولوں گی حلفت ام سعد ان لا تکلمہ ابدا (حتی) جب تک تو اپنے اس نئے نرالے دین سے دستبردار

حتیٰ کہ کفر پر جمنہ بولنا چاہا لنا کیا لاتشرب ولا تاکل نہ کھاؤں گی دانہ پانی سب اپنے اوپر حرام کر لی ہوں اور پھر بولی تیرے اس نئے دین میں تیرے ہی بیان کے بموجب تیرے خدا نے کیا ۔

قالت زعمت ان اللہ وصاک بوالدیک وانا امک وآمرک بھذا } والدین سے حسن سلوک کا اور ان کی اطاعت کا حکم نہیں دے رکھا ہے ؟

پھر میں آخر تیری ماں ہوں یا نہیں ؟ میں تجھے اس نئے دین کے ترک کا حکم دیتی ہوں ! دھمکی محض نہ یہ بات تھی بلکہ عمل شروع ہوا انہیں لمبے لمبے دن اور تین بڑی بڑی راتیں اسی حالت میں گزر گئیں ۔ اور ضعیفہ کے لب و دہن غذا کے دانے اور پانی کے قطرے سے آشنا نہ ہوئے یہاں تک کہ فاقہ کی شدت سے غشی شروع ہو گئی اور اپنے آبائی دھرم کو جان سے پیارا (حتی غشی علیہا من الجہد) اور اولاد سے بڑھکر عزیز رکھنے والی بے ہوش ہو گئی ۔ سعد اب بھی متاثر نہ ہوئے ۔ صحیح مسلم اور جامع ترمذی کے راویوں کا بیان ہے کہ سعد کے ایک اور بھائی عمارہ نامی تھے ۔ ان کا دل پسیجا وہ بڑھے اور انہوں نے کسی طرح ۔

فقاموا ابنها یقال لہ عمارۃ فسقاہا قسم اٹھوائی اور زبردستی کوئی عرق یا شربت حلق سے اتروایا پھر جب ہوش میں آئی ۔ تو سعد کو کوسنا شروع کر دیا منتوں خوشامدوں ناز برداریوں کے بجائے بد دعاؤں کی سعد کی جگہ سعد کے حق میں زبان پر بد دعائیں تھیں (۴) حضرت زبیر بن عوام جب مسلمان ہوئے تو ان کے چچا انکو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے (۵) حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید جب مسلمان ہوئے تو حضرت عمرؓ اسقدر انکو مارتے تھے کہ وہ لہو لہان ہو جاتے اور یہ تھک جاتے تھے (۶) عبداللہ بن مسعودؓ جب مسلمان ہوئے تو کعبہ میں جا کر سورہ رحمان پڑھنی شروع کر دی کافر ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے اور بری طرح سے مارا (۷) ابوذر غفاریؓ جنکے اسلام کا تفصیلی حال آئے گا جب حضورؐ کی اخلاقی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام لائے تو خانہ کعبہ میں چیخ کر کلمہ پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کیا اس پر قریش ٹوٹ پڑے اور قریب تھا کہ انکو مار ڈالیں مگر حضورؐ کے چچا عباسؓ نے یہ کہکر ان کی جان بچائی کہ یہ غفار قبیلہ کے رہنے والے ہیں اور یہ قبیلہ ہمارے راستہ میں مزاحم ہوگا اور ہماری تجارت ختم ہو جائیگی ۔

حضورؐ کا تسلی دینا مسلمان ان تکالیف کو سہتے سہتے جب ضبط سے باہر ہو جاتا تو حضورؐ سے جا کر شکایت کرتے

مقصد ان کو صبر اور تسلی دینے اور اگلے پیغمبروں کا حال سنانے فرمائے حق کا آفتاب بہت دنوں تک نہیں چھپا رہ سکتا ہے ایک زمانہ آئیگا جبکہ خدا انکو غلبہ دے گا تم سے پہلے کسی نبی کو آرہ سے چیر دیا گیا کسی کا گوشت لوہے کی کنگھیوں سے نوچا گیا بہت سے مومنوں کو زندہ کھودتے ہوئے نہیں کے گڑھوں میں ڈالکر جلا دیا گیا مگر انہوں نے حق کا ساتھ نہیں چھوڑا (البدایۃ والنھایۃ جلد دوم ص ۱۵۵)

قریش کی ایک کمیٹی قریش نے جب دیکھا کہ ہمارے مظالم بجائے اسلام سے باز رکھنے کے مسلمانوں کی تعداد برابر بڑھاتے ہی چلے جاتے ہیں۔ تو دار الندوہ میں جو ان کا کونسل ہال تھا جمع ہو کر ایک کمیٹی کی جسکا صدر ابولہب تھا اور بالآخر سبھوں نے مت نئے الزام تراشنے کی کوشش کی مگر ممبروں نے باہمی اسکی مخالفت کی بالآخر سب سے معزز ممبر ولید بن مغیرہ نے جو ان میں سب سے معمر اور تجربہ کار تھا اس میٹنگ کو یہ کہکر ختم ہو جانے پر مجبور کر دیا کہ سچ پوچھو تو حق یہ ہیں ہم کوئی عیب اور اسپر کوئی الزام تراشی نہیں کر سکتے ہیں حقیقت میں ان کے کلام میں وہ تاثیر ہے اور وہ تاثیر ہے کہ جس سے دل پر خاص اثر ہوتا ہے حتی کہ شوہر اور بیوی اور باپ اور بیٹے اور بھائی بھائی میں تفرقہ پڑ جاتا ہے (شفا قاضی عیاض ص ۱۲۹) کفار اسلام اور مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہتے تھے مگر مسلمان تو اسکے بہر صورت عاشق تھے

شہادت ہی جہاد فی سبیل اللہ کی صورت ہے،
برائے فتح صبر و استقامت کی ضرورت ہے،
مسلماں کا حصول مال و زر کیا ہے شہادت ہے،
مسلماں کے لئے فتح و ظفر کیا ہے شہادت ہے،

چھٹا باب ہجرت حبشہ تا ہجرت نبوی

اگرچہ کفار کے دل بے قصور مسلمانوں پر مظالم کرتے شرماتے تھے مگر نفس تھا کہ برابر ظلم پر ظلم اور ستم پر ستم کراتا ہی چلا جاتا تھا حضور یہ دلخراش منظر دیکھتے اور تسلی و تشفی دیتے اور فرماتے کہ خدا انکو استقامت کی توفیق عطا کرے خدا کی طرف سے امتحان ہوا کرتا ہے۔ تاہم مجھ سے تمہاری یہ مصیبت دیکھی نہیں جاتی اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم سے جو جو اشخاص اس مصائب و تکالیف سے نجات حاصل کرنے اور ایمان و جان کی حفاظت کے لئے ملک حبش (عیسائی بادشاہ) کے ملک میں جانا چاہیں انکو میری طرف سے اجازت ہے۔ بلکہ میں تمکو مشورہ دیتا ہوں کہ تم خدا کا نام لیکر یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ اشارہ پاتے ہی اکثر مومنین و مومنات آمادہ سفر ہوگئے۔ کئی قبائل کے

اشخاص نے جو کفار قریش کے مسلسل عذاب سے تنگ آگئے تھے اور اپنے مکانات اور جائداد تج کر کے کمر باندھی قافلہ تیار ہوا مگر چھوٹا سا جس میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں جن میں سے ایک سیدہ۔ رقیہ بنت نبی صلعم زوجہ عثمانؓ بھی تھیں حضرت عثمان بن عفان سالار قافلہ تھے حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کیلئے بیوی ہجرت اختیار کی (مسند احمد حنبل جلد اول ص ۱۱۵) یہ خدا پرستوں کا مختصر قافلہ رات کی تاریکی میں باہر نکلا۔ اور سفر کرتا ہوا بندرگاہ جدہ پہنچا وہاں سے جہاز میں سوار ہو کر حبش کو روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۵ نبوی (۶۱۵ء) کا ہے۔ (زاد المعاد جلد اول ص ۲۴) مکہ چھوڑنے اور حبش ہجرت کرنے سے مومنین اسلام کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ قریش کے مظالم سے دین کو بچائیں اور یہاں سے نکل کر اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت آزادی سے کریں۔

دوسرا قافلہ مومنین کی ہجرت کی کفار قریش کو اطلاع ہوئی تو وہ سانپ کی طرح پیچ و تاب میں آگئے یہ ابھی اسی خیال میں تھے کہ مومنین اسلام کا ایک اور قافلہ حبش جانے کیلئے تیار ہوا۔ یہ پہلے سے بڑا تھا چنانچہ یہ تراسی مردوں اور اٹھارہ عورتوں پر مشتمل تھا۔ اسکے سالار قافلہ جعفر طیار حضرت رسول کریم صلعم کے چچا زاد بھائی تھے اس قافلہ کی روانگی کی اطلاع قریش کو تھوڑی دیر بعد ہوئی چنانچہ عمرو بن العاص ان کے پیچھے دوڑے۔ جدہ تک تعاقب کیا لیکن مسلمان مہاجرین اس سے قبل کشتیوں میں بیٹھ کر بندرگاہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ آخر ایک وفد عمرو بن العاص کی زیر قیادت شاہ حبش کے پاس پہنچا اور مسلمانوں کو یہ کہکر طلب کیا کہ یہ ہمارے مفرور غلام ہیں۔ ان کو ہمیں دے دیجئے۔

مسلمان حبش میں سفیران قریش کا خیال تھا کہ بادشاہ ان کی بات اندھا دھند مان لیگا لیکن انصاف پسند اور دانشمند حکمران کی شان سے یہ امر بعید تھا چنانچہ شاہ نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا اور جو کچھ سفیران قریش نے بیانات دیے تھے انہیں سنائے اس کے جواب میں جعفرؓ نے ایک معنی خیز تقریر کی جو یہ ہے۔

دربار حبش میں مبلغ اسلام کی تقریر اے بادشاہ ہمارا واقعہ سننے کے قابل ہے۔ ہم کسی کے غلام نہیں ہم بالکل آزاد ہیں۔ اب سے چند روز پیشتر تمام عرب جہالت و گمراہی کے تاریک غار میں پڑا ہوا تھا کوئی قانون و قاعدہ نہ تھا ہم بتوں و بھوتوں اور دیگر مخلوق چیزوں کو پوجتے۔ مردار کھاتے۔ نجاست میں آلودہ رہتے بیہودہ بکا کرتے تھے ہمسایہ کی رعایت مہمان نوازی اور دیگر صفات انسانی ہم میں سے مفقود ہو گئی تھیں ایسے حالات میں خدا تعالیٰ نے ہم میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کیا جس کے حسب نسب صداقت دیانت اور

پاکیزگی و تقویٰ کی سے ہم پہلے ہی سے واقف تھے اس پر خدائے تعالیٰ نے اپنی مرضی کا اظہار کیا اس نے ہمیں توحید کی دعوت دی اور فہمائش کی کہ ہم صرف خدائے واحد و قادر کی پرستش کریں کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں اس نے ہمیں پتھروں۔ درختوں اور بے جان چیزوں کی پوجا سے روکا۔ اس نے ہمیں تعلیم دی کہ سچ بولو دیانت و امانت اختیار کرو خیانت و زنا سے بچو انسانوں کی ہمدردی اور ہمسایہ کی خدمت کرو۔ عورتوں کے گھر درست رکھو۔ انکی عصمت و عفت کی حفاظت کرو۔ وعدہ پورا کیا کرو انسانوں پر رحم کیا کرو ہر قسم کے گناہ سے دور رہو۔ ہر برائی سے بچو۔ یتیموں اور بیکسوں کی امداد کرو ان کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ اور خدا کی عبادت کیا کرو۔ نماز پڑھو۔ روزے رکھو۔ خیرات کرو۔ اے بادشاہ یہ اس بزرگ رسول کی تعلیم کا خلاصہ ہے ہم لوگ ایمان لائے۔ اور اسے قبول کیا لیکن اس پر ہماری قوم بگڑ گئی جہاں تک ہو سکا اس نے ہمیں ستایا ہم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کیے مقصد اس کا یہ تھا کہ ہم توحید اور نیکی کو چھوڑ دیں اور پھر بدستور لکڑی اور پتھروں کی پرستش کرنے لگیں جب ہم اپنے ملک والوں کے ظلم و ستم برداشت نہ کر سکے تو ہم نے اپنے وطن کو خیرباد کہکر آپکے ملک میں پناہ لی لیکن حق و راستی اور خدا کے دشمنوں نے یہاں بھی ہمارا پیچھا کیا اور اس واپس طلبی سے انکا مقصد سوائے اسکے کچھ نہیں ہے کہ ہم پر اور مظالم توڑے جائیں لیکن ہمکو عدل اور انصاف پر بھروسہ ہے جس کے سہارے ہم یہاں تک آئے ہیں۔ اسلئے ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری ہمدردی کرینگے اور ہم پر مزید مظالم نہ ہونے دیں گے۔ اس پر زور اور پر تاثیر تقریر کا شاہ نجاشی کے دل پر غیر معمولی اثر ہوا اس نے دل میں کہا۔ یہ لوگ فی الحقیقت مظلوم اور قریش ظالم ہیں اسکے ساتھ ہی اسے اسلام کے متعلق دیگر معلومات حاصل کرنے کا اشتیاق ہوا چنانچہ اسنے حضرت جعفرؓ سے کہا کہ مجھے خدا کے کلام میں سے کچھ سناؤ جو تمہارے رسول اکرمؐ پر اترا ہے یہ سنکر جعفرؓ نے سورۂ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں جنکا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔ اور کتاب میں مریم کو یاد کر جب وہ اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں الگ ہو بیٹھی پھر ان کی طرف سے ایک پردہ ڈال دیا پھر ہم نے اسکے پاس اپنا فرشتہ بھیجا جو پورا انسان بنکر اسکے سامنے آیا۔ مریم نے کہا کہ میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو پرہیزگار ہے تو (یہاں سے ہٹ جا) کہا میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں وہ بولی میرے لڑکا کیونکر ہوگا؟ کیونکہ کسی آدمی نے مجھے چھوا تک نہیں اور میں ہرگز بدکار نہیں۔ بولا یونہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ کام مجھپر آسان ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس لڑکے کو آدمیوں کے لئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت

بنائیں اور اس کی پیدائش کا معاملہ ازل سے مقدر ہے۔ پھر حضرت مریم نے اس لڑکے کو پیٹ میں لیا۔ پھر اسے لیکر کسی دور کے مکان میں کنارے ہو بیٹھیں۔ پھر درد زہ اسے ایک کھجور کی جڑ کے پاس لے آیا۔ بولی کاش کہ میں اس سے پہلے مر چکی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ پھر اسکے نیچے سے اسکو آواز دی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک پانی کا چشمہ جاری کیا ہے اور تو اپنی طرف سے کھجور کا تنہ ہلا تجھ پر پکی کھجوریں گریں گی تو کھا پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہنا کہ میں نے خدا کے لئے روزہ کی منت مانی ہے سو آج میں ہرگز کسی آدمی سے نہ بولوں گی پھر مریم لڑکے کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں لائی۔ وہ بولے اے مریم تو نے بہت بد حرکت کی ہے اے ہارون کی بہن تیرا باپ بد آدمی نہ تھا تیری ماں بھی بدکار نہ تھی۔ اس پر مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے ہم اس سے جو گہوارے میں بچہ ہے کیونکر کلام کریں بچہ بولا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے اور مجھے مبارک کیا جہاں کہیں ہوں۔۔۔ الخ" (سورہ مریم) ان آیات کو شاہ نجاشی نے نہایت غور کے ساتھ سنا اور اس کے دل میں وجدانی کیفیت طاری ہوگئی خصوصاً جب اس مقام پر پہنچے

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا الخ (اے مریم کھا پی۔ اور آنکھ ٹھنڈی رکھ)

تو بادشاہ کا دل بھر آیا۔ اسکی آنکھوں سے چشمہ بہہ نکلا۔ صداقت مآب کلام نے اس کے قلب پر کامل قبضہ کر لیا۔ اور وہ اسلام کی صداقت سے مغلوب ہو گیا۔ چنانچہ اس کی زبان سے بے اختیارانہ نکلا۔

"واللہ یہ اسی نور کی شعاع ہیں۔ جسکا جلوہ موسیٰؑ نے دیکھا تھا۔ اور حضرت محمدؐ وہی رسول ہیں جنکی خبر یسوع مسیحؑ نے دی تھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسولؐ کا زمانہ ملا (ابن ہشام ص ۱۱۶)

سفیر قریش کا دربار سے نکالا جانا بادشاہ نے کفار قریش کے سفیروں کو برا بھلا کہہ کر دربار سے نکلوا دیا۔ اور مسلمانوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دی چنانچہ مسلمان یہاں امن و امان سے رہنے سہنے لگے شاہ نجاشی کو مذہب اسلام سے ایک گونہ دلچسپی ہوگئی تھی وہ بار بار جعفرؓ کو اپنے دربار میں طلب کر کے قرآن کریم سنتا اور مطالب پر غور کرتا تھا کبھی دین عیسوی اور اسلام کا مقابلہ کرتا۔ کبھی مسیحؑ کی بابت سوال کرتا جعفرؓ جواب دیتے کہ وہ خدا کے

رسول تھے آخر وہ مبارک دن آیا کہ شاہ حبش نے اسلام کے سامنے گردن ڈال دی اور کہا کہ کاروبار سلطنت سے معذور ہوں ورنہ آستانہ مبارک پر حاضری کی سعادت ضرور حاصل کرتا۔ اسوقت کون سی تلوار تھی جس نے اسکو اسلام لانے پر

راستی کی تیغ تھی جو تھی مسلمانوں کے پاس
خنجر آہن نہ تھا وہ خنجر اخلاق تھا

حبشہ جانے والے مسلمان تو بیشک گوشہ اطمینان ہو گئے تھے لیکن مکہ کے حالات اور زیادہ نازک ہو گئے تھے۔

طمع کا سبز باغ رسول اکرمؐ کے ستانے میں قریش نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن پیغمبروں کے کام میں خدا کا ہاتھ ہوا کرتا ہے ان کا استقلال معمولی انسانوں سے بہت اعلیٰ ہوتا ہے اسلئے نہ کفار کی شرارت کچھ کر سکتی نہ ان کی ایذا رسانی اور نہ لالچ چنانچہ حضرت رسول اکرمؐ برابر تبلیغ میں مصروف پائے گئے۔ اب قریش کو پھر لالچ کی سوجھی چنانچہ کئی روز تک کمیٹیاں ہوتی رہیں آخر مکہ کا مشہور سالار عتبہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت سی باتیں بنا بنا کر سبز باغ دکھائے مگر آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں سورہ (حم) کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔

حٰمٓ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا
لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ
أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ وَقَالُوا
قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا
إِلَيْهِ الخ

یہ خدائے رحیم کی جانب سے نازل ہوا ہے یہ برابر پڑھی جانے والی کتاب ہے عربی زبان میں سمجھدار لوگوں کے لئے اس میں سب باتیں کھلی کھلی درج ہیں جو لوگ خدا کا حکم مانتے ہیں ان کے لئے بشارت اور منکرین کے لئے تہدید ہے تاہم بہت لوگوں نے اس سے منہ موڑ لیا ہے وہ اسے سنتے ہی نہیں

اور کہتے ہیں کہ اس کا ہمارے دل پر کوئی اثر نہیں۔ اور ہمارے کان اس کے سننے کو نہیں اور ہم میں اور تم میں ایک طرح کا پردہ پڑا ہے تم اپنی تدبیر کرو ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔ (سورہ حم رکوع ۱)

عتبہ پر قرآن کریم کا اثر تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ان آیات کے سننے سے عتبہ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی وہ یہ کلام گردن جھکائے خاموش سنتا رہا۔ اور آخر کار چپ چاپ اٹھا چلا گیا اور جب قریش کے پاس واپس پہنچا تو انہوں نے دریافت کیا کہو کیا کر آئے عتبہ نے صاف کہا میں "واللہ ایسا کلام سنکر آیا ہوں جو نہ کہاوت ہے نہ شعر نہ جادو۔ اب تم میرا کہنا مانو اور ان کو (آنحضرتؐ کو) کچھ نہ کہو اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ ہمارے

ہمارے لئے بس یہی بہتر ہے اور یہی آخری تدبیر ہے۔ پس قریش چلا اٹھے واہ عتبہ پر بھی محمد (صلعم) کی زبان کا جادو چل گیا۔

کفر کی انتہا پھر کفار نے باہم مشورہ کیا اور قرار پایا کہ محمدؐ کو قوم کے سامنے فہمائش کرنا چاہیئے (ابن ہشام جلد اول صفحہ)

چنانچہ قوم نے کہا اگر آپ نبی ہیں تو مکہ کے پہاڑ ہٹا دیجئے یا نہریں جاری کرا دیجئے یا مسنے کا اپنا مکان ہی بنوا لیجئے یا کوئی فرشتہ ساتھ لائیے جو آپکی تصدیق کیا کرے یا کم از کم پھر یہی کیجئے کہ ہم پر عذاب کا ایک ٹکڑا ہی آسمان سے گروا دیجئے آنحضرتؐ نے جواباً فرمایا یہ سب خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے" قریش کے مجمع میں سے ایک شخص بولا محمدؐ یہ تو کہو کہ کیا خدا نے تمہیں بتا یا تھا۔ کہ ہم تم سے فلاں فلاں سوال کرینگے اور تم اسکا جواب اسطرح دینا خدا نے یقیناً تمہیں یہ بات نہیں بتائی پھر تم رسول کسطرح ہو؟ تمہاری حقیقت صرف اسقدر معلوم ہوتی ہے جو ہم نے سنی ہے کہ یمامہ کا ایک شخص جس کا نام رحمٰن ہے تمہیں یہ تمام باتیں سکھاتا اور تمہاری سرپرستی کرتا رہتا ہے پس ہم رحمٰن پر کبھی نہیں ایمان لائینگے۔ محمدؐ دیکھو آج ہم نے اپنے تمام عذر پیش کر دیے ہیں۔ اب ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تجھے ہرگز اس تعلیم کی اشاعت نہیں کرنے دیں گے اسوقت تک کہ جب تک ہم نہ مرجائیں یا تو۔ اس مجمع میں ایک اور شخص بول اٹھا۔ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ جو خدا کی بیٹیاں ہیں۔ علی ہذا دوسرا بولا جس کا نام عبداللہ بن امیہ تھا

عبداللہ بن امیہ محمدؐ ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ خدا اور اس کے فرشتے ہمارے سامنے نہ آجائیں؛

اب گویا گفتگو ختم ہو گئی تھی حضرت رسول اکرمؐ چلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے مگر اس سے قبل عبداللہ بن ابو امیہ نے کھڑے ہو کر آنحضرتؐ سے خطاب کیا۔ محمدؐ! قوم نے اپنے لیے چند چیزوں کا سوال کیا اور تو پورا نہ کر سکا پھر قوم نے کہا کہ اگر تو اپنے واسطے ہی کچھ چیزیں طلب کرے تو ہم ایمان لا سکتے ہیں تو اس سے بھی عاجز رہا۔ پھر قریش نے اپنے لئے تھوڑا سا عذاب بطور نشان طلب کیا۔ جس سے تو ڈرایا کرتا ہے لیکن تو نے اس سے بھی انکار کیا۔ پس اب میں بھی تیری تعلیم قبول نہیں کرونگا۔ ہاں میں اسوقت بھی تمہاری رسالت پر ایمان نہ لاؤنگا۔ اگر تم زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاؤ اور چار فرشتے وہاں سے اپنے ساتھ لاؤ۔ کہ وہ تیری شہادت دیں یہ عبداللہ آنحضرتؐ کے پھوپھی زاد بھائی (ابن عاتکہ بنت عبدالمطلب) تھے اور فرشتوں کی تصدیق کرنے پر بھی ایمان لانے کو تیار نہ تھے لیکن وہ بالآخر فتح مکہ سے قبل کسطرح صداقت اسلام سے شرفیاب ہوئے۔ اسکی تفصیل آئندہ آئے گی یہ تمام واقعات قرآن پاک میں اشارۃً مذکور ہیں نیز سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ میں تفصیلات مذکور ہیں۔

حضرت حمزہؓ کا ایمان لانا ایک روز جناب سرورِ کائنات کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے۔ اسی اثنا میں ابوجہل
بھی وہاں آ پہنچا اور رسول کریمؐ کو صلواتیں سنانے لگا مگر رسول خدا خاموش اور ساکت رہے۔ لیکن اس کمبخت پر
اس تحمل و صبر کا کیا اثر ہوتا تھا۔ اسکی دلیری اور بڑھ گئی چنانچہ اس شقی نے ایک پتھر اٹھا کر جناب کے مقدس سر پر
پھینکا سر میں زخم ہو گیا اور سر مبارک سے خون بہنے لگا۔ اس واقعہ کی اطلاع جناب حمزہؓ کو ہوئی جو آنحضرتؐ کے چچا
تھے اگرچہ آپ ہنوز مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے تاہم جوش قرابت سے بے چین ہو گئے اور ابوجہل کے سر پر کمان
کھینچ ماری کہ اس کا سر زخمی ہو گیا جب آنحضرتؐ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا عزیز بھتیجے! تم یہ سنکر خوش
ہو گے کہ میں نے تمہارا انتقام لے لیا۔ اور کمان سے اس کا سر پھوڑ دیا اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔
اگر آپ ایمان لے آئیں تو میں پھولا نہ سماؤں گا اس کلام معجز نظام کا جناب حمزہؓ کے قلب پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ
فوراً ایمان لے آئے اور بآواز بلند کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
یہ واقعہ سنہ ۶ نبوی کا ہے (اسد الغابہ جلد اول ص۲۹۹) اس واقعہ کے چند روز بعد جناب عمر فاروقؓ جو نہایت
دلیر اور سخت مزاج انسان تھے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت عمرؓ کا اسلام لانا ابوجہل ایک دن عمرؓ کو خانہ کعبہ میں لے گیا اور ہبل بت کے سامنے ایفائے وعدہ کی
قسم کھائی، علیٰ ہذا عمر نے بھی بت کے سامنے حلف اٹھایا کہ میں محمدؐ کو ضرور قتل کروں گا۔ اور اس سے پہلے چین سے
نہ بیٹھوں گا لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ اور تقدیر علیحدہ کھڑی ہنس رہی تھی عمر اپنے گھر پہنچے بدن پر ہتھیار سجائے
رسولؐ کے قتل پر کمر باندھی اور حضرت کے مکان کی جانب چل دیئے تیور بگڑے ہوئے ماتھے پر بل پڑے ہوئے
تھے۔ راستہ میں ابونعیم ثقفی ملے جو در پردہ اسلام لا چکے تھے انہوں نے کہا خیر تو ہے کہاں کا عزم ہے عمرؓ نے کہا کہ
اس دشمن دین (محمدؐ) کے قتل کو چلا ہوں اس شخص نے مسکرا کر کہا بہت خوب مبارک ہو مگر آپ کو کچھ اپنے گھر
کی بھی خبر ہے۔ آپ کے بہن بہنوئی سعید بھی تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ فقرے عمرؓ کے جگر پر تیر کی طرح لگے۔ راستہ کاٹ کر
بہن کے گھر پہنچے تلوار کھٹکھٹا کے آواز دی۔ بہن نے دل میں کہا اب خیر نہیں! بہنوئی بھی سہم گئے۔ حضرت
جناب صحابی ان لوگوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے — انکو ایک گوشہ میں چھپا دیا گیا بہن نے دروازہ کھولا
بھائی کو دیکھ کر ہوش و حواس جاتے رہے عمرؓ نے کہا نہ مانا بہن بہنوئی کو زد و کوب کرنا شروع کیا اسی اثنا میں

ان کی بہن نے کہا بھائی جان ذرا صبر کیجئے اور ہم سے وہ چیز سن لیجیے جسے سنکر ہم ایمان لائے ہیں۔ اسکے بعد اگر تمہارا دل چاہے تو ہمیں مار ڈالنا۔ عمرؓ نے کچھ تامل کے بعد کہا اچھا وہ چیز مجھے بھی سناؤ۔ اب حضرت خبابؓ گوشہ سے نکال کر لائے گئے اور انہوں نے سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی جنکا ترجمہ حسب ذیل ہے:

طٰہٰ قرآن ہم نے تجھ پر اسلئے نہیں نازل کیا کہ تو محنت میں پڑے بلکہ نصیحت ڈرنے والوں کے واسطے (یہ) اسکا اتارا ہوا ہے جس نے زمین پیدا کی اور بلند آسمان وہ رحمٰن قائم ہے عرش پر اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان میں اور جو کچھ زمین میں ہے نیز جو کچھ ان کے درمیان اور تحت الثریٰ میں ہے اور اگر تو کہے کچھ چلا کر تو اسکو خبر ہے نیز مخفی و پوشیدہ کی بھی اللہ وہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی درست نہیں۔ اسکا نام پاک ہے کیا تجھکو موسیٰؑ کی بات نہیں پہنچی جب اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے اب شاید ایک آگ لے آؤں تمہارے پاس انمیں سے آگ سلگا کر یا پاؤں اس آگ کے ذریعہ راستہ کا پتہ۔۔۔ عمرؓ بغور کلام پاک سنتے رہے۔ عبارت جوں جوں آگے بڑھتے تھے عمرؓ میں تبدیلی دیکھی جاتی تھی۔ بشرے سے نرم دلی اور انکسار ظاہر ہو رہی تھی حتیٰ کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ وہ کوشش کرتے تھے مغلوب نہ ہوں لیکن خدا کی طاقت سے انسان کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اب وہ پہلے بہادر عمرؓ نہیں تھے بلکہ ایک رقیق القلب اور کمزور انسان تھے بے اختیار انکی زبان سے نکلا خدا کی قسم یہ انسان کا کلام نہیں۔ اب عمرؓ نے خبابؓ سے کہا کہ مجھے حضرتؐ کی خدمت میں لے چلو چنانچہ دونوں ارقم کے مکان کی جانب روانہ ہوئے۔ ان دنوں حضرت رسول کریمؐ اور مسلمین و مومنات ارقم کے مکان پر جو ایک مخلص خادم مومن تھے۔ تشریف رکھتے تھے۔ یہ مکان کسیقدر وسیع تھا اسلئے مکہ کے تمام مسلمان یہیں قرآن کریم پڑھا کرتے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ابوجہل وغیرہ اشرار نے تلاوت کا جو انعام مقرر کیا تھا نیز دیگر شرارتوں کی انہیں اطلاع تھی اور یہ لوگ آئندہ پیش آنے والے واقعات سے کسیقدر خائف تھے لیکن مایوس نہ تھے بلکہ اس مایوس ترین حالات میں بھی خدا کی امداد کے امیدوار اور منتظر تھے کیونکہ قرآن کریم میں انہوں نے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھا تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ سچا مسلمان کسی وقت بھی نا امید نہیں ہو جاتا بلکہ عالم عقبیٰ کی جزا کا امیدوار رہتا اور دنیا سے ہشاش بشاش رخصت ہوتا ہے البتہ کفار جنکی امیدیں صرف اسی زندگی تک محدود ہوتی ہیں۔ مرتے وقت بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔

عمرؓ ارقم کے مکان پر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت رسول اکرمؐ اٹھے اور اپنے صحابہؓ ارشاد کیا عمرؓ! آخر تم کب

تم سا ہم سے دور دور رہو گے اور کب تک ہماری مخالفت کیا کرو گے۔ آپ حضرت نے انکی حالت کو دیکھا تو گویا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا گلے میں تلوار پڑی ہوئی تھی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ بہادر جو ابھی ابھی بدن پر ہتھیار سجا کر نکلا تھا گویا خود کسی غیر معلوم قوت سے مغلوب ہو گیا تھا عمر نے با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا۔ حضرت رسول خدا نے خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ آج میری دلی تمنا پوری ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے میری دعا قبول کی تمام مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ فضا تکبیر الٰہی سے بھر گئی حضور صلعم نے شفقت سے انہیں سینہ سے لگا لیا جیسے کو یا مدت کے بچھڑے ماں جائے بھائی آپس میں مل رہے تھے (سفر السعادت صفحہ ۵۲۲) جو لوگ یہ کہنے کے عادی ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا وہ اس واقعہ پر غور کریں۔ کہ یہاں کون سی تلوار کار فرما تھی۔

<u>مسلمانوں پر اثر</u> حمزہؓ اور عمرؓ کے اسلام لانے کی خبر بجلی کی رفتار سے مکہ کی تمام آبادی میں پھیل گئی اور یہ سنکر کفار قریش کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں لیکن مومنین اسلام کو ان دلونوں بہادروں کے داخل اسلام ہونے سے بڑی تقویت اور مسرت ہوئی ان کی جان رفتہ قالب میں آگئی ان کی حالت میں ایک نمایاں فرق ہو گیا چنانچہ اس سے پیشتر وہ بند مکانات کے اندر یا پہاڑوں کی گھاٹیوں میں اپنا مذہبی شعار ادا کیا کرتے تھے لیکن اب لوگوں نے آزادانہ ہر جگہ اور خانہ کعبہ میں نماز پڑھنی شروع کر دی چنانچہ اس دن کے بعد مومنین اسلام کی جماعت نماز صحن بیت اللہ میں دیکھی گئی۔ اور اذان کی آواز سنی گئی۔ (تاریخ ابن اثیر کامل صفحہ ۵۱۷)

<u>حضور صلعم اور مسلمانوں کا بائیکاٹ</u> مسلمانوں کی یہ قوت دیکھکر قریش جل بھن کر خاک ہی تو ہو گئے چنانچہ گولیا نے باہم ایک معاہدہ تحریر کیا کہ اہالیان مکہ محمدؐ قبیلہ بنی ہاشم اور تمام مسلمانوں سے رشتہ ناطہ اور داد و ستد بند کر دیں ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہ کریں جب یہ معاہدہ مکمل ہو گیا اور اکثر قبائل عرب نے اس پر دستخط کر دیئے تو وہ بغرض اعلان خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا گیا۔ اس زمانہ میں اعلان عام کا یہی طریقہ تھا۔ یہ محاصرہ ماہ محرم سے نبوت میں شروع ہوا وہ بازار سے کوئی چیز نہیں خرید سکتے تھے (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۲۹۹) مسلمان تو خیر تمام قبیلہ بنی ہاشم بھی جو ہنوز مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اسی مصیبت میں مبتلا تھا اس کا کفار قریش کے نقطہ خیال سے قصور تھا کہ وہ قرابت داری اور جوش خون کے لحاظ سے آنحضرت صلعم کی طرفداری کیوں کرتا ہے قریش کا خیال تھا کہ اگر بنی ہاشم محمد (صلعم) کی حمایت سے گریز کریں تو اسے جلد ٹھکانے لگا سکتے ہیں اسی لئے بنی ہاشم مصائب میں مبتلا

کئے گئے تھے۔ ان کے معصوم بچے شدت بھوک پیاس سے اسقدر چلاتے تھے کہ انکا شور و غل گھاٹی کے باہر سنائی دیتا تھا۔ (زاد المعاد صفحہ ۲۹۹) اور کفار اس سے خوش ہوتے تھے اسی زمانہ کا واقعہ حضرت سعدؓ فاتح ایران بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ درخت کے پتے اور چھال کھانے کے لیے مجبور تھے جب وہ بھی ختم ہو گئے تو مجھکو چمڑے کا ٹکڑا ملا میں نے دھو کر اور آگ پر بھون کر کھا لیا ان غیر فطری غذاؤں سے ہمارے منہ پک گئے تھے (تہذیب الاسماء جلد اول صفحہ ۹۱) کامل تین سال تک نبی صلعم اور بنی ہاشم گھاٹی میں محصور رہے۔ باقی مسلمان بھی اپنے اپنے مکانوں میں گویا نظر بند تھے آنحضرتؐ ایام حج میں جب قریش بھی جنگ و جدال حرام سمجھتے تھے۔ گھاٹی سے باہر تشریف لاتے اور وعظ فرمایا کرتے تھے مگر ابولہب صبح سے شام تک آنحضرتؐ کے ساتھ رہتا اور جب وہ کہیں کھڑے ہو کر وعظ فرماتے تو کہتا لوگو! اسکی بات نہ سننا یہ دیوانہ ہے جو اسکی بات سنے گا وہ تباہ ہو جائے گا۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۸۲ ج۲)

محاصرہ اٹھایا جاتا ہے جب تین سال پورے ہو گئے اور قریش نے پیغمبر اسلام اور مسلمانوں میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھی اور وہ صابر و شاکر اور اپنے مذہب پر مستحکم پائے گئے اور دروازہ کعبہ پر آویزاں معاہدہ کو بھی دیمک چاٹ گئی تو چند لوگوں کے دلوں میں خدا نے رحم ڈالا اور وہ جذبہ ہمدردی سے مغلوب ہو گئے۔ ان لوگوں نے معاہدہ کرنے والے قبیلوں کو غیرت دلائی کہ اپنے بھائیوں کی اور یگانوں پر ایسا ظلم تو انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ قریش کا بھی دل نرم ہو گیا انہیں غیرت آئی چنانچہ مذکورہ بالا بندش کھول دی گئی اور بنی ہاشم اور مسلمانوں کو مکہ کی آبادی میں آنے اور خرید و فروخت کی اجازت مل گئی باوجود اس کے قریش نے اس بات کا سخت انتظام کیا کہ کوئی شخص حضرت رسول کریمؐ کا وعظ نہ سننے پائے ایک روز حضرتؐ بیت اللہ میں تشریف لائے جہاں کئی سرداران قریش بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل نے حضورؐ کو دیکھ کر از راہ تمسخر کہا اے بنی عبد مناف دیکھو تمہارا پیغمبر کھڑا ہے۔ یہ سنکر عتبہ بن ربیعہ نے کہا الا ما شاء اللہ ہم انکار تھوڑا ہی کر سکتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی نبی یا فرشتہ بن بیٹھے۔ حضرت رسول کریمؐ ان لوگوں کے قریب تشریف لائے اور آپ نے اول عتبہ سے خطاب کیا فرمایا۔ اے عتبہ! تم نے خدا اور رسول کی کبھی حمایت نہیں کی تم ضد اور تعصب پر اڑے ہوئے ہو اسکے بعد حضرت رسول کریمؐ ابوجہل سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا تیرے لئے وہ وقت قریب آرہا ہے کہ تھوڑا ہنسے اور زیادہ روئے اور قریش سے فرمایا کہ تم سب کے لئے وہ وقت آرہا ہے کہ تم اسوقت جس دین سے انکار کر رہے ہو۔ بالآخر اسمیں داخل ہو جاؤ گے۔"

ان واقعات سے اندازہ کیجیے کہ حضورؐ کو تبلیغ میں کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرنا پڑی تھیں!!

ابوطالب کی وفات انہیں ایام میں یعنی آغاز ۱۰ نبوت میں بزرگ ابوطالب نے وفات پائی۔

بی بی خدیجہ کا انتقال ابوطالب کی وفات سے تین روز بعد حضرت رسول کریمؐ کی عزیز اور ہمدرد بی بی خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے بھی سفر آخرت پر کمر باندھی ان واقعات نے آنحضرتؐ کے قلب پر خاص اثر کیا اور پیہم الم واقعات کی بنا پر اس سال کا نام عام الحزن یعنی رنج کا سال پڑ گیا (کامل ابن اثیر ص ۲۶)

معراج نبوی اور شق صدر سنہ ۱۲ نبوی میں حضرت رسول اکرمؐ کو معراج ہوئی جو حضور اکرمؐ کی زندگی کا ایک خاص اور اہم واقعہ ہے قرآن کریم میں معراج کا ذکر حسب ذیل آیات میں آیا ہے:۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ؕ

پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے بندہ کو رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا برکت دی اس کے دور کو ہم نے تاکہ دکھلا دیں کچھ اپنی قدرت کی نشانیاں اور بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا

واقعہ معراج اکثر روایات کے مطابق ۲۷ رجب سنہ ۱۲ نبوی میں آپ کو معراج ہوئی جبکہ سن شریف اکاون سال کا تھا یعنی حق تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ جنت اور دوزخ کے مناظر آپؐ بچشم خود معائنہ فرمائیں اور آسمانی بادشاہی کی نعمت لازوال کی شہادت یعنی شاہد کی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش فرمائیں اور بارگاہ احکم الحاکمین میں وہ تقرب اور درجہ پائیں جو کسی نبی کو حاصل نہ ہو سکا تھا اور پھر رب العالمین خالق مکان و مکین خود براہ راست چند احکام ارشاد فرمائیں اور وہ سب کچھ ارشاد فرمائیں اور سمجھا دیں اور بتا دیں جس کا تصور کسی سمجھ اور کسی دماغ اور کسی عقل اور کسی دل میں نہ سما سکے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی آپؐ حضرت ام ہانی کے یہاں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل تشریف لائے آپ کو حق تعالیٰ کا حکم پہنچایا پھر خانہ کعبہ کے پاس لا کر آب زمزم سے سینہ مبارک دھویا اور اس میں نور و حکمت بھر کر خدائے تعالیٰ تک پہنچنے اور آسمانی سیر کی پوری قوت حاصل ہو گئی پھر براق پر سوار کرا کر بیت المقدس لائے یہاں آپؐ نے نبیوں کی امامت فرمائی پھر کچھ دیر بعد آپ کو ساتھ لیکر

آسمانوں کی سیر کرائی گئی جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا پھر حق تعالیٰ شانہٗ کی خدمت میں حاضری ہوئی اور تیر و کمان کی نزدیکی سے بھی نزدیک تر ہوگئے یہاں آپؐ نے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ کے ذریعے سے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی اللہ پاک نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فرمایا یعنی اے نبی تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت و برکت نازل ہو آپؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ آخر تک فرمایا ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر پھر اللہ پاک نے آپؐ کی امت کے لئے تین تحفے عطا فرمائے (۱) نماز پنجگانہ (۲) سورہ بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تک (۳) اور یہ کہ جس کا خاتمہ شرک پر نہ ہوگا اسکی مغفرت کا وعدہ پھر حضورؐ اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے دروازہ کی کنڈی ہل رہی تھی اور بستر گرم تھا جب اس واقعہ کی خبر آپؐ نے لوگوں کو سنائی تو لوگوں نے سخت مذاق اڑایا اور انکار کیا حضرت ابو بکرؓ نے تصدیق فرمائی اور صدیق اکبر کے لقب سے مشہور ہوئے رضی اللہ عنہ

نماز غرضیکہ معراج کا سب سے بڑا تحفہ نماز ہے جو ہر مومن مخلص کے لئے معراج ہے الصلوٰۃ معراج المومنین حضورؐ کا ارشاد ہے نماز خدا کی یاد تنظیم قوت صحت باہمی اخلاق و سلوک و خبرگیری پابندی وقت خوف خدا اور رضائے خدا کا سب سے بڑا ذریعہ ہے قرآن پاک میں تقریباً پچاس بار اسکا ذکر آیا ہے مبارک ہیں وہ جو واقعی نمازی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے معراج کے واقعات کی توجیہہ بیان فرماتے ہوئے نماز کے بارے میں لکھا ہے اور نماز پنجگانہ کا حکم ہو اگرچہ ثواب کے لحاظ سے وہ پچاس ہیں آہستہ آہستہ خداوند کریم نے اس پچاس کی تعداد کو کم فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ نعمت بھی کامل ہو گئی اور تنگی بھی رفع ہو گئی اور اس تخفیف کو حضرت موسیٰؑ کی جانب اسواسطے منسوب کیا گیا کہ تمام انبیاء میں وہ امت کی اصلاح اور سیاست سے زیادہ واقف تھے (حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۳۷) قریش کی شرارتوں کا سلسلہ بھی جاری تھا ایک بدبخت نے ایک روز نبی کریمؐ کے سر مبارک پر کیچڑ ڈال دی۔ آنحضرتؐ اسی حالت میں مکان تشریف لائے دختر رسولؐ مضطرب ہوئی

(۱) ہر طرح کے سلام رحمتیں اور پاکیاں اللہ کے لئے ہیں

دیکھو جاتیں اور روتی جاتی تھیں حضرت نے فرمایا عزیزو تم کیوں روتی ہو۔ تمہارے باپ کا محافظ خود جناب
باری ہے (طبری جلد ۲ صفحہ ۳۲۲) اب آپ نے مکے سے باہر تبلیغ کرنے کا عزم فرمایا۔ آپ مکہ سے باہر نکلے پا پیادہ طائف کے رخ
پر چلے حضرت زید بھی آپکے ہمراہ تھے مکہ اور طائف کے درمیان جس قدر قبائل آباد تھے انہیں تبلیغ کی حتیٰ کہ طائف جا پہنچے

سفر طائف — شہر طائف مکہ کے جانب شمال ۶۰ میل کے فاصلہ پر پہاڑی کے دامن میں آباد تھا قطعہ سرسبز اور
آباد ہے آب ہوا سرد اور خوشگوار ہے یہاں کے باشندے بنی ثقیف کہلاتے تھے عبدیالیل مسعود اور حبیب تینوں
بھائی یہاں کے امیر اور لیڈر تھے حضرت رسول کریم اول انہیں کے پاس گئے اور تبلیغ فرمائی انکے جواب میں ایک بھائی نے کہا میں
بیت اللہ کے سامنے ٹھیکرا ہی داڑھی منڈوا دوں اگر خدا نے تجھے رسول بنایا ہو۔ دوسرا بولا کیا خدا کو رسول بنانے کیلئے
اور کوئی آدمی نہیں ملا کہ اسنے تجھ جیسے شخص کو جسکے پاس چڑھنے کو سواری بھی نہیں ہے پیغمبر بنایا۔ تیسرے نے درشتی اور نفرت سے
کہا میں تجھ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا اسلئے کہ اگر تو فی الحقیقت نبی ہے جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے تو یہ ایک خطرناک بات ہے کہ
میں تیرے کلام کی تردید کروں اور اگر تو نبی نہیں ہے تو ایسے شخص سے مخاطب ہونا ہی بڑی ذلت ہے اس کے جواب میں
رسول کریم نے صرف اسقدر فرمایا کہ اب میں آپ سے صرف اسقدر چاہتا ہوں کہ آپ خاموش رہیں حضرت رسول کریم وہاں
سے تشریف لے آئے اور ایک مقام پر کھڑے ہو کر وعظ کرنا شروع کیا لیکن شہر کے اوباشوں اور آوارہ لوگوں نے شور و غل
کرنا فحش کلمات بکنا تالیاں بجانا شروع کیا اور اس بات سے انہیں تسکین نہ ہوئی تو کنکر پتھر برسانے شروع کئے حتیٰ کہ آنحضرت کو
ایک مکان کے احاطہ میں پناہ لینی پڑی یہ مکان عتبہ اور شیبہ کا تھا ان لوگوں نے حضرت کی حالت کو دور سے دیکھکر از راہ خدا
ترسی اپنے غلام عداس کے ہاتھ تھوڑے سے انگور طشتری میں رکھکر بھیجے غلام نے انگور نبی کریم کے سامنے پیش کئے رسول اکرم
نے بسم اللہ کہکر انگوروں کی جانب ہاتھ بڑھایا اور کھانے شروع کئے بسم اللہ غلام کو عجیب معلوم ہوئی اور اس نے کہا کہ یہ بات
تو یہاں کے لوگ نہیں کہا کرتے۔ حضرت نے دریافت کیا کہ تم یہاں کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا کیا دین ہے غلام نے جواب دیا
نینوا کا رہنے والا ہوں اور مذہباً عیسائی ہوں۔ آنحضرت۔ پھر تو تم مرد صالح یونس بن متی کے شہر کے متوطن ہو غلام پھر بھی
مگر آپکو کیا علم کہ یونس کون تھا اور کہاں کا تھا؟ آنحضرت وہ میرا بھائی اور نبی تھا۔ اور میں بھی نبی ہوں۔ روایت ہے کہ یہ سنکر عداس
تعظیماً جھکا اور حضرت رسول کریم سے مصافحہ کیا عداس کے آقا نے دور سے اسکی حرکات دیکھی تو کہا لو یہ غلام تو ہاتھوں سے چلا
جب عداس اپنے آقاؤں کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے کہا کمبخت عداس تجھے یہ کیا ہو گیا تھا جو اس اجنبی شخص سے اسطرح

پیش آ رہا تھا۔ عداس نے کہا جناب عالی آج اس شخص سے بہتر دنیا میں کوئی اور نہیں اس نے مجھے ایسی باتیں بتائیں جو نبی کے سوا کوئی اور نہیں بتا سکتا یہ سنکر شیبہ اور عتبہ نے عداس کو خوب دھمکایا اور کہا کہ خبردار ان باتوں کا ذکر اور کسی سے نہ کرنا اور اسی بنا پر نہ چھوڑ بیٹھنا یہ تو اسکے دین سے بہتر ہے حضور آگے بڑھے اور وعظ شروع کیا مگر انکی آپ پر پتھروں کی بارش ہی بدمعاشوں نے کر ڈالی سارا جسم مبارک لہولہان ہو گیا حتی کہ حضور لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے اور گر کر بیہوش ہو گئے حضرت زید آپ کے جاں نثار رفیق آپ کو پیٹھ پر شہر سے باہر لائے آپکے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے جب حضور کے ہوش و حواس درست ہوئے تو فرمایا بصرف یہ فرمایا کیا ہوا اگر یہ لوگ اسلام نہیں لاتے۔ انشاء اللہ ان کی اولاد ضرور حسب منشا ایمان والی ہوگی! (مسلم شریف ص ۱۲۰۱)

مے بخندد بر سر تو سنگ دشمناں — چوں گل شگفتہ بود رخ جاں فزائے تو

پھر اسوقت یہ دعا مانگی جسکا ترجمہ یہ ہے۔ (اے اللہ اپنی کمزوری بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کی تجھ ہی سے فریاد کرتا ہوں تو سب سے زیادہ رحم والا ہے درماندوں اور عاجزوں کا تو ہی مالک ہے، اور میرا بھی تو ہی مالک ہے مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے کیا بیگانہ ترش رو کے یا اس دشمن کے جو کام پر قابو یافتہ ہے لیکن مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے ان کی کچھ پرواہ نہیں اسلئے تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسیع ہے میں تیری ذات کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے ساری تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دین و دنیا کے کام درست ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری ناراضامندی مجھ پر وارد ہو مجھے تیری ہی رضامندی اور خوشنودی درکار ہے اور نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق مجھے تجھ ہی سے ملتی ہے (ابن اثیر جلد اول ص ۱۶۲) حفیظ جالندھری نے اس واقعہ کو یوں نظم فرمایا ہے

غلام باوفا زید ابن حارث ڈھونڈتا ... آیا — متاع نور کو طائف سے کاندھوں پر اٹھا لایا
حد نخلہ میں آ پہونچا بحال خستہ و غمگین — وہاں چشمہ پہ لاکر زخم دھوئے پٹیاں باندھیں
کہا سرکار ان لوگوں کے حق میں بددعا کیجئے — شکایت اس جفا و جور کی پیش خدا کیجئے
فلک کو حکم دیجئے پھٹ پڑے ان کینہ کاروں پر — بجائے آب برسے آگ طائف کے پہاڑوں پر
یہ سنکر رحمۃ للعالمین نے ہنس کے فرمایا — کہ میں اس دہر میں قہر و غضب بنکر نہیں آیا
پھر اپنے ہاتھ اٹھا کر اک دعا مانگی — خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی
دعا مانگی الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے — الٰہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے
جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف انکو — بیچارے بے خبر انجان ہیں کر دے معاف ان کو

بلندی ہمتوں کو روشنی دے ان کے سینوں کو — کنارے پر لگا دے ڈوبنے والے سفینوں کو
الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر — الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

اب حضرت رسول اکرم ؐ طائف سے مکہ کی جانب واپس ہوئے مگر ابھی دروازہ شہر میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ آپ کو علم ہوا کہ کفار قریش مکہ سے جن طائف کے واقعات کی انکو اطلاع ہو چکی ہے انلوگوں نے مشورہ کیا تھا کہ اب محمد (صلعم) کو مکہ میں آنے ہی نہ دو اور اگر آجائے تو زندہ نہ چھوڑو (نعوذ باللہ) لیکن ہمارے سرکار ایک مکی سردار مطعم اور اسکے قبیلہ کی معیت میں شہر مکہ میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف فرمایا۔ حضرت رسول کریم بدستور وعظ فرماتے تھے۔ ایک روز آپ سر راہ تبلیغ فرما رہے تھے مطعم بھی قریب کھڑا تھا قریش نے حسب عادت بیہودہ بکنا شروع کیا اور ساتھ ہی مطعم کو بھی آڑے ہاتھوں لے ڈالا اور بیہودہ بکنا شروع کر دیا آنحضرت ؐ کی حمیت نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ مطعم بھی آپ کے ساتھ قریش کی ملامت کا نشانہ بنیں چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں اسکی پناہ میں نہیں ہوں میری وجہ سے کوئی اسے برا نہ کہے میرا حافظ جناب باری ہے (ابن الکمال ص ۱۴۱)

مختلف قبائل میں تبلیغ

طائف کی واپسی کے بعد حضرت رسول کریم ؐ نے مختلف قبائل میں جا جا کر تبلیغ شروع کی جو لوگ باہر سے مکہ میں آتے تھے آپ ؐ انکو بھی دعوت اسلام دیتے تھے اول آپ قبیلہ بنو کندہ میں تشریف لے گئے اس قبیلہ کے سردار کا نام ملیح تھا پھر قبیلہ بنی عبد اللہ کے ہاں گئے اور ارشاد کیا کہ تمہارے باپ کا نام عبد اللہ تھا اب تم بھی اسم بامسمی عبد اللہ بن جاؤ اسکے بعد حضور سرور کائنات ؐ قبیلہ بنو حنیفہ میں تشریف لے گئے مگر ان لوگوں نے بڑی کج خلقی دکھائی اب حضرت رسول کریم ؐ قبیلہ بنو عامر (بن صعصعہ) میں گئے اس قبیلہ کا نام بحیرہ بن فراس تھا اس شخص نے رسول کریم ؐ کا وعظ سنکر کہا اگر ہم تمہاری بات مان لیں اور آپ مخالفوں پر غالب آجائیں تو کیا وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے بعد تمہارا جانشین میں ہونگا اسکے جواب میں حضرت رسول کریم ؐ نے فرمایا یہ امر تو خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے چاہے میرے بعد مقرر کرے اس پر بحیرہ بگڑ کر بولا اچھا خوب! اسوقت قریش اور تمام عرب کی مخالفت کے نشانے تو ہم بنیں اور جب کام بن جائے تو مزہ کوئی اور اڑائے ہمیں تمہارے کام سے کوئی ہمدردی نہیں۔ (السیرۃ الحلبیہ ص ۲۰۱)

سوید بن صامت کا مسلمان ہونا

سوید بن صامت اپنی قوم میں کامل کے نام سے مشہور تھا حضرت رسول کریم ؐ نے اسے تبلیغ کی تو اسنے کہا شاید آپکے پاس وہی چیز ہے جو میرے پاس ہے حضرت رسول کریم ؐ نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ سوید نے کہا حکمت لقمان یہ کہکر اسنے چند اشعار بھی سنائے حضرت رسول کریم ؐ نے فرمایا یہ بھی اچھا کلام ہے

لیکن میرے پاس قرآن کریم ہے جو افضل ترین اور الہامی کلام اور سراسر نور و ہدایت ہے یہ کہکر حضرت رسول کریمؐ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا جس نے اس کے قلب پر خاص اثر کیا اور وہ فوراً مسلمان ہو گیا یہ شخص شہر یثرب کا رہنے والا تھا تاریخ میں لکھا ہے کہ جب وہ اپنے وطن (مدینہ) کو واپس گیا تو اسے قوم خزرج نے شہید کر دیا (طبری ص ۱۲۳۴)

ایک افسوں گر کا مسخر ہونا یمن میں ایک شخص ضماد ازدی جادوگر مشہور تھا اور دیگر اعمال کے ساتھ وہ سحر جن اتارا کرتا تھا۔ ازدی ان دنوں مکہ وارد ہوا اور جب اسنے رسول کریمؐ کی کیفیت سنی تو کفار قریش سے کہنے لگا کہ دیکھو میں اس کا جن اتارے دیتا ہوں اسلئے وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں اپنا منتر پڑھتا ہوں آپ سنئے رسول کریمؐ نے مسکرا کر فرمایا پہلے کچھ مجھ سے سن لو یہ کہکر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ۔ شکر اور تعریف کا حق خدائے تعالیٰ ہے۔

من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد

ہم اسی کی امانت چاہتے ہیں جسے خدا راہ دکھاتا ہے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسکو خدا ہدایت نہ دے اسکی رہبری کوئی نہیں کرسکتا میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں میری شہادت ہے کہ محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے اس کے بعد۔

اس کلام نے ضماد کے قلب پر نہایت گہرا اثر کیا وہ اس سے پیشتر کہ آنحضرتؐ کچھ فرمائیں درمیان ہی میں بول اٹھا کہ یہ کلام مجھے پھر سنایئے حضورؐ نے پھر آیات مذکورہ دہرائیں اور اسکی تسکین نہیں ہوئی تو اسنے مکرر سہ کرر درخواست کی کہ پھر وہی کلمات سنئے اور بالآخر ششدر اور حیران ہو کر بولا میں نے اکثر کاہن دیکھے ساحروں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا شعراء کا کلام سنا لیکن میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اب سے پیشتر ایسا کلام نہیں سنا یہ تو ایک عمیق اور بے انتہا سمندر ہے۔ پھر اس نے بے تابانہ کہا کہ آپ خدا کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایئے کہ میں آپکی اسلام کے لئے بیعت کروں ضماد جو حضرت کا علاج کرنے اور انکو اپنا منتر سنانے آیا تھا وہ اسلام کی صداقت سے خود مسخر ہو گیا (صحیح مسلم ص ۲۹۰)

ایاس بن معاذ کا واقعہ جنگ بعاث جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی سے پیشتر قبیلہ خزرج کا قافلہ بمقام مکہ آیا چونکہ قریش ان کے حلیف تھے اسلئے خزرج کی طرف سے ابو الحیسر ان کے پاس آیا کہ وہ انکی مدد کے لئے شریک جنگ ہوں اسکے ساتھ چند اور نوجوان بھی تھے جن میں سے ایک ایاس بن معاذ بھی تھا حضرت رسول کریمؐ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میرے پاس ایسی شئے ہے جس میں تم لوگوں کی بھلائی ہے کیا تمہیں اس کی رغبت نہیں میں اللہ کا رسول دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ صرف خدا کی عبادت کریں کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں مجھ پر خدا کی طرف

نازل ہوئی ہے اسکے بعد حضور اکرمؐ نے بعض اسلامی اصول بیان فرمائے پھر قرآن کریم پڑھ کر سنایا نوجوان ایاس یہ سب کچھ سن کر فوراً بول
اٹھا اے میری قوم بخدا یہ اس مقصد سے بہتر ہے جسکے لیے ہم یہاں آئے ہیں" لیکن ان کے سردار ابو الحیسر نے مٹھی میں بہت سی کنکریاں لیکر
اسکے منہ پر ماریں اور کہا کمبخت خاموش رہ اس واقعہ کے چند روز بعد ایاس مرض الموت میں مبتلا ہوا اور جب اسکا آخری وقت آیا تو
اسکی زبان پر تسبیح و تحمید اور تکبیر جاری تھی اور اسی عالم میں اسنے جان جان آفریں کے سپرد کی (طبری ص ۳۳)

طفیل بن عمرو دوسی کا مشرف بہ اسلام ہونا اب قریش یہ کوشش کرتے تھے کہ کوئی باہر کا آدمی بھی آنحضرتؐ سے ملنے نہ پائے
چنانچہ طفیل بن عمرو دوسی جو قبیلہ دوس کا سردار تھا مکہ میں وارد ہوا تو قریش نے اسکا شاندار استقبال اور خاطر مدارات کی طفیل ایک
خاندانی رئیس ہونے کے علاوہ دانشمند اور شاعر تھا طفیل کس طرح سے حلقہ بگوش اسلام ہوا اس واقعہ کو خود اسکی زبان سے سنیے جو اسد الغابہ
میں مذکور ہے طفیل کہتا ہے کہ اہل مکہ نے ہم سے پہلے مجھ کو یہ ہوشیار کر دیا کہ محمدؐ سے ملنا خطرہ سے خالی نہیں وہ جادوگر ہے جسکے زور سے
وہ باپ کو بیٹے اور شوہر کو بیوی سے اور بھائی کو بھائی سے جدا کر دیتا ہے" طفیل کہتا ہے کہ میں نے قریش کی باتوں کا بالکل یقین کر لیا
اور انکا اس بنا پر شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے مجھے اس خطرہ سے آگاہ کر دیا اور میں حضرتؐ کی صورت سے بیزار ہو گیا اور چونکہ مجھ سے کہا گیا تھا
کہ انکی باتوں میں جادو ہے اسلئے میں نے روئی لیکر کانوں میں رکھی تاکہ اگر اتفاقاً بھی اس شخص کی آواز کانوں میں پڑے تو میں کانوں میں
روئی دے لوں طفیل کہتا ہے کہ میں قریش کی اس نصیحت کے دو تین روز بعد علی الصباح بیت اللہ میں گیا دیکھا کہ حضرت نماز پڑھ
رہے ہیں انکا کلام مجھے نہایت عجیب معلوم ہوا جب آپ واپس چلے تو میں بھی انکے پیچھے پیچھے ہو گیا اور مکہ میں وارد ہونے کی کیفیت قریش کی
نصیحت اور اپنا عزم بیان کیا اور کہا کہ کچھ ارشاد فرمایئے آپ نے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا طفیل کہتا ہے کہ میں نے اس سے پہلے ایسا پاکیزہ
اور نورانی کلام پڑھا یا سنا نہیں تھا جو اسطرح نیکی اور انصاف کی جانب رہنمائی کرتا ہو اس کے بعد طفیل دولت اسلام سے مالا مال ہو کر اپنے
وطن واپس چلا گیا اور قریش اس واقعہ سے اور بھی بے تاب ہو گئے (تاریخ البدایہ والنہایہ جلد سوم ص ۱۷۱ و زاد المعاد جلد اول ص ۲۹۴)

ابوذر غفاریؓ کا ایمان لانا مکہ سے قریب غفار ایک معزز قبیلہ تھا حضورؐ کی دعوت کی خبر مکہ سے باہر پہنچ چکی تھی جب ابوذر
کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسکی تحقیق کے لیے اپنے بھائی انیس کو مکہ کو روانہ کیا انہوں نے مکہ پہونچکر رسول کریمؐ سے ملاقات کی اور واپس
جاکر اپنے بھائی ابوذر غفاری سے کہا کہ میں نے محمدؐ کو ایسا شخص پایا جو نیکیاں کرنے اور بدی سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے اور آپ مکارم
اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں ابوذر کی اس بیان سے تسلی نہ ہوئی وہ پیدل چلکر مکہ پہنچے آپ رسول خدا کو نہیں پہچانتے تھے کیونکہ
پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی اور ایسے میں کسی سے دریافت کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے آپ آب زمزم پیکر کعبہ میں لیٹ رہے

اسی اثنا میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وہاں تشریف لائے اور انکے قریب کھڑے ہو کر کہا کیا آپ مسافر ہیں؟ ابو ذر نے کہا ہاں فی الحقیقت مسافر ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا میرے ساتھ چلو۔ انکے ساتھ چلے گئے اور شب کو ان کے مکان پر قیام کیا لیکن اتفاق رہا جناب نے نہ دریافت کیا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو۔ اور نہ ابو ذر نے بتایا۔ ابو ذر علی الصباح پھر بیت اللہ میں آگئے۔ دل سوختہ کو ڈھونڈ رہا تھا حضرت علی مرتضیٰ پھر وہاں تشریف لائے اور ان سے فرمایا شاید آپکو ٹھکانا نہیں ملا۔ ابو ذر نے جواب دیا ہاں۔ حضرت علیؓ پھر انکو گھر لے گئے یا حضرت حمزہ کیا اور ان سے یہی سوال کیا کہ آپ کس غرض سے اس شہر میں وارد ہوئے ہیں۔ ابو ذر نے کہا میں نے اپنے شہر میں سنا تھا کہ یہاں ایک عجیب شخص ہے جو اپنے آپکو نبی کہتا ہے اس بات کی تحقیقات کیلئے تمہارے شہر میں آیا ہوں۔ یہ سنکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا خوب ہوا کہ مجھ سے ملاقات ہوگئی میں انکی خدمت میں جاتا ہوں تم بھی ساتھ میں چلو میں اندر جا کر دیکھونگا کہ ملاقات کا موقع ہے یا نہیں۔ اگر موقع نہ ہوگا تو میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو جاؤنگا اسطرح کہ گویا جوتے کو درست کر رہا ہوں۔ ابو ذر حضرت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپنے فرمایا ارشاد ہو اسلام کیا ہے۔ رسول خدا نے تعلیم اسلام کا خلاصہ عبادات و عقائد انہیں سمجھایا اور آپ نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھکر مسلمان ہونے کا اعتراف کیا (بخاری شریف جلد دوم ص ۔) ابو ذر نے تنہا کعبہ میں زور سے کلمۂ شہادت پڑھا لوگ ان پر ٹوٹ پڑے۔ عباسؓ نے انہیں انکے ہاتھ سے نجات دلائی اسکے بعد وہ اپنے وطن چلے آئے (بخاری ص ۔)

منصور کو ہوا لب گویا پیام موت! اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی

جنوں کا قبول اسلام اسی درمیان جبکہ آپکا سن مبارک اکیاون سال کا تھا نصیبین کے جن آپکی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ قرآن شریف میں انکا ذکر ہے اور پوری ایک سورۃ سورۂ جن موجود ہے۔ جنی بولتے ہیں۔ مکہ سے دو میل کے قریب مسجد جن ابھی تک موجود ہے۔

آنحضرت کا عقد ثانی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے متعلق ہم لکھ چکے ہیں۔ حضرت رسول کریمؐ کے رفقا اور مسلمانوں کو آپ کی تنہائی کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ خصوصاً آپکے عزیز دوست حضرت ابو بکر کو جنہوں نے اپنی دختر کو آنحضرتؐ کے عقد میں دینے کی تحریک کی اور اس پر اصرار کیا اور بالآخر جناب ابو بکرؓ کی جمیلہ و باسلیقہ دختر (عائشہؓ) آنحضرتؐ کے حبالہ عقد میں آگئیں۔

مدینہ میں اسلام مدینہ کا نام یثرب تھا جو بعد میں مدینۃ النبی ہوگیا پھر اس سے مدینہ مشہور ہوا۔ مکہ سے ۲۷۰ میل پر واقع ہے۔ اسکو قوم عمالقہ کے ایک سردار یثرب نامی نے آباد کیا تھا۔ ... یمن کی اولاد کا ... نامی ... اور ... کا جد اعلیٰ تھا ایک شخص نے قبضہ کر لیا ... اوس اور خزرج دو قبائل اکثر مدینہ میں آباد ہوئے انہی کی اولاد اور مدینہ کے دیگر مسلمانوں کو انصار کہا گیا۔ حضرت رسول کریمؐ ... حضرت امیر ...

کہ ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا حج کا موسم تھا باہر سے بہت آدمی مکہ آئے ہوئے تھے انہیں ایام میں ایک روز آنحضرتؐ شہر سے باہر تشریف لائے تو آبادی سے تھوڑی دور کے فاصلہ پر آدمیوں کی کچھ آواز آپ نے سنی رات اندھیری تھی آپ آواز کے رخ پر چلے حتیٰ کہ ان کے قریب جا پہنچے گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ حج کے واسطے یثرب سے آئے ہیں۔ یہ چھ شخص تھے ابو امامہ اسعد بن زرارہ عوفؓ ابن الحارث۔ رافعؓ بن مالک جابرؓ بن عبداللہ عقبہؓ بن عامر۔ قطبہ بن عامر سعد (ابن خلدون ص...) حضرت رسول کریمؐ نے انکو دعوت اسلام دی قرآن کریم کی کچھ آیات سنا کر خدا کی عظمت ان کے ذہن نشین کی خدا کی محبت انکے دلوں کو گرمایا بت پرستی اور شرک کی برائیاں کھولکر بیان کیں ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کرنے کی ہدایت کی یہ لوگ بہت پر جوش ہو گئے مگر انہوں نے اپنے ہم وطن یہودیوں سے یہ سنا تھا کہ ایک نبی عنقریب آنے والا ہے اسلئے وہ فوراً ایمان لے آئے کلام صداقت پیام نے جنکی نسبت مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ اس میں جادو ہے ان کے قلوب کو مسخر کر لیا۔ اور یہ اپنے وطن نور ایمان لیکے منور ہو کر پہنچے یہ واقعہ ۱۱ نبوت کا ہے یہ لوگ جب یثرب واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے ہم وطنوں کو بشارت دی کہ وہ نبی جسکا دنیا کو انتظار تھا اور جسکا تذکرہ ہمارے یہود کیا کرتے تھے مبعوث ہوا ہمارے کانوں نے اسکا کلام سنا ہماری آنکھیں اسکے دست دیدار سے مالامال ہو گئیں ہمیں حی لایموت خدا کا بندہ بنا دیا ہمیں آخرت کا راستہ دکھایا الغرض یہ لوگ اسلام کے نقیب اور مبشر بن گئے ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ وہ نبی تمام جھگڑوں اور فسادوں کو مٹاتا ہے۔ وہ صداقت پھیلاتا اور بت پرستی کی بیخ کنی کرتا ہے ان باتوں کا مجموعی اثر ہوا کہ یثرب کے ایک ایک قبیلہ گھر گھر میں آنحضرتؐ کا ذکر خیر ہونے لگا اب یثرب کو اسلام کے ساتھ غائبانہ محبت ہو گئی اور بیشتر لوگ پیغمبر اسلام کے مشتاق بن گئے۔ (زاد المعاد ص ۲۵۹) **بیعت عقبہ اولیٰ** چنانچہ اگلے سال ۱۲ نبوت یثرب کے بارہ آدمی مکہ آئے جنمیں سے مذکورہ بالا پانچ اشخاص کے علاوہ سات اور لوگ عویم بن ساعدہ۔ ابو الہیثم۔ عباس بن عبادہ۔ عبادہ بن صامت خالد بن مخلد ذکوان بن عبد قیس تھے۔ ان لوگوں نے عقبہ پر آنحضرتؐ کی بیعت کی مشرف بہ اسلام اور نور ایمان سے مالا مال ہوئے حضرت رسول کریمؐ نے حسب ذیل باتوں پر ان سے بیعت لی (۱) خدائے تعالیٰ کی عبادت کریں گے شرک و بت پرستی سے باز رہیں گے (۲) فسق و فجور چوری اور زنا نہ کریں گے (۳) لڑکیوں کو قتل نہ کریں گے (۴) [illegible] کسی پر تہمت نہ لگائیں گے (۵) غیبت نہ کریں گے (۶) [illegible] کی رفاقت اور ہر اچھی بات میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ ([illegible])

نقیب اسلام کا کام مدینہ منورہ میں۔ جب یہ لوگ واپس اپنے وطن کو جانے لگے تو حضرت رسول کریمؐ نے مصعب بن عمیر کو انکے ہمراہ کر دیا کہ وہ [illegible] لوگوں کو قرآن [illegible] تبلیغ کریں [illegible]

بعض اہل یثرب کے دلوں میں تخم اسلام بو گیا حضرت مصعب بن عمیر اسعد بن زرارہ کے مکان پر جا کر اترے اہل مدینہ انکو المقری الاستاذ کہا کرتے تھے انکی شبانہ روز کوششوں سے چند ہی دنوں میں اسعد اور اسید جو قبیلہ بنی اشہل اور بنو ظفر کے سردار تھے مسلمان ہو گئے پھر انکی کوششوں سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا (المصطفیٰ ص ۱۰۵)

بیعت عقبہ ثانیہ: قبیلہ بنی اشہل کے ایمان لانے کا خاص اثر ہوا اگلے سال ۱۳ نبوی ۷۳ آدمیوں کا قافلہ جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں مکہ مکرمہ پہنچا یہ گویا وفد تھا اور اسکا مطلب یہ تھا کہ حضرت رسول کریمؐ مدینہ منورہ تشریف لائیں یہ لوگ عقبہ پہنچے جہاں یثرب کے اور لوگ تقریباً دو سال سے حضرت رسول کریمؐ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ بھی مع حضرت عباسؓ کے (جو تاحال داخل اسلام نہیں ہوئے تھے) اس مقدس مقام پہ پہنچے یثرب والوں نے آنحضرتؐ کے دست مبارک پر بیعت کی اور صدق دل سے اسلام قبول کیا (تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۴۴) بعد ازاں ان لوگوں نے اہل مدینہ کی جانب سے نبی کریمؐ کی خدمت مبارک میں درخواست کی کہ آپ ہمارے شہر میں تشریف لے چلیں ہم جان و دل سے حضورؐ کی خدمت کریں گے یہ سنکر جناب عباس نے کہا کہ جو کچھ کرو سوچ سمجھ کر کرو یہ بات معمولی نہیں ہے بلکہ خاص اہمیت رکھتی ہے شاید تمہیں معلوم ہو کہ قریش مکہ ان کے (حضرت کے) جانی دشمن بن رہے ہیں اسلئے یہ ایک نازک معاملہ ہے قریش کی دشمنی کا خود نشانہ بننا اور خونی و خوفناک جنگوں کو دعوت دینا ہے اسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کچھ کرو سوچ سمجھ کر کرو خود حضرت رسول کریمؐ نے ارشاد کیا کہ موجودہ واقعات ایسے ہی نازک ہیں کہ اگر تمہارے شہر میں گیا تو بہت ممکن ہے کہ تم لوگوں کو میری وجہ سے اکثر تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑے تم تمام باتیں سوچ لو۔ ان لوگوں نے رسول خدا کی خدمت میں صاف طور پر عرض کیا کہ حضورؐ ہمارے شہر میں چلیں تاکہ ہمیں کامل سعادت اور پورا فیضان حاصل ہو سکے حضرت رسول کریمؐ نے ان سے دریافت فرمایا۔ کیا تم لوگ دین حق اسلام کی اشاعت میں میری پوری مدد کرو گے؟ ان لوگوں نے اثبات میں جواب دیا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اگر میں تمہارے شہر میں چلا گیا ہوں تو کیا تم لوگ میری اور میرے رفیق مسلمانوں کی حمایت و اعانت مثل اپنے عزیزوں کے کرو گے؟ ان لوگوں نے کہا بدل و جان مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ ہمیں اسکا معاوضہ کیا ملے گا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا بہشت۔ حضرت مسیحؑ سے بھی ایسا ہی ... کتاب مقدس میں ہے پطرس نے اس (مسیح) سے کہا کہ دیکھو ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لیے ہیں پس ہم کو کیا ملے گا۔ غرضیکہ اسی پر ان عاشقان رسول نے کہا اے سچے رسول! ... کہیں آپ ہمیں چھوڑ تو نہیں دیں گے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میرا جینا مرنا سب کچھ تمہارے ساتھ ہوگا۔ حضرت رسول کریمؐ کا یہ جواب سنکر عاشقان رسول کا

پیمانۂ صبر چھلک گیا اور یہ خوشی سے جھومنے لگے۔ سب سے پہلے براء ابن معرور نے بیعت کی سعادت حاصل کی (تاریخ خضری صفحہ ۲۷۲)

نقباء اسلام | حضرت رسول کریمؐ نے اہل یثرب میں سے بارہ اشخاص کو منتخب کر کے انہیں نقیب اسلام کا لقب دیا۔ اور انہیں اہل یثرب میں تبلیغ اسلام کی خدمت پر مامور فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ جس طرح جناب عیسیٰؑ نے بارہ اشخاص کو چنا تھا اسی طرح میں تم لوگوں کو انتخاب کرتا ہوں تمہارا کام مدینہ میں تبلیغ ہوگا اور مبلغ کہلاؤ گے۔ بارہ نقیبوں میں سے نو قبیلہ خزرج کے تھے۔ اور تین اوس کے۔ اول الذکر قبیلہ کے اشخاص کے نام حسب ذیل ہیں۔ رافعؓ بن مالک۔ سعدؓ بن زرارہ۔ عبادہؓ بن صامت۔ سعدؓ بن ربیع۔ ثعلبہؓ بن کعب۔ عبداللہؓ بن رواحہ۔ براءؓ ابن معرور۔ عبداللہؓ بن عمرو۔ سعدؓ بن عبادہ۔ ان میں سے اول الذکر تین اشخاص بیعت عقبہ اولیٰ میں بھی شامل تھے آنحضرتؐ نے اوس کے تین اشخاص اسیدؓ بن حضیر۔ سعدؓ بن خیثمہ۔ رفاعہؓ بن المنذر منتخب کیے (ابن خلدون صفحہ ۔۔)

مذکورہ بالا تمام کاروائی رات کی تاریکی میں ہوئی۔ اور اگرچہ یہ کاروائی قریش نے دور سے دیکھی اور سنی کہ ان کو ادھر متوجہ کر دیا جاتا لیکن خدا کی قدرت کہ صبح سے پیشتر اہل مکہ کو ان باتوں کی اطلاع نہیں ہوئی اہل مکہ علی الصباح شہر سے باہر یثرب والوں کی تلاش میں نکلے لیکن معلوم ہوا کہ ان کا قافلہ پہلے ہی روانہ ہو چکا ہے تاہم ان میں سے دو آدمی اس وقت موجود تھے ایک منذر بن عمرو دوسرے سعد بن عبادہ منذر تو بچ کر نکل گئے مگر حضرت سعد نے قریش کے ہاتھوں مار کھائی آخر جبیر و حارث مکے کے رئیسوں نے انکو

تعلیمات مکیہ | مکہ مکرمہ میں نزول وحی کا زمانہ کل بارہ برس پانچ ماہ ۱۳ دن ہے۔ اس دوران میں قرآن پاک کی کل ۱۱۴ سورتوں میں سے ۹۳ سورتیں نازل ہوئیں جن کی تفصیل اور سنہ اور تشریح میری کتاب قرآن اور اس کی تعلیمات میں دیکھی جا سکتی ہے ان تعلیمات میں زیادہ تر کلی احکام عقائد، توحید، قیامت، جزا سزا، نبوت انبیاء سابقین کے حالات، ان پر ایمان لانے والوں کی بشارت انکی روگردانی کرنے والوں کی تباہی اخلاق حسنہ اور ترک کی قوانین سماجی وغیرہ وغیرہ کے متعلق تھے جیسا کہ سمندر کی تہ

اور آیات میں انکو بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مذکورہ بالا احکام بار بار آئے ہیں کیونکہ مکہ میں جو مخاطب تھے نہایت سخت تھے اور وہاں انہی احکام کی ضرورت تھی۔ اور حق یہ ہے کہ جب تک دلوں میں یہ تعلیمات اور احکام خوب سرایت نہیں کر جاتے دوسرے احکامات کا مطلق اثر نہیں ہوتا۔ اللہ اللہ کیا حکمت ہے سبحان اللہ کیا دانائی ہے حکیم مطلق کی۔

تیرہ سالہ مکی زندگی پر تبصرہ | اگرچہ ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زیادہ تر زمانہ مکہ مکرمہ ہی میں گذرا لیکن مسلمانوں کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ ہو سکی الغرض یہ عجیب امر ہے کہ جو بھی اس دور میں مسلمان ہوئے وہ ثابت قدم نکلے اور انسانوں کے امام ہوئے حضورؐ کی شبانہ روز محنتوں اور ترقی کی ... ان بزرگوں کی زندگی ...

کو جگمگا کر صیقل کر دیا تھا جنہوں نے مجلس عالم میں نبوت کے انوار سے ایسی جگمگاہٹ پیدا کر دی جس سے آج بھی آنکھیں خیرہ ہوئی
جاتی ہیں۔ اس دور میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ پیدا ہوئے جن کی مثال دنیا نہ
پیش نہیں کی حضرت ابو عبیدہؓ جعفر بن طیارؓ مصعب بن عمیرؓ پیدا ہوئے جن سے اسلام کا دیا اسلام کا سورج بن گیا اور
اسلام مکہ بلکہ عرب سے نکل کر نجران اور حبش تک پہنچ گیا عبد اللہ بن مسعودؓ عبد الرحمن بن عوفؓ ابوذر غفاریؓ پیدا ہوئے
جنہوں نے کارگاہ عالم کو عشق و محبت اور علم و تفقہ کے انمول خزانوں سے مالا مال کر دیا حضرت زبیرؓ و طلحہؓ پیدا ہوئے جن
کی شجاعت اور جاں نثاری پر آج بھی دنیا محو حیرت ہے۔ یہ حضرت بلالؓ حضرت سمیہؓ حضرت یاسرؓ حضرت خبابؓ اور
حضرت صہیبؓ ہیں جن کے ایمان اور استقلال و استقامت نے دنیا کے تمام حق پسند و ستار ریکارڈ ماند کر دیا ہے۔ اسید حضرت لبیدؓ
اور سویدؓ ہیں جنکی دلکش تقریروں نے اور عشق سے بھری ہوئی باتوں نے پورے پورے مجمعوں کو اسلام کے قدموں پر گرا دیا ہے
ان تیرہ سالوں میں اسلام دور دراز ممالک تک پہنچ گیا تھا حضرت ابوذر غفاریؓ کے بھائی انیسؓ کے ذریعہ آدھا قبیلہ مسلمان
ہوا طفیل دوسی کے ذریعہ یمن میں اسلام پہنچا حضرت نعیم و نعیم کے ذریعہ ملک شام میں اسلام پہنچا حضرت جعفر طیار اور انکے ساتھیوں
نے حبش کو اسلام سے منور کیا اسی طرح قبیلہ بنی اشہل قبیلہ ضماد نجران کے عیسائی اور دوسرے علاقوں میں اسلام کی آواز
پہنچا اور بہت سے خاندان جلد یا بدیر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

تعلیمی سبق | مکی زندگی سراپا مغلوبیت کی زندگی ہے مسلمانوں کو سبق دیتی ہے جب امت پر کوئی ایسا دور مسلط ہو جائے تو انکو
کس طرح کی زندگی گذارنی چاہیے۔ تعلیمات قرآن سے شغف صبر و ضبط استقلال سچائی پارسائی خدا سے اجر ثواب کی امید
محبت الٰہی خوف خدا قیامت پر مضبوط عقیدہ صفات و افعال الٰہی پر یقین اور نماز پر ثبات و دوام اس دور کے خاص
نشانات ہیں ہر دور اور ہر زمانہ میں مسلمانوں کے لئے یہ چیزیں فرض ہیں لیکن جب وہ مغلوبیت میں ہوں تو فرض تر ہیں۔
پس ان سے سختی سے عمل کرنا چاہیے اور انہیں قوتوں سے مغلوبیت کا علاج کرنا چاہیے خدا کرے گا وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
فَهُوَ حَسْبُهٗ جو خدا پر بھروسہ کرتے ہیں خدا انکو کافی ہے۔

مسلمانوں کی ہجرت مدینہ منورہ | بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد حضرت رسول کریم ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ
مدینہ ہجرت کر جائیں چنانچہ اس اجازت پر جماعت نے مال جائداد گھر بار اور عزیز و اقارب کو خیرباد کہہ کر محض اللہ کی راہ میں ہجرت
کے لیے گھر بار چھوڑ دیا تا کہ آزادی کے ساتھ خدائے برحق کی عبادت کر سکیں اور ان میں سے اکثر وہ اصحاب تھے جو نکل کر دار الایمان

مدینہ جا پہنچے لیکن جب قریش کو اس نقل و حرکت کی اطلاع ہوئی تھی وہ بہت چراغ پا ہوئے اور مسلمانوں کو باز رکھنے کے لئے طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالنے لگے (۱) سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے جانا چاہا مگر مکہ کے ایک رئیس ابن الدغنہ نے انہیں روک لیا اور آپ حضورؐ کی رفاقت کے خیال سے رک گئے۔ (۲) ابو سلمہ نے جب ہجرت کی تو مکہ والوں نے انکی بیوی و خورد سال بچہ کو روک لیا آخر ابو سلمہ ان سب کو چھوڑنے پر بھی راضی ہو گئے اور اپنا دین لیکر مدینہ روانہ ہو گئے۔

(۳) حضرت صہیب کی قربانی حضرت صہیب رومیؓ جب ہجرت کے واسطے تیار ہوئے تو کفار قریش نے انکا راستہ گھیر لیا اور سدِ راہ ہو کر کہا۔ صہیب کیا تو وہ دن بھول گیا جب تو مکہ میں آیا تھا۔ تو مفلس و قلاش تھا۔ اور آج تو یہاں کا کمایا ہوا ہزاروں روپے کا مال لے جا رہا ہے ہم تجھے کیسے جانے دے سکتے ہیں۔ حضرت صہیبؓ نے کہا اگر میں تمہیں یہ سب مال و دولت دیدوں تو قریش نے کہا پھر ہم تمہیں نہ روکیں گے۔ حضرت صہیبؓ نے اپنا تمام سرمایہ ان کے حوالہ کیا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہ کہتے ہوئے خدا کی راہ میں ہجرت کی کہ اے خدا اور اے اسلام یہ واقعات ہم نے بطور مثال لکھے۔۔ ورنہ کون تھا جسکو تکالیف نہ سہنا پڑی ہوں اور کسکو بلا جان و مال کے خطرے کے گھر چھوڑنا نصیب ہوا ہو۔؟

قتل کی سازش: جب اہل مکہ نے دیکھا کہ مسلمان روکے سے نہیں رکتے تو انہوں نے حضورؐ کے قتل کا مصمم فیصلہ کر لیا اور طے شدہ پروگرام کے مطابق دشمنانِ دین نے رات کو نبیؐ کے مکان کا محاصرہ کر لیا چھپ کر گھات میں لگ گئے وہ پیچین تھے کہ اب رات ختم ہو اور وہ اپنے دشمن کو ٹھکانے لگائیں لیکن مرضی الٰہی کچھ اور تھی۔ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ | اور اللہ بہترین تدابیر والا ہے۔ خدائے تعالیٰ جس نے ہر نازک موقعہ پر اپنے

مخلص بندوں کی حفاظت کا سامان کیا ہے جس نے حضرت موسیٰ کو فرعون پر غالب کیا جس نے حضرت داؤد کو دشمنوں کے نرغہ سے نجات دی۔ ہاں اسی قادر مطلق نے حضور اعظم کو کفار کی سازش اور موجودہ خطرات سے آگاہ کیا۔ اسلئے حضرت رسول کریمؐ نے اپنے عزیز بھائی علی ابن طالب سے فرمایا کہ: حضرت علی کو ہدایت تم چادر اوڑھکر میرے بستر پر سوجاؤ حسب مطابق فکر نہ کرنا خدا تمہارا حافظ و ناصر ہے اور میرے چلے جانے کے بعد لوگوں کی امانتیں ادا کرکے مدینہ پہنچ جانا۔

ساتواں باب ہجرت نبویؐ تا غزوہ خندق!

اب حضرت رسول کریمؐ بحفاظتِ خداوندی بیت... ۲ صفر سنہ ۱۳ نبوی ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء باذن اللہ دروازہ سے باہر نکلے اور سورۂ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے دشمنوں کے درمیان سے نکل گئے۔ [illegible] ... کسی کو نظر نہ آیا۔ [illegible] تلاش کیا

پس وہ باہر سے نکل گئے یہ واقعہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت روز پنجشنبہ مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کا ہے گھر سے نکلکر

حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت آنحضرتؐ ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچے انہوں نے جلد جلد کسی قدر توشے اور سامان سفر کا انتظام کیا ابوبکرؓ کی بیٹی اسماءؓ نے اپنا کمربند کاٹ کر توشوں کے تھیلے کا منہ باندھا تب حضرت رسول کریمؐ مکہ سے باہر نکلے جہاں تک ابوبکرؓ ان کے ہمراہ تھے چار پانچ میل کا سفر طے کرنے کے بعد کوہ ثور پر پہنچے اسکے اوپر چڑھنا شروع کیا مگر چڑھائی طویل اور زمین سنگلاخ تھی نوکیلے اور ابھرے ہوئے پتھر حضرت کے پاؤں مبارک کو زخمی کئے دیتے تھے ٹھوکروں سے پاؤں کی انگلیاں لہولہان ہو گئیں تھیں اسلئے غمگسار اور فداکار رفیق نے بار رسالت کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ آخر ایک غار تک پہنچے جناب ابوبکرؓ نے رسول کریمؐ کو باہر ٹھہرایا خود اندر تشریف لے گئے غار کو صاف کیا اور اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اسکے سوراخ بند کئے ایک سوراخ جس میں ایک زہریلا سانپ چھپا ہوا تھا رہ گیا تھا آپؓ نے اپنا پاؤں رکھ دیا اور حضورؐ کو آرام کرنے دیا سانپ نے حضرت ابوبکرؓ کو ڈس لیا وہ ضبط اذیت سے رونے لگے حضورؐ بیدار ہو گئے حضورؐ نے فرمایا تم نے مجھکو اس سے پہلے کیوں نہ جگا دیا پھر حضورؐ نے لعاب دہن آپکے پاؤں پر لگا دیا جس سے تکلیف فوراً دور ہو گئی اس اقدام سے آپکی جان نثاری کا اندازہ فرمایئے کہ کیا تھی اور حضورؐ کیسے کیسے فداکار رکھتے تھے اسکے بعد حضرت رسالت مآبؐ اسکے اندر تشریف لے گئے یہ سب کچھ رات کی تاریکی میں ہو گیا (تاریخ طبری ص ۱۵۵) ادھر تو یہ کچھ ہوا اب ادھر کی سنیئے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آنحضرتؐ کی چارپائی پر آرام فرماتے تھے۔ دشمن انتظار کرتے کرتے تھک گئے کبھی کبھی کواڑوں کی درزوں سے اندر جھانک لیتے تھے کہ چارپائی پر آدمی کو سوتا دیکھکر مطمئن ہو جاتے تھے حتیٰ کہ سپیدی سحر نمودار ہوئی اور مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بیدار ہوئے۔ قریش نے قریب جا کر انہیں شناخت کیا اور حیران ہوکر پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں فرمایا کہ مجھے کیا خبر! پہرہ تو تمہارا تھا میں نے کہا تھا تم نے انہیں نکل جانے دیا۔ کیا وہ نکل گئے یہ سنکر قریش بڑے مایوس ہوئے مگر جوش غضب میں آکر سیدنا علی مرتضیٰؓ پر حملہ کر لیا اور زدوکوب کرتے ہوئے خانہ کعبہ تک لے گئے تھوڑی دیر حراست میں رکھکر پھر آزاد کر دیا (طبری جلد ہم ص ۳)

اسی طرح پر توراۃ میں حضرت داؤدؑ کی ہجرت کی کیفیت کا ذکر ملاحظہ ہو۔ داؤد کھڑکی سے بھاگ کر بچ رہا میکل نے ایک پتلا پلنگ پر لٹا رکھا اور تکیہ کی جگہ بکریوں کی کھال رکھ دی اور اوپر سے چادر اڑھا دی اور جب ساؤل نے داؤد کے پکڑنے کو پیادے بھیجے تو یہ بولی وہ بیمار ہے (کتاب سموئیل ۱۹۔ ۱۳۔ ۱۴ درس)

مصنف سیرۃ ابن ہشام لکھتا ہے کہ حضورؐ کے نکلنے کے بعد کفار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر آئے دروازہ کھٹکھٹایا تو انکی صاحبزادی اسماءؓ باہر آئیں ابوجہل نے پوچھا تیرا باپ کہاں ہے اسماءؓ نے کہا واللہ مجھے معلوم نہیں یہ سنکر شقی ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اسماءؓ کے منہ پر

نے منہ پر مارا کہ اسکا کان پھٹ گیا اور بالی نیچے جا پڑی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے تو ان کے پاس جو کچھ اثاثہ از قسم نقدی تھا وہ سب اپنے ہمراہ لے لیا تاکہ وہ حضرت رسول خداؐ پر قربان کر دیں اس نقدی کی تعداد پانچ چھ ہزار روپیہ کے قریب تھی۔ ہجرت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ کو (جو ہنوز مسلمان نہیں ہوئے تھے) بیٹے کے گھر سے چلے جانے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنی پوتی اسماء سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ابوبکرؓ تم لوگوں کو دوہری تکلیف میں مبتلا کر گیا ہے تمام نقدی بھی لے گیا ہے؟ اسکے جواب میں دانشمند اسماء نے کہا نہیں دادا جان وہ ہمارے لئے روپیہ کافی چھوڑ گئے ہیں اسکے بعد اس لڑکی نے کنکریوں کو کپڑے میں لپیٹ کر خزانہ کی جگہ پر رکھدیا ابو قحافہ کی بینائی زائل ہو گئی تھی اسطرح ابو قحافہ کو اطمینان ہو گیا (تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۵۵) حضرت رسول اکرمؐ نے معہ اپنے رفیق ابوبکرؓ کے غار ثور میں قیام فرمایا رات کی تاریکی میں اسماء کھانا پہنچاتی تھیں۔ ابوبکرؓ کے صاحبزادے اکثر اخبار مکہ بتا جاتے تھے حضرت عائشہؓ کا بھائی عامر بن فہیرہ (جو ابوبکرؓ کا گلہ چرایا کرتا تھا) یہاں بکریاں لے آتا اور بحضور حضرت دودھ دے جایا کرتا تھا اسی ریوڑ کے آنے جانے سے یہاں تک آنے جانے والے انسانوں کے نقش قدم محو ہو جایا کرتے تھے۔ قریش رسولؐ کو دیوانہ وار تلاش کرتے پھرتے تھے جب اسطرح کامیابی نہیں ہوئی تو سو اونٹ کا انعام مشتہر کیا یہ انعام اسکے لئے تھا جو نبیؐ کا سر لائے اس سے قریش کا جوش اور بھی بڑھ گیا اور انعام کے لالچ نے تو ان کی آنکھوں کو اور بھی بند کر دیا تھا مکہ کے گرد و نواح میں لوگ حضرت کو ڈھونڈتے پھرتے تھے لوٹ پھر کر اب چار سید چند قریش ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور کے دہانہ تک پہونچ گئے جہاں حضرت رسول کریمؐ معہ اپنے رفیق ابوبکرؓ مقیم تھے جب کفار قریش کے پاؤں کی آواز حضرت ابوبکرؓ کے کان میں پڑی تو انہیں بڑی تشویش ہوئی اور گھبرا کر کہنے لگے کہ ہم یہاں صرف دو آدمی ہیں ہماری تباہی ہی کیا ہے اب ہم ان لوگوں کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتے یہ ہمیں تلوار کے گھاٹ اتار دیں گے حضورؐ نے انہیں تسلی دی کہ ہم دو نہیں بلکہ تیسرا ہمارے ساتھ اللہ ہے تم غمگین نہ ہو ایک روایت میں آیا ہے کہ جب حضورؐ غار میں تشریف رکھتے تھے تو اسوقت ایک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور کبوتروں نے انڈے دیدیئے پس جب قریش یہاں پہنچے تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ تو پرانا غار ہے یہاں کون انسان ہو سکتا ہے۔ الغرض حضرت رسول اکرمؐ تین یوم اس غار میں مقیم رہے چوتھی شب عزم سفر فرمایا چنانچہ اسوقت حضرت ابوبکرؓ کی دو اونٹنیاں آ گئیں جنکو خاص اس سفر کے لئے طیار کیا گیا تھا ایک پر حضرت رسالتمآبؐ معہ اپنے رفیق جان نثار ابوبکرؓ کے اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط (جسے رہنمائی کے واسطے ملازم رکھ لیا گیا تھا) سوار ہوئے اور یکم ربیع الاول سنہ ۱ نبوی بروز دوشنبہ جانب مدینہ منورہ روانہ ہوئے یہ واقعہ ۱۲ ستمبر ۶۲۲ عیسوی کا ہے استاذ الاستاذ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو یوں نظم فرمایا ہے:—

جبکہ آمادہ خوں ہوگئے کفار قریش | لاجرم سرورِ عالمؐ نے کیا عزمِ سفر
کوئی نوکر تھا نہ خادمؑ نہ برادر نہ عزیز | گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور
اک فقط حضرت بوبکرؓ تھے ہمراہِ رکاب | ان کی اخلاص شعاری جو تھی منظورِ نظر
رات بھر چلتے تھے دن کو کہیں چھپ رہتے تھے | کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادۂ شر
چونکہ سو اونٹ کا انعام تھا قاتل کے لئے | آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر
انھیں لوگوں میں سراقہؓ بن جعشم تھے | جنکو فاروقؓ نے کسریٰ کے پہنائے تھے گہر
تین دن رات رہے ثور کے غاروں میں نہاں | تھا جہاں عقرب و افعی کی حکومت کا اثر
تھم جہاں خوفِ عدو، ترکِ غذا، سختیٔ راہ | ان مصائب میں ہوئی اب شبِ ہجر کی سحر

ہجرت کو انبیاء کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے سابقین میں سے بھی اکثر کو ہجرت کرنا پڑی حضرت ابراہیمؑ یوسفؑ موسیٰؑ داؤدؑ۔ اور آخر میں جناب خاتم النبیین کو ہجرت کرنی پڑی تھی۔ اور یہ مقدس قافلہ غار ثور سے چلا تو خیمہ ام معبد پر جاکر دم لیا اور قیام فرمایا ام معبد قبیلہ خزاعہ سے تھی اور جب مسافر اس راہ سے گذرا کرتے تھے آب و طعام سے انکی تواضع کرتی تھی اسلئے یہاں اکثر مسافر آرام لیا کرتے تھے اس فیاض بڑھیا سے دریافت کیا گیا کہ کیا کھانے پینے کے واسطے کچھ حاضر ہے جواب ملا کہ اس وقت برکت ہے اگر کچھ ہوتا تو پہلے ہی حاضر کردیا جاتا خیمہ کے گوشہ میں ایک بکری کھڑی تھی حضرت رسول کریمؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ بکری علیحدہ کیوں باندھی گئی ہے بڑھیا نے جواب دیا یہ کمزور ہے ریوڑ کے ساتھ نہیں چل سکتی جناب رسالتمآبؐ نے ام معبد سے دریافت کیا کہ ہمیں اجازت ہے کہ ہم اسکا دودھ نکال لیں اس نے کہا کہ مگر ہیں تو اسمیں ایک قطرہ دودھ نہیں دیکھتی حضرت رسول کریمؐ نے برتن لیکر بکری کا دودھ نکالا حتی کہ برتن بھر کر چھلک گیا اسے حضرتؐ کے صحابہ جاں نثار نے نوش کیا دوسری بار بھی اسیقدر دودھ نکلا تیسری مرتبہ کا نکالا ہوا دودھ ام معبد کو دیا گیا اور اب یہاں سے یہ قافلہ آگے کو روانہ ہوا جب ام معبد کا شوہر باہر سے واپس آیا تو دودھ دیکھکر حیران ہوا بیوی نے تمام واقعہ سنایا اس نے کہا ان باتوں سے تو یہ وہی صاحب قریش معلوم ہوتے ہیں جن کی تلاش تھی اور میں جاکر ان سے ضرور ملونگا۔ مکہ کے باہر کے غیر مسلم بدوی حضرت رسول اکرمؐ کو صاحب قریش کہا کرتے تھے۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۱۱)

ستر آدمیوں کا ایک دم ایمان لانا | بریدہ اسلمی ایک قبیلہ کا سردار تھا جب قریش نے رسول اللہ کے سر اقدس کے لیے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا تب سے یہ بھی آنحضرتؐ کی تلاش میں تھا اب مدینہ کی راہ میں اس سے مٹھ بھیڑ ہو گئی حضورؐ نے اس سے خطاب فرمایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوراً ایمان لے آیا اور بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اسکے ساتھ اسکے قبیلہ کے ستر اشخاص بھی مسلمان ہوگئے

اسی بریدہ کا جو سراقہ کی طمع میں گھر سے نکلا تھا یہ حال تھا کہ اس نے اپنی پگڑی سر سے اتار کر نیزہ پر باندھ لی تھی یہ سفید نشان رسول کریمؐ کی اونٹنی کے سامنے ہوا میں لہراتا جاتا تھا اور بریدہ بہ آواز بلند یہ منادی کرتا اور آواز سناتا تھا کہ امن کا بادشاہ صلح کا حامی دنیا کو عدالت اور انصاف سے بھرنے والا تشریف لا رہا ہے" حضرت رسول کریمؐ اور آگے بڑھے تو زبیر ابن العوام کے مختصر قافلہ سے ملاقات ہوئی (مسلم تجار بھی اسی قافلہ کے ہمراہ تھے) ان لوگوں نے حضرت رسول کریمؐ کی خدمت میں سفید پارچہ جات بطور ہدیہ پیش کئے اسی دوران سراقہ حضورؐ کے تعاقب میں گھوڑا دوڑاتے آپہنچے حضورؐ کو بالکل خوف نہ ہوا سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا پھر حضورؐ سے پناہ مانگی اور مسلمان ہوگیا حضورؐ نے اسکو کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت دے دی جو عہد فاروقی میں پوری ہوئی

فاتح دشمن کا اعلان

اسلام میں پہلی مسجد قبا | یہاں سے حضرت رسول اکرمؐ آگے بڑھے تو قبا قیام فرمایا۔ حضورؐ یہاں ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت روز دوشنبہ مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء کو پہنچے موضع قبا مدینہ سے کچھ فاصلہ واقع ہے مگر مدینہ کے مضافات میں شامل ہے یہاں حضرت رسول کریمؐ نے دس روز قیام فرمایا (بخاری ص ۴۴۰) اس اثنا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی سفر کرتے ہوئے آنحضرتؐ سے آملے اسکے بعد آپ مدینہ کی جانب روانہ ہوگئے حضرت رسول کریمؐ نے اپنے مختصر قیام قبا میں ایک عبادت گاہ کی بنا ڈالی جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے اور جسکی سب سے بڑی فضیلت آئی ہے

مدینہ کو روانگی | مدینہ کے لوگ جمال محمدی کے لئے سخت بیقرار تھے اور انہیں لمحہ ہزار سال کے برابر گذر رہا تھا ان لوگوں نے جب سے سنا تھا کہ رسول اکرمؐ نے مکہ چھوڑ دیا۔ چشم براہ تھے چنانچہ ہر روز علی الصباح آ بیٹھتے اور دوپہر تک یہیں بیٹھے رہتے تھے اور پھر مایوس ہو کر واپس چلے جاتے تھے

پہلا جمعہ | ایک روز انکی آرزو پوری ہوگئی آج جمعہ کا مبارک دن تھا رسول اکرمؐ کی سواری ابھی بنی سلیم ہی کے خیموں تک پہنچی تھی کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا پس حضرت رسول کریمؐ نے فروکش ہو کر نماز جمعہ پڑھا۔ یہ اسلام میں پہلا جمعہ تھا اور اس میں سو مسلمان شریک ہوئے حضرت رسول اکرمؐ نے اس جمعہ میں ایک اہم خطبہ پڑھا جسکی ابتدا یہ ہے:-

اسلام کا پہلا خطبہ

قابل حمد خدائے تعالیٰ ہے میں اسکی حمد کرتا ہوں بخشش مانگتا اور اس سے ہدایت چاہتا ہوں میرا ایمان اسی پر ہے میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا بلکہ نافرمانی کرنے والوں سے دشمنی رکھتا ہوں میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ عبادت کے لائق سوا خدا کے اور کوئی نہیں وہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں محمد اسکا بندہ اور رسول ہے (اسکے بعد پھر ارشاد ہوا) .... اسی نے محمدؐ کو ہدایت نور اور نصیحت دیکر ایسے زمانہ میں بھیجا ہے جب مدتوں سے کوئی رسول دنیا میں نہیں آیا معارف گھٹ گئے اور ضلالت بڑھ گئی وہ آخری زمانہ میں موت اور قیامت کے قریب بھیجا گیا ہے جو کوئی شخص خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہی کامیاب ہے اور جس نے انکا حکم نہ مانا وہ بہک گیا درجہ سے گر گیا اور سخت گمراہی میں مبتلا ہوگیا مسلمانو! میں تمکو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں بہترین نصیحت جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور خوف خداوندی کی تاکید کرے۔ یا ایہا الناس: خدائے تعالیٰ نے تمہیں جن باتوں سے بچتے رہنے کو کہا ہے ان سے پرہیز کرو اس سے بڑھکر نہ کوئی نصیحت ہے نہ کوئی ذکر یاد رکھو کہ امور آخرت کے بارہ میں اس شخص کے لئے جو خدا سے ڈر کر رہتا ہے تقویٰ بہترین مددگار ثابت ہوگا اور جب کوئی شخص اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ ظاہر و باطن درست کر لے گا۔ اور اس میں نیت خالص ہوگی تو یہ امر اسکے لئے دنیا میں ذکر (شہرت نیک نامی) اور بعد موت ذخیرہ بنے گا

بری جائیگا لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اسکا خراب ہے کہ انسان پسند کریگا کہ اس کے اعمال اس سے دور ہی رکھے جائیں خدا تمکو اپنی طرف سے ڈراتا ہے اور خدا تو اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے اور جس شخص نے خدا کے حکم کو سچ جانا اور اسکے عہد ونکو پورا کیا تو اسکی بابت یہ حکم خداوندی موجود ہے کہ ہمارے ہاں بات نہیں بدلتی اور ہم عاجز بندوں پر ظلم نہیں کرتے مسلمانوں اپنے حال و مستقبل اور علانیہ و مخفی کاموں میں بھی اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تقویٰ یعنی تقویٰ والوں ہی کی برائیاں نظر انداز کر دی جاتی ہیں اور ثواب بڑھا دیا جاتا ہے اہل تقویٰ وہ ہیں جو بہت بڑی مراد کو پہنچ جائیں گے یہ تقویٰ ہی ہے جو اللہ کی بیزاری اور عذاب اور غصہ کو زائل کر دیتا ہے یہ تقویٰ ہی ہے جو انسان کے چہرہ کو بشاش و درخشاں اور خدائے تعالیٰ کو خوش اور انسانی درجہ کو بلند کرتا ہے مسلمانو! مسرت جائز حاصل کرو مگر حقوق اللہ میں کمی نہ کرو خدائے تعالیٰ نے اسی واسطے اپنی کتاب سکھائی اور اپنا راستہ دکھایا ہے راستبازوں اور کاذبوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے لوگو خدا نے تمہارے ساتھ احسانات کیے ہیں تم بھی انسانوں سے سلوک کرو اور جو خدا کے دشمن ہیں انہیں دشمن سمجھو اور راہ خدا میں کامل ہمت توجہ اور کوشش کرو اس نے تمکو برگزیدہ بنایا اور تمہارا نام مسلمان رکھا تاکہ ہلاک ہونے والا بھی روشن دلائل پر ہلاک ہو اور . . .

. . . . اور زندگی پانے والا بھی روشن دلائل سے زندگی پائے اور یہ سب کچھ اللہ جل شانہٗ کی مدد سے ہے۔

لوگو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور آیندہ زندگی کے لیے عمل کرو اسلئے کہ جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان معاملہ درست کر لیتا ہے خدا اسکے اور دیگر لوگوں کے درمیانی معاملات کو درست کر دیتا ہے بیشک اللہ بندوں پر حکمران ہے مگر وہ کسی کا محکوم نہیں وہ بندوں کا مالک ہے مگر بندوں کا اسپر کچھ اختیار نہیں خدا سب سے بڑا ہے اور کوئی طاقت اسی کی عظمت سے ملتی ہے (ابن جریر) سیرت النبی طبع ہندی میں

اب ایک شخص نے زور زور سے آواز دی سب جمع ہو گئے مرحبا اہلا و سہلا اور نعرہ ہائے شادمانی سے میدان گونج اٹھا۔

مدینہ میں داخلہ حضرت صدیق اکبرؓ نے دیکھا کہ مدینہ شریف کے اکثر مسلمانوں کو جو قبل ازیں دیدار نبویؐ سے بہرہ ور نہیں ہوئے رسول کی شناخت میں دقت ہوتی ہے اسلئے آپ نے کپڑے ہو کر مونہہ آپکے سر پر سایہ کیا آنحضرتؐ یثرب میں ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ ہجری مطابق ۲۰ اکتوبر سنہ ۶۲۲ء بروز جمعہ داخل ہوئے آج سے یثرب مدینۃ النبی کے نام سے دنیا میں مشہور ہوا حضرت رسول کریم جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے توریت میں ہے آیا اللہ جنوب سے وہ قدوس ہے کوہ فاران سے آیا اسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اسکی حمد سے معمور ہوئی

یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں
راہ میں آنکھ بچھانے لگے ارباب نظر

لڑکیاں گانے لگیں ذوق میں آکر اشعار
نغمہ ہائے طلع البدر سے گونج اٹھے گھر

ماں کی آغوش میں بچے بھی مچل جانے لگے
نازنیناں حرم بھی نکل آئیں . . . باہر

آل نجار چلے شہر سے ہو کر طیار
زرہ و جوشن و چار آئینہ و تیغ و سپر

دفعتًہ کوکبہ شاہ رسل آپہنچا
غل ہوا صل علیٰ خیر اناس و بشر

مدنی زندگی یا حکومت اسلامی کا قیام

(از ستمبر ۶۲۲ء تا مئی ۶۳۲ء) مکی زندگی سراپا مغلوبیت کی زندگی تھی یا یوں کہنا چاہیئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک بڑے مقصد کے لیئے آمادہ تیار کر رہا تھا وہ مقصد عظیم قیام حکومت اسلامی تھا جس کی غرض سے کائنات عالم وجود میں آئی تھی مکہ شریف میں جو آئیتیں نازل ہوئیں ان میں زیادہ تر عقائد و ایمانیات کی تعلیم ملتی ہے خدا کا وجود اسکی صفتوں کا بیان جنت و دوزخ حشر و نشر قیامت ملائکہ نبوت تقدیر وغیرہ کے متعلق مفصل بیانات آیات اور احکامات ہیں اسلام کے دیگر احکامات عبادات معاملات سیاسیات تہذیب مدن تدبیر منزل معاشیات اخلاقیات معاشرت اور دوسرے علوم و فنون کے احکام و اوامر مدینہ ہی میں نازل ہوئے اس معنی کر کے مدنی زندگی ماحصل نبوت ہے اس لیئے ذرا تفصیل سے ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں غرضیکہ جس قبیلہ پر سے گذر ہوتا تھا وہ درخواست کرتا تھا کہ ہمارے یہاں فروکش ہوں بعض لوگوں نے اونٹنی کی مہار تھام لی لیکن سرور کائنات نے فرمایا کہ چھوڑ دو اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم مل چکا ہے جہاں مجھے اترنا ہے وہاں یہ خود بخود ٹھہر جائیگی مدینہ والوں کو آپکی آمد سے اسقدر خوشی ہوئی کہ پردہ نشین عورتیں آپ کا دیکھنے کے لیئے بالا خانوں پر اور بستر پر پڑے مریض تک باہر نکل آئے اور کمسن لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ اشعار گانے لگیں :-

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ = وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا + مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا + جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

ترجمہ: ثنیات وداع پہاڑی کی پشت سے ماہ کامل طلوع ہو گیا ہے ہم پر اسکا شکریہ واجب ہے جبتک کوئی پکارنے والا اللہ کو پکارے۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی آپ اطاعت کیا ہوا حکم لائے ہیں۔ مدینہ کا ذرہ ذرہ زبان حال سے یہ اشعار گا رہا تھا

ڈھونڈتی تھیں جس کو آنکھیں جس کا دل تھا منتظر — وہ سکون جان و دل بالائے بام آ ہی گیا
چھٹ گئیں تاریکیاں روشن ہوئے دیوار و در — کلبۂ احزان میں وہ ماہِ تمام آ ہی گیا
پھر سے رحمت کی گھٹائیں میکدے پر چھا گئیں — مئے کشو مژدہ کہ پھر گردش میں جام آ ہی گیا

غرضکہ جب بنی مالک بن نجار کے محلہ میں پہنچے تو اس مقام پر جہاں اب مسجد نبوی کا دروازہ ہے اونٹنی خود بخود بیٹھ گئی لیکن آنحضرت آپکی پشت سے نہیں اترے اسلئے کھڑی ہو گئی تھوڑی دور آگے جاکر پھر پلٹی ...... اور اسی جگہ جہاں پہلے بیٹھی تھی بیٹھ گئی۔
حضور اتر پڑے اور فرمایا کہ انشاء اللہ یہی ہماری منزل ہوگی (تاریخ طبری [illegible])

حضرت ابو ایوب میزبان بنتے ہیں حضرت ابو ایوب انصاری نے کجاوہ اتارا اور لیجاکر اپنے مکان میں رکھا آپ انہیں کے یہاں مہمان ہوئے — **انصار و مہاجرین بھائی بھائی بنتے ہیں** مہاجرین میں سے ایک ایک شخص کو

لے کر ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا وہ ان کے گھروں میں رہنے لگے انصارؓ نے ان کے ساتھ بالکل حقیقی بھائیوں کی طرح سلوک کیا بعضوں نے اپنی ملکیت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان سے کہا کہ ان میں سے جس کو پسند آئے لے لو بعض نے یہاں تک کہا کہ اپنی بیویوں میں سے انکو اختیار دیا کہ جسکو چاہو پسند کر لو میں اس کو طلاق دے دوں (ابن اثیر اور المصطفےٰ ص ۲۴۷)

مسجد نبوی کی تعمیر جہاں اونٹنی بیٹھی تھی وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی جن کے نام سہل اور سہیل تھے آنحضرتؐ ان کے اولیاء سے قیمتاً خرید کر وہیں مسجد تعمیر کی اور اس کے ارد گرد اپنے رہنے کے لئے حجرے بنوائے۔ جب وہ تیار ہو گئے تو ابو ایوبؓ کے مکان سے اٹھ کر انھیں میں آگئے یہ مسجد بنو گرا بھی اور زمین گرا دی تھی فرش کنکر یوں کا تھا اور چھت کھجور کے پتوں کی اسلامی سادگی کا نمونہ تھی عام مسلمانوں کے ساتھ حضورؐ بھی مزدوروں کی طرح کام کر رہے تھے اور گویا مساوات اسلامی کا درس دے رہے تھے حضورؐ اور صحابہؓ کی زبانوں پر یہ بیان پر شعر تھا۔ اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ فانصر الانصار و المھاجرۃ

ترجمہ:- اے اللہ واقعی عیش تو آخرت کی عیش ہے تو تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے اسکی قیمت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ادا فرمائی

حضورؐ یہودیوں سے معاہدہ فرماتے ہیں۔ مدینہ میں سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ وہاں کے آس پاس جو یہودی موجود تھے انکے ساتھ عہد نامہ کیا جنہیں معقد دشرطیں تھیں منجملہ ان کے یہ تھی کہ دشمنوں کے مقابلہ میں ہر ایک دوسرے کی مدد کرے گا کسی فریق کے دین جان و مال سے دوسرے فریق کو تعرض ہو گا جانبین میں باہم اگر کوئی نزاع پڑے گی تو اسکا فیصلہ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں رہے گا اور یہود قریش کو یا ان کے حلیفوں کو پناہ نہ دیں گے وغیرہ

تبلیغ دین کا اہتمام۔ اس معاہدہ کے بعد تبلیغ جو اصل مقصد تھا شروع کی گئی اور اسلام کی اصلی

عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا۔ کچھ دنوں بعد عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے یہ یہودیوں کے بڑے عالم فاضل تھے ایک بار حضورؐ کو یہ کلمات ارشاد فرماتے سن لئے تھے لوگو! اپنے بیگانے سب کو سلام کیا کرو کھانا کھلایا کرو قرابت داروں سے اچھا برتاؤ کرو رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم خدا کی عبادت کیا کرو (بخاری ص ۱۷۶) آپ نے توراۃ سے ان تعلیمات کا موازنہ کیا اور اسلام لانے کے لئے حاضر ہو گئے اور فرمایا قوم کو بلا لیجئے مجھ سے سب کے حالات معلوم فرما لیجئے اور یہاں کر کو چھپ گئے قوم سے حضورؐ نے دریافت کیا اس نے یکا نے بان عرض کیا وہ سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں اچانک عبداللہ بن سلام کلمہ پڑھتے ہوئے نکل آئے قوم نے کہا یہ تو جاہل ابن جاہل اور رذیل ابن رذیل ہیں اور ہم سب میں بدتر ہیں۔ (بخاری باب الہجرت ص ۵۶۱) عبداللہ بن سلام کا پہلا نام حصین تھا اسلام لانے کے بعد حضورؐ نے بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔ (تہذیب التہذیب ص ۲۰۶)

ابو قیس راہب کا اسلام۔ یہ عیسائی مذہب تھا نہایت متبع دین تھا معروف اتفاقاً اس نے بھی حقانیت اسلام دیکھ کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۵)

نماز میں چار رکعتیں۔ سنہ ۱ھ میں نماز دو کے بجائے چار رکعت فرض ہوئی۔ سفر ہی میں دو ہی رکعتیں رکھی گئیں۔

اصحاب صفہ۔ ہجرت کر کے آنے والوں میں ایک بڑی تعداد غریب اور مسکین لوگوں کی تھی یہ رات دن حضورؐ کی خدمت میں رہتے اور قرآن اور سنت کی تعلیم حاصل کرتے حضورؐ نے ان کے لئے مسجد کے مشرقی جنوبی جانب ایک چبوترہ بنوا دیا اور اس پر سائبان ڈلوا

دیا۔ ان کے خورد و نوش کا انتظام حضورؐ کے ذمہ تھا۔ کہیں سے کچھ آتا تو حضورؐ انکو بھجوا دیتے۔ کہیں سے دعوت آتی حضورؐ ان کو ساتھ لے جاتے۔ صحابہؓ سے انکی مدد کرنے کی تاکید کرتے رہتے اور ان سے اس درجہ محبت فرماتے کہ ایکبار حضورؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی بی بی فاطمہؓ نے ایک لونڈی کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ تجھ کو تو دیدوں اور اصحاب صفہؓ تو بھوک کے مریں اور ان کو کوئی چیز نہ دوں۔ (ابو داؤد ص ۲۲)

اسلام کی پہلی یونیورسٹی اسلام کی یہ پہلی یونیورسٹی تھی اسلام کے یہ پہلے طالب علم تھے جو تاریخ میں اصحاب صفہؓ کے شاندار نام سے مشہور ہیں جو صحابہؓ انہیں سے زیادہ واقف تھے اور جو وقتاً فوقتاً تبلیغ دین کے لئے قبائل میں بھیجے جاتے تھے جنکی بے مثال قربانیوں سے حضورؐ کو بھی مسرت ہوتی ہے دنوں میں جن کی مثال اور فرد بے نظیر بن گیا آخر میں انکی تعداد چار سو ہو گئی تھی شاعر اسلام حفیظ جالندھری فرماتے ہیں۔

ملی خاکستر پروانہ کو زندگی ان سے — علوم مردہ ماضی میں آئی زندگی ان سے
یہی اصحاب صفہ تھے انوار رسالت کے — وہ جو دیا کہ تھے ان کے مکتب درس حکمت کے
بظاہر بے سر و ساماں تھے اور بے آشیاں تھے — مگر اصحاب صفہ سرورؐ عالم کے پیارے تھے
لرز جاتے تھے ان سے ہیبت سے دل ناہمواروں کے — [illegible] پیادے تھے مگر تاج تھے اسلامی سواروں کے
عبودیت کے سجدے ملتے تھے نقش پیشانی — مگر یہ ایک ذرا ٹھکرانے والے تھے تاج سلطانی

بقیہ مہاجر تجارت ان کے علاوہ بقیہ مہاجرینؓ نے تجارت اور کچھ نے کھیتی باڑی شروع کر دی تھی تاجروں میں حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظمؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ خصوصیت سے بہت ہی کامیاب اور خوشحال تاجر تھے اور ہر موقعہ پر انکی دولت اسلام پر نثار تھی بلکہ یہ کام بھی پیروی کرنے کے لئے انہوں نے کاروبار اور تجارت شروع کی تھی

جہاد اگرچہ مسلمان اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے مگر یہاں بھی انکا رہنا دشوار تھا کہ ایک سردار کرز بن جابر فہری مکہ سے مدینہ آیا اور مسلمانوں کے جانور چرا کر لے گیا جو چرنے کے لئے گئے تھے مسلمانوں کو سخت فکر و اندیشہ ہوا اور خدا پاک سے درخواست کی کہ ہم کو ان بدبختوں سے جہاد کی اجازت دی جائے تب یہ آیت نازل ہوئی جو سورہ حج رکوع ۶ آیت ۳۹ پارہ ۱۷ میں ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ ... اِنَّ اللہ ... جس کا ترجمہ یہ ہے اے محمدؐ تم ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت دے دو جن سے کافر لڑ رہے ہیں کیونکہ ان پر سخت ظلم ہو چکا ہے بلاشبہ خدا انکو غالب کر دینے پر پوری طاقت رکھتا ہے جو بلاوجہ اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس وجہ سے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ ایک کو دوسرے سے نہ روکتا رہتا تو عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادتخانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں بہت زیادہ خدا کی یاد ہوتی ہے باقی نہ رہتیں۔ (الحج ۱۷)

دشمنوں کا مقابلہ

غرضیکہ مدینہ چلے آنے کے بعد قریش مسلمانوں کے اعلیٰ سخت دشمن ہو گئے انہوں نے ان کی اس تمام ملکیت پر جنکو یہ مکہ میں چھوڑ آئے تھے قبضہ کر لیا اور اگر کوئی مسلمان حج یا عمرہ کے لئے وہاں جاتا تو اسکو روکتے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی منافق مدینہ کا ایک شخص عبداللہ بن ابی منافق آنحضرتؐ کی ہجرت سے چند ماہ پیشتر اسکو وہاں کے

لوگ بادشاہ بنانے والے تھے اور اس کے لئے تاج تیار کرایا گیا تھا قریش نے اسکو لکھا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر میں کیوں پناہ دی یا تو انکو وہاں سے نکال دو ورنہ ہم تم سے لڑنے آ رہے ہیں چونکہ مدینہ کے زیادہ تر لوگ مسلمان ہو چکے تھے اسلئے عبداللہ کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ قریش کے حکم کی تعمیل کرتا مگر وہ اسکو برابر اکساتے رہے اور دھمکاتے رہتے تھے اور دیگر یہود کو بھی مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے میں لگے رہتے تھے۔

حضورؐ خود پہرہ دیتے ہیں | قریش کی ان مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں سے مدینہ کے مسلمان خطرہ میں رہتے تھے آنحضرتؐ خود راتوں کو اکثر جاگتے تھے اور بعض بعض قوی مسلمانوں کو پہرہ دینے کے لئے مقرر کرتے تھے۔ کیونکہ یہ خوف رہتا تھا کہ رات کو مدینہ پر کسی طرف سے حملہ ہو جائے (مغازی ابن اسحاق صفحہ ۔۔۔)

جنگی تدابیر | قریش کا قافلہ تجارت کے لئے ہر سال ملک شام کو جایا کرتا تھا۔ اور یہی انکا ذریعہ معاش تھا۔ مدینہ بیچ راستہ میں تھا اس لئے مسلمانوں نے یہ سوچا کہ ان کی اس تجارت کو روک دیں تاکہ وہ عاجز ہو کر صلح کر لیں۔ اسی بنیاد پر جب قریش کے قافلہ کے آنے جانے کا پتہ لگتا تھا تو کبھی خود آنحضرتؐ مع صحابہؓ کے انکو روکنے کے لئے جاتے تھے اور کبھی کوئی دستہ کسی امیر کے ہمراہ بھیج دیتے تھے نیز قریش کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھی دس دس پانچ پانچ مسلمانوں کی ٹکڑیاں جایا کرتی تھیں مورخین نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے کہ جس یورش میں آنحضرتؐ خود شریک ہوئے اسکو غزوہ اور باقی کو سریہ کہتے ہیں۔

پہلا غزوہ | پہلی بار قریش کے تعاقب میں ۱۲ صفر سنہ ۲ھ ۶۲۳ء کو نکلے اور مقام ودان تک تشریف لے گئے جو مدینہ سے ۔۔۔ میل پر ہے مقابلہ نہیں ہوا اور یہاں قبیلہ بنی ضمرہ سے اس بات کا معاہدہ کر کے کہ وہ مسلمانوں کی مدد کریں گے واپس چلے آئے

دوسرا غزوہ | پھر قریش کے ایک قافلہ کا حال سنکر مقام بواط تک جو سمندر کے ساحل پر مکہ اور شام کے راستہ میں واقع ہے گئے وہاں بھی کوئی جنگ پیش نہیں آئی۔

تیسری مہم | اسی درمیان میں کرز بن جابر نے جو مکہ کے ایک قبیلہ کا سردار تھا ۔۔۔ مدینہ کے متصل چراگاہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ لوٹ لے گیا مقام سفوان تک پیچھا کیا گیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا حضرت سعدؓ امیر لشکر تھے۔

چوتھا غزوہ | جمادی الاولی میں مقام عشیرہ تک جو ینبع کے قریب ہے آنحضرتؐ مع اصحابؓ کے تشریف لے گئے یہاں ایک ماہ سے زائد قیام کیا اور بنی مدلج اور انکے حلیفوں سے عہد نامہ کر کے مدینہ واپس آ گئے۔

پانچویں مہم سریہ سیف البحر | حضورؐ نے تیس سواروں کی ایک جمعیت حضرت حمزہؓ کے ساتھ مقام عیص پر روانہ فرمائی۔ لیکن مجدی بن عمرو جہنی نے بیچ میں پڑ کر معاملہ رفع دفع کر دیا حضرت حمزہؓ علمبردار تھے اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا (ابن خلدون صفحہ ۔۔۔)

چھٹی مہم سریہ ثنیۃ المرار | یہ مشہور سریہ ہے اسمیں حضرت سعد بن وقاصؓ جو مشہور تیر انداز تھے شامل تھے انہوں نے تیر چلایا اسلام میں یہ پہلا تیر تھا جو اللہ کی راہ میں چلایا گیا۔ (اصابہ صفحہ ۔۔۔)

ساتویں مہم | رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش کو آٹھ مہاجروں کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ کیا اور ایک بند خط دے کر فرمایا کہ اسکو دو روز کی مسافت طے کر کے کھولنا حکم کے مطابق جب وہ خط کھولا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ مکہ اور طائف کے درمیان بطن نخلہ میں جا کر قریش کے حالات معلوم کرو اور آکر اطلاع دو۔ ان لوگوں نے بطن نخلہ میں جا کر قیام کیا۔ عمرو بن حضرمی جو قریش کا حلیف تھا مع اپنے تین ساتھیوں کے تجارتی مال کے چند اونٹ لئے ہوئے ادھر سے گذرا مہاجرین نے حملہ کیا ایک نے عمرو کے تیر مارا وہ مر گیا اس کا ایک ساتھی بھاگ گیا لیکن دو پکڑے گئے اور مع اونٹوں کے مدینہ لائے گئے۔

حکم قرآنی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غنیمت کو قبول نہ کیا اور فرمایا میں نے تمکو لڑنے کا کب حکم دیا تھا چونکہ یہ واقعہ رجب میں ہوا تھا جس میں لڑائی حرام ہے اسلئے اور بھی آپ برہم ہوئے آخر اس کے بارے میں وحی نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے

لوگ تم سے ماہ حرام میں لڑائی کی نسبت پوچھتے ہیں۔ کہدو کہ اسمیں لڑنا بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کے راستہ سے روکنا اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام میں نہ جانے دینا وہاں کے باشندوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ہے اور فتنہ خونریزی سے سخت تر ہے یہ کافر برابر تم سے لڑتے رہیں گے یہانتک کہ ان کا بس چلے تو تمکو تمہارے دین سے برگشتہ کر دیں (بقرہ ع ۲۷/۲۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تسلی دلائی کہ تم سے اگر ایک غلطی ہوئی ہے تو کفار نے تو اس سے بڑھکر برائیاں کی ہیں اور کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اس آیت کے اترنے سے تردد رفع ہو گیا۔ عمرو بن حضرمی کے قتل سے قریش کی آتش عداوت اور بھڑک اٹھی اور وہ انتقام کے جوش میں بھر گئے

(۸) غزوہ بدر

((۱۷ رمضان ۲ھ ۱۳ مارچ ۶۲۴ء))

قریش کا قافلہ حسب معمول تجارت کے لئے شام کے ملک میں گیا ہوا تھا۔ میر قافلہ ابوسفیان تھے اور ۳۰ یا ۴۰ آدمی قریش کے ان کے ہمراہ تھے وہاں سے خرید و فروخت کر کے جب مکہ کو واپس آنے لگے تو مدینہ کے قریب ان کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مع اپنے اصحابؓ کے اس قافلہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں یہ سنکر ابوسفیان نے فوراً ایک تیز رو قاصد مکہ کو روانہ کیا کہ قریش کو خبر دے کہ وہ جلد مدد کو پہنچیں ورنہ انکا تمام مال لٹ جائیگا۔ یہ اطلاع پاتے ہی قریش مکہ سے بہت جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ابوسفیان ساحل بحر سے اپنے قافلہ کو نکال لے گئے اور قریش کے لوگوں کو کہلا بھیجا کہ مکہ کو واپس چلو لیکن ابوجہل نے از راہ نخوت انکار کیا اور کہا کہ بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے ہم جا کر ٹھہریں گے تین روز تک وہاں دعوتیں کریں گے اور جشن منائیں گے تاکہ تمام عرب میں ہمارے آنے کی شہرت اور ہماری شان و شوکت کا رعب غالب ہو جائے

مدینہ سے روانگی | نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۹ رمضان ۲ھ مطابق ۵ مارچ ۶۲۴ء کو ۳۱۳ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے وادی ذفران پہنچکر معلوم ہوا کہ قافلہ نکل گیا اور اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر

کی طرف آرہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام کو جمع کرکے مشورہ کیا چونکہ جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سروسامانی کے ساتھ قریش کے مقابلہ میں جانا ناپسند کیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دونوں گروہوں میں سے کسی ایک پر ہم کو فتح دے گا اب قافلہ تو نکل گیا اس لئے قریش کے لشکر پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور مقدادؓ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمکو جو حکم ہو تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔ لیکن آنحضرتؐ کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیونکہ انہیں کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے بیعت جس بات پر لی گئی تھی وہ یہ تھی کہ مدینہ پر کوئی چڑھائی کرے گا تو وہ اس سے لڑیں گے۔ یہ عہد نہیں تھا کہ باہر نکل کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

انصار کا جوش حمایت

حضرت سعدؓ بن معاذ رئیس انصار نے کہا کہ یا رسول اللہ! شاید آپکا خطاب ہماری طرف ہے۔ اللہ شاہد ہے کہ اگر آپ ہمکو حکم دیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں یہ سنکر حضورؐ خوش ہو گئے۔ چونکہ کامیابی کا یقین تھا اس وجہ سے اسی مختصر جماعت کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور اہل مدینہ کو بلانے کی ضرورت نہ سمجھی وہاں پہنچکر پہلے جس پر اترے۔ حباب بن منذرؓ نے آکر پوچھا کہ یہاں اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں یا آپ نے خود تدبیر جنگی کے لحاظ سے اسکو منتخب فرمایا ہے۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ یہ خود میری رائے ہے۔ حبابؓ نے کہا تو یہ موزوں نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اور آگے بڑھکر ہم قریش کی قیامگاہ کے قریب تر چشمہ پر قبضہ کرلیں اور اپنے لئے حوض بھر کر باقی کو گرد کے کنویں اور چشموں کو پاٹ دیں تاکہ دشمنوں کو پانی نہ مل سکے آپؐ نے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور اسی کے مطابق عمل کیا حضرت سعدؓ کی رائے سے آنحضرتؐ کے لئے ایک سائبان بنایا گیا کہ اس میں قیام فرمائیں۔ ۱۷ رمضان ۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۶۲۴ء کو صبح کے وقت دونوں فریق میدان میں آگئے۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جن میں سے ۸۲ مہاجرین اور باقی انصار تھے انصار میں سے ۶۱ آدمی اوس کے تھے اور ۱۷۰ خزرج کے۔ کفار کی تعداد قریب ایک ہزار کے تھی جس میں سوائے ابولہب کے قریش کے تمام سردار شامل تھے ابولہب خود کسی وجہ سے نہیں آسکا تھا اس نے اپنے بدلے میں ایک شخص کو بھیجدیا تھا۔

[illegible] دونوں طرف سے صف آرائی شروع ہوئی۔ آنحضرتؐ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا۔ اشارہ سے صفوں کو برابر کیا پھر ہدایت دیکر وعظ فرمایا اسکے بعد درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے خشوع و خضوع کی حالت میں سجدہ میں گر گئے اور کہا کہ اے اللہ! اگر آج تیرے یہ چند عبادت گذار بندے ختم ہو گئے تو پھر کبھی دنیا میں تیری عبادت نہ کی جائیگی

اسی حالت میں [illegible] فرشتے نے آکر فتح کی بشارت دی آپ نے سر اٹھایا اور مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی (بخاری [illegible])

جنگ شروع ہوئی تو عرب کے قاعدہ کے مطابق مبارزت سے جنگ شروع ہوئی مشرکین کی صفوں میں سے عتبہ بن ربیعہ جو قریش کا نامور سردار تھا اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ باہر نکلا ادھر سے تین انصاری ان کے مقابلہ کے لئے نکلے

نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں پر تلوار نہیں اٹھائیں گے ہمارے مقابلہ کے لیے ہمارے ہم قوم یعنی اہل قریش کو آنا چاہیئے ۔ آنحضور ﷺ کے حکم سے انصار پلٹ آئے ۔ عتبہ کے مقابل کے لئے حضرت حمزہؓ ولید کے لئے حضرت علیؓ اور شیبہ کے لیے حضرت ابو عبیدہؓ گئے عتبہ اور ولید تو حضرت حمزہ اور علیؓ کے ہاتھوں مارے گئے لیکن شیبہ نے عبیدہؓ کو ایک کاری زخم لگایا یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے بڑھ کے شیبہ کو قتل کر دیا اور عبیدہ کو اٹھا کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے پھر دونوں طرف سے صفیں ٹوٹ پڑیں اور لڑائی ہونے لگی

بچوں کا جوش جہاد | ناز و نعم کے پلے ہوئے بچے جوش جہاد اور شوق شہادت سے بے چین ہو گئے عمیر بن ابی وقاص ایک کمسن صحابی ہیں اس جنگ میں شرکت کے لیے بیقرار تھے لیکن حضور ﷺ نے انکو اجازت نہ دی تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے تب حضور ﷺ نے اجازت دیدی ۔ عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ کافروں سے لڑوں یہاں تک کہ شہید ہوں حضور ﷺ نے ان کے گلے میں ایک تلوار لٹکا دی جو ان کے قد سے بڑی تھی بالآخر شریک ہوئے اور دلی تمنا یعنی شوق شہادت بھی پورا ہوا (اصابہ تذکرہ عمیر جلد ۳) کیا ہی مبارک تھے یہ بچے جو اسلام کے ایسے عاشق تھے اور کیا ہی مبارک تھا وہ دور جبکہ اسلام کے لیے مرنا سب سے بڑی خوشی تھا اس قسم کے واقعات سے ہماری تاریخ لبریز ہے ۔ اسی جنگ کا واقعہ ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ تیر چلا رہے تھے بیان کرتے ہیں میرے دائیں بائیں معاذ اور معوذ دو بچے کھڑے لڑ رہے تھے ایک کہتا میں ابو جہل کو ماروں گا دوسرا کہتا میں ماروں گا حضرت عبد الرحمنؓ فرماتے ہیں میں نے کہا ابو جہل قریش کا سردار ہے ہمارے ہوتے ہوئے تمکو اس زحمت کی ضرورت نہیں لیکن بچے نہ مانے آخر جب وہ گھوڑے پر صفیں درست کرتا ہوا نکلا تو عبد الرحمنؓ نے اشارہ دکھایا وہ ابو جہل ہے ان کا بیان ہے جس طرح چیل گوشت پر حملہ آور ہوتی ہے یہ دونوں بچے اس پر حملہ آور ہوئے ایک نے ران پر تلوار ماری اور دوسرے نے گردن بدن سے جدا کر دی ۔ ابو جہل صدمہ سے کہتا چلا گیا واحسرتاہ قتلنی الغلامون افسوس مجھکو کاشتکاروں نے قتل کیا (بخاری شریف باب غزوۂ بدر) اس ایک واقعہ سے مسلمانوں کے جوش و خروش اور حمایت حق محبت رسول ﷺ اور اعلاء کلمۃ اللہ کا اندازہ ہوا ہوگا ۔ خدا صرف انہی کی مدد کرتا ہے جو خدا کے دین کی مدد کرتے ہیں ۔ چنانچہ اسنے فرشتوں کی ایک جماعت مدد کے لئے بھیجی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بخاری میں روایت ہے میں نے حضرت جبرئیل کو ایک گھوڑے پر دیکھا اور وہ آلات جنگی ہتھیار سے لیس تھے اس قسم کی متعدد روایات کتب احادیث میں ملتی ہیں

مسلمان فتح پاتے ہیں | قریش کے بڑے بڑے سردار قتل اور تقریبا ستر آدمی گرفتار ہوئے باقی بھاگ گئے اور بہت تھوڑے عرصہ میں لڑائی ختم ہو گئی ۔ قیدیوں میں آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ اور داماد ابو العاص اور حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالب بھی تھے ۔ لڑائی ختم ہونے پر عبد اللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہؓ فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے مدینہ کی طرف دوڑائے گئے ۔ آنحضرت ﷺ کا یہ لڑائی میں [illegible]

قریش کی جسقدر لاشیں ملتی تھیں انکو دفن کرا دیتے تھے۔ یہاں بھی مسلمان شہیدوں کو دفن کرایا مشرکین کے کشتوں کی تعداد چونکہ زیادہ تھی اسلئے ایک بڑا گڑھا کھدوا کر سبکو اسی میں ڈلوا دیا پھر مع مال غنیمت اور اسیران جنگ کے مدینہ کو واپس آئے۔ راستہ میں قیدیوں میں سے نضر بن حارث اور عقبہ دو شخص قتل کر دیئے گئے کیونکہ یہ دونوں مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے اور اپنے اشعار میں ان کی ہجو کیا کرتے تھے۔ **قیدیوں سے سلوک تاریخ حیران رہ جاتی ہے** اسیران جنگ کے پاس کپڑے نہ تھے مدینہ میں پہنچکر ان کے لئے کپڑے فراہم کئے گئے۔ حضرت عباسؓ کو عبداللہ بن اُبی نے کشیدہ قامت ہونے کی وجہ سے اپنا کرتہ پہنایا آنحضرت صلعم نے اسکا یہ احسان یاد رکھا اور باوجود اسکے کہ وہ منافقوں کا سردار اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا پھر بھی جس وقت اس نے انتقال کیا تو اسکے کفن کے لئے اس کے معاوضہ میں اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا۔ قیدیوں کو متفرق طور پر صحابہؓ کے سپرد کیا کہ جبتک ان کے بارے میں تصفیہ ہو انکو اپنے پاس آرام کے ساتھ رکھیں۔ بعض بعض مفلس صحابہؓ آنحضرت صلعم کے اس حکم کی وجہ سے ان قیدیوں کو اپنا کھانا کھلا دیتے تھے اور خود فاقہ کر لیتے تھے مشرکین کے علمبردار ابو عزیز کا بیان ہے کہ میں جن انصاری کے حوالہ کیا گیا تھا وہ روٹی تو مجھے کھلا دیتے اور خود کھجوریں کھا کر بسر کر لیتے ہیں اگر روٹی ان کے سامنے رکھ دیتا تو وہ چھوتے بھی نہیں تھے۔ (طبقات ابن سعد صلہ) **مشورہ بابت اسیران جنگ** حضور صلعم نے ان اسیران جنگ کے متعلق صحابہؓ سے مشورہ لیا حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ ہر چند یہ لوگ بھائی بند ہیں لیکن انکو قتل کر دینا چاہیئے مگر حضرت ابوبکرؓ اور اکثر صحابہؓ نے قتل کو پسند نہ کیا اور یہ رائے دی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دینا مناسب ہے۔ رحمت عالم نے اسی کو ترجیح دی مگر چونکہ ابتک کسی نبی کے لئے قیدیوں کا زر فدیہ اور مال غنیمت حلال نہ کیا تھا اور آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے بارے میں کوئی خاص حکم بھی نہیں ملا تھا اسلئے سرزنش سے عتاب نازل ہوا۔ **ترجمہ یہ ہے**۔ کسی نبی کو یہ روا نہیں کہ ملک میں اچھی طرح خونریزی کئے بغیر لوگوں کو قیدی بنائے تم دنیا کا سرمایہ چاہتے ہو اور اللہ آخرت کا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے اگر اللہ نے تمہاری معافی پہلے سے لکھ دی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا اسکی وجہ سے بڑا عذاب تم پر نازل ہوتا خیر جو کچھ تمکو مال غنیمت میں ملا ہے اسکو حلال طیب سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو وہ بخشنے والا مہربان ہے (دیکھو انفال پ۱۰) حضرت سعد بن معاذؓ کی پہلے سے یہ رائے تھی کہ میدان جنگ میں قیدی نہ پکڑے جائیں اور نہ پکڑنے کے بھی وہ حضرت عمرؓ کے ہمخیال تھے کہ انکو قتل کر دینا چاہیئے اس آیت میں بتایا گیا کہ دشمنوں کی گرفتاری سے ان کا قتل کر دینا زیادہ مناسب تھا بہر حال یہ خطا معاف کی گئی اور مال غنیمت بھی حلال کر دیا گیا۔ **بچوں کی تعلیم فدیہ قرار پاتا ہے** ہر ایک اسیر کا چار ہزار درہم فدیہ مقرر کیا گیا اہل مکہ جب مطلع ہوئے تو انہوں نے اپنے اپنے عزیزوں کا زر فدیہ بھیجا۔ وہ چھوڑ دیئے گئے جو نادار تھے ان میں سے جو لکھنا جانتے تھے ان سے کہا گیا کہ مدینہ کے دس دس بچوں کو کتابت سکھا دیں اور آزاد ہو جائیں باقی بلا فدیہ رہا کئے گئے انہیں میں

سے عمرو جمحی مکہ کا شاعر بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابو العاص کے فدیہ میں اپنے گلے کا ہار اتار کر بھیجا تھا یہ ہار حضرت خدیجہؓ کا دیا ہوا تھا آنحضرتؐ نے جب اسکو دیکھا تو رقت طاری ہوئی صحابہؓ سے فرمایا کہ مناسب سمجھو تو زینب کو اس کا یہ ہار واپس دے دو کیونکہ یہ اسکی ماں کی یادگار ہے سب لوگوں نے خوشی کے ساتھ قبول کیا اور ابو العاص کو بلا فدیہ کے رہا کر دیا۔ **مکہ میں کہرام** مکہ میں بدر کی شکست اور ان کے مقتولوں کا گھر گھر میں سوگ تھا لیکن ناموس کے خیال سے کوئی بلند آواز سے نہیں روتا تھا۔ **کفار خفیہ تدبیر کرتے ہیں عازم قتل مسلمان ہو جاتے ہیں** صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب کو جو اسلام کا سخت دشمن تھا اپنے حجرہ میں بلا کر مخفی طور پر تنہائی میں اس بات پر آمادہ کیا تم مدینہ میں جا کر محمدؐ کو قتل کر دو۔ تمہارے بچوں کی پرورش میں کروں گا وہ زہر میں بجھی ہوئی تلوار لیکر مدینہ پہونچا اتفاقاً اس پر حضرت عمرؓ کی نگاہ پڑ گئی انکو شبہ ہوا گردن پکڑ کر آنحضرتؐ کے سامنے لائے آپؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ چھوڑ دو پھر اسکو اپنے قریب بلایا اور پوچھا کہ کس لئے آئے ہو اس نے کہا کہ میرا بیٹا جو قیدیوں میں ہے اسکو چھڑانے کے لئے آیا ہوں۔ آپؐ نے کہا کہ نہیں تم کو صفوان نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے یہ سنکر عمیر نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے کیونکہ اس بات کو سوائے ان کے اور صفوان کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ **قرآن زمزمہ ساز ہے** غزوہ بدر کا ذکر مفصل قرآن میں ہے اس کے بارے میں پوری سورہ انفال نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں مال غنیمت کے احکام بیان کیے کہ ایک خمس اللہ اور رسول ان کے قرابتمندوں نیز یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور باقی چار خمس فوج کا حصہ ہے۔ نیز اس لڑائی میں مسلمانوں کی بے سروسامانی پریشانی اور امداد آسمانی کا ذکر فرمایا کہ ہم نے فرشتوں کی فوج اتاری تاکہ مسلمانوں کو اطمینان قلب حاصل ہو اور وہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہیں اسکے بعد قریش کی ایذا رسانی مخالفت اور دشمنی وغیرہ بیان کی پھر مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم اپنی طاقت اور شوکت کو جہاں تک ہو سکے بڑھاؤ۔ اسکے بعد صلح کی ترغیب دی اور آخر میں اسیران جنگ کے معاملہ کا تصفیہ فرمایا۔ **قیمتی سبق** یہ لڑائی درحقیقت شوکت اسلام کا سنگ بنیاد تھی یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ قطعی جنتی قرار دیے گئے کیونکہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن قریش تھے ان کی قوت کا خاتمہ اس میں ہو گیا ابوجہل اور عتبہ وغیرہ تقریباً ستر سادات قریش مارے گئے اور نوے ۹۰ کے قریب گرفتار ہو کر آئے اسکے مقابلہ میں مسلمان شہداء کی کل تعداد ۱۴ تھی۔ جو لوگ صرف ظاہری سامان کو فتح اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں انکو اس جنگ سے عجیب و غریب سبق مل سکتا ہے اس میں مسلمانوں کی کل تعداد ۳۱۳ تھی جن کے پاس صرف تین گھوڑے اور ستر اونٹ تھے بمقابلہ ان کے کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی ان میں ایک سو سوار تھے اور ساز و سامان بھی کافی تھا اور دونوں فریق ایک ہی قوم کے لوگ تھے یعنی یہ بھی عرب اور وہ بھی عرب بلکہ مکہ والے مدینہ والوں کو اپنا ہمسر بھی نہیں سمجھتے تھے۔ باوجود

ان کے علاوہ چند شخصوں کی لڑائی کے بعد مسلمانوں کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کفار کچھ مقتول اور کچھ گرفتار ہو گئے اور باقی بدحواس ہو کر بھاگ گئے۔ **اللہ ہی حق کا مددگار ہے** اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کا مددگار ہے اس نے فتح کی خوشخبری پہلے ہی سے دے دی تھی اس کے علاوہ آسمان سے فرشتوں کی فوج اتار دی جس سے مسلمانوں کے دل مضبوط اور کافروں پر ہیبت چھا گئی اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ مسلمان حضور کی مدافعت اور دین اسلام کی بلندی کے لئے لڑ رہے تھے اور اسیر اپنی جان دے دینا ان کے لئے ایک دولت لازوال تھی اسلئے شہادت کے وہ گویا عاشق تھے بخلاف کافروں کے کہ وہ محض انتقام اور کینہ کے جوش میں لڑ رہے تھے اسلئے انکو شکست فاش ہوئی اور ذلیل و خوار ہوئے۔

غزوہ بدر پر ایک تبصرہ بقول حضرت استاذ الاساتذہ علامہ شبلی نعمانی غزوہ بدر تمام غزوات کی اصل بنیاد ہے۔ بدر کے معرکے نے ملکی حالت پر گوناگوں اثرات پیدا کئے اور حقیقت میں یہ اسلام کی ترقی کا اولین دن تھا (سیرت النبی جلد اول حصہ ۳۲۲) قریش کی اصلی طاقت بدر میں ٹوٹ گئی تھی رؤسائے قریش جو شجاعت امارت ناموری میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے سب فنا ہو گئے عتبہ شیبہ ابو جہل ابو بختری وغیرہ وغیرہ سب سرتاج قریش تھے۔ اور بدر میں ہلاک کر دیئے گئے۔ قسطلانی

جہاد بدر کی تاریخ دہرا رہا ہوں میں ۔ گذشتہ سال کا زریں ورق الٹا رہا ہوں میں
بتاتا ہے سورۂ انفال میری اس گذارش کی ۔ فرشتے حق نے بھیجے اور احسانوں کی بارش کی
بظاہر بے حقیقت تھی جماعت حق پرستوں کی ۔ مگر کایا پلٹ دی اس نے باطل کے گروہوں کی
نہ کثرت تھی نہ شہرت تھی نہ کچھ سامان رکھتے تھے ۔ فقط اخلاص رکھتے تھے فقط ایمان رکھتے تھے
نہ تھے دنیا کے طالب نہ مال و جاہ کے سائل ۔ کہ بندے تھے لامعبود الا اللہ کے قائل
لیا راہ وفا میں عشق نے جب امتحاں ان کا ۔ تو استقلال پا صورت کوہ گراں ان کا
اقلیت رہی قائم صراط حسن نیت پر ۔ تو حق نے اس کو غالب کر دکھایا اکثریت پر
غرور و ناز مٹ جاتا ہے جاہ و مال والوں کا ۔ خدا ساتھی ہوا کرتا ہے استقلال والوں کا

(حفیظ جالندھری شاہنامہ اسلام جلد سوم صفحہ ۳۲)

شرکائے بدر کی فضیلت اللہ نے تمام شرکائے بدر کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں بدری رضی اللہ عنہ کی یہ عزت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کے وظائف سب سے زیادہ تھے کسی صحابی کے نام کے ساتھ بدری کہنا خاص امتیاز کا سبب سمجھا جاتا تھا ان کے ناموں کے پڑھنے سے دعا مقبول ہوتی ہے جن کے نام بخاری شریف میں موجود ہیں حسب ذیل ہیں۔

بدر پر بھیجی سیرت ... خاکسار کی ... نے ... ورد ... فی ادب ... کی

ملائک نازبردار کو یہ انعام بعد فتح و فیروزی — کہ جنت کی بشارت سے ہوئی تھی بہرہ اندوزی

یہ کیا تھا اک نتیجہ تھا پیمبرؐ کی اطاعت کا — تخیل کی بلندی کا توکل پر قناعت ۔۔۔ کا

کفار کے ارادے | حالانکہ ان ناپاک کافروں کے یہ ناپاک ارادے تھے جس کے لیے آئے تھے ۔۔۔

یہ آئے تھے خدا والوں کا استیصال کرنے کو — جو سر سجدوں میں جھکتے ہیں انھیں پامال کرنے کو

وہ جس نے انتم الاعلون کا مژدہ سنایا تھا — اسے خاموش کرنے کو انھیں شیطان لایا تھا

متفرق واقعات واحکام | اسی سال رمضان سنہ ۲ھ میں روزے فرض ہوئے پہلی بار عیدگاہ میں نماز عید ہوئی ذی الحجہ میں حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح ہوا مہر پانچ سو درہم جہیز ہار گدا چٹائی چکی مٹی کا گھڑا دیا گیا۔ اسی سال اذان کا طریقہ رائج ہوا اسی سال قبلہ بیت المقدس سے کعبہ قرار پایا حضورؐ نے ۱۶ یا ۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی (ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۹) اسی سال حضرت سلمان فارسی ایمان لائے (اصابہ جلد ۲ صفحہ ۶۲) اسی سال نماز جمعہ سنت قرار پائی اور مالدار مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض ہوئی جو غربت دور اور مساوات قائم کرتی تھی مالداروں پر قربانی واجب قرار پائی۔ (تاریخ ابن خلکان صفحہ ۲۲)

(۹) **غزوۂ سویق سنہ ۲ھ** | بدر کی لڑائی میں جب بڑے بڑے رؤسائے مکہ مارے گئے تو قریش کے رئیس اعظم ابوسفیان بن حرب قرار پائے انہوں نے مکہ پہونچکر یہ عہد کیا کہ جب تک بدر کے کشتوں کا بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک غسل نہ کروں گا نہ سر میں تیل ڈالوں گا چنانچہ وہ مدینہ کے قریب دو سو سواروں کے ساتھ آئے رات کو بنی نضیر کے سردار سلام بن مشکم کے پاس پہنچے باوجود اس کے کہ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ عہد کر چکا تھا لیکن اس نے ان کو مہمان رکھا اور مسلمانوں پر شبخون کرنے کے طریقے بتائے ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مقام عریض پر جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے حملہ کیا۔ نخلستانوں میں آگ لگا دی دو انصاریوں کو قتل کر ڈالا اور اپنے خیال میں اپنی نذر پوری کر کے مکہ کو واپس چلے گئے آنحضرتؐ کو جب اطلاع ہوئی تو مقام کدر تک تعاقب کیا لیکن وہ لوگ ہاتھ نہ آئے۔ ابوسفیان نے زاد راہ کے لیے اونٹوں پر ستوؤں کے تھیلے لاد لیے تھے۔ واپسی میں عجلت کی وجہ سے اونٹوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے جا بجا ان تھیلوں کو پھینکتے گئے جو مسلمانوں کو ملے۔ اسی وجہ سے اسے غزوۂ سویق (ستو) کہتے ہیں۔

بنی قینقاع | مدینہ کے آس پاس یہود کے تین قبیلے تھے بنی قینقاع بنی نضیر اور بنی قریظہ آنحضرتؐ نے مدینہ آنے کے ساتھ ہی ان سے معاہدہ کر لیے تھے جنگ بدر کے بعد اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر کو دیکھ کر ان کے دلوں میں حسد پیدا ہوا دوسرے قریش نے بھی ان سے خفیہ طور پر ساز باز شروع کیا اس لیے وہ اسلام

کے سخت دشمن ہو گئے اسکی ترقی میں رکاوٹیں ڈالنے لگے اور مسلمانوں کو ایذا دینا اور آنحضرت ؐ کے ساتھ بدتمیزی سے پیش
آنا شروع کیا۔ ان کے بارے میں قرآن میں آیتیں نازل ہوئیں جن میں ان کی سود خوری دروغ بیانی - بد اخلاقی عداوت
اسلام اور منافقانہ سرشت کی خاص طور پر پردہ دری کی گئی۔ سب سے پہلے بنی قینقاع نے جو یہود کے تینوں قبیلوں میں طاقت
اور شجاعت میں نامور تھے آنحضرت صلعم کے عہد کو توڑ ڈالا اور علانیہ مسلمانوں کی دشمنی کرنے لگے مدینہ کے منافق بھی ان کے ہم
تھے۔ ابتداء اس واقعہ سے ہوئی کہ بنی قینقاع کے بازار میں ایک یہودی نے ایک مسلمان عورت پر بیجا سختی کی وہ عورت
امداد کے لئے چلائی کسی مسلمان نے پہنچکر اس ظالم یہودی کو قتل کر دیا یہودیوں نے مل کر اس مسلمان کو مار ڈالا آنحضرت ؐ اسکی
اطلاع پاکر وہاں تشریف لے گئے اور یہودیوں کو سمجھانے لگے کہ اگر تم ایسا کروگے تو اہل بدر کی طرح تم پر بھی اللہ کا غضب
نازل ہوگا انہوں نے جواب دیا کہ قریش کے اوپر جو آپ نے فتح پائی تو اس گھمنڈ میں نہ رہیں وہ جنگ سے بیکار سے ناواقف تھے
ہم سے سابقہ پڑے گا تو ہم بتا دیں گے کہ لڑائی کس کو کہتے ہیں۔ اس معاملہ نے طول کھینچا یہاں تک کہ آنحضرت ؐ نے انپر
فوج کشی کی وہ قلعہ گیر ہو کر بیٹھ رہے۔ پندرہ دن تک محاصرہ رہا آخر مدینہ کے رأس المنافقین عبد اللہ بن اُبی
کی تجویز کے مطابق جو در پردہ ان کا ہمراز تھا یہ طے ہوا کہ بنی قینقاع یہاں سے جلا وطن کر دیئے جائیں چنانچہ وہ مقام
اذرعات میں جو ملک شام میں ہے چلے گئے ان کی تعداد سات سو تھی (السیرۃ الحلبیہ صفحہ [illegible])

کعب بن اشرف کا قتل کعب بن اشرف یہودی بنی طے کا تھا اور اس کی ماں بنی نضیر کی تھی یہ اپنی دولت
شجاعت اور شاعری کی وجہ سے یہود کا سب سے بڑا سردار سمجھا جاتا تھا۔ کامل بن اثیر صفحہ ۵۲)
چونکہ اسلام کی ترقی سے یہود کا دنیاوی اثر اور اقتدار نیز ان کی دینی عظمت کا سکہ اٹھا جاتا تھا
اس لئے کعب مسلمانوں کا سخت دشمن تھا جنگ بدر کے بعد اس نے مکہ میں جا کر کشتگان بدر کے دردناک مرثیے
بنا کر سنائے اور قریش کو مسلمانوں سے انتقام لینے پر آمادہ کیا۔ وہاں سے آکر اپنے اشعار میں مسلمانوں کی ہجو
اور بے حرمتی کرنے لگا اور در پردہ اس فکر میں پڑا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرا دے۔ آنحضرت ؐ کو ان
باتوں کی اطلاع ہوتی رہتی تھی اسی وجہ سے رات کو باہر کم نکلتے تھے اس کی فتنہ انگیزیوں سے مجبور ہو کر ربیع الاول
۳ھ میں محمد بن مسلمہ کو مع دو صحابیوں کے بھیجا انہوں نے جاکر اسکو قتل کر دیا (بخاری ص [illegible])

متفرق واقعات ۳ھ اسی سال ۳ھ میں حضرت امام حسن ؓ پیدا ہوئے (۲) اسی سال ربیع الاول
۳ھ میں حضور ؐ کی صاحبزادی ام کلثوم ؓ کا نکاح حضرت عثمان ؓ سے ہوا اور شب عروسی ماہ جمادی الثانی
میں ہوئی (۳) اسی سال شراب حرام ہوئی (۴) اسی سال حضرت عمر فاروق ؓ کی صاحبزادی حفصہ ؓ حضور ؐ

سے عقد میں آئیں (۵) اسی سال اسلام کا قانون وراثت نازل ہوا جو سورہ نساء کا دوسرا رکوع ہے

(۱۱) جنگ احد ۱۴ شوال ۳ھ ۲۹ مارچ ۶۲۵ء قریش کے دل میں مقتولین بدر کے انتقام کا جذبہ جوش تھا چنانچہ عبداللہ بن ربیعہ عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان امیہ ان لوگوں کو جن کے اقربا مارے گئے تھے ساتھ لے کر ابو سفیان کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ ہمارے بڑے بڑے سردار اور بہت سے رشتہ دار بدر کی لڑائی میں قتل ہو گئے مال تجارت کے نفع میں جو مشترکہ رقم جمع کی جاتی ہے اس سے تم ہماری مدد کرو کہ تیاری کر کے اپنے مقتولوں کا بدلہ لیں ابو سفیان رضامند ہو گئے۔ آنحضرتؐ ایک طرف بت پرستی کی برائی کرتے تھے اور دوسری طرف بد اخلاقیوں اور فواحش سے اور فخر و غرور سے نفرت کا اظہار فرماتے تھے اور منع کرتے تھے اس سے قریش کی شان پر فرق آتا تھا اور ان کی عظمت و اقتدار کی شہنشاہی متزلزل ہوتی تھی اس وجہ سے وہ لوگ سراپا مخصومت اور منبع خیر و فلاح کو ختم کر دینا چاہتے تھے ..... کنکوہ ؟

محمدؐ دیدہ و دل کی تجلی پر جورا ل — محمدؐ آخری حرف تسلی بہر مژدہ مدا لا
محمدؐ بیکسی کے درد کو پہچاننے والا — سرشک گرم و آہ سرد کو پہچاننے والا
محمد التجائیں سننے والا ماننے والا — خموشی کی صدائیں سننے والا ماننے والا
محمدؐ بزور معبودان باطل توڑنے والا — محمدؐ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والا
محمدؐ جس کا لقب العین دنیا کی بھلائی تھی — اسی پر آج دنیا تیغ و خنجر لے کے آئی تھی
زمانہ یونہی اپنے محسنوں کو تنگ کرتا ہے — وہ درس صلح دیتے ہیں یہ ان سے جنگ کرتا ہے

([illegible])

غرضیکہ قریش تیار ہوئے اور اپنے حلیف اور مددگار قبیلوں کے لوگوں کو بھی ساتھ لیا عمرو جمحی شاعر نے جو بدر میں قید ہو گیا تھا اور آنحضرتؐ نے اسکو رحم فرما کر بلا فدیہ چھوڑ دیا تھا۔ نیز دوسرے شعراء نے بھی اپنے اپنے اشعار سنا کر لوگوں کو انتقام کا جوش دلایا۔ سرداروں کی لڑکیاں اور بیبیاں بھی ساتھ چلیں کہ وہ اپنے عزیزوں کے قاتلوں کی سزائیں دیکھیں اور نیز اس غرض سے بھی کہ ان کی حفاظت کے خیال سے قریش لڑائی سے نہیں بھاگیں گے۔

یہ اشعار گا گا کر جوانان قریش کو ابھار اور ساتھی عورتیں جوش دلا رہی تھیں۔

نَحْنُ بَنَاتُ الطَّارِقِ — نَمْشِي عَلَى النَّمَارِقِ — مَشْيَ الْقَطَا الْبَوَارِقِ — وَالْمِسْكُ فِي الْمَفَارِقِ
وَالدُّرُّ فِي الْمَخَانِقِ — إِنْ تُقْبِلُوا نُعَانِقِ — وَنَفْرِشُ النَّمَارِقِ — أَوْ تُدْبِرُوا نُفَارِقِ
فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقِ

ترجمہ:۔ ہم ستارہ زادیاں ہیں نرم گدوں پر چلتی ہیں جس طرح سفید قطا بکثرت چلتی ہیں ہماری مانگوں میں مشک بھری ہیں گلے میں موتیوں کے ہار ہیں اگر لڑوگے تو ہم گلے لگا لیں گے اور تمہارے لئے نرم بچھونے بچھا دیں گے۔ اور اگر

منہ موڑو گے تو غیر محبوب کی طرح جدا ہو جائینگے۔ اسی کو حفیظ نے اس طرح ادا کیا ہے۔

ہم ہیں ستارہ زادیاں — افلاک کی شہزادیاں
دکھلاؤ گے جرأت اگر — لاؤ گے ان لوگوں کے سر
دینگی مبارکبادیاں — افلاک کی شہزادیاں
رکھے جو بستر کی طلب — وہ جنگ کی سختی سے
تمثال شیر پُر غضب — خونریز و درندہ رہے
سینہ پہ برچھے کھاؤ گے — ہم سے گلے مل جاؤ گے
گر بزدلی دکھلاؤ گے — آغوش بستر پاؤ گے
اجڑی ہوئی آبادیاں — ہم ہیں ستارہ زادیاں
افلاک کی شہزادیاں ..... ہم ہیں ستارہ

وحشی نامی جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام تھا جو حربہ (چھوٹا نیزہ) چلانے میں مشہور تھا اور بہت کم خطا کرتا تھا جبیر نے اس سے کہا کہ تم بھی لڑائی میں چلو اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کو تم نے قتل کر لیا تو میں تمکو آزاد کر دونگا۔ یہ لشکر مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ کے مقابل کوہ احد کی وادی میں ایک چشمہ پر اترا آنحضرت صلعم نے صحابہؓ کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ عبد اللہ بن ابی نے جو منافقوں کا سردار تھا یہ رائے دی کہ ہم مدینہ ہی میں رہیں جب وہ یہاں حملہ آور ہوں گے تو ان سے لڑیں گے آپؐ نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا۔ لیکن دیگر صحابہؓ نے کہا کہ ہمکو شہر سے باہر نکل کر دشمنوں کو روکنا چاہیے اس کے بعد آپ گھر میں تشریف لے گئے اور مسلح ہو کر نکلے صحابہؓ نے اس خیال سے کہ شاید ہم نے آنحضرت صلعم کو آپ کی منشا کے خلاف باہر نکلنے پر مجبور کیا نادم ہو کر عرض کیا کہ ہماری بات کا آپ کچھ خیال نہ فرمائیں ... اگر شہر میں پناہ گیر ہونا زیادہ مناسب ہو تو یہیں تشریف رکھیں ہمارا یہ منصب نہیں کہ آپکو ہم اپنی رائے کا پابند کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کو زیب نہیں دیتا کہ جب وہ ہتھیار لگائے تو بے لڑے ان کو اتارے

مدینہ سے روانگی | ۱۴ شوال سنہ ۳ھ مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۶۲۵ء کو بعد نماز جمعہ ایک ہزار صحابہؓ کو ساتھ لیکر مدینہ سے نکلے عبد اللہ بن ابی نے اپنے گروہ سے کہا کہ محمد صلعم میرے مشورہ کے خلاف چند نوجوانوں کے کہنے سے باہر نکل پڑے ہیں نہیں سمجھتا کہ ہم کیوں مفت میں اپنی جانیں دیں یہ کہکر وہ مدینہ کو پلٹ آیا اسکے ساتھ منافقین کی جماعت تھی جنکی تعداد تین سو تھی واپس چلی آئی اب مسلمان کل سات سو رہ گئے ان میں سے بھی جن کی عمریں سولہ برس سے کم تھیں واپس کئے گئے (دیکھو شرح بخاری صفحہ ۵۵)

بچوں کا ذوق شہادت ان بچوں کی شوق شہادت کا یہ عالم تھا کہ واپس جانا گوارا نہ [illegible]
بن خدیج ایڑیاں اٹھا کر پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوگئے اور تن کر اپنے قد کو اونچا کیا [illegible]
اور سے لئے گئے انہیں کے ہم عمر سمرہ تھے ان سے جب کہا گیا کہ تم واپس جاؤ تو انہوں نے [illegible]
قوی ہوں اور ان کو گرا لیتا ہوں میں کیوں نہ جاؤں آخر کشتی کرائی گئی [illegible]
کی اجازت حاصل کی (دیکھو اصابہ جلد ۲ صفحہ [illegible]) جب قریب پہنچے تو [illegible]
شروع کی حضرت مصعب کو علم دیا گیا پیچھے سے پہاڑ کی درہ کی طرف سے [illegible]
وہاں عبداللہ بن جبیر کی ماتحتی میں پچاس تیر انداز متعین کر دیئے گئے آنحضرت نے [illegible]
کو ادھر آنے سے روکنا اور ہم چاہے فتح پائیں یا شکست کھائیں تم لوگ ہرگز [illegible]
بھی صف آرا ہوئے طلحہ ان کا علمبردار تھا ایک دستہ سواروں کا تھا [illegible]
عکرمہ بن ابی جہل تھے دو سو کوتل گھوڑے بھی ساتھ تھے کہ بروقت ضرورت کام [illegible]
کا سردار عبداللہ بن ربیعہ تھا۔ قسطلانی صفحہ ۹۹۳)

ابتدائے جنگ لڑائی شروع ہوئی قریش کی عورتیں [illegible]
نہایت جگری سے لڑے تھے حضرت حمزہؓ علیؓ اور ابو دجانہؓ نے [illegible]
دست مبارک میں ایک شمشیر تھی وہ ابو دجانہؓ کو عطا فرمائی وہ اسکو لے کر [illegible]
بڑھتے آپؐ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ چال اللہ تعالیٰ کو کبھی پسند نہیں بجز میدان جنگ کے [illegible]
کافروں کو قتل کیا ابو سفیان کی بیوی ہند بھی سامنے آگئی [illegible]
صلعم کی تلوار عورت کے خون سے رنگین نہ ہو حضرت حمزہؓ [illegible]
کرتے جاتے تھے وحشی غلام ان کی تاک میں لگا ہوا تھا جب ان کے قریب پہنچے [illegible]
ناف سے گذر کر پیٹ کے پار نکل گیا آگے بڑھے کہ اسکو قتل کریں لیکن [illegible]
کے حملہ کی تاب نہ لاکر پیچھے ہٹے ان کے علمبردار یکے بعد دیگرے قتل [illegible]
ان کا جھنڈا گر گیا تو مشرکین منتشر ہو گئے یہ دیکھ کر عمرہ نامی ایک [illegible]
کے گرد جمع ہو گئے لیکن مسلمانوں کے سامنے وہ زیادہ نہ ٹھہر سکے [illegible]

کفر و ایمان کا ایک نظارہ اس اثنا میں ایک عجیب [illegible]
تھا نہایت شادی فاسق اور شریر تھا اس نے کہا [illegible]

تمہاری پوری مدد کروں گا اور اسلام کو ختم کر ڈالوں گا — ان بھاگنے والوں میں یہ ابو عامر بھی تھا اور مسلمانوں کی بالکل تردید میں تھا اللہ کی عجیب شان کہ اسکے بڑے صاحبزادے حنظلہؓ پکے مسلمان تھے ان سے تاب نہ ہوئی چاہا کہ بڑھ کر باپ کو ختم کر دیں مگر حضور رحمت عالم ﷺ نے اجازت نہ دی۔

اجازت کی طلب میں وہ رخ رحمت کو تکتا تھا — بغیر لیکن ادھر یہ ہاتھ اٹھائے رہ نہ سکتا تھا
یہ غصہ پاک کرنا چاہتا تھا اس فسادی کا — مگر پابند تھا مرد مجاہد حکم ہادی کا

مسلمانوں کی ایک بڑی غلطی الغرضیکہ اس شکست کے بعد مجاہدین مال غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے یہ دیکھ کر تیر انداز مسلمان بھی اپنی جگہ چھوڑ کر اسی طرف جھپٹ پڑے عبداللہ بن جبیرؓ نے ہر چند ان کو روکا لیکن نہ رکے اب مشرکین سواروں کے لیے میدان صاف تھا خالد نے اس درہ سے نکل کر حملہ کر دیا مسلمان جو اطمینان سے غنیمت سمیٹنے میں مصروف تھے کیا دیکھتے ہیں کہ پیچھے سے ان کے سروں پر تلواریں پڑنے لگیں نہایت ابتری پھیل گئی یہاں تک کہ بدحواسی میں خود ایک دوسرے پر وار کرنے لگے حضرت یمانؓ کے بیٹے حضرت حذیفہؓ چلاتے ہی رہ گئے کہ یہ میرے باپ ہیں لیکن سراسیمگی میں ان کو لوگوں نے قتل ہی کر ڈالا حضرت حذیفہؓ نے کہا مسلمانوں! اللہ تمہاری مغفرت کرے

مصعبؓ بن عمیرؓ شہادت پاتے ہیں آپ نہایت خوبصورت حسین و جمیل نوجوان تھے اسلام سے پہلے ریشم اور مخمل کے قیمتی لباس پہنتے تھے قدیم الاسلام تھے اسلام لانے کے باعث انہیں والدین نے گھر سے نکال دیا تھا اور غریبی اور تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ موٹا کمبل بھی ٹھیک سے میسر نہ تھا۔ مدینہ میں اشاعت اسلام آپ ہی کی رہین منت ہے۔ آپ غزوہ بدر میں بھی علمبردار اسلام تھے اور احد میں بھی آپ حضور ﷺ سے صورت و سیرت میں نہایت مشابہ تھے اس لئے خبیث ابن قمیہ نے آپ کو شہید کر دیا اور غل مچ گیا کہ آنحضرت ﷺ نے شہادت پائی اس آواز سے عام بدحواسی پھیل گئی شہادت کے بعد کفن بھی میسر نہ ہو سکا صرف چہرہ پر ایک رومال اور [illegible] گھاس ڈال کر سپرد خاک کیا گیا اللہ اللہ کیا دلدوز منظر تھا۔ حضرت حفیظ نے اس کا یوں نقشہ کھینچا

قلم ہو کر زمیں پر گر چکے تھے ہاتھ مصعبؓ کے — مگر مصعبؓ تھے قائم اور علم بھی ساتھ مصعبؓ کے
کٹے ہاتھوں کے دونوں ٹھنٹ اب چھاتی پہ آئے تھے — علم کو پھر دبائے دل پہ بالا سا بنائے تھے
علم کی چوٹ پہ گردن اور سر خم ایک شانے پر — جبیں سوئے فلک آنکھیں خدا کے آستانے پر
اسی عالم میں پھر ایک ہاتھ مارا ابن قمیہ نے — علمبردار حق کا سر اتارا ابن قمیہ نے
سر سجدہ گزار اس طرح اترا فرش کے اوپر — صدائیں ربی الاعلیٰ کی گونجیں عرش کے اوپر

انس کے چچا ابن نضرؓ لڑتے ہوئے جا رہے تھے دیکھا کہ حضرت عمرؓ ہتھیار پھینک کر غمزدہ اور مایوس بیٹھے ہوئے ہیں پوچھا کہ یہاں کیا کرتے ہو کہا کہ اب لڑنے سے کیا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید ہوگئے۔ ابن نضرؓ نے کہا کہ جب رسول اللہ نے شہادت پائی تو ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ کہہ کر مشرکین میں گھس گئے اور لڑ کر شہید ہوگئے۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۷)

آنحضرتؐ کے ارد گرد صرف چند جاں نثار رہ گئے تھے کفار اسی طرف بڑھے حضرت ابو دجانہؓ نے آپ کی طرف اپنا رخ کر کے اپنی پشت کو سپر بنا لیا دشمنوں کے تیر اس پر آ کے لگتے تھے حضرت سعد بن وقاصؓ اور ابو طلحہؓ تیر چلا چلا کر دشمنوں کو روکتے تھے۔

حضرت ام عمارہؓ کی جاں نثاری آپ جنگ احد میں زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اچانک جب کفار کے نرغہ حملہ اور مسلمانوں کی جماعت کی حکم رسول سے روگردانی سے ..... شیرازہ بکھر گیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر گر گئے تو ام عمارہؓ خاتون اسلام نے دوپٹہ کا پھٹکا باندھا اور سرور کائنات کی ذات اقدس کے لئے سپر بن گئیں یہاں تک کہ آپ کا ایک ہاتھ سخت زخمی ہو گیا حضرت حفیظؔ نے اسکو یوں نظم کیا ہے۔

اچانک سا اچھا گئی آ کے ہول کی جا در زمانے پر — صدا جاں فنے پڑی یہ ضرب کس ہستی کے شانے پر
یہ کس نے آ کے گردن زیر تیغ خونفشاں رکھ دی — یہ کس بندے نے بنیاد بقائے جاوداں رکھ دی
وہی باحوصلہ شایان صد تحسین و شاباشی — وہی ام عمارہؓ ہاں وہی حق آشنا بی بی
جنہیں پہ وار ہوتا اس نے دیکھا دوڑ کر آئی — ادھر شمشیر چمکی اس طرف یہ ڈھال لہرائی
حیا کا معجزہ تھا جوش ایماں کی کرامت تھی — کہ زیر تیغ کھا کر بھی وہ قائم و سلامت تھی
بڑی ام عمارہؓ لے کے تیغ آبدار اس پر — کئے اس شیر زن نے پے بہ پے دو تین وار اس پر

حضورؐ زخمی ہو گئے اسی درمیان میں کسی کافر نے ایک پتھر پھینک کر مارا جس سے آنحضرتؐ کا لب زخمی ہوا اور نیچے کے دو دانتوں میں سے داہنا دانت شہید ہو گیا پھر ابن قمیہ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جس سے خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں دھنس گئے حضرت ابو عبیدہؓ نے ان حلقوں کو دانتوں سے کھینچ کر نکالا رخسار سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے ام عمارہؓ نے یہ دیکھا تو بڑی بیتابی کے ساتھ اچھل کر ابن قمیہ پر پے در پے تلوار کے کئی وار کئے۔ لیکن وہ دو زرہیں پہنے ہوئے تھا اس لئے کچھ اثر نہ ہوا ابن قمیہ نے پھر ام عمارہؓ کو ایک تلوار ماری ان کے مونڈھے پر سخت زخم آیا جو پورے ایک سال میں اچھا ہوا۔ زیاد بن سکن انصاریؓ اپنے پانچ ہمراہیوں کے ساتھ آنحضرتؐ کی حفاظت کے لئے آئے اور سب نے لڑ کر جانیں فدا کر دیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن العوامؓ نہایت جانبازی کے ساتھ مدافعت کرتے [illegible]

تھے حضرت طلحہؓ دشمنوں کی تلواروں کو اپنے ہاتھ پر روکتے تھے یہاں تک کہ ان کا ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔ (طبری صـ ۱۱۰۹)

ایک خوش قسمت انسان ایک شخص کھجور کھاتا ہوا وہاں آیا اور آنحضرتؐ سے پوچھا کہ میں اگر لڑوں اور مارا جاؤں تو کہاں جاؤں گا آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں یہ سن کر اس نے کلمہ پڑھا اور کافروں پر جھپٹا اور شہید ہو گیا یہی وہ شخص ہے جس نے اللہ پاک کو ایک سجدہ بھی نہ کیا اور جنتی ہو گیا جہاں آپ کے لئے سائبان بنایا گیا تھا اس کے متصل ایک کافر ابو عامر نے مسلمانوں کو گرانے کے لئے ایک گڑھا کھود رکھا تھا آنحضرتؐ کا پائے مبارک اس میں جا پڑا اور آپؐ اس کے اندر گر گئے حضرت علیؓ نے ہاتھ پکڑا اور حضرت ابوبکرؓ اور طلحہؓ نے اٹھا کر نکالا

اس دن زخمی نبی کا اپنے دشمنوں کو دعائیں دینا آپ اگرچہ زخموں سے چور چور تھے محبوب اعزا کے ٹکڑے [illegible]

[illegible]

فلک پر مہر آزردہ زمیں پر گل فسردہ تھے !	جبیں رخسار لب دندان و شانہ زخم خوردہ تھے
اگرچہ زانو و دل پر زخم ضربیں ساق پر آئیں	دعائیں ہی زبان مصدر اخلاق پر آئیں
دہن یا غنچہ شگفتہ تھی لبوں سے خون بہتا تھا	دعائے خیر کرتا تھا محمدؐ اور کہتا تھا
کہ اے پروردگار آمرزگاراں کو معافی دے	نہ کر ان کی خطاؤں کا شمار ان کو معافی دے
ابھی ابھری الٰہی یہ قوم جاہل اپنی پستی سے	خداوندا یہ بندے بے خبر ہیں راز ہستی سے
نہ دیکھ ان کے عمل اپنے کرم ہی پہ نظر فرما	الٰہی بخش دے ان کو الٰہی درگذر فرما

(رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (بخاری باب غزوہ احد)

کعب بن مالک انصاریؓ نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو چلائے کہ مسلمانو! مژدہ ہو کہ رسول اللہ صلعم زندہ ہیں یہ آواز سن کر صحابہ کی طرف ٹوٹ پڑے آپ سب کے ہمراہ پہاڑ پر چڑھ گئے دشمن بھی اس طرف بڑھے لیکن حضرت عمرؓ وغیرہ نے پتھر برسائے اس لئے وہ آگے نہ بڑھ سکے ابی بن خلف آنحضرتؐ کے قریب پہنچ گیا اور جوش میں کہنے لگا کہ میں آج محمدؐ کو زندہ نہ چھوڑوں گا یہ سن کر آنحضرتؐ نے حارث بن الصمہ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کی گردن پر مارا جس سے اس کی شہ رگ سے خون جاری ہو گیا اور وہ گھوڑے پر سے لڑکھڑایا آخر اسی زخم سے واپس جاتے ہوئے مکہ کے راستے میں مر گیا۔ صرف یہی ایک بدبخت شخص ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنی تمام زندگی میں اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا ہے۔

مدینہ میں کہرام اِدھر مدینہ میں جب یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پہونچی تو بہت سی عورتیں دوڑ پڑیں حضرت فاطمہ زہراؓ بھی پہنچ گئیں حضرت علیؓ ڈھال میں پانی بھر کے لائے اور حضرت فاطمہؓ نے چہرہ مبارک سے خون دھویا پھر چٹائی کا ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھر دی جس سے خون بند ہو گیا ابو سفیان نے قریش کو لے کر مکہ

ٹیلے پر چڑھ کر زور سے پکارا۔ اُعْلُ ھُبَل (اے ہبل کی جے ہو) — آنحضرتؐ کے حکم سے صحابہؓ نے اس کا جواب
دیا..... اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ (اللہ ہی برتر اور بزرگ ہے) — ابوسفیان نے حضرت عمرؓ کی آواز پہچان
کر ان کو پکارا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو کیا بات ہے جب وہ پہنچے تو ابوسفیان نے کہا کہ بتاؤ محمدؐ مقتول ہو گئے
یا نہیں انہوں نے کہا کہ نہیں وہ پہاڑی پر موجود ہیں اور تمہاری آواز سن رہے ہیں ابوسفیان نے کہا کہ تم میرے
نزدیک ابن قمیہ سے زیادہ سچے ہو پھر ابوسفیان نے چلا کر کہا کہ یہ بدر کی لڑائی کا بدلہ ہے اور ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ
پھر بدر میں ہوگا آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ کہہ دو کہ ہم کو منظور ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ خیال اس امر کا تھا کہ مشرکین
کا ارادہ معلوم کریں حضرت علیؓ کو بھیجا کہ پتہ لگاؤ کہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر اونٹوں پر سوار ہو کے ہیں اور گھوڑوں کو کوتل چھوڑ رہے ہیں تو سمجھ
لینا کہ مکہ کو جانا چاہتے ہیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو مدینہ کے حملہ کا قصد رکھتے ہیں پھر ہم کو بھی مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

تجہیز و تکفین حضرت علیؓ گئے اور آکر اطلاع دی کہ وہ اونٹوں پر سوار ہوئے اور گھوڑوں کو کوتل ساتھ لے گئے ہیں جب
اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو شہداء کی لاشوں کو دفن کرانے میں مشغول ہوئے ستر مسلمان شہید ہوئے تھے جن میں سے چار
مہاجر باقی انصار تھے مشرکین کے کشتوں کی تعداد کل ۲۳ تھی کافروں نے بدر کے کینہ کے جوش میں شہیدوں کے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالے تھے ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ کیا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالے آنکھیں
نکال لیں اور سینہ چاک کر کے جگر کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈال کر چبانا چاہا لیکن نگل نہ سکی اس لئے اگل دیا اسی وجہ سے اس کا لقب
جگر خوارہ رکھا گیا حضورؐ کو بہت رنج ہوا اور یہ آیت اتری اگر تم بدلہ لو تو اپنی اذیت کے برابر بدلہ لو اور اگر صبر کرو تو تمہارے
لئے صبر بہتر ہے جو سورہ نحل رکوع ۱۶ آیت ۱۲۷ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ جو سید الشہداء کی حقیقی بہن
تھیں بھائی کی لاش دیکھنے کو آئیں آپؐ نے ان کے بیٹے حضرت زبیرؓ کو حکم دیا کہ اپنی ماں کو روکو اس طرف نہ جانے پائیں جب
حضرت زبیرؓ نے انکو منع کیا تو انہوں نے کہا مجھے اپنے بھائی کا حال معلوم ہو چکا ہے میں رونے اور نوحہ کرنے نہیں آئی ہوں
دیکھوں گی صبر کروں گی اور دعائے مغفرت مانگوں گی حضرت زبیرؓ نے آکر آنحضرتؐ سے کہا آپؐ نے اجازت دیدی بھائی
کی حالت اور ان کے جگر کے ٹکڑے بکھرے ہوئے دیکھ کر دل بیقرار ہو گیا انا للہ پڑھ کر دعائے مغفرت مانگی ان کے کفن کے
لئے بیٹے کو دو چادریں حوالہ کیں اور واپس چلی آئیں۔ حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ وہ چادریں لے کر ہم نے چاہا کہ سید الشہداء
کا کفن بنائیں لیکن انہیں کے قریب ایک انصاری شہید پڑے تھے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا تھا جو ان کے ساتھ ہوا
تھا اس لئے ہم نے مروت کے خلاف سمجھا کہ ایک کو دو چادروں میں دفن کریں اور ایک کو بے کفن چھوڑ دیں آخر دونوں
کو ایک ایک چادر میں لپیٹ کر دفن کیا۔ اس وقت مسلمانوں کی محتاجی کا یہ عالم تھا کہ شہداء کے لئے کفن تک میسر نہ تھا۔

شہداء احد میں لتھڑے ہوئے بلا غسل ایک ایک قبر میں دو دو دفن کئے گئے جن کو قرآن زیادہ یاد ہوتا تھا اسکو آگے رکھتے تھے

فرشتوں کا غسل دینا اسی اثنا میں دیکھا گیا کہ عام شہداءؓ کی لاشوں سے دور ایک ٹیلہ پر حضرت حنظلہؓ کا لاشہ پڑا ہوا ہے اور بدن اور سر سے پانی ٹپک رہا ہے جیسے کسی نے ابھی غسل دیا ہو صحابہؓ حضورؐ کے پاس اسے اٹھا لائے سب تعجب میں تھے کہ یہ پانی کیسا ہے؟ حضورؐ پر آثار وحی طاری ہوئے اور آپؐ نے فرمایا اُن کو فرشتوں نے غسل دیا ہے واپس جاکر صحابہؓ نے ان کے گھر کے حالات معلوم کئے تو بتایا گیا کہ جس وقت مسلمانوں کی شکست کی خبر مدینہ پہونچی ہے حضرت حنظلہؓ ابھی نئی نویلی دولہن سے شب گذری میں مصروف تھے کہ فوراً اسی حالت میں جنگ میں حاضر ہوگئے اور شہید ہوگئے۔ اس واقعہ کو ہمارے شاعر اسلام مداح رسولؐ جناب مولوی حکیم یوسف صاحب اعظمی نے یوں نظم فرمایا ہے سادگی بلاغت اور اثرانگیزی ملاحظہ ہو:۔

شب عشرت کی وہ پہلی نرالی شان کی دنیا ۔ تمناؤں کی دنیا حسرت و ارمان کی دنیا
وہ دنیا حوصلوں کی ولولوں کی شادمانی کی ۔ وہ دنیا عشرتوں کی راحتوں کی کامرانی کی
تمنائیں جہاں کلیوں کی صورت میں چٹکتی ہیں ۔ جہاں پر آرزوئیں پھول بن بن کر مہکتی ہیں
جہاں پر راحتوں کے رنگ پر سو رنگ آتے ہیں ۔ جہاں پر دین و دنیا اہل دنیا بھول جاتے ہیں

مگر مذہب کے متوالے کا عالم ہی نرالا ہے
رہ مولا میں اس کی زندگی گویا قبالہ ہے

ہے شاہد اس حقیقت پر وفور جوش ایمانی ۔ جناب حنظلہؓ اور ان کی بیوی کی وہ قربانی
کہ جب صبح عروسی کو منادی نے ندا یہ دی ۔ رہ مولا میں لڑنے کو چلیں غازی صدا یہ تھی
یہ سنتے ہی دولہن جاگ اٹھی پہلی رات کو سوکر ۔ جگایا اپنے شوہر حنظلہؓ کو اس نے خوش ہوکر
اٹھو اور جاکے صف آرا ہو باطل کے مقابل میں ۔ یہی اک مشغلہ ہے کام کا سارے مشاغل میں
کروگے دیر تو پھر خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے ۔ بھلا کیسے حبیب کبریاؐ کو منہ دکھاؤ گے
تیمم کر لو اپنے میں نہانے کی ضرورت کیا ۔ رضائے حق کے کاموں میں نہانے کی ضرورت کیا

یہ سنکر چل دئیے میدان میں وہ جنگ آزمائی کو
گوارا کر لیا یا شب کی بیوی کی جدائی کو

مجاہد تھے لڑے بے لوث ہمت سے شجاعت سے ۔ امنگیں روح کی پوری ہوئیں جام شہادت سے
تعجب تھا کہ میت ان کی غائب بعد رحلت تھی ۔ مگر میدان سے کچھ دور اک ٹیلہ کی زینت تھی

تلاش و جستجو کے بعد ان کی لاش جب آئی
تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے ہے نہلائی
جناب مصطفےٰ نے دیکھکر یہ حال فرمایا
خدا کی ان پہ رحمت ہو وہ عالی مرتبہ پایا
فرشتوں نے دیا ہے غسل ان کو آب کوثر سے
یہ درجہ اور یہ رتبہ ملا ان کو مقدر سے

سبق :- غرضیکہ یہ غزوہ ہمارے لیے نہایت سبق آموز ہے ہمکو ہر صورت اطاعت خدا اور رسول کی تعلیم دیتا ہے اور جبر ثبات اور نظم و تنظیم کی ہدایت کرتا ہے اس سے فارغ ہو کر مدینہ چلے راستہ میں حمنہ بنت جحش آتی ہوئی ملیں ان کو ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر دی گئی انھوں نے انا للہ پڑھی اور دعائے مغفرت مانگی پھر ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش کی خبر دی گئی اسپر بھی انا للہ پڑھکر مغفرت کی دعا کی لیکن جب ان کے شوہر مصعبؓ کی شہادت کی خبر دی گئی تو واویلا کر رو پڑیں حضور صلعم نے یہ دیکھکر فرمایا کہ عورت کے دل میں شوہر کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کی شہادت کی خبر سنکر انصار کے قبیلے بنی دینار کی ایک خاتون مدینہ سے چل پڑیں راستہ میں انکو ان کے شوہر باپ اور بھائی تینوں کی شہادت کی خبر ملی ہر ایک کی خبر سنکر وہ یہی کہتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ وہ زندہ ہیں کہا کہ مجھے دکھا دو صحابہؓ نے اشارہ سے بتایا انھوں نے جب اپنی آنکھوں سے ... آپ کا چہرہ دیکھ لیا تو تسلی پا کر بول اٹھیں کہ آپ جب سلامت ہیں تو ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔ اسی کو حضرت استاذ الاساتذہ علامہ شبلی نعمانی نے یوں فرمایا ہے :-

ترے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
سب سے بڑھکر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
اس عفیفہ نے سب سن کے کہا تو یہ کہا
سب نے دی اس کو بشارت کہ سلامت ہیں حضور
بڑھ کے اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
ہیں تیری اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا

(کلیات شبلی)

تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیر ستم
گھر کا گھر صاف ہوا ٹوٹ پڑا کوہ الم
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہ امم
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم
تو سلامت ہے تو سب ہیچ ہے سب رنج و الم
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

جنگ پر تبصرہ :- احد جنگ میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی وہ محض تیر اندازوں کی جلد بازی اور حضورؐ کی عدم تعمیل ارشاد سے ـــــ ورنہ معلوم ہو چکا ہے کہ لشکر کفار میں بھگدڑ پڑ چکی تھی اور مسلمان غالب آچکے تھے اس جنگ میں ستر مسلمان شہید اور ۲۳ کفار ہلاک ہوئے تھے .... یورپ اور امریکہ اسلامی غزوات کو دیکھکر اسلام کو خونخوار مذہب قرار دیتے ہیں اور معاذ اللہ حضورؐ کی جانب بے رحمی کا انتساب کرتے ہیں مگر آپ یہ معلوم کر کے حیرت میں ہوں گے کہ اسلامی غزوات کی تعداد صرف ۲۱ ہے ان میں جانبین میں شہید اور ہلاک ہونے والوں کی تعداد صرف بارہ

تو ہے جو دس لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی حکومت اور دس سال کی مدت میں لڑی جانے والی تمام جنگوں کی ہے اور یقیناً یہ کل تعداد ان تمام ہلاک ہونے والوں سے کم ہے جو یورپ اور امریکہ کے ممالک میں روزانہ موٹروں اور دوسری سواریوں سے ہلاک ہوتے ہیں ۔۔۔ ان تمام غزوات میں سوائے ایک شخص ابی ابن خلف کے کسی کو حضور اقدس کے دست مبارک سے خراش تک نہیں آئی کیا وہ ہمکو الزام بیرحمی اور خونخواری دیں گے جنہوں نے صرف ایک سکنڈ میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر دو دو لاکھ معصوم بچوں عورتوں مریضوں اور شہریوں کو ہلاک کر ڈالا ہو ۔۔۔؟

خرد کا نام پڑگیا جنوں جنوں کا خرد جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

(۱۲) غزوہ حمراء الاسد: مدینہ میں پہنچکر بھی آپ کے دل میں یہ خیال رہا کہ کہیں کفار پھر نہ ہمارے اوپر پلٹ پڑیں اسلئے دوسرے دن پھر انہیں لوگوں میں سے جو جنگ احد میں ۔ شریک تھے ایک جماعت لے کر نکلے اور آٹھ میل جاکر مقام حمراء الاسد میں قیام کیا غرض یہ تھی کہ قوت کا اظہار ہو اور کفار یہ نہ سمجھیں کہ شکست کی وجہ سے مسلمانوں میں مقابلہ کی طاقت نہیں رہی آپ کا اندیشہ بالکل صحیح نکلا کیونکہ ابوسفیان نے مقام روحا میں پہونچکر سرداروں کے مشورہ سے پھر مدینہ کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا تھا تاکہ مسلمانوں کا بالکل استیصال کر کے مکہ کو واپس جائیں لیکن جب ان کو یہ خبر ملی کہ آنحضرتؐ مع اپنے اصحابؓ کے ان کے تعاقب میں نکلے ہیں تو اپنے ارادہ سے باز رہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو راستے میں ابوعزہ جمحی شاعر جس نے کفار کو اپنے اشعار سے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا تھا ہاتھ لگ گیا ہر چند اس نے معافی مانگی لیکن فرمایا کہ اب میں نہیں چھوڑوں گا کہ تو جاکر مکہ میں یہ کہے گا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ فریب دیکر رہائی حاصل کی چنانچہ وہ قتل کیا گیا ۔

قرآن اور غزوہ احد: غزوہ احد کے متعلق سورہ آل عمران کی ۶۰ آیتیں نازل ہوئیں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس ہزیمت پر مسلمانوں کی تعزیت کی اور ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور جس کمزوری کا ان سے اظہار ہوا تھا یعنی آنحضرتؐ کے حکم کے خلاف درہ کو چھوڑ کر وہ غنیمت پر ٹوٹ پڑے تھے اس پر لطیف پیرایہ میں ملامت کی اور امام کے حکم کی مخالفت کو نظام فوجی کی روح کے منافی قرار دے کر فرمایا کہ شکست کا حقیقی سبب یہی تھا ۔ منافقوں سے جو مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلے آئے تھے بیزاری کا اظہار کیا اور جو اصحاب بھی جو لوگ بھاگ گئے تھے ان کی معافی کا اعلان کیا ۔ ان لوگوں کے اخروی انجام کا ذکر فرمایا جو اس جنگ میں شہید ہوئے انکو کہا کہ ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ ہمارے پاس زندہ ہیں اور خوش ہیں آخر میں ان لوگوں کی مدح فرمائی جو زخموں سے چور ہونے کے باوجود دوسرے دن کفار کے تعاقب میں نکلے ۔

(۱۳) واقعہ رجیع

قبیلہ خزیمہ کی دو شاخوں عضل اور قارہ کے چند آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور

کہا کہ ہمارے یہاں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اگر آپ چند صحابہؓ کو بھیج دیں کہ وہ ان کو اسلام اور قرآن کی تعلیم دیں تو بہت مناسب ہو آنحضرتؐ نے مرثد غنوی کو مع پانچ آدمیوں کے ان کے ساتھ کر دیا ان لوگوں نے مقام رجیع میں پہنچکر غداری کی اور قبیلہ ہذیل کے دو سو آدمیوں کو ان صحابہؓ کے قتل کے لئے بلا لائے یہ لوگ ان کو دیکھکر گھبرا گئے اور مجبوراً تلواریں لے کر مدافعت کے لئے کھڑے ہو گئے کافروں نے فریب دینے کے لئے ان سے کہا کہ ہم تم کو امان دیتے ہیں قتل کرنا نہیں چاہتے صرف مطلب یہ ہے کہ تمہارے ذریعہ سے مکہ والوں سے ہم کو کچھ وصول ہو جائے مسلمانوں نے امان نہیں قبول کی تین آدمی لڑکر شہید ہو گئے باقی تین کو انہوں نے پکڑ لیا۔ ایک کو راستہ میں مار ڈالا اور دو کو جن کے نام خبیبؓ اور زیدؓ تھے مکہ میں لے جا کر قریش کے ہاتھ بیچ دیا۔

شہادت حضرت زیدؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تھا جب مکہ سے باہر لے جا کر ان کو قتل کرنے لگے تو ابو سفیان نے پوچھا کہ زید اگر تمہاری جگہ پر یہاں آج محمدؐ قتل کئے جاتے اور تم اپنے گھر میں آرام سے رہتے تو کیا خوش نہ ہوتے انہوں نے کہا کہ خدا گواہ ہے کہ مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں اور حضورؐ کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے

کہا او بے وقوف اور لذت ایماں سے بیگانے	محمدؐ اور محمدؐ کی محبت کو تو کیا جانے
کہاں برداشت دیکھی تو نے شیدائے محمدؐ کی	خلش برداشت کر سکتا نہیں پائے محمدؐ کی
بری باتوں پر اب میرے کان ہرگز دھر نہیں سکتے	بری بات اس کو سننا گوارا کر نہیں سکتا!
بھلا اب خود ہی سوئے دار یہ پروانہ ملت کا	قریشی فوج کے چہروں پہ چھایا رنگ ذلت کا
خطا یہ تھی کہ یہ اللہ کو واحد سمجھتے تھے	زمین و آسمان کے شاہ کو واحد سمجھتے تھے
خطا یہ تھی کہ یہ قرآن پر ایمان لائے تھے	قوانین صداقت ان کے جان و دل پہ چھائے تھے
خطا یہ تھی کہ پروانے تھے یہ شمع رسالت کے	اصول ان کو پسند آئے تھے انصاف و عدالت کے
خطا یہ تھی یہ مظلوموں کے مجبوروں کے حامی تھے	مٹا دینے کے تیسیر سراپا تھے مزدوروں کے حامی تھے
خطا یہ تھی کہ دامن تھا صلیب العین ان کا	زمانے بھر کی بے چینی سے ویرانی تھا [illegible] کا

ابو سفیان بولے کہ کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کو اس قدر عزیز رکھتے ہوں جس قدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اصحاب عزیز رکھتے ہیں۔

حضرت خبیبؓ کا واقعہ: حضرت خبیبؓ جب مکہ میں گرفتار کر کے لائے گئے ہیں تو حارث [illegible] نے احد میں [illegible] ایک [illegible] تاریک کوٹھری میں آپ کو قید کر دیا [illegible]

بچے تو وہی سوکھ کر مر جائینگے۔ چند دنوں بعد اس غرض سے کوٹھری کھولی کہ اب لاش باہر پھینک دیں مگر ان کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ آپؐ کے سامنے انگوروں کے تازہ تازہ بیشمار گچھے رکھے ہیں اور آپؐ پہلے سے بھی کہیں زیادہ تر و تازہ اور شاداب ہیں (المصطفٰے صفحہ ۵) اس درمیان ایک دن آپؐ نے انکی بیوی سے استرہ طلب کیا اتفاق سے اس کا چھوٹا لڑکا کھیلتا کھیلتا آپؐ کے پاس پہونچ گیا آپ کے پاس استرہ تھا گھر میں کوئی مرد بھی نہ تھا لڑکا قابو میں آچکا تھا یہ منظر دیکھکر ماں بے اختیار ہو کر رونے لگی ——— فرمایا گھبراؤ نہیں میرے دین میں کسی جاندار پر بھی ناحق ہاتھ اٹھانا جائز نہیں اور یہ تو معصوم بچہ ہے . . . اور یہ کہکر بچے کو گود میں لیکر پیار کیا۔ شہادت کے لئے لائے جاتے ہیں | چند دنوں بعد آپکو کفار مکہ ایک میدان میں جہاں پہلے سے ایک سولیا لگا ہوا تھا شہادت کیلئے لائے ابوسفیان نے آپ سے کہا اے خبیبؓ تم اپنی آخری خواہش کے طور پر بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو اب تمکو قتل کر دیا جائے گا آپؐ نے فرمایا بخوشی منظور ہے میری اگر کوئی آخری خواہش ہے تو بس یہ ہے جس کو حفیظ جالندھری نے یوں نظم فرمایا ہے ؎

کہا مجھکو کسی شے کی نہ رغبت ہے نہ عادت ہے
فقط حُبِ نبیؐ کا ذوق ہے شوق عبادت ہے

مگر تسلیم جاں کے واسطے لازم ہے تیاری
مدد تھوڑی سی تو بھی کر جو ہو شوقِ مددگاری

ابوسفیان بولا تیری جرأت دیکھ لیتے ہیں
محمدؐ سے ترا صدق و محبت دیکھ لیتے ہیں

بیاں کر جو بھی ہو مرنے سے پہلے آرزو تیری
پھر ان کے بعد دیکھینگے کہ کیا ہے گفتگو تیری

کہا دانہ نہ پانی اور نہ دولت چاہتا ہوں میں
فقط دو نفل ادا کرنے کی مہلت چاہتا ہوں میں

یہ مہلت مل گئی قیدی نے دو رکعت ادا کر لی
نمازی نے نماز آخری پڑھ لی دعا کر لی

متقاضی طور کی آئی جھلک یہ نور چہرے پر
شہادت کی تجلی چھا گئی مسرور چہرے پر

([illegible] شاہنامہ اسلام [illegible])

اس کے بعد آپؐ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور فرمایا اگر مجھکو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ عاشقان محمدؐ پر بزدلی کا اتہام لگاؤ گے تو میں نماز اور طویل کر دیتا یہ کہکر آپ نے اپنی پھانسی کو بوسہ دیا اور مسکرا کر خود ہی لٹک گئے بخاری کی روایت ہے کہ آپکی زبان پر یہ اشعار تھے۔ لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ٭ عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْ ٭ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

ترجمہ (۱) جبکہ میں مسلمان شہید ہو رہا ہوں تو مجھکو پرواہ نہیں کہ میں کس کروٹ ذبح ہوں گا (۲) یہ سب اُٹھا ہے خدا کیلئے وہ کٹے ہوئے اعضا میں برکت دے ——— حضرت حفیظ نے اسکو یوں نظم کیا ہے۔

کہا دردِ اذیت جھیلنا تو کار آساں ہے
یہ سب آساں مگر اسلام سے انکار ناممکن
نہ چھوڑوں گا کبھی میں احمد مختار کا دامن
یہ کہہ کر عرش کی جانب نظر کی اور دعا مانگی

[illegible]

یہ بازی جان دیکر کھیلنا فرض مسلماں ہے
ہمیشہ کے لئے ہو جاؤں میں فی النار ناممکن
کہ دو جگ کا سہارا ہے خیال یار کا دامن
خدا سے جذبۂ حب نبیؐ کی انتہا مانگی

یہ تھی سچے سپاہیوں کی شان اور یہ تھا ان کا سچا اسلام اور ایمان جس کی ہدایت اسلامی تاریخ ہر مسلمان مرد و زن پیر و جوان کو کرتی ہے۔ اسی وقت سے یہ دستور ہو گیا کہ کوئی مسلمان جب قتل ہونے لگتا ہے تو دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے

(۴۱) بیر معونہ صفر سنہ ۴ھ ابو براء عامری آنحضرتؐ سے ملنے آئے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام کو پیش کیا وہ نہ اسلام لائے نہ اس کی مخالفت کی لیکن یہ کہا کہ اگر آپ چند صحابہؓ کو نجد کی طرف بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ وہاں کے لوگ اس دین کو قبول کر لیں گے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ نجد والے ان کو نہ مار ڈالیں ابو براء نے کہا کہ میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپ نے منذر بن عمروؓ کے ساتھ چالیس آدمی روانہ کئے کہ قبائل نجد میں تبلیغ اسلام کریں ان لوگوں نے مقام بیر معونہ میں پہنچ کر وہاں کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس حرام بن ملحان کے ہاتھ آنحضرتؐ کا خط بھیجا عامر نے نخوت میں آکر حرام کو مار ڈالا بوقت شہادت انہوں نے فرمایا تو یہ فرمایا فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ خدا کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا (بخاری ص ۵۹۰)

کسی بھالے کی گو تجھ پر نہ نکلا آہ کا نکلا !
قسم اللہ کی میں پا گیا اپنی مرادوں کو
ہوا ابن طفیل نابکار اس قول پر حیراں

زباں سے ایک ہی نعرہ فزت واللہ کا نکلا
یہ سنکر اور حیرت میں ہوئی ان بدنہادوں کو
تصور ہی نہ آیا تھا کبھی یہ صورت ایماں

پھر عامر نے قبیلہ بنی عامر سے کہا کہ جا کر مسلمانوں کو قتل کر ڈالو ان لوگوں نے کہا کہ جب ابو براء نے ان کو اپنی حمایت میں لیا ہے تو ہم کیسے قتل کر سکتے ہیں عامر نے بنی سلیم کے قبائل کو پکارا وہ آکر جمع ہوئے ان کو ساتھ لیکر خود مسلمانوں پر حملہ کیا اور ان کی قیام گاہ میں اچانک پہنچ کر سب کو قتل کر دیا صرف دو آدمی بچ سکے ایک تو عمرو بن امیہ جن کو عامر نے پکڑ لیا تھا یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی منت مانی تھی دوسرے کعب بن زید کہ زخمی ہو کر لاشوں کے نیچے دب گئے تھے اور دشمن ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے جب ہوش آیا تو وہاں سے اٹھ کر چلے آئے عمرو بن امیہ مدینہ میں آ رہے تھے راستہ میں ان کو قبیلہ بنی عامر کے دو آدمی ملے ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امان نامہ لکھ دیا تھا لیکن عمرو کو کیا خبر قبیلہ بنی عامر سے چلے ہوئے کفار دونوں کو بے خبری میں قتل کر ڈالا اور مدینہ میں آکر تمام ماجرا سنایا۔

حضور صلعم کو سخت صدمہ | آنحضرت صلعم کو مسلمانوں کے اسطرح قتل ہو جانے کا نہایت صدمہ ہوا فرمایا کہ سب ابو براء کی وجہ سے ہوا مجھے تو پہلے ہی سے اس کا خطرہ تھا۔ عمرو نے جن دونوں آدمیوں کو قتل کر دیا تھا ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ انکا خوں بہا مجھے دینا ہوگا۔

(۵) بنی نضیر سنہ ۴ھ | آنحضرت صلعم نے بنی عامر کے دونوں مقتولوں کا خوں بہا ادا کرنے کے لئے یہود کے قبیلہ بنی نضیر سے امداد طلب کی کیونکہ معاہدہ باہمی کی رو سے ان میں ان کی شرکت لازمی تھی چنانچہ ان کے یہاں تشریف لے گئے وہ لوگ بظاہر تو مدد دینے کی تیاری کرنے لگے لیکن درپردہ اس فکر میں پڑے کہ آپ کو جان سے مار ڈالیں سرور عالم ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے ایک یہودی کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ اوپر سے سر پر ایک پتھر گرا دے کہ ہلاک ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ارادہ کی آپ کو اطلاع دیدی اسی وقت مدینہ کو واپس چلے آئے اور صحابہ رضی کو ان کی غداری سے مطلع کیا بنی نضیر سے پھر آپ کو بلایا آپ نے فرمایا کہ ہم کو تمہارے اوپر بھروسہ نہیں رہا تم لوگ از سر نو عہدنامہ لکھو مگر وہ اس پر رضامند نہ ہوئے یہود کا دوسرا قبیلہ بنی قریظہ تھا ان کے ساتھ آپ نے معاہدہ کی تجدید کرنی چاہی وہ راضی ہو گئے لیکن بنی نضیر کے پاس چونکہ مضبوط قلعے تھے اور مدینہ کے منافقین بھی درپردہ ان کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس لئے وہ سرکشی پر آمادہ ہو گئے۔ آنحضرت صلعم ربیع الاول سنہ ۴ھ میں صحابہ رضی کی ایک جماعت کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے نکلے وہ اپنے قلعوں میں بیٹھ رہے۔ دو ہفتے کے محاصرہ کے بعد انہوں نے درخواست کی کہ ہم اپنا مال و اسباب لیکر یہاں سے چلے جائیں گے بشرطیکہ ہماری جان محفوظ رہے آنحضرت صلعم نے اس کو منظور فرمایا وہ لوگ اپنا مال متاع اونٹوں پر لاد کر کچھ خیبر میں کچھ شام میں چلے گئے۔

قرآن میں ذکر | اس واقعہ کے متعلق پوری سورہ حشر نازل ہوئی اسمیں منافقین کی پردہ دری کی گئی کہ انہیں لوگوں نے دم دے کر بنی نضیر کو سرکش بنا رکھا تھا پھر جو مال وہ چھوڑ گئے تھے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کا دینی حکم یہ ہے جو خمس غنیمت کا ہے۔ یہودیوں کے نکال لینے کی چند در چند مصلحتیں تھیں جن میں سے بڑی مصلحت یہ تھی۔

محمد صلعم جود کا منبع، محمد صلعم لطف کا سمندر،	محمد صلعم عفو کا دریا، محمد صلعم رحم کا مخزن،
محمد صلعم کو نہ تھا مطلوب ذاتی انتقام ان سے	فقط مقصود تھی آزادی دار الاسلام ان سے
نہ ان کے مال و دولت سے غرض کچھ فرمایا	نہ ان کی حرکتوں کو قابل باد اتنی ٹھہرایا

(۶) ذات الرقاع | جمادی الاول سنہ ۴ھ میں قبیلہ غطفان نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا سرور عالم صحابہ کو لے کر ان کے مقابلہ کو نکلے لیکن ان کا اجتماع [illegible]

تو لوگ خوف سے منتشر ہو گئے اور لڑائی نہیں ہوئی واپسی پر صحابہ سے الگ حضورؐ ایک درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے
موقعہ پاکر ایک بدو دشمن آیا اور آپکی لٹکی ہوئی تلوار کو آپ پر کھینچ کر کہنے لگا۔ اب آپکو مجھ سے کون بچائے گا کہا حضورؐ نے
اللہ۔ اسپر اسقدر لرزہ طاری ہوا کہ اس سے تلوار چھوٹ کر گر گئی اب آپؐ نے اٹھالی اور فرمایا بتا اب تجھکو کون بچائے
گا؟ اس نے کہا افسوس کوئی نہیں آپؐ نے اسے معاف فرمایا اسپر وہ مسلمان ہو گیا آپؐ نے نہ صرف یہ کہ معاف فرمایا بلکہ بہت
سے اونٹ اور بکریاں بھی دیدیں وہ اپنے قبیلہ گیا اور کہنے لگا "لوگو! جسکو (محمدؐ) تم سب برا کہتے ہو وہ خدا کی
قسم سب سے بہتر ہے پھر کل واقعہ سنایا اہل قبیلہ پر اسکا یہ اثر ہوا کہ اکثر و بیشتر مسلمان ہو گئے اسی غزوہ کا واقعہ ہے کہ
آپ نے صحابہؓ پر کام تقسیم فرمائے اور اپنے ذمہ لکڑیاں جمع کرنا لیا اور اس موقعہ پر بھی مساوات کا عملی سبق ارشاد کیا

غزوہ بدر دوم | شعبان ۴ھ میں حسب وعدہ آنحضرتؐ مع صحابہؓ کے مقام بدر میں پہنچے ابوسفیان بھی قریش کو
لے کر مکہ سے نکلے لیکن عسفان کے قریب پہونچ کر کہا کہ اس سال چونکہ قحط ہے اس لئے چلنا مناسب نہیں معلوم ہوتا نہ
ہمکو پانی ملیگا نہ گھوڑوں کو چارہ یہ کہکر پھر مکہ کو پلٹ گئے۔

اہم واقعات ۴ھ | ذی الحجہ ۳ھ کے آخر میں حضورؐ کو معلوم ہوا کہ قطن والے اہل نجد مسلمانوں پر حملہ کی
تیاریاں کر رہے ہیں حضورؐ نے یکم محرم ۴ھ کو حضرت ابو سلمہؓ کے ماتحت ۱۵۰ مجاہدوں کو روانہ کیا اہل نجد واقعی
حملہ کے لئے آ رہے تھے مسلمانوں نے حضورؐ کی بتائی ہوئی جنگی تدابیر سے سفر کیا اور غیر معروف راستہ سے جاکر نجدیوں کی فوج
کو دبوچ لیا نجدی ڈر کر بھاگ گئے ۳ مارے گئے اور کل سامان اور اونٹ مسلمانوں کے ہاتھ آیا (تاریخ خمیس صفحہ [illegible])

سریہ ابن انیس | اسی سال معلوم ہوا کہ کوہستان عرنہ کا سردار سفیان بن خالد مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کو ہے حضورؐ
نے عبداللہ بن انیس کی قیادت میں ایک جماعت روانہ فرمائی جس نے سفیان بن خالد کو قتل کرکے خطرہ کا خاتمہ کر دیا

بعض متفرق واقعات ۴ھ | (۱) اسی سال شعبان میں امام حسینؓ پیدا ہوئے (۲) اسی سال حضورؐ نے زینب
بنت خزیمہ سے نکاح فرمایا (۳) اسی سال حضرت زینب کبریٰ کا انتقال ہوا (۴) حضرت زید بن ثابت
انصاری کو عبرانی زبان سیکھنے کی تاکید فرمائی اور آپ نے صرف پندرہ دن میں عبرانی سیکھ لی۔ (۵) ماہ شوال میں
حضورؐ نے ام سلمہؓ سے عقد فرمایا (۶) اسی سال یہود نے حضورؐ کے سامنے زنا کا ایک مقدمہ پیش کیا اور حضورؐ نے
زانی کو رجم کی سزا دی جو توریت میں بھی ہے اور قرآن میں بھی۔ (۷) اسی سال حضرت علیؓ کی والدہ حضرت فاطمہ
بنت اسد کا انتقال ہوا (۸) اسی سال حضورؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہ زوجہ حضرت عثمانؓ کا انتقال ہوا اسی
سال تیمم کا حکم آیا۔ اسی سال حضورؐ کے نواسے عبداللہ جو ۶ سال کے حضرت عثمانؓ کے لڑکے تھے انتقال کیا۔

آٹھواں باب انیسویں مہم غزوہ خندق تا فتح مکہ

(ذیقعدہ ۵ھ اپریل ۶۲۷ء)

بنی نضیر کے جو لوگ خیبر میں جا کر رہے تھے ان میں سے بعض سردار قبیلہ بنی وائل کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ پہنچے اور قریش کو اپنے ساتھ اس بات پر متفق کیا کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں پھر غطفان کے قبیلہ سے بھی یہی کہا چنانچہ قریش اور غطفان دونوں اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسلام کو مٹانے کے لئے نکلے۔ قریش کے سپہ سالار ابو سفیان اور غطفان کے عیینہ بن حصن فزاری تھے۔ دونوں کی مجموعی تعداد ۲۴ ہزار تھی بنی نضیر اور بنی وائل کے لوگ بھی ساتھ ہو گئے چونکہ اس میں عرب کے متعدد قبائل متحد ہو گئے تھے اس لئے اسکو جنگ احزاب کہتے ہیں

صحابہؓ سے مشورہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کریں اور کھلے میدان کے بجائے اپنی حفاظت کے لئے ارد گرد خندق کھود دیں۔ اہل عرب کبھی خندق کھود کر مورچہ بندی کرنے سے واقف نہ تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور ۸ ذیقعدہ ۵ھ کو تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے پانچ ہاتھ گہری خندق اسلامی لشکر کے ارد گرد چاروں طرف کھود دی گئی قریش اور غطفان وغیرہ کوہ اُحد کے متصل پہنچ کر خیمہ زن ہوئے۔ بنی نضیر کا سردار حیی بن اخطب بنی قریظہ کے رئیس کعب بن اسد کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں اب کی اس قدر جنگ آوروں کو فراہم کرکے لایا ہوں کہ مسلمان ہرگز ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں لا سکتے تم بھی ہمارا ساتھ دے دو اس نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر چکا ہوں اور ابتک ان سے بجز وفاداری کے کوئی دوسری بات نہیں دیکھی اس لئے عہد کو نہیں توڑ سکتا لیکن ابن اخطب نے اس قدر اصرار کیا اور اس کو ایسا سبز باغ دکھایا کہ اس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرکے دشمنوں کے ساتھ مل گیا۔

یہودیوں کی غداری آنحضرت ﷺ کو جب اس کی خبر ملی تو قریش اور غطفان کے معاملہ سے بھی زیادہ اسکا اندیشہ ہوا اس لئے کہ بنی قریظہ پڑوسی تھے ان کی خیانت اور بدعہدی سے نقصان کا زیادہ احتمال تھا آپ نے دو انصاری سرداروں حضرت سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ کو جو زمانہ جاہلیت میں بنی قریظہ کے حلیف تھے بھیجا کہ جا کر اس واقعہ کی اصلیت دریافت کریں یہ دونوں حضرات جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی انھوں نے پیمان توڑ ڈالا ہے اور لڑائی کی تیاری کر رہے ہیں حضرت سعد بن معاذؓ نے ان کو سخت سست کہنا شروع کیا لیکن سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ جانے دو ہمارے اور ان کے درمیان جو معاملہ ہے وہ اس زبانی جھگڑے سے بہت بڑھ کر ہے

مسلمانوں پر مصیبت کی انتہا جب ان لوگوں نے آکر اس خبر کی تصدیق کی تو آنحضرت ﷺ کو سخت قلق اور اضطراب

ہوا اس زمانہ میں مسلمانوں کی مصیبت انتہا کو پہنچ گئی تھی تین تین دن کا فاقہ خندق کی کھدائی سردی کی سختی اور ہر طرف سے دشمنوں کا نرغہ۔ **ایک عجیب بشارت** اسی درمیان خندق کھودتے کھودتے ایک پتھر بیچ میں آگیا حضور نے اس پر تین ضربیں ماریں پہلی میں ایک روشنی نمودار ہوئی تو آپ نے فرمایا مسلمان عنقریب روم اور ایران کی بادشاہتوں کے حکمراں ہوں گے دوسری بار پھر روشنی ہوئی تو آپ نے فرمایا مسلمانو خوش ہو کہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں خدا نے مجھکو بخشیں اور تیسری بار آپ نے فرمایا لوگو! مجھکو حق شفاعت دیا گیا الحدیث ذرا غور کیجئے کہ سامنے عرب کا سب سے بڑا لشکر کفار انکو ختم کرنے کے ارادے سے آرہا ہے اور یہود اور منافقوں کی سازشیں ہو رہی ہیں اور عرب کا ذرہ ذرہ اسلام اور مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے ان کا سوا خدا کے نہ کوئی آسرا ہے نہ سہارا غریبی کا یہ عالم کہ پیٹ میں پتھر بندھے ہوئے ہیں اور حضورؐ ہیں کہ مسلمانوں کو یہ بشارتیں دے رہے ہیں جو بالآخر چند ہی برسوں میں سب پوری ہو جاتی ہیں کیا اسلام کی سچائی اور نبوت کی تصدیق کے لئے اس سے زیادہ کھلی ہوئی کسی نشانی کی ضرورت ہے؟ **پیٹ پر پتھر** خندق کی کھدائی میں عام صحابہ کے پیٹوں پر ایک ایک پتھر بھوک سے بندھا ہوا تھا اور حضورؐ کے پیٹ پر دو پتھر ملاحظہ ہو۔

گذارے بیس دن اور بیس راتیں اس مشقت میں
مگر اک مرحلے پر ہو گئی حائل چٹان ایسی
لگا کر ضرب پتھر پر جوان و پیر سب ہارے
کیا نظارہ حسن صابری کا چشم شاہد نے
تبسم لب پر آیا اور شکم سے پیرہن سرکا
عجب عالم نظر آئے یہاں فاقہ گذارنے کے
کئی دن سے میسر تھا نہ کچھ جز و آب حضرتؐ کو

رخ شامی پہ خندق کھودلی ارباب ہمت نے
لسے کوئی نشتر توڑے کسی میں تھی نہ جان ایسی
پیمبر کی طرف تکنے لگے اللہ کے پیارے
کہ پتھر باندھ رکھا تھا شکم پر ہر مجاہد نے
ہوا آئینہ سب پر حوصلہ صبر پیمبر کا
کہ دو پتھر بندھے تھے پیٹ پر محبوب باری کے
کسی نے بھی نہ پایا تھا مگر بیتاب حضرت کو

[illegible] ۱۹۵۲

ایک معجزہ حضرت جابرؓ نے جو حضورؐ کو اس حال میں دیکھا تو تڑپ اٹھے گھر میں آئے بیوی سے حال بیان کیا بیوی نے جو کچھ بھی تھا سب پکا کر رکھ دیا یعنی اس غریب گھرانے کی کل کائنات آدھ سیر آٹا اور ایک بکری کا بچہ۔ پھر حضرت جابر حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور کان میں عرض کی کہ حضورؐ تنہا تشریف لے چلیں اور کھانا نوش جان فرمائیں حضورؐ رحمۃ للعالمین تھے یہ ان کے لئے کیسے ممکن تھا؟ آپ نے عام دعوت دے دی تمام اصحابؓ ملکر حضرت جابرؓ کے مکان پر پہنچے پھر حضورؐ نے سالن میں پھونک ڈالدی اور روٹیوں کو کپڑے کے اندر سے

تقسیم کرنا شروع کر دیا تا آنکہ سارا لشکر اسلام شکم سیر ہو گیا اور پھر بھی کھانا بچ گیا (طبری صـ ۱۹۰)

مدینہ کا محاصرہ ان فوجوں نے مدینہ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور ہر طرف سے ان کا دانہ پانی اور رسد اور امداد روک دی جسکو حفیظ نے یوں نظم کیا ہے۔

مسلمانوں کو ان سارے مراحل سے گذرنا تھا	اسی صورت بنی آدم کی بگڑی کو سنورنا تھا
القصہ مختصر الغرض تو وہ ایام محصوری	کہ اہل نار کے نرغے میں تھا جب خطۂ نوری
مدینہ سر بسر کفار کے گھیرے کے اندر تھا	بکبر و طور آتشناک ظلمت کا سمندر تھا
یہ بستی سانس لیتی تھی مسلسل ہول کے اندر	ہلاکت آفریں و پرخطر ماحول کے اندر
بلند و پست بیرون مدینہ تار و تیرہ تھا	یہ فوجیں بحر ظلمات اور مدینہ اک جزیرہ تھا

(حفیظ جالندھری)

غرضیکہ اسلام اور مسلمانوں پر یہ وقت اسقدر نازک اور سخت تھا کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے انکی حالت کا نقشہ کھینچا ہے۔ إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا

جب دشمن بلندی اور پستی کی طرف سے تم پر آئے آنکھیں پتھرانے لگیں اور دل منہ تک اچھلنے لگا اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے تب مسلمانوں کی آزمائش کا وقت آگیا اور سخت زلزلہ طاری ہو گیا۔ (سورہ احزاب رکوع ۲ آیت ۱۰، ۱۱)

اب منافقین کا نفاق ظاہر ہونے لگا وہ اپنے گھروں کی محافظت کے بہانے سے بھاگنے لگے۔

صحابہؓ کا نعرۂ مستانہ ادھر یہ سب ہو رہا تھا اور ادھر اللہ کے یہ عاشق بندے صحابہؓ۔ جوش جہاد اور شوق شہادت میں مست ہو رہے تھے اور جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا	عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا
وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا	وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً ..... عَلَيْنَا	وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا
اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا	اِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

بخاری شریف کتاب الجہاد کی روایت ہے کہ آخری شعر کو حضورؐ بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ ملکر پڑھتے تھے (بخاری صـ ۴۱۰)

ان اشعار کا بامحاورہ ترجمہ حسب ذیل ہے

(۱) ہم نے تو جہاد اسلامی کے لئے اپنے اور اپنی بقیہ زندگی کو حضورؐ کے ہاتھ فروخت کر دی ہے (۲) اے اللہ اگر تو ہمکو ہدایت نہ بخشتا تو نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے (۳) تو تو ہم پر سکون اور سکینہ کا نزول فرما اور جب ہم جہاد کریں تو ہمکو ثابت قدم کر دے (۴) بلاشبہ اے اللہ ان لوگوں نے (کفار نے) ہم پر چڑھائی کی ہے اگر یہ فتنہ کا ارادہ کریں تو اے اللہ ہم انکار کر دیں یہ انتہی مصیبت کی حالت میں مسلمانوں کو بیس دن سے زیادہ گذر گئے آنحضرتؐ نے دشمنوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے غطفان کے رئیس عیینہ کے ساتھ گفتگو شروع کی کہ اگر تم اپنے قبیلہ کو لیکر واپس چلے جاؤ تو ہم مدینہ کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ سالانہ تمکو دیتے رہیں گے اس نے قبول کر لیا لیکن قبل اس کے کہ کوئی عہد نامہ ہو آپ نے انصار کے دونوں سردار حضرت سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ کو بلا کر اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ اللہ کے حکم سے ایسا کرتے ہیں یا خود اپنی رائے سے ؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اپنی رائے سے انہوں نے کہا کہ جب ہم مشرک اور بت پرست تھے اللہ کی معرفت اور اسکی عبادت سے ناواقف تھے اس وقت بھی ان کا یہ حوصلہ کبھی نہ ہوا کہ مدینہ کا ایک خرما بھی بلا قیمت لے سکیں اب جبکہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہدایت اور عزت دی تو ہم ان کو مدینہ کی تہائی پیداوار مفت میں دے دیں یہ ہم سے کبھی نہ ہوگا سوائے تلوار کے ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے یہ سنکر آپ مطمئن ہو گئے اور عہد نامہ نہیں لکھا

شیر خدا حضرت علیؓ اور عمرو بن ود عمرو بن عبد ود ایک ہزار سوار کے برابر سمجھا جاتا تھا یہ جنگ بدر میں زخمی ہو کر واپس گیا تھا قسم کھائی تھی جبتک مسلمانوں سے بدلہ نہ لوں گا سر میں تیل نہ ڈالوں گا فتح الباری میں تصریح ہے کہ غزوہ احزاب میں کفار کی تعداد ۲۴ ہزار سے بھی زائد تھی تاریخ الحمران میں ہے کہ عرب میں اس سے پہلے اتنا بڑا لشکر کبھی بھی مرتب نہیں ہوا تھا غرض عمرو بن عبد ود سب سے آگے بڑھا اور پکارا کون ہے جو میرے مقابل آتا ہے حضرت علی شیر خدا نے آواز دی میں ہوں پھر اس نے للکارا اب کی بھی یہی آواز تھی تیسری مرتبہ حضرت علیؓ سامنے آ گئے سب سے پہلے حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے سنا کہ تیرا قول ہے کہ جو مجھ سے تین باتوں کی درخواست کرے گا تو ایک ضرور قبول کروں گا اس نے کہا ہاں یہ واقعی میرا قول ہے تب حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو ایمان لا عمرو بولا یہ نہیں ہو سکتا حضرت علیؓ نے فرمایا تو لڑائی سے واپس چلا جا اس نے کہا میں خاتون قریش کا طعنہ نہیں سن سکتا تیسری بات آپ نے فرمائی کہ اچھا آ مجھ سے معرکہ آرا ہو عمرو خوب ہنسا اور کہنے لگا مجھکو یہ امید نہ تھی کہ آسمان کے نیچے یہ درخواست بھی میرے سامنے پیش ہو گی پھر اس نے حضرت علیؓ سے پوچھا تم کون ہو آپ نے نام بتایا اس نے کہا میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا

آپ نے فرمایا ہاں لیکن میں چاہتا ہوں انا الذی سمتنی امی حیدرۃ = میں ہی تو ہوں جس کی ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے
حضرت علیؓ پیادہ تھے عمرو کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا گھوڑے سے اترا پہلی تلوار گھوڑے کے پاؤں پر ماری کہ کونچیں کٹ گئیں
عمرو غصہ سے بیتاب تھا اس نے تلوار نکالی اور آگے بڑھ کر وار کیا حضرت علیؓ نے ڈھال پر روکا تلوار ڈھال میں ڈوب کر نکل
نکل گئی اور پیشانی پر لگی زخم کاری نہ تھا تاہم یہ طغرا آپ کی پیشانی پر یادگار رہ گیا۔ دشمن کا وار ہو چکا تھا اب حضرت علیؓ
نے وار کیا تلوار شانہ کاٹتی نیچے اتر آئی عمرو بن ود تڑپا اور تڑپ کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا حضرت علیؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا
اور فتح کا اعلان ہو گیا حضرت حفیظ نے اس واقعہ کو یوں نظم فرمایا ہے :-

ادھر ہلکی سی آوازِ برشِ شمشیر کی آئی
صدا اللہ اکبر کی اٹھی کوہ و بیاباں سے
گرے مٹی میں ابن عبدود کی لاش کے ٹکڑے
اٹھیں خندق کے دونوں بازوؤں سے شور کی موجیں
رسول اللہ کی آنکھیں تھیں بامِ عرش کی نگراں
ادھر دونوں جہاں سے اک صدا تکبیر کی آئی
نظر ڈالی زمیں پر آسماں نے چشمِ حیراں سے
دو رنگی کے مظاہر ہو گئے پرخاش کے ٹکڑے
ادھر تحسیں، ادھر سے گالیاں بکنے لگیں فوجیں
نگاہِ عرش تھی عالی مقامِ فرش کی نگراں

مسلمان عورتوں کی حفاظت مسلمانوں نے عورتوں اور بچوں کو ایک محفوظ قلعہ میں رکھ چھوڑا تھا بنی قریظہ کا
ایک یہودی اس کے قریب آ کر حملہ کے راستے کا سراغ لگا رہا تھا آنحضرتؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اس کو دیکھ لیا حسان
بن ثابت سے جو دربار نبوی کے شاعر تھے اور مستورات کے لئے چھوڑ دیے گئے تھے کہا کہ باہر نکل کر اس کو قتل کرو حسان میں
جرأت نہ تھی انہوں نے جواب دیا کہ میں اس کام کا نہیں ہوں آخر خود حضرت صفیہؓ نے نکل کر ایک ایسا لٹھ مارا کہ اس کا
سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا پھر انہوں نے حسان سے کہا کہ تم اس کے ہتھیار اتار لاؤ لیکن وہ اس پر بھی رضامند نہ ہوئے
حضرت صفیہؓ مجبوراً خود گئیں اس کے ہتھیار لئے اور اس کا سر کاٹ کر دوسری طرف جہاں اور یہودی کھڑے تھے
نیچے پھینک دیا یہ دیکھ کر وہ ڈر گئے اور سمجھے کہ یہاں کچھ محافظ ہیں۔ اسلام میں مسلمان خاتون کے ہاتھ پر پہلا قتل تھا

اللہ کی رحمت مسلمان اس محاصرہ اور مصیبت سے تنگ آ کر دعا کرتے تھے۔ آخر ایک دن رات کو نعیم بن مسعود
جو غطفان کے ایک معزز اور ممتاز رئیس تھے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میں
سچے دل سے مسلمان ہو گیا ہوں لیکن میری قوم کو ابھی تک اس کا مطلق علم نہیں اس لئے آپ مجھے جو کچھ حکم دیں میں
اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔ **دشمنوں میں پھوٹ** آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی سے جو اس کے
کیا ہو سکتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے دشمنوں میں تفرقہ ڈالے جنگ میں اس قسم کی دراندازی جائز ہے یہ سنکر

وہ واپس چلے گئے اور بنی قریظہ کے سرداروں کو جو ان کے پرانے دوست تھے بلا کر کہا کہ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے کچھ سوچا بھی ہے کہ کیا کر رہے ہو میں تمہارا خیرخواہ اور قدیمی دوست ہوں صاف صاف کہتا ہوں کہ قریش کی حالت اور تمہاری حالت بالکل مختلف ہے وہ یہاں کے باشندے نہیں یہاں انکے اموال اور اولاد نہیں اگر وہ لوگ سر اٹھا کر چلے گئے تو پھر تم اکیلے مسلمانوں کے مقابلہ کی طاقت کہاں سے لاؤ گے اسلئے میں تمہاری خیرخواہی کے لحاظ سے مشورہ دیتا ہوں کہ قریش کے چند سرداروں کو اپنے پاس بطور ضمانت کے لیکر رہن رکھ لو تاکہ پھر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ کر بھاگ نہ سکیں یہ ان کے دل میں بات بیٹھ گئی۔ اس کے بعد نعیم اٹھ کر رؤسائے قریش کے پاس گئے اور ابوسفیان وغیرہ سے کہا کہ اسوقت رات کو مجھے ایک راز کی بات معلوم ہوئی چونکہ تمہارا دوست اور خیرخواہ ہوں اسلئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ تمکو اس سے مطلع کردوں ایسا نہ ہو کہ فریب میں آجاؤ اور وہ یہ ہے کہ بنی قریظہ کا حضور صلعم کے ساتھ عہدنامہ تھا وہ اس کے خلاف ہمارے ساتھ اس جنگ میں شریک ہو گئے اب انہوں نے خوفزدہ ہو کر ان کے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ہم عہد شکنی پر نادم ہیں اور پھر معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے قریش اور غطفان کے چند سردار جو ہم آپکے حوالہ کریں گے ضرورت ہے کہ ہم لوگ متحد ہو کر یہاں سے انکو نکال دیں اور پھر وہ مدینہ اور اطراف مدینہ سب پر قبضہ کر لیں گے پھر انہوں نے غطفانی رئیسوں کو جمع کر کے یہی ان سے کہا ہفتہ کی رات کو قریش اور غطفان نے عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں کے ہمراہ بنی قریظہ کے پاس بھیجا کہ یہاں پڑے پڑے ہمارے اونٹ اور گھوڑے مر رہے ہیں اور آدمی تکلیف اٹھا رہے ہیں بہتر یہ ہے کہ صبح کو نکل کر جو کچھ کرنا ہے کر ڈالیں۔ بنی قریظہ کے سرداروں نے جواب دیا کہ کل تو سنیچر کا دن ہے جس میں ہم کوئی کام نہیں کرتے علاوہ بریں ہم اس وقت تک لڑائی نہیں کریں گے جب تک تم اپنے سرداروں کو بطور ضمانت کے ہمارے حوالہ نہ کردو کیونکہ ہمکو شبہ ہے کہ تم لوگ کہیں ہمکو مسلمانوں کے مقابلہ میں تنہا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ قریش کو غطفان کی نسبت نعیم کی بات کا یقین ہو گیا انہوں نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہم اپنے کسی آدمی کو تمہارے حوالہ نہیں کر سکتے اگر تمہیں لڑنا ہے تو نکلکر ہمارا ساتھ دو بنی قریظہ نے کہا کہ جب تک ہمارا اطمینان نہ کر دیا جائیگا ہم لڑائی میں ساتھ ہرگز نہیں دے سکتے اس کی وجہ سے باہم بددلی پھیل گئی۔ علاوہ بریں محاصرے کی طوالت تند آندھیوں کے چلنے اتنی بڑی جمعیت کیلئے سامان رسد کی فراہمی کی دشواریاں ان سب باتوں سے قریش تنگ آگئے تھے۔

ایک دلچسپ واقعہ | آنحضرت صلعم نے جب یہ خبریں سنیں تو حضرت حذیفہؓ کو تجسس حال کیلئے بھیجا انہوں نے جا کر وہ قریش میں مل گئے۔ ابوسفیان نے سبکو مخاطب کر کے چپکے سے کہا کہ ہر شخص اپنے اپنے پاس والے کو دیکھ لے کہ ہم میں کوئی اجنبی تو نہیں ہے حضرت حذیفہ نے فوراً اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جو ان کے قریب بیٹھا تھا اور پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا کہ ہم یہاں لشکرگاہ میں بہت مصیبت سے پڑے ہوئے ہیں آدمی اور جانور سب تباہ اور خستہ حال ہو گئے آندھیوں کی وجہ سے آگ جلانا اور کھانا پکانا محال ہے ہم لوگ ابھی جدا ہوتے ہیں یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں

دشمن میں بھگدڑ: یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور سب لوگ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے مصیبت کی اس کالی گھٹا کو مسلمانوں کے سروں پر سے ہٹا دیا اس احسان کا قرآن میں بھی ذکر فرمایا ... ترجمہ:

اے مسلمانو! اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ جب تمہارے اوپر فوجیں آئیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے ... اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو غصہ میں بھرا ہوا واپس کیا ..... اور مسلمانوں کو لڑنے سے بچا لیا۔ (سورہ احزاب رکوع ۲ آیت ۹ پارہ ۲۱)

حضورؐ کی دعا: مسلمان واقعی اس تکلیف میں تھے کہ ایسی تکلیف نہ کسی نے دیکھی نہ سنی نہ دلوں میں کسی کے کھٹکی تھی نہ وہم میں آئی تھی۔ بھوکے پیاسے پیٹوں پر پتھر باندھے عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں بند کئے، دن بھر لڑتے اور راتوں کو پہرہ دیتے ہر وقت شب خون کا خطرہ تھا، یہ تو بیرونی منظر تھا، اندرونی طور پر یہود اور منافقین کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا، بالآخر حضورؐ نے دعا فرمائی اور مصیبتوں کے تاریک بادلوں سے صبح سکون و مسرت و فتح و نصرت پھوٹ ہی نکلی ملاحظہ ہو:۔

سوئے عرش دیکھا رحمتِ معراج نے آخر — دعا کو ہاتھ اٹھائے صاحبِ معراج نے آخر
دعا کی اے خدا، امداد کر خلاص بندوں کی — نہ کر اس سے زیادہ آزمائش اپنے بندوں کی
الٰہی اپنے بندوں کو رہائی دے مصیبت سے — انھیں آزاد کر باطل کے اس دامِ عقوبت سے
الٰہی کفر کی طاقت میں ایسا زلزلہ آئے — دوبارہ جمع ہونے کا نہ ہرگز حوصلہ پائے
الٰہی دعوئ باطل کو باطل اور رد فرما! — محمدؐ اور اصحابِ محمدؐ کی مدد فرما
بلا کا حبس تھا افق بلا چرخ گرداں تھا — ابھی اک شور برپا تھا ابھی اک ہو کا میدان تھا
سحر کے وقت جب گونجی صدا اللہ اکبر کی — تو باطل ہو چکیں تھیں ظلمتیں باطل کے لشکر کی!
نسیمِ صبح کے آزاد جھونکے سرسراتے تھے — طلوعِ مہر کا عالم تھا ذرّے مسکراتے تھے!
فضا نے کا سہارا پا لیا تھا مہر خاور نے — محمدؐ کا مدینہ بچا لیا تھا فضلِ داور نے!

عجیب اثر: حضورؐ نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی دوبارہ کفار اس طرح جمع ہو کر مدینہ پر چڑھائی کا حوصلہ نہ کریں۔ وہ دن ہے اور آج کی گھڑی ہے پورے چودہ سو سال کا ایک طویل عرصہ گذر رہا ہے آج تک کافروں کو پھر کبھی مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اللہ اللہ کیا صداقت ہے؟

بنی قریظہ اس واقعہ میں مسلمانوں کی مصیبت کو جس چیز نے سب سے زیادہ مصیبت ناک بنا دیا تھا وہ بنی قریظہ کی بد عہدی تھی لہذا اب انکو اس کی سزا دینی لازمی تھی چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر فوج کشی کی انہوں نے بجائے ندامت اور شرمندگی کے اظہار کے مقابلہ کیا اور اپنے قلعوں میں پناہ لیکر بیٹھ گئے ۲۵ دن محصور رہنے کے بعد درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذؓ ہمارے بارے میں جو حکم دیں وہ ہمکو منظور ہے کیونکہ وہ ان کے قدیمی حلیف تھے انحضرتؐ نے اسکو قبول کیا حضرت سعدؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں سے لڑنے والے قتل کیے جائیں عورتیں اور بچے قید ہوں اور مال و منال غنیمت قرار دیا جائے چنانچہ ان کے چھار سو مرد قتل کیے گئے ایک عورت بھی جس نے ایک مسلمان کے اوپر پتھر گرا کر اس کو شہید کر ڈالا تھا قصاص میں ماری گئی عجیب بات یہ ہے کہ ادھر ان یہودیوں کے ان بھائیوں پر بھی جو نواح مدینہ سے شام میں جلا وطن کیے گئے تھے ہرقل کے ہاتھ سے موت کا دور چل رہا تھا کیونکہ ایرانیوں کے غلبہ کے زمانہ میں انہوں نے شام کے عیسائیوں کے ساتھ بدسلوکی کی تھی جب ہرقل نے پھر فتح پائی تو انکو اچھی طرح سزا دی۔ غزوۂ خندق میں کل چھ مسلمان شہید ہوئے انہیں میں سے ایک سعد بن معاذؓ رئیس انصار بھی ہیں ان کی رگ اکحل میں ایک تیر آکر لگا تھا اس سے خون جاری رہتا تھا بنی قریظہ کا فیصلہ کرنے کے بعد اسی زخم سے وفات پائی مشرکین کے کشتوں کی تعداد تین تھی۔ اس واقعہ کا پورا بیان سورۂ احزاب میں نازل ہوا۔ بنی قریظہ کو ان کے قلعوں سے نکال کر قتل اور قید کرنے کا بھی ذکر کر دیا۔ **دو بہادر سرداروں کا اسلام لانا** اس جنگ کے بعد قریش کے دو نامی سردار حضرت عمرو بن عاصؓ اور خالد بن ولیدؓ مدینہ میں آکر اسلام لائے۔ اہل عرب اس لڑائی کے بعد مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے ڈھیلے پڑ گئے چنانچہ اس جوش کے ساتھ کبھی نہیں اٹھے۔

سیدنا بلالؓ کا عقد اسی زمانہ میں سیدنا بلالؓ حبشی کے عقد کا واقعہ پیش آیا جو اسلامی مساوات کی زندہ تصویر ہے اور آج کے مسلمانوں کے لیے کھلا درس ہدایت اور تمام اقوام عالم کے لیے عبرت و نصیحت! علامہ شبلی نعمانیؒ نے اسکو یوں نظم کیا ہے

بارگاہِ نبویؐ کے جو مؤذن تھے بلالؓ — کر چکے تھے جو غلامی میں کئی سال بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں — جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر
ہیں غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہوں — یہ بھی سن لو کہ میرے پاس نہیں دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے — ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ دل سے منظور — جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر
اس مساوات پہ ہے معتقد اسلام کو ناز — نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

حضرت بلالؓ کی یہ شان تھی کہ حضورؐ نے ایک صبح فرمایا اے بلالؓ وہ تیرا کون سا عمل ہے جسکی وجہ سے میں نے جنت

میں تیرے چپلوں کی آواز سنی؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کچھ نہیں ہے سوا اسکے کہ جب کبھی میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کر لیتا ہوں(۱) یعنی اور فرائض و واجبات اور سنتوں اور نوافل کے علاوہ اس نفل کی پابندی سختی سے کرتا ہوں حضورؐ نے فرمایا فبذاک پس اسی وجہ سے ــ سیدنا بلالؓ کی یہ شان تھی کہ حضرت عمرؓ اپنے زمانہ میں آپکو سیدنا یعنی ہمارے آقا کہکر پکارا کرتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے آپکی شان میں یوں مدح سرائی کی ہے

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
حبش سے تجھکو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اسی سے ترے غمکدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لئے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لئے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں
ستم ہے شوق کی آتش کو مثلِ موجِ ہوا
خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا
نظر تھی مثلِ سلیمان ادا شناس تری
شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارہ کا اک بہانہ بنی

(۲۱) بنی لحیان: آنحضرتؐ جمادی الاولیٰ ۶ھ میں بنی لحیان سے اصحاب رجیع کا بدلہ لینے کے لیے تشریف لے گئے لیکن وہ لوگ ڈر کے مارے پہاڑوں میں جا کر چھپ رہے اس لئے واپس چلے آئے۔

(۲۲) ذی قرد: مدینہ میں آ کر چند روز ٹھہرے تھے کہ غطفان کا سردار عیینہ چند سواروں کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں آیا اور آنحضرتؐ کے اونٹ ہانک لے چلا ایک غفاری شخص ان اونٹوں کا چرواہا تھا اسکو قتل کر دیا .... اور اسکی بیوی کو پکڑ لیا حضرت سلمہؓ ایک صحابی جو تیر اندازی میں ماہر تھے انکی رنگتری کو دیکھ کر مدد کے لئے چلا اٹھے اور خود ان کے پیچھے لپکے تیر چلاتے تھے دشمن انکو اکیلا دیکھ کر ان کی طرف پلٹتے تھے۔ وہ پیچھے بھاگ جاتے تھے مقصد یہ تھا کہ اس تدبیر سے انکو پھنسائے رکھیں کہ کسی طرف سے مدد آ جائے مدینہ میں سلمہؓ کی آواز آنحضرتؐ نے سنی آپ نے چند آدمیوں کو مقداد بن زبیر کے ساتھ دوڑایا اور پیچھے سے خود بھی پہنچ گئے بنی غطفان کے لوگ بھاگ گئے چند اونٹ ان سے چھین لئے گئے اور ان کا ایک آدمی قتل کیا گیا۔ آنحضرتؐ ایک رات دن مقام ذی قرد میں رہے پھر مدینہ کو واپس آ گئے۔

(۲۳) غزوہ دومۃ الجندل سنہ ۵ھ: دومۃ الجندل بحر احمر اور خلیج فارس کے درمیان حدود شام میں واقع ہے ۲۵ ربیع الاول سنہ ۵ھ کو ایک ہزار مجاہدوں کے ہمراہ اس وجہ سے تشریف لے گئے تھے کہ آپکو خبر ملی تھی یہاں ڈاکوؤں کا ایک بڑا گروہ آباد ہوا ہے جو مدینہ پر حملہ آور ہونے کو ہے۔ ڈاکوؤں کو جب خبر ملی تو بھاگ گئے حضورؐ ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۵ھ

(۱) اور ایک روایت میں ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں

کو واپس تشریف لائے۔ انگریز مورخ اس غزوہ کو بہت اہم قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے شامی حکمرانوں پر بھی ایک خاص
قسم کا رعب پڑا جس سے وہ باہم امداد و پیمان کرنے پر مجبور ہو گئے۔ (ابن الکامل صـ۵۲)

متفرق واقعات | اسی سال ۵ھ / ۶۲۶ء میں اسلام کا اہم تر رکن حج اہلِ استطاعت مسلمانوں پر فرض ہوا کہ مسلمان مالی بدنی دونوں عبادتیں یکجا ادا کر سکیں اور اس زندگی میں اُس زندگی کا نقشہ پیش کر سکیں اور اپنے محبوب کے دیار کو اور اسلام کی تاریخ کے اہم واقعات کے مواقع کا بچشمِ خود معائنہ کر سکیں (۲) اسی سال آیت حجاب یعنی پردہ کا حکم نازل ہوا۔

(۳۴) بنی مصطلق ۵ھ / ۶۲۶ء | شعبان ۵ھ میں یہ اطلاع ملی کہ بنی مصطلق کا سردار حارث بن ضرار اپنے قبیلے کے لوگوں کو لے کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے یہ سنکر آنحضرتؐ مدینہ سے نکلے مقام قدید کے قریب پہونچکر ان سے مقابلہ ہوا وہ شکست کھا گئے ان کا مال ان کی اولاد اور عورتیں سب مسلمانوں کو غنیمت میں ملیں اور تقسیم کر دی گئیں۔ جن میں رئیس قوم یعنی حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھیں ان سے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا صحابہؓ نے یہ دیکھ کر کہ بنی مصطلق حضور صلعم کے رشتہ دار ہو گئے ان تمام لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا جو ان کو تقسیم میں ملی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جویریہؓ کے نکاح کی بدولت ان کا سارا قبیلہ آزاد ہو گیا۔ کوئی لڑکی اپنے خاندان کے لئے اس سے زیادہ مبارک کیا ہو گی۔ اسی کو مریسیع کا غزوہ بھی کہتے ہیں جو مدینہ سے ۹ منزل کے فاصلہ پر واقع تھا اسی میں تین اہم واقعات بھی ہوئے (۱) مریسیع کے چشمہ پر ایک مہاجر جہجاہ بن مسعود اور ایک انصاری سنان بن وبرہ میں کسی بات پر جھگڑا ہوا ایک نے انصار کو پکارا ایک نے مہاجر کو للکارا عبد اللہ بن ابی سردار منافقین نے کوشش کی کہ آج ہی مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوا دے لیکن حضور کی تشریف آوری سے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ عبد اللہ بن ابی منافق کے لڑکے کا نام بھی عبد اللہ تھا جو مخلص مومن تھے انھوں نے حضور کی خدمت میں آکر عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے باپ کو قتل کر دوں حضور نے فرمایا نہیں نہیں اس پر مہربانی کرو گے چنانچہ جب وہ مرا تو آپ نے اپنا کرتہ کفن کے لیے عطا فرمایا اور نماز جنازہ پڑھائی جس پر آپ پر دربار خدا سے عتاب بھی بعد میں نازل ہوا (۲) دوسرا واقعہ حضرت جویریہؓ سے عقد ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۳) واقعہ افک | واپسی پر منافقوں نے حضور کی عزت پر حملہ کیا یعنی ایک ثقہ صحابی صفوان بن معطل اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان زنا باندھا حضورؐ کو جب علم ہوا تو سخت صدمہ ہوا ایک ماہ تک آپ الگ رہے اس کے بعد سورہ نور پارہ ۱۸ کی ۱۸ آیات نازل ہوئیں جن میں حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی اور نیکی کا کھلے لفظوں میں اعلان کیا گیا اور اتہام لگانے والوں کو اسّی درّوں کی سزا دی گئی۔

(۳۵) واقعہ حدیبیہ ذیقعدہ ۶ھ / اپریل ۶۲۸ء | صحابہ اور خود آنحضرتؐ کو بھی کعبہ کی زیارت کی خواہش تھی ادھر آپؐ نے خواب بھی دیکھا کہ مسلمان مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اس لئے ذیقعدہ ۶ھ کو مکہ کی طرف روانہ

ہوئے اور اس خیال سے کہ کفار جنگ کا گمان نہ کریں عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی کے جانور ساتھ لئے۔ قریش کو جب اس کی خبر ملی تو انہوں نے مزاحمت کی تیاری شروع کی۔ آنحضرت صلعم نے مکہ کے قریب پہونچکر مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا۔

قریش کی مزاحمت قریش کی طرف سے قبیلہ خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقاء چند آدمیوں کے ہمراہ خدمت میں حاضر ہوئے اور آنے کی غرض دریافت کی حضور صلعم نے فرمایا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں کسی سے لڑائی مقصود نہیں انہوں نے قریش سے کہا سرداران قریش نے جواب میں کہلا بھیجا کہ گو تم لوگ لڑنے کے لئے نہیں آئے ہو لیکن ہم تمکو مکہ میں نہیں داخل ہونے دینگے ہم یہ ننگ گوارا نہیں کرسکتے کہ تمام عرب میں یہ چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زبردستی مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کر گئے۔ پھر کنانہ والوں نے حلیس بن علقمہ کنانی قبائل احابیش کے رئیس اعظم کو قاصد بنا کر بھیجا اس نے جب قربانی کے اونٹ دیکھے تو اسکو یقین ہوگیا کہ مسلمان صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں چنانچہ وہ راستہ ہی سے واپس گیا اور جاکر قریش کو اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ تم بدو ہو تمہیں کیا خبر یہ سنکر حلیس کو غصہ آگیا اس نے کہا کہ اے جماعت قریش ہم نے تمہارے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے تم اسکی خلاف ورزی کر رہے ہو جو شخص بیت اللہ کی تعظیم کے خیال سے اسکی زیارت کو آتا ہے تم کیوں اسکو روکتے ہو مسلمانوں کو عمرہ کر لینے دو ورنہ میں اپنے تمام قبیلہ کو لیکر تم سے لڑوں گا قریش نے اسکے غصہ کو ٹھنڈا کیا اور کہا کہ یہ معاملہ بہت سخت ہے ہمکو اپنی منشا کے مطابق کام کرنے دو۔ قریش کے خود سر نوجوانوں کی ایک جماعت مکہ سے نکل کر اس ادھی میں آئی کہ موقع پاکر آنحضرت صلعم پر حملہ کرے لیکن صحابہ نے انکو دیکھ لیا اور گرفتار کرلیا جب سامنے لائے تو رحمت عالم نے ان سبکو چھوڑدیا۔

عروہ اور ابوبکرؓ اس کے بعد عروہ بن مسعود سردار بنی ثقیف قریش کی طرف سے آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ یہ جتھا اپنے ساتھ لیکر خود اپنی قوم کو مٹانے کے لئے آئے ہیں اگر قریش مسلح ہو کر آرہے ہیں ان لوگوں کو تاب نہیں کہ ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکیں آپکو چھوڑ کر گرد کی طرح اڑ جائیں گے۔ عروہ کا یہ کلام مسلمانوں کو گراں گزرا حضرت ابوبکر رضی نے نہایت سخت جواب دیا اس پر عروہ نے کہا کہ ابوبکرؓ! تمہارا ایک احسان میری گردن پر ہے جسکو میں ابتک اتار نہیں سکا ہوں ورنہ میں بھی سخت کلامی سے پیش آتا۔ آنحضرت صلعم نے عروہ سے بھی وہی کہا کہ ہم صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں جنگ کا خیال نہیں ہے

صحابہ کے فرط شیفتگی کا ایک نظارہ عروہ نے یہ دیکھا کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ایسی شیفتگی رکھتے ہیں اور اسقدر تعظیم کرتے ہیں کہ نظر اٹھا کر روئے مبارک کی طرف نہیں دیکھتے اور ان کے وضو کا جو پانی گرتا ہے اسکو لیکر آنکھ اور منہ پر مل لیتے ہیں واپس جاکر قریش سے کہا کہ میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں بھی گیا ہوں لیکن میں نے کسی بادشاہ کو اپنے ساتھیوں میں اتنا محبوب اور باعزت نہیں دیکھا جس قدر محمد صلعم اپنے اصحاب میں ہیں وہ لوگ کسی طرح پر بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے تم اپنے دل میں جو آئے وہ کرو۔ پھر جب معاملہ طے نہیں ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ نے حضرت عمر رضی کو منتخب فرمایا کہ قریش کے پاس بھیجیں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! قریش کے ساتھ میری سخت دشمنی اور عداوت

کا اظہار ہی تو کیا ہے اس سے وہ واقف ہیں اسلئے ان کی طرف سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے علاوہ بریں میرے قبیلۂ بنی عدی کا
کا بھی کوئی شخص مکہ میں موجود نہیں ہے جو مجھے پناہ دے میری رائے یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ بھیجے جائیں کیونکہ وہ خاندان بنی
امیہ کے ایک باعزت رکن ہیں۔ **حضرت عثمانؓ کا تعین تجویز ہوئی** آنحضرت ﷺ نے ان کی رائے پسند کی۔ اور حضرت عثمانؓ کو
قریش کے پاس سفیر بنا کر بھیجا جس وقت وہ مکہ میں داخل ہوئے تو ان کے قبیلہ کے ایک رئیس ابان بن سعید ان کو پناہ دیکر اپنے
ساتھ لے گئے انہوں نے سرداران قریش کو آنحضرت ﷺ کا پیغام پہنچایا لوگوں نے کہا کہ تم کو خود اگر کعبہ کا طواف کرنا ہے تو کر لو
محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو ہم مکہ میں ہرگز نہیں آنے دیں گے حضرت عثمانؓ نے کہا کہ بلا آنحضرت ﷺ کے میں کیونکر طواف کر سکتا ہوں

حضور ﷺ کی محبت حضرت عثمانؓ سے قریش نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا ادھر مسلمانوں میں یہ خبر شایع ہو گئی کہ وہ قتل
ہو گئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو جب تک ہم ان کے خون کا بدلہ نہ لیں گے یہاں سے نہیں ٹلیں گے یہ کہہ کر ایک درخت
کے نیچے بیٹھ گئے اور تمام صحابہؓ سے جنکی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی جان نثاری کی بیعت لی **بیعت رضوان** اسی کا نام
بیعت رضوان ہے اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
جب مسلمان درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔

لیکن حضرت عثمانؓ کے قتل کی افواہ غلط نکلی قریش نے عمرو بن سہیل کو آنحضرت ﷺ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ صلح صرف
اس طریق سے ہو سکتی ہے کہ امسال آپ مع اپنے ساتھیوں کے واپس چلے جائیں آئندہ سال عمرہ کریں۔

صلح ہو جاتی ہے جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے انکو دیکھ کر فرمایا کہ قریش نے جب اس شخص کو بھیجا ہے تو معلوم ہوتا
ہے کہ ان کا ارادہ مصالحت کا ہے گفتگو کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلح طے ہوئی (۱) مسلمان اس سال واپس چلے
جائیں آئندہ سال آئیں اور سوائے تلوار کے کہ وہ بھی میان میں ہو گی اور کوئی ہتھیار لگا کر مکہ میں داخل ہوں۔
ان کو تین دن تک حرم میں ٹھہرنے کی اجازت ہو گی ان دنوں میں قریش باہر نکل جائیں گے (۲) قبائل عرب
میں سے مسلمان جس قبیلہ سے چاہیں معاہدہ کریں اور قریش جس کو چاہیں اپنا حلیف بنائیں اس معاملہ میں دونوں
فریق آزاد ہیں (۳) اگر قریش میں سے کوئی شخص بلا اجازت اپنے ولی کے مسلمانوں کے پاس چلا جائے گا تو واپس
کیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس آجائے گا تو واپس نہیں کیا جائے گا۔ (۴) فریقین میں دس سال
تک لڑائی نہ ہوگی اور باہم امن و امان کے ساتھ رہیں گے۔

پاس عہد کی ایک مثال اس معاہدہ کی تیسری شرط بظاہر مسلمانوں کے لئے بہت سخت تھی اور اتفاق یہ کہ

جس وقت یہ لکھا گیا اسی وقت خود سہیل کے بیٹے ابو جندلؓ جو مسلمان ہو گئے تھے مکہ سے کسی صورت سے بھاگ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آ گئے۔ کافروں نے ان کو سخت سزائیں دی تھیں اور ان کے جسم پر جا بجا زخم تھے انہوں نے وہ زخم دکھلائے اور فریاد کی ان کے باپ کو آنحضرتؐ نے بہت سمجھایا کہ انکو ہمارے ساتھ مدینہ جانے کی اجازت دیدو لیکن وہ راضی نہیں ہوئے آخر عہد نامہ کی شرط کے مطابق انکو واپس کیا۔ بعض مسلمان یہ دیکھ کر تڑپ اٹھے حضرت عمرؓ کو تاب ضبط نہ رہی آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچکر کہا کہ یا رسول اللہؐ! کیا آپ نبی برحق نہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ بیشک میں نبی برحق ہوں۔ انہوں نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں؟ ارشاد ہوا کہ کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا وہ لوگ مشرکین نہیں؟ فرمایا کہ ہیں۔ تب وہ بولے کہ ایسی حالت میں پھر ہم دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا وہ مجھے ہرگز خوار نہ کرے گا۔ حضرت عمرؓ اس بیتابانہ جوش کے فرو ہونے پر اپنی اس جرأت پر بہت پشیمان ہوئے زندگی بھر ان کو افسوس رہا اور اس کے کفارہ کے لیے توبہ اور استغفار کے علاوہ صدقے خیرات نیز غلام آزاد کرتے رہے۔ **حضرت علیؓ کی غیرت ایمانی** اس عہد نامہ کے کاتب حضرت علیؓ تھے انہوں نے اسلامی قاعدے کے مطابق شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی سہیل نے کہا کہ عربی دستور کے مطابق باسمک اللھم لکھو۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اسی طرح لکھ دو۔ محمد رسول اللہ کے لکھنے پر بھی سہیل کو اعتراض ہوا انہوں نے کہا کہ اگر ہم آپکو رسول تسلیم کرتے ۔۔۔ تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا صرف اپنا نام مع ولدیت کے لکھایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں خواہ تم لوگ مانو یا نہ مانو۔ اس کے بعد حضرت علیؓ سے کہا کہ اس لفظ کو مٹا دو باوجود فرمان نبوی کے ان کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹائیں اور کہا کہ مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا اسپر خود آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے اسکو مٹا دیا۔ **سورہ فتح کا نزول** عہد نامہ کے مکمل ہونے کے بعد بنو خزاعہ آنحضرتؐ کے حلیف ہو گئے اور بنی بکر قریش کے۔ مسلمانوں نے اسی مقام پر سر کے بال ترشے جامہ احرام اتارے۔ قربانیاں کیں اور پھر مدینہ کو واپس ہوئے اس واقعہ کے متعلق سورہ فتح نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کی پہلی آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا میں اس صلح کو جس کو مسلمان شکست تصور کرتے تھے فتح نمایاں کا لقب دیا کیونکہ اب تک اہل عرب اور خاصکر قریش اسلام سے برسر پیکار تھے اب صلح سے امن ہو گیا اور لوگوں کو مسلمانوں سے ملنے اور اسلام پر غور کرنے کا موقع ملا نیز دعوت اسلام کے لئے راستہ صاف ہو گیا اور اہل اسلام بلا خوف و خطر قبائل میں آنے جانے لگے۔ آنحضرتؐ نے بادشاہوں۔ امراء اور رؤسا قبائل کے ساتھ مراسلت شروع کی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ کثرت کے ساتھ اسلام لانے لگے اور مسلمانوں کی تعداد برابر بڑھنے لگی اسلئے اس صلح میں کفار کے ساتھ جو خفیف رعایت برتی گئی تھی اس کے مقابلہ میں اس عظیم الشان فتح کا حاصل ہو جانا حقیقت

(۱) اس کتاب میں ... مراسلات اور دعوت ناموں کا تفصیلی ذکر موجود ہے جو نہایت ایمان افروز اور دلچسپ ہے۔

میں فتح مبین بتائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے رضامندی ظاہر کی جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی پھر وہ اسباب بیان فرمائے جن کی وجہ سے حضورؐ کو جنگ سے احتراز کرنا پڑا اس کے بعد آنحضرتؐ کے رویا کے متعلق ارشاد کیا کہ وہ برحق ہے اور یقیناً تم مسجد حرام میں داخل ہوگے لیکن اس سے پہلے تمکو یہ فتح عطا کر دی اور وہ وعدہ آئندہ پورا ہوکر رہے گا۔ آخر میں صحابہؓ کی مدح فرمائی اور توریت و انجیل سے ان کی بہترین شکل و تعریف نقل کی۔ **سورۂ ممتحنہ کا نزول** معاہدہ کی تشریح شرائط کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ ممتحنہ میں صرف مردوں کے لئے محدود کر دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان عورت ہجرت کرکے چلی آئے تو اسکو واپس نہ کرو۔ **ایک معجزہ** واپسی پر راستہ میں ایک عجیب معجزہ ظاہر ہوا پانی ختم ہوچکا تھا ہر طرف العطش العطش کا نعرہ تھا آپ نے ایک بوڑھی مسافر عورت سے کچھ پانی خرید کر ایک طشت میں رکھوایا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے اندر رکھ دیئے انگلی کے کناروں سے فوارہ کی طرح پانی ابلنا شروع ہوگیا یہانتک کہ ساری فوج سیراب ہوگئی برتن بھر لئے گئے بوڑھیا کو اس سے کئی گنا پانی واپس کر دیا گیا اور یہ پانی تھا کہ ابلا آرہا تھا (تاریخ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۵۱)

مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کچھ دنوں کے بعد ایک مسلمان ابو بصیرؓ کفار کی سختیوں کی تاب نہ لاکر مکہ سے بھاگے اور مدینہ میں آکر پناہ لی قریش نے دو آدمی بھیج کر انکو طلب کیا آنحضرتؐ نے معاہدہ کی شرط کے مطابق ان دونوں کے ہمراہ انکو واپس کر دیا۔ ابو بصیرؓ نے راستہ میں ایک کو قتل کر ڈالا۔ دوسرا خوف کی وجہ سے بھاگ کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور شکایت کی ابو بصیرؓ بھی آگئے اور کہنے لگے یا رسول اللہؐ! آپ مجھے واپس کرکے بری الذمہ ہوگئے اب جو کچھ میں نے کیا ہے اس کا ذمہ دار میں خود ہوں اس کے بعد وہ مدینہ سے چلے گئے اور مقام عیص میں رہنے لگے مکہ کے ستم کش مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ ابو بصیرؓ نے اپنے قوت بازو سے ایک جائے پناہ مہیا کی تو وہ بھاگ بھاگ کر انہیں کے ساتھ شامل ہونے لگے اور جب ان کی جمعیت زیادہ ہوگئی تو قریش کے کاروان تجارت پر حملہ کرنے لگے مجبوراً اہل قریش نے آنحضرتؐ کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی شرط سوم سے باز آئے اب جو مسلمان مدینہ میں چلا جائے ہم اس کی واپسی کے خواہاں نہیں ہیں اس بنا پر آپ نے تمام مسلمانوں کو جن میں ابو بصیرؓ اور ابو جندلؓ وغیرہ تھے مدینہ میں

غزوۂ خیبر

صلح حدیبیہ کے بعد قریش کی طرف سے تو مسلمانوں کو اطمینان حاصل ہوگیا تھا لیکن خیبر کے یہودی جن میں بنی نضیر اور بنی قریظہ کے لوگ جلاوطن ہوکر شامل ہوگئے تھے اسلام کے سخت دشمن تھے انہوں نے عداوت اور سرکشی پر کمر باندھی دوسرے قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارنا شروع کیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے بنی غطفان کو یہ لالچ دیکر اپنے ساتھ شریک کیا تھا کہ مدینہ کی نصف پیداوار تمکو دی جائے گی۔ اگرچہ خیبر کا فاصلہ مدینہ سے دو سو میل ہے لیکن یہاں کے

منافقین کو بھی در پردہ ان یہود نے ملا لیا تھا ان منافقین جاسوسوں کی وجہ سے ان کو مسلمانوں کی ایک ایک بات کی خبر ملتی رہتی تھی۔ آنحضرت صلعم نے اس سیلاب کو بڑھتا ہوا دیکھ کر مقابلہ کی تیاری کی اور محرم سنہ ۷ھ میں لشکر بنا کر ڈیڑھ ہزار صحابہ کے ساتھ جن میں سے دو سو سوار تھے مدینہ سے روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر مقام رجیع میں جو قبیلہ غطفان اور خیبر کے بیچ میں ہے قیام فرمایا یہود کے پاس چھ قلعے تھے مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کر دیا بنی غطفان ان کی امداد کو نہ آئے ان میں سے بڑا قلعہ قموص تھا جس میں یہود کا مشہور سوار مرحب رہتا تھا اس قلعہ کو فتح کرنے کی بڑے بڑے صحابہؓ نے کوشش کی لیکن ناکام رہے حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر علم عطا فرمایا مرحب نے قلعہ سے نکل کر جنگ کی انہوں نے اسکو قتل کر دیا اور قلعہ فتح کر لیا اہل خیبر نے درخواست کی کہ ہم یہاں کی نصف پیداوار سالانہ دیتے رہینگے ہم سے صلح کر لی جائے۔ انکی درخواست منظور کر لی گئی اور اسی شرط پر مصالحت ہوئی یہ حق بھی باقی رکھا گیا کہ مسلمان جب چاہیں گے یہود کو یہاں سے نکال دیں گے اس لڑائی میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور ۱۵ مسلمان شہید ہوئے۔

اہمیت تبلیغ فتح خیبر تمام تر حضرت علیؓ کی بہادری قابلیت اور خدا اور رسول کی محبوبیت کا ثبوت ہے بہترین دلیل یہ واقعہ ہے آپ جس قدر خوش ہوتے کم ہے۔ حضورؐ نے جب آپکو بہت خوش دیکھا تو فرمایا اے علیؓ! کیا میں تمکو اس سے بھی زیادہ خوش کر دینے والی بات کی خبر دوں وہ یہ ہے کہ اگر تیرے ذریعہ سے ایک دل بھی راہ راست پا جائے تو یہ چیز اس سے بھی زیادہ خوش کر دینے والی ہے" افسوس مسلمان جو سراپا تبلیغ و ہدایت و ارشاد تھے اور جو صرف اسلئے عالم وجود میں آئے تھے کس قدر آج اس اتنی بڑی نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں آپ اس سے تبلیغ دین کی طلب کا اندازہ کیجئے اور سراپا تبلیغ بن جایئے "کاش ہم سمجھتے کاش ہم غور کرتے کاش ہم اپنی زندگی کو حضورؐ کے دین کے پھیلانے نیکی کے قیام اور برائیوں کو روکنے میں ختم کر دیتے اے کاش! ؎

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے ∴ ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے ∴ وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا تھا آغوش محبت میں ∴ کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا
تمدن آفریں خلاق آئین جہاں داری ∴ وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا
سماں الفقر فخری کا رہا شان امارت میں ∴ بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے ∴ کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے ∴ جہانگیر و جہاندار و جہانبان و جہان آرا

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں — مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی — کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی — ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہمکو دے مارا
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شئی تھی — نہیں دنیا کے آئین مسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی — جو دیکھیں انکو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ
غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن — کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

(۲۷) فتح وادی القریٰ کی مقام تیما اور خیبر کے درمیان وادی القریٰ کی آبادیاں تھیں واپسی پر حضورؐ ادھر گذرے تو یہودیوں نے تیر اندازی شروع کردی یہودیہ سے تیار تھے اسمیں حضورؐ کے ایک غلام مدعم شہید ہوگئے آخر مسلمانوں نے بھی حملہ کیا یہود کو شکست ہوئی اور اہل خیبر کی شرائط صلح پر صلح ہو گئی۔ **۷ھ کے اہم واقعات** اسی سال پنجہ والے درندے پھاڑنے کچھ گدھے حرام ہوئے (۲) متعہ حرام ہوا (۳) سونے چاندی کا باہم تبادلہ نفع سے ناجائز ٹھہرا (۴) اسی سال سلام بن مشکم یہودی کی بیوی زینب نے حضورؐ اور صحابہؓ کی دعوت کی جس میں زہر ملا دیا حضورؐ کو بذریعہ وحی اطلاع ہوگئی لیکن بشر بن براءؓ صحابی نے لقمہ کھا لیا اور وفات پاگئے حضورؐ نے زینب کو بشر کے قصاص میں قتل کرا دیا (۵) حضرت صفیہؓ کا ولیمہ حضورؐ نے کیا جس میں صرف پنیر مالیدہ اور کھجوریں تھیں (۶) اسی سال عامرؓ جو آکوعؓ حضورؐ کی ایک جنگ میں تھے جب ایک یہودی کے تیر سے شہید ہوئے دوسرے حقیقی بھائی سلمہ بن اکوعؓ کو بہت گہرا زخم آیا جس کا خون کسی طرح بند نہیں ہوتا تھا حضورؐ نے لعاب دہن لگایا اور کچھ پڑھ کر دم کیا وہ فوراً اچھے ہوگئے (بیہقی شعب الایمان صفحہ ۹۸)

(۷) اسی سال مہاجرین حبشہ واپس آئے جنمیں حضرت جعفر برادر حضرت علیؓ بھی تھے حضورؐ نے فرط مسرت سے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا تمکی ایک ہجرت ہے تم کی دو ہجرتیں ہیں (۸) اسی سال آپؐ نے عمرہ فرمایا اور بحالت احرام ہی آپؐ نے حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمایا اور مقام سرف میں عروسی فرمائی حضرت میمونہ بنت حارثؓ آخر میں آپؐ کی ازواج میں وفات پائی ۵۱ھ میں اور عجیب بات کہ سرف ہی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئیں آپ حضرت خالدؓ کی حقیقی خالہ تھیں۔ **فدک** جب واپس ہو رہے تھے تو وادی القریٰ میں فدک کے یہود نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کی ان کا بھی محاصرہ کیا گیا آخر انہوں نے بھی خیبر والوں کی شرط پہ صلح کی۔

عمرۃ القضاء ذیقعدہ ۷ھ ۱۵ اپریل ۶۲۹ء صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق ذیقعدہ ۷ھ

دو ہزار صحابہؓ کو ساتھ لیکر عمرہ کے لئے مکہ کو تشریف لے گئے۔ قریش باہر نکل گئے تین دن تک حرم میں رہ کر عمرہ اور طواف کر کے مدینہ واپس آ گئے۔

(۴۳) سریہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ | سرورِ عالم نے بادشاہوں کے نام جب خطوط روانہ کئے تو ایک خط شرجیل بن عمرو غسانی بادشاہ کے نام حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ بھیجا۔ غسانی نے انکو قتل کرڈالا۔ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ان کے قصاص کے لئے تین ہزار فوج مدینہ سے روانہ کی۔ زید بن حارثہؓ کو اس کا امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں اور جو وہ بھی شہادت پائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ۔ غسانی نے اس کی خبر پاکر مقابلہ کے لئے تقریباً ایک لاکھ فوج جمع کی اس زمانہ میں ہرقل قیصرِ روم مقام مآب میں جو شام کی سرزمین بلقاء میں واقع ہے ایک لاکھ فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا اس نے بھی غسانی کی امداد کے لئے اپنے بعض امراء کو مع فوج کے بھیجا مسلمان جب ان حدود میں پہنچے تو ایک گاؤں کے پاس جس کا نام موتہ تھا فروکش ہوئے غنیم سے وہیں مقابلہ ہوا حضرت زیدؓ لڑائی میں شہید ہو گئے اس کے بعد جعفر بن ابی طالب نے علم اپنے ہاتھ میں لیا وہ بھی زخموں سے چور ہو کر گر پڑے ان کے جسم پر تقریباً نوّے زخم تھے اور سب سامنے کے حصہ پر تھے پشت کی طرف ایک بھی نہ تھا۔ ان کی شہادت کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوئے اور انہوں نے بھی شہادت پائی آخر میں خالد بن ولیدؓ نے علم سنبھالا اور اس بہادری کے ساتھ لڑے کہ اس دن آٹھ تلواریں ان کے ہاتھ میں ٹوٹیں اس روز انہوں نے اپنی جنگی مہارت کا کامل ثبوت دیا۔ دشمنوں کی اس قدر کثیر تعداد اور زبردست طاقت کے مقابلے میں جس شجاعت کے ساتھ لڑتے لڑتے اور پیچھے ہٹتے ہٹتے اپنی پوری فوج کو نہایت خوبی کے ساتھ ورطۂ ہلاکت سے باہر نکال لائے کل بارہ مسلمان شہید ہوئے تھے مزید مقابلہ کی کوئی صورت نہ تھی اس لئے مدینہ واپس چلے آئے آنحضرتؐ کو زیدؓ و جعفرؓ کی جدائی کا بہت قلق ہوا۔ | سیدنا زید بن حارثہؓ | - آپؐ کے آزاد کردہ غلام تھے جنہوں نے آزادی کے بعد بھی ماں باپ بھائی بہن اور کسی کے ساتھ جانا حضورؐ کی محبت و خدمت کی وجہ سے ہرگز گوارا نہ کیا تھا اور جنہوں نے اسلام کی پہلی آواز پر لبیک کہی تھی آپ حضورؐ کے نہایت برگزیدہ تھے اور حضورؐ کو اس سانحہ کی اطلاع بذریعہ وحی پہلے ہی ہو گئی تھی۔

حضرت زیدؓ کی شان میں علامہ اقبالؒ یہ مدح سرا ہیں۔

نگارستانِ ہستی میں ہزاروں خوبرو ہوں گے — نگاہِ برق نالے کشتِ سوزِ آرزو جل گئے
پیمانۂ عیش و جمعیت نہ ہو گا ان کی زلفوں میں — بہت سے ان کے شیدائی پریشاں حال ہوں گے
جہاں ساقی گری میں خوبرو ہوں گی چشمِ مست ان کی — یہ مستانِ الفت فارغِ جام و سبو ہوں گے
مگر جھکو کیا تھا کیا عطا فیضانِ صحبت نے — کہ سب کو چھوڑ کر دیکھا تجھے چشمِ محمدؐ نے

سیدنا اُسامہؓ | یہ حضرت زیدؓ کے صاحبزادے تھے حضورؐ زید کو بیٹے کی جگہ سمجھتے تھے چنانچہ مسلمانوں میں زید بن محمدؐ مشہور بھی ہو گئے تھے۔ حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد حضورؐ کی محبت کے مرکز حضرت اسامہؓ تھے آپ ایک زانوں پر حضرت امام حسنؓ کو اور دوسرے پر حضرت اُسامہؓ کو بٹھاتے اور فرماتے اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اے اللہ تو بھی محبت فرما" علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں :-

وہ اُسامہؓ جو کہ منظورِ رسول اللہ تھا
وہ کہ حاصل تھا جسے مہدِ کنارِ مصطفیٰؐ

کس قدر خوش بخت تھا کس درجہ مسعودِ ازل
مصطفیٰؐ اس پر نثار اور وہ نثارِ مصطفیٰؐ

کون تھا ہم پایۂ سبطِ رسولِ محترمؐ
کون تھا سرمایۂ نازِ دیارِ مصطفیٰؐ

اے زمیں وہ پھول کیا پھوٹے تجھے گلشن میں تھے
جن کی نکہت تھی نشاطِ نو بہارِ مصطفیٰؐ

اے فلک پابندِ گردش تجھے تیرے کیا دکھے ہم؟
تھا منور جن سے عہدِ نو بہارِ مصطفیٰؐ

دنیا نے آقاؤں اور غلاموں کی داستانیں تو بہت سنی ہیں کیا اس آقا و اس غلام کی ایسی داستان کبھی کہیں سنی ہے؟

(نواں باب (۲۹) مہم فتح مکہ تا وفود کی آمد)

۱۰ رمضان ۸ھ یکم جنوری ۶۳۰ء

صلح حدیبیہ کے بعد خزاعہ آنحضرتؐ کے اور بنی بکر قریش کے حلیف ہو گئے تھے ان دونوں قبیلوں میں باہم قدیمی عداوت تھی اور کچھ خون کے جھگڑے چلے آتے تھے بنی بکر نے قریش کے معاہدہ کے گھمنڈ میں خزاعہ سے لڑنے کی تیاری کی اور اپنے پرانے مقتولوں کا بدلہ لینا چاہا قریش نے بھی ان کے لئے ہتھیار فراہم کئے اور ان کے بعض بعض سردار لڑائی میں بھی بنی بکر کے ساتھ شامل ہو گئے خزاعہ نے شکست کھا کر حدودِ حرم میں پناہ لی بنی بکر کے سردار نوفل نے کہا کہ ایسا موقع پھر نہیں ملے گا چنانچہ ان کو حرم میں بھی قتل کیا جہاں خونریزی حرام تھی۔ عمرو بن سالم خزاعی دوڑے ہوئے مدینہ میں آئے اور آنحضرتؐ سے فریاد کی کہ قریش نے عہد کو توڑ ڈالا بنی بکر کو ہمارے مقابلہ میں امداد دی اور ہم کو حرم میں ہمارے آدمیوں کو قتل کیا اس کے بعد بدیل بن ورقہ خزاعی بھی اپنے قبیلہ کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچے اور ماجرا سنا کر امداد کے طالب ہوئے۔

قریش کی پشیمانی | قریش اپنی غلطی سے دل میں خوفزدہ ہوئے ان کو یقین ہو گیا کہ مسلمان معاہدہ کے مطابق خزاعہ کی امداد ضرور کریں گے جنگ کی تیاری کا اسباب صورتِ حال سے صلح کرکے دو برس کے لئے فراغت حاصل کی تھی پھر ان کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی اس لئے انہوں نے (پہلے ابو سفیان کو مدینہ

میں بھیجا کہ حدیبیہ کے معاہدہ کی تجدید کر لیں لیکن سرور عالم ﷺ اس پر راضی نہیں ہوئے اور وہ ناکام مکہ واپس گئے

مسلمانوں کو تیاری کا حکم | آپ نے مسلمانوں کو مکہ کی تیاری کا حکم دیا اور احتیاط رکھی کہ قریش کو اس کی خبر نہ ہونے پائے۔ ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو اس کی اطلاع دینے کے لئے ایک خط کسی عورت کے ہاتھ روانہ کیا آنحضرت ﷺ کو اس کا علم ہو گیا وہ عورت راستہ سے واپس لائی گئی اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا۔ حاطبؓ ایک بزرگ صحابی اور اہل بدر میں سے تھے ان کی اس حرکت سے سب کو حیرت ہوئی حضرت عمرؓ نے جوش میں آکر کہا کہ یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرؓ اہل بدر کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے اس کے بعد حاطب سے اس کی وجہ دریافت کی انہوں نے کہا کہ مکہ میں چونکہ میرے اقربا ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ اہل مکہ پر ایک احسان کر دوں تاکہ وہ انکو ضرر نہ پہنچائیں۔ رحمت عالم نے اس عذر کو قبول فرما لیا

اسلامی فوج کی روانگی | ۱۰ رمضان ۸ھ مطابق یکم جنوری ۶۳۰ء کو حضور ﷺ دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب پہنچ کر مقام مرالظہران میں قیام فرمایا۔ قریش کو کوئی اطلاع نہ تھی کہ اس عہد شکنی کے بدلہ میں مسلمان ان کے ساتھ کیا کریں گے۔ جب یہ جمعیت ان کے سر پر آگئی اور اس کی خبر ان کے کانوں تک پہنچی تو رات کے وقت ابو سفیان مع دیگر سرداروں کے اس کی تحقیق کے لئے مکہ سے نکلے دیکھا کہ سارے بیابان میں ہر طرف آگ روشن ہے اور آدمی ہی آدمی نظر آتے ہیں۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کا دل اپنی قوم کے لئے بے چین تھا وہ چاہتے تھے کہ کسی صورت سے وہ مسلمان ہو جائے ورنہ کل جس وقت یہ فوج مکہ پر چڑھے گی تو اس کا نشان مٹ جائے گا۔ اسی خیال سے رات کو وہ آنحضرت ﷺ کے خچر دلدل پر چڑھ کر مکہ کی طرف گئے راستہ میں ابو سفیان سے ملاقات ہو گئی انکو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور تیزی کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس لائے کہ ان کے لئے امان مانگ لیں

بدترین دشمن پر حضور ﷺ کے کرم کی بارش | ابو سفیان سب سے بڑا دشمن اسلام تھا مکہ میں مسلمانوں کو ستاتے رہے پھر ہجرت کے بعد بار بار فوجیں لے کر مدینہ پر چڑھائی کی سارے مسلمان ان کے خون کے پیاسے تھے حضرت عباسؓ جب ان کو آنحضرت ﷺ کے پاس لا رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے راستہ ہی میں دیکھ کر پہچان لیا بڑھ کر ان کے ساتھ ہی دربار رسالت میں پہنچے اور کہنے لگے کہ اب حکم دیجئے کہ اس دشمن کا سر اڑا دوں آنحضرت ﷺ نے ان کو روکا اور ابو سفیان کو امان دے کر حضرت عباسؓ کے حوالہ کیا وہ رات بھر انہیں کے خیمہ میں رہے اور صبح کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! ابو سفیان فخر پسند آدمی ہیں انکو کوئی امتیاز عطا فرمایا جائے تو بہتر ہے

حضور نے فرمایا کہ مکہ کا جو شخص خانہ کعبہ یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسکو امان ہے نیز جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا اس کو بھی امان ہے راستہ میں بھی جو شخص اپنی تلوار میان میں رکھ لے گا ہم اسے نہیں لڑائیں گے۔

ابوسفیان اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ امان کے لحاظ سے ان کا گھر کعبہ کے برابر کر دیا گیا۔ انہوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا لشکر لے کر آئے ہیں کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اگر جان کی امان چاہیے ہو تو کعبہ یا میرے گھر میں پناہ لو یا اپنے دروازہ بند کرلو اور تلواریں میان میں رکھ لو۔

خلق عظیم ہندہ کی آزادانہ گستاخی اور رسول اللہ کا علم وعفو۔ استاذ الاستاذ علامہ شبلیؒ نے یوں نظم فرمایا ہے

ہند تھی پردہ نشین حرم بوسفیان — لقب ہند جگر خوار سے جو ہے مشہور
بارگاہ نبوی میں وہ ہوئی جب حاضر — اس ارادہ سے کہ ہو داخل ارباب حضورؐ
عرض کی خدمت اقدس میں کہ اے ختم رسل — دین اسلام ہے مجھکو بدل و جاں منظور
آپ ہم پردہ نشینوں سے جو بیعت لیں گے — کون سے کام ہیں جن کا کہ برتنا ہے ضرور
آپ نے لطف و عنایات سے ارشاد کیا — پہلی یہ بات کہ ہو شائبہ شرک سے دور
دوسری یہ کہ نبوت کا ہے لازم اقرار — بولی "ان باتوں سے انکار نہیں مجھکو حضورؐ"
پھر یہ ارشاد ہوا منع ہے اولاد کا قتل — اس شقاوت سے ہر اک شخص کو بچنا ہے ضرور
عرض کی اس نے کہ اے شمع شبستان رسل — یہ وہ موقع ہے کہ عاجز ہے یہاں فہم و شعور
میں نے اولاد کو پالا تھا بڑی محنت سے — میں انہیں سے کہیں رکھی تھی کہ تھے آنکھ کا نور
بدر میں قتل انہیں حضرت والا نے کیا — ہم سے کیا عہد اب اولاد کا لیتے ہیں حضورؐ
گرچہ یہ سوء ادب تھا غلطی پہ مبنی! — گرچہ یہ بات تھی خود شیوۂ انصاف سے دور
اس کی اولاد نے خود جنگ میں کی تھی سبقت — لڑکے مارا کوئی جائے تو یہ ہے کس کا قصور؟
لیکن آزادیٔ افکار تھی از بسکہ پسند — آپ نے فرط کرم سے اسے رکھا معذور

(شبلیؒ)

لشکر اسلام کی شان وشوکت اسلامی لشکر شوکت و شان کے ساتھ قبیلہ وار الگ الگ مکہ کی طرف بڑھا۔ آنحضرتؐ کی تاکید تھی کہ حرم میں خونریزی مطلق نہ ہو چنانچہ بجز دو ایک خفیف مناقشوں کے جو ذکر کے بھی قابل نہیں ہیں بلا مزاحمت مکہ میں داخل ہو گئے۔

بتوں کا اخراج جب وہاں نزول فرمایا اور لوگ مطمئن ہو گئے تو کعبہ کی طرف چلے سواری پر سات بار بیت اللہ

کا طواف کیا مسجد حرام میں جس قدر بت تھے سب نکلوا دیئے خاص کعبہ کے اندر داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی پھر اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ایک تقریر فرمائی جس کا آغاز یہ ہے — "اللہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے سارے جتھوں کو شکست دی۔ کان کھول کر سن لو ہر قسم کے فخر اور خون اور مال کے دعوے میرے قدموں کے نیچے ہیں" اہل عرب اپنی شرافت اور آباؤ اجداد کے کارناموں پر فخر کیا کرتے تھے اور جب کسی قبیلہ کا کوئی آدمی مارا جاتا تو پشتہا پشت تک اس کا دعویٰ کا زندہ رکھتے اور خون یا مال یعنی خون بہا کی شکل میں لے حاصل کرتے اور اسکو بڑے فخر کی بات سمجھتے تھے آنحضرت نے ان جاہلانہ مفاخر کو پامال کر دیا۔ پھر فرمایا۔

اے جماعت قریش! اب جاہلیت کے گھمنڈ اور نسب کے فخر کو اللہ تعالیٰ نے مٹا دیا تمام آدمی آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی خاک سے بنے تھے کفار قریش جنہوں نے اسلام اور خود آنحضرت کی دشمنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا مغلوب ہو کر خود وہ سامنے کھڑے ہوئے تھے آپ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا:... تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا انہوں نے جواب دیا کہ آپ ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادہ ہیں ارشاد ہوا کہ جاؤ تم سب آزاد ہو

اس واقعہ کو قومی شاعر جناب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب اعظمی نے یوں نظم کیا ہے۔

وہ مکہ جس جگہ پیدا ہوئے محبوب سبحانی — زمانہ نے جہاں دیکھی نبوت کی درخشانی
جہاں سے روشنی پھیلی امانت کی دیانت کی — جہاں سے پھر اٹھی آواز دنیا میں صداقت کی
جہاں پر ابتدائی زندگی سرکار کی گذری — جہاں پر عمر کچھ دن تک تو ابرار کی گذری
جگہ جس میں شرع کی آپ نے تبلیغ فرمائی — محبت کے جو خوگر تھے بنے وہ دشمن جانی
پھر وقت بھی نہیں گذرا یہ ارماں ہو گیا حاصل — کہ فاتح بن کے مکہ کی فضا میں ہو گئے داخل
نبی تھے آگے آگے پیچھے پیچھے فوج اسلامی — جہاں پر کامیابی حق کی تھی باطل کی ناکامی
قریشی نسل کے سردار سب حاضر وہاں پر تھے — زمانہ پر جو اکڑے تھے وہ جو کل تک آسماں پر تھے
یہ سب ملزم کھڑے تھے جان کو رکھ کر ہتھیلی پہ — لگی تھی یاس و حسرت کی نظر فرمان شاہی پر
نمونہ شان رحمت کا شہ والا نے دکھلایا — کہا یک سر اٹھا کر آپ نے ارشاد فرمایا
کہ تم پر جو ستم ڈھاتا ہو بات کچھ الزام دینا ہو — میں عفو و درگذر کا حکم آج انعام دیتا ہوں
یہ دیکھو دشمنوں سے پیار کرنا اس کو کہتے ہیں — یہ دیکھو رحم کا اظہار کرنا اس کو کہتے ہیں
یہ دنیا ہو سبق جس نے دکھایا ... — عدو کو معاف کرنا جو ... مظالم کا ...
سبق سیکھے زمانہ آپ کے اسوہ سے یوسف — سنوارے زندگی کو خوبی کردار سے یوسف

کفار پر اثر کفار نے اس ترحم اور مہربانی کو دیکھکر اسلام کی طرف قدم بڑھایا اور ایک قلیل تعداد کے سوا جو بعد میں اسلام لائی تمام اہل قریش اسی دن مسلمان ہو گئے چند کافر جنہوں نے خاص جرائم کئے تھے قتل کر دیے گئے اس کے بعد آپ نے کعبہ کی کنجی عثمانؓ کے حوالہ کر دی جو آج تک انکی ہی کی نسل میں چلی آتی ہے۔ فتح مکہ زمانہ سابق اور مابعد کے درمیان ایک حد فاصل ہے کیونکہ قریش اہل عرب کی نگاہ میں مذہبی پیشوا تھے بہت سے قبائل کا رجحان اسلام کی طرف ہو چکا تھا مگر وہ اسی وجہ سے رکے ہوئے تھے کہ دیکھیں قریش کیا کرتے ہیں اس لئے قریش کا اسلام لانا گویا تمام عرب میں شرک اور بت پرستی کا خاتمہ تھا کعبہ کے بتوں کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی عرب کے سارے بت خاک میں مل گئے۔

تمہیں سے اے مجاہدو! جہان کا ثبات ہے
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
تمہاری مشعل وفا فروغ شش جہات ہے
تمہاری ضو سے پرضیا جبین کائنات ہے
کواکب بقا ہو تم، جہاں اندھیری رات ہے

یہ نکتہ مظہر معارف و نکات ہیں
کہ فرق ہے تمہاری اور عوام کی ممات میں
تمہارا امتیاز ہے دوام میں ثبات میں
جدا ہو کائنات سے تو محو اس کی ذات میں
بقا ہے جس کی ذات کو وہ اک خدا کی ذات ہے

مجاہدوں کے بازوئے فلک فگن عجیب ہیں
بہادروں کے سنبھلنے تیغ زن عجیب ہیں
یہ جسم ہائے خونچکاں و بے کفن عجیب ہیں
مجاہد و شہید کے یہ بانکپن عجیب ہیں!
حیات اگر حیات ہے، تو موت بھی حیات ہے

زکوٰۃ دے اگر کوئی زیادہ ہو تو نگری
بکھیر دے اناج اگر تو فصل ہو ہری بھری
چھٹیں جو چند ڈالیاں تو ہو نمود خت کی
کٹیں جو چند گردنیں تو قوم کی ہو زندگی
لہو جو ہے شہید کا وہ قوم کی زکوٰۃ ہے

بلا میں جن کی قوم ہے تمہیں وہ شہسوار ہو
تمہیں وہ سرفروش ہو تمہیں وہ جاں نثار ہو
تمہیں دفاع و احترام دین کے ذمہ دار ہو
جو تم نہ ہو تو امن کی بنا نہ استوار ہو
تمہاری تیغ ضامن نظام کائنات ہے،

جنگ حنین (۳۰)

شوال ۸ھ فروری ۶۳۰ء

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں — ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں — یہاں سینکڑوں کارواں اور بھی ہیں
قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر — چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم — مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں
تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا — ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا — کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

(اقبال)

فتح مکہ کے بعد بنی ثقیف اور ہوازن کے قبائل جو مکہ اور طائف کے درمیان آباد اور نہایت جنگجو اور سرکش تھے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر آ گئے مالک بن عوف ان سب کا سپہ سالار تھا۔ آنحضرت ﷺ کو جب خبر ملی تو صحابہؓ کو لے کر مکہ سے مقابلے کے لیے نکلے اسلامی فوج کی تعداد اس وقت بارہ ہزار تھی اور ساز و سامان بھی وافر تھا صحابہؓ جو ہمیشہ تھوڑی تعداد سے بڑی بڑی فوجوں پر غالب آ جایا کرتے تھے ابھی اس کثرت اور شوکت کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اب ہمارے اوپر کون غالب آ سکتا ہے ان کی یہ بات درگاہ الٰہی میں ناپسند ہوئی پہلے ہی حملہ میں سب تتر بتر ہو گئے۔ شروع کی تمام مسلمان درہم برہم ہو گئے اور سب کے پاؤں اکھڑ گئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ چند افراد میدان میں رہ گئے۔ اس موقعہ پر آپ اپنے خچر سے اتر آئے اور تنہا یہ شعر پڑھنے لگے۔ (انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب) ترجمہ۔ میں نبی ہوں اس میں کوئی شک نہیں میں عبد المطلب کی اولاد ہوں۔ آپ نے دیکھ کر حضرت عباسؓ سے جو بلند آواز تھے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو ان کی آواز سن کر انصار پلٹے جب ان کی تعداد اکٹھی ہو گئی تو انہوں نے کفار پر حملہ کیا پھر بقیہ مسلمان بھی آ گئے اور وہ بھی حملہ آور ہوئے چند گھنٹوں میں دشمنوں نے شکست فاش کھائی مسلمانوں کو غنیمت میں چھ ہزار عورتیں اور بچے چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر سورہ توبہ میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ——— اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی اور حنین کے دن بھی جب تم کو اپنی کثرت پر ناز تھا۔ مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تمہارے اوپر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگے پھر اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور وہ فوجیں اتاریں جنکو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی اور کافروں کا بدلہ یہی ہے۔ (سورہ توبہ)

ہوازن مسلمان ہو جاتے ہیں شکست کھانے کے بعد ہوازن کے کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان

ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ کے رشتہ دار اور قرابت مند ہیں آپ کی رضاعی والدہ حلیمہ ہمارے ہی قبیلہ کی
تھیں اگر ملوکِ عرب مثلاً نعمان بن منذر یا حارث غسانی وغیرہ میں سے کسی نے ہمارے خاندان میں دودھ پیا ہوتا تو ہم کو
ان سے بہت کچھ امیدیں ہوتیں اور آپ کی ذات سے تو ہم ان سے بھی زیادہ توقع رکھتے ہیں۔ جو عورتیں اس جنگ میں
گرفتار ہوئی ہیں ان میں سے بہت سی آپ کی رضاعی خالائیں اور پھوپھیاں ہیں۔

شانِ کریمی آپ نے فرمایا کہ تمکو اپنا مال زیادہ عزیز ہے یا عیال۔ ان لوگوں نے کہا ان دونوں میں سے ہم
اپنے عیال کو ترجیح دیتے ہیں فرمایا کہ میرے اور بنی عبد المطلب کے حصے میں جس قدر عیال آئے ہیں میں
تمکو واپس کر دوں گا لیکن بہتر یہ ہے کہ جس وقت میں ظہر کی نماز سے فارغ ہوں اس وقت تم لوگ جماعت کے سامنے
میرا واسطہ دلا کر مسلمانوں سے اپنے عیال کو مانگو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آنحضرت ﷺ نے سب کے سامنے اعلان کیا کہ
عبد المطلب کی اولاد میں جس قدر تمہارے بال بچے ہیں انکو میں نے تمکو بخشا یہ سن کر سارے مسلمان بول اٹھے کہ جس قدر
ان کے اہل و عیال ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیئے اس طرح سے ہوازن کو ان کے اہل و
عیال واپس مل گئے۔ مال غنیمت میں سے زیادہ تر حصہ حضور ﷺ نے نو مسلم قریش کو جو نئے مسلمان ہوئے تھے تالیفِ
قلوب کے لیے عطا فرمایا، اسپر مدینہ کے بعض انصار کو ملال ہوا انھوں نے آپس میں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی قوم کو تمام
مال تقسیم کر دیا اور ہم کو محروم رکھا حالانکہ خود قریش ہماری تلواروں سے مغلوب ہوئے۔

ایک خطبۂ نبوی کی بے مثال وفاداری آنحضرت ﷺ نے جب اس کا چرچا سنا تو انصار کو جمع کر کے پوچھا کیا تم
لوگوں نے ایسا کہا ہے؟ انصار نے جواب دیا کہ ہمارے بعض نوجوانوں نے بیشک اس قسم کی باتیں کہیں لیکن سربرآوردہ
لوگوں میں سے کسی نے کچھ نہیں کہا اور نہ ایسا خیال ہے آپ نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ تم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے میری بدولت
تم کو ہدایت عطا فرمائی۔ تم لوگ باہم جنگ تھے میرے ذریعہ سے تم
میں اتفاق پیدا ہوا تم نادار تھے میرے دم سے اللہ نے تم کو
غنی کیا۔

انصار ہر بات پر کہتے جاتے تھے کہ بیشک اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا احسان بہت
بڑا ہے پھر آپ نے فرمایا:۔ نہیں تم اسکا جواب دے سکتے ہو کہ ساری دنیا نے تجھ کو جھٹلایا اور ہم نے تیری تصدیق
کی سب نے تجھ کو چھوڑ دیا اور ہم نے پناہ دی تو محتاج تھا ہم نے تیری مدد کی۔ اور میں تمہاری ان سب باتوں کی تصدیق

کروں گا اے جماعت انصار کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکری لیکر جائیں اور تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے چلو۔ یہ تقریر سنکر انصار رو پڑے اور آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھیاں تر ہوگئیں پھر آپ نے انکو سمجھایا کہ یہ لوگ نئے تازہ مسلمان ہیں تالیف قلوب کے خیال سے ان کو زیادہ مال دیا گیا ہے اس سے یہ نہ سمجھو کر ان کا حق زیادہ ہے

ایک طرف دشمنوں پر یہ کرم کی بارشیں ہو رہی تھیں دوسری طرف خود اپنے گھر کا یہ حال تھا

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے
جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذن عام تھا
غیرت سے یہ ہوئی کہ آپ نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں
حیدرؓ نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن!
جن کا کہ صفۂ نبوی پر قیام تھا
ہیں ان کے بند و بست سے فارغ نہیں ہنوز
ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پہ گذرتی ہیں!
میں ان کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم ہے انکا حق
جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدۂ پاک رہ گئیں
جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی بسر اہلبیت مطہر نے زندگی (شبلیؒ)
یہ ماجرائے دختر خیر الانام تھا

واپسی اور عمرہ اس کے بعد مقام جعرانہ سے آپ نے عمرہ کا احرام باندھا پھر مکہ میں داخل ہو کر طواف کعبہ فرمایا اور مکہ کے ضروری انتظامات فرما کر اور عتاب بن اسید کو حاکم مکہ بنا کر مجاہدین کو لیکر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے (تاریخ تھیں ۸ھ)

۸ھ کے متفرق واقعات حاکم مکہ عتاب بن اسید نے امیر حج بنکر پہلی بار مسلمانوں کو باقاعدہ حج کرایا (۱) اسی سال شعبان میں حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینب کا انتقال ہوا (۲) اسی سال ماریہ قبطیہ سے آپکے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے جن سے آپکو بیحد محبت تھی مگر دو سال کی عمر سے زائد زندہ نہ رہ سکے (۴) جوا حرام ہوا (۵) چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا نازل ہوا وغیرہ ——

(۳۱) مہم غزوہ تبوک

رجب سنہ ۹ ھ ستمبر سنہ ۶۳۰ء

جنگ موتہ جو شام کے غسانی بادشاہ سے ہوئی تھی اس کا بدلہ لینے کے لیے اس نے عیسائی عربوں کا ایک لشکر تیار کیا اور قیصر سے بھی امداد طلب کی اس نے چالیس ہزار فوج بھیجی غسانی کا ارادہ تھا کہ مدینہ پر لشکر کشی کرے اہل مدینہ یہ خبر سنکر اندیشہ مند تھے آنحضرتؐ نے بھی اس کے مقابلہ کے لیے تیاری شروع کی اور ہر مسلمان قبیلہ سے فوجی و مالی امداد طلب کی ایثار صدیق اسی غزوہ تبوک کا واقعہ ہے کہ:—

اک دن رسول پاکؐ نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہ حق میں جو ہوں تم میں مالدار

ارشاد سن کے فرط طرب سے عمرؓ اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسول خدا کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

پوچھا حضور سرور عالمؐ نے "اے عمرؓ
اے وہ کہ جوش حق سے ترے دل کو ہے قرار

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
شاہد ہے جسکی مہر و وفا پہ حرا کا غار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار

ملک یمین درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

بولے حضورؐ چاہیے فکر عیال بھی!
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسول بس

چونکہ اس زمانہ میں سخت قحط تھا اور گرمی کی شدت تھی اس لیے اس لشکر کی تیاری میں بہت دشواری پیش آئی منافقین مسلمانوں کو بہکاتے تھے کہ اس گرمی میں نہ جاؤ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کا پردہ فاش کیا۔

وَقَالُوا لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا — ان لوگوں نے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو کہہ دو کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے

بڑے بڑے صحابہ اور اہل کرم دولتمندوں خاص کر حضرت عثمان غنیؓ کی کوشش سے اس فوج کا ساز و سامان درست ہوا۔
آنحضرتؐ رجب ۹ھ میں اس لشکر کو لیکر جس کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی روانہ ہوئے اور مقام تبوک میں جو مدینہ سے ۱۲ منزل کے
فاصلہ پر دمشق کی طرف ہے بیس دن قیام فرمایا۔ عیسائی مقابلہ کے لئے نہیں آیا۔ ایلہ کے حکمران یوحنا نے آکر صلح کی اور جزیہ
دینا منظور کیا۔ جرباء اور اذرح کے باشندے بھی آئے انہوں نے بھی جزیہ پر صلح کی۔ دومۃ الجندل کا رئیس اکیدر قیصر کا باجگذار
اور اسلام کا دشمن تھا حضرت خالدؓ کو چار سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ گرفتار ہو کر آیا آنحضرتؐ نے
اس کی جان بخشی کی اس نے جزیہ دینا منظور کیا۔ دس دن تک وہاں قیام رہا اس کے بعد مدینہ کو واپس تشریف لائے
یہی سب سے آخری غزوہ تھا۔ واپسی پر مدینہ کے بچے بچے کی زبان پر یہی ترانہ تھا

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

یہ حضورؐ اور آپ کے جاں نثار ساتھیوں کی شبانہ روز کوششوں کا ایک مختصر ذکر تھا جو ہم کو ہر دم دین کے لئے
جانبازی، جد و جہد اور جہاد مالی و بدنی کی دعوت دیتا ہے لیکن —— آہ آج مسلمان اس سے کتنا دور ہے؟

قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ | رہرو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ
دیکھ کر تجھ کو افق پر ہم لٹاتے تھے گہر | اے تہی ساغر ہماری آج ناداری بھی دیکھ
فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر | اپنی آزادی بھی دیکھ ان کی گرفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکست رشتۂ تسبیح شیخ | بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر | اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
بارش سنگ حوادث کا تماشائی بھی ہو | امت مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ
جس کو ہم نے آشنا لطف تکلم سے کیا | اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ
ہاں تملق پیشگی دیکھ آبرو والوں کی تو ... | اور جو بے آبرو تھے ان کی خودداری بھی دیکھ
چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا | سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ
صورت آئینہ سب کچھ دیکھ اور خاموش رہ | شورش امروز میں محو سرود دوش رہ

اقبال علامہ

۹ھ کے متفرق واقعات اسی سال آیۂ تحریم نازل ہوئی یعنی حضورؐ نے بعض ازواج کی خاطر
کسی حلال چیز شہد وغیرہ کو ... یکسر چھوڑ دینے کے نہ کھانے کی قسم کھائی جس پر یہ آیت نازل ہوئی ...

کی رضی چاہنے کیلئے خدا کی حلال کردہ چیز کو کیوں حرام کرتے ہو؟ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الآیۃ

واقعہ ایلاء حضورؐ کے کاشانہ نبوی میں کئی کئی دن مسلسل چولھا نہیں جلتا تھا۔ لاکھوں روپیہ کا سامان اور نقد مال غنیمت میں آتا مگر وہ سب غریبوں کا اور اہل فقر و فاقہ کے لئے تھا اہلبیت نبوت میں عسرت اور تنگدستی ہی تھی حضورؐ کی ازواج رئیس زادیاں تھیں اس لئے ان سب نے ملکر حضورؐ سے مال و دولت کا مطالبہ کیا حضورؐ کو یہ پسند نہ آیا اور آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے بالاخانہ پر گوشہ نشینی اختیار کرلی جسکو ۲۹ دن ہوگئے صحابہؓ حضورؐ کی تکلیف سے غم کی تصویر تھے آخر حضرت عمرؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضری چاہی مگر نہ ملی پھر عمرؓ نے باہر سے پکار کر کہا حضورؐ کا حکم ہو تو میں حفصہؓ کا سر لے آؤں میں اسکی سفارش نہ کرونگا تب آپ کو اجازت ملی دیکھا حضورؐ ایک چارپائی پر آرام فرما ہیں ایک کونہ میں ایک مٹھی جو ہے چھت میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے اور بدن مبارک پر چارپائی کے نشان پڑ گئے تھے اس کے عرض کرنے پر فرمایا کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ قیصر و کسریٰ دنیا کو حاصل کریں اور ہم آخرت کو ۔

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری	اقبالؒ	مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی	
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ		مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	
کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلماں		مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی	

اس کے بعد حضورؐ سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کیا آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں اس پر حضرت عمرؓ نے باآواز بلند نعرۂ تکبیر فرمایا اس کے بعد آیۃ تخییر نازل ہوئی جس میں حکم تھا کہ آپ کی بیویوں میں سے جو خدا اور رسول کو چاہیں وہ آپ کے ساتھ رہیں ورنہ جہاں چاہیں چلی جائیں حضورؐ نے یہ آیت اور حکم سب کو پہنچا دیا تب سب سے پہلے حضرت عائشہؓ پھر دیگر ازواج حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر طلبگار معافی ہوئیں اور کہا ہمکو خدا اور اسکا رسول ہر حال میں پسند ہے :۔

حج اکبر سنہ ۹ ھ سنہ ۹ ھ پہلا سال تھا جس میں مسلمانوں کے انتظام سے حج ہوا آنحضرتؐ اگرچہ خود نہیں تشریف لے گئے لیکن حضرت ابوبکرؓ کو میر حاج اور حضرت علیؓ کو نقیب بنا کر ۳۰۰ مسلمانوں کے ہمراہ مکہ بھیجا قربانی کے اونٹ بھی ان کے ساتھ کر دیئے ان لوگوں نے جا کر حج ادا کیا حضرت ابوبکرؓ نے مناسک حج لوگوں کو سکھلائے اور منادی کر دی کہ آئندہ سے کوئی برہنہ اور کوئی مشرک بیت اللہ میں داخل نہ ہو پھر سورۂ براءت کی ابتدائی آیتیں سنائیں اور اعلان کر دیا کہ جن کافروں سے معاہدہ ہو چکا ہے اسکی مدت تک عہد کی پابندی کی جائے گی اور جن سے کوئی معاہدہ نہیں ہو اسے ان کو چار مہینے کی مہلت ہے اس کے بعد اللہ و رسول ان سے بری الذمہ ہیں

مسجد ضرار منافقوں نے علیحدہ نماز پڑھنے کے بہانے اور باہم مل کر اسلام کے خلاف سازش کرنے کے لئے ایک مسجد تیار کرائی اور آکر حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم لوگ معذور ہیں آپ اس میں ایک بار نماز پڑھ دیں تو مقبول ہو جائے اس سے ان کا مقصد مسلمانوں میں تفریق ڈالنا تھا خدا نے ان کا پردہ چاک کر دیا تب حضورؐ نے مالک اور معن بن عدی کو بھیجکر اس میں آگ لگوا دی۔ (ابن خلکان ۱۸۱) یہ منافق ابھی تک اصل حقیقت اور حاصل کمال زندگی سے ناواقف تھے

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی من کی دنیا من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں پانی پانی کر گئی مجھکو قلندر کی یہ بات	اقبال	تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن تن کی دنیا تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

اسی سال سود حرام ہوا اسی سال غیر مسلموں کے لئے جزیہ عائد کیا گیا۔

نجاشی کی وفات اسی سال ۸۰ سال کی عمر میں اصحمہ نجاشی نے وفات پائی حضورؐ کو بذریعہ وحی اطلاع ہوئی اور آپ نے نماز جنازہ غائب اور اسکی مغفرت کی دعا فرمائی۔ اسی سال مشہور دشمن اسلام عبداللہ بن

تعلیمات نبوی — تکمیل انسانیت اور فوز و فلاح کا سر چشمہ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ	[illegible]	اختیار راہ تو کتنا قریب تر داد کی سینا وہ دانائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے

حسن نیت اعمال کا مدار نیت پر ہے پس جس کی ہجرت خدا اور رسول کی طرف ہے اس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہے اور جس نے ہجرت کی نکاح کی غرض سے یا دنیا کمانے کے لئے تو اسکی ہجرت اس کے لئے ہے جسکی اسکی نیت کی (بخاری و مسلم)

تبلیغ کی اشاعت خدا اس بندے کو آباد کرے جس نے میری باتوں کو سنا اور دوسروں کو پہونچا دیا (مسلم) (۳)

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے کوئی معبود نہیں سوا خدا کے محمد اللہ کے رسول ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ (بخاری و مسلم) (۴) **کامل اطاعت** جس چیز کا میں نے حکم دیا اس پر عمل کرو جس چیز سے روکا ترک کرو کیونکہ اس سے پہلے لوگ اپنے نبیوں سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے (بخاری و مسلم) (۵) **دین کیا ہے؟** دین نام ہے اللہ کی کتاب اس کے رسول خلفائے اسلام اور عام مسلمانوں سے خیر خواہی کرنے کا (مسلم) (۶) جس نے ہمارے دین میں کوئی بات ایسی ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے (بخاری) (۷) مشکوک و مشتبہ چیز چھوڑ کر

نیک عادت اختیار کرو (نسائی و ترمذی) (۸) **خوبیِ اسلام** آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ فضول باتوں کو ترک کر دے
(ترمذی) (۹) تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد لڑکے اور تمام لوگوں سے
زیادہ محبوب نہ بن جاؤں (بخاری) (۱۰) تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے
جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری) (۱۱) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نیک بات کہے
ورنہ خاموش رہے (بخاری و مسلم) (۱۲) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسکو چاہئے کہ پڑوسیوں کی عزت
کرے (بخاری و مسلم) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسکو چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے (بخاری
و مسلم) (۱۴) ایک صحابی نے حضورؐ سے نصیحت طلب کی فرمایا غصہ نہ کیا کرو (بخاری) (۱۵) خدا نے ہر چیز پر شفقت
واجب کی یہاں تک کہ ذبح کرو تو اس پر بھی شفقت کرو (بخاری) (۱۶) خدا سے ڈرتا رہ برائی کو نیکی سے مٹا لوگوں
کا خالق حسن اخلاق والا ہے۔ ترمذی (۱۷) تجھکو حیا نہ ہو تو جو چاہے کر (بخاری) (۱۸) حیا ایمان کی شاخ ہے
بخاری) (۱۹) کہہ اللہ پر ایمان لایا اور اسپر جم جا (مسلم) (۲۰) اگر تو روزے رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور
حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانتا ہے تو تو جنتی ہے (مسلم) (۲۱) نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو جائے
اور بدی وہ ہے جو دل میں کھٹک پیدا کرے۔ اگرچہ لوگ فتوی دیتے رہیں (مسند احمد حنبل) (۲۲) دنیا میں تو
زہد اختیار کر خدا کا محبوب بن جائے گا اور لوگوں کے پاس جو ہے اس سے بے نیاز ہو جا لوگوں کا
محبوب ہوگا (ابن ماجہ) (۲۳) کسی کو نقصان نہ دینا ہے نہ اٹھانا ہے۔ (موطا امام مالک) (۲۴) ہر کی
بخشش ہے ملاعلیہ پر علت ہے (بیہقی) (۲۵) ہر مسلمان پر مسلمان کا مال خون اور آبرو حرام ہے (بخاری و مسلم)
(۲۶) جس نے اپنے بھائی کی تکلیف کو رفع کیا۔ خدا اسکی تکلیف آخرت کو رفع کریگا (بخاری) (۲۷) جس نے اپنے
بھائی کی کوئی ضرورت پوری کی خدا قیامت کی ضرورتوں سے اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ بخاری (۲۸)
جس نے اپنے بھائی کا کوئی عیب چھپایا۔ خدا اس کے عیوب دنیا و آخرت میں چھپائیگا۔ (بخاری) (۲۹)
جس نے علم کا راستہ اختیار کیا اس نے جنت کا راستہ اختیار کیا (بخاری) جب تک کوئی اپنے بھائی کی
مدد میں رہتا ہے خدا اسکی مدد میں رہتا ہے (بخاری) تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسکی خواہشات
شریعت کے تابع نہ بن جائیں (بخاری و مسلم) (۳۲) **ترغیب علم** جس نے طلب علم میں وفات پائی وہ شہید مرا
(بخاری) (۳۳) اولاد کو اچھی تربیت ایک صاع خیرات سے بہتر ہے (مسند احمد) (۳۴) علم کا طلب
کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے (بخاری) (۳۵) علم سکھاؤ اور نرمی کرو خوشخبری دو نفرت نہ دلاؤ

غصہ آئے تو سکوت اختیار کرو۔ (مسند احمد) (۳۶) گود سے گور تک علم سیکھو (مسند احمد) (۳۷) علم سیکھو
اگرچہ چین میں ہو (حلیۃ ابی نعیم) (۳۸) جہل سے بڑھکر فقیری نہیں عقل سے بڑھکر مالداری نہیں اور
وحشت سے بڑھکر تکبر نہیں (۳۹) بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں اور بعض علم جہل ہوتے ہیں
(مسند احمد) (۴۰) دنیا کے لئے ایسا عمل کرو گویا ہمیشہ رہو گے اور آخرت کے لئے ایسا کرو گویا کل مر
گے (دارمی) (۴۱) علو ہمت ایمان سے ہے (ترمذی) (۴۲) رزق زمین کے کناروں میں تلاش کرو
خدا بلند امور کو پسند ذلیل کاموں کو ناپسند کرتا ہے (موطا امام مالک) (۴۳) اوپر کا ہاتھ نیچے کے
ہاتھ سے بہتر ہے (بخاری) (۴۴) جس نے استخارہ کیا نقصان نہ اٹھایا جس نے مشورہ کیا نادم نہ ہوا
جس نے میانہ روی اختیار کی تنگدست نہ ہوا (ترمذی) (۴۵) جس کا عمل آگے نہ بڑھا سکا اسکو نسب آگے
نہ کر سکے گا (ترمذی) (۴۶) جس کے امانت نہیں اس کے ایمان نہیں جس کے عہد نہیں اسکے دین
نہیں (بخاری) (۴۷) جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے (بخاری) (۴۸) مجالس کی باتیں امانت
ہونی چاہیئے (بخاری) (۴۹) مشورہ طلب کرنے والا اور مشورہ دیا ہوا امانت دار ہیں (مسلم) (۵۰)
اچھا معاہدہ ایمان سے ہے (ترمذی) **(۵۱) منافق کی علامتیں** منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات
کرے جھوٹ بولے جب لڑے گالی دے جب امانت سپرد کی جائے خیانت کرے (بخاری) (۵۲) مالدار
کا حیلہ بہانہ کرنا ظلم ہے (ابن ماجہ) (۵۳) مزدوروں کی مزدوری مارنا بڑے گناہوں سے ہے (ترمذی)
(۵۴) جو امانت سپرد کرے اس کی امانت دیدو اگرچہ اس نے خیانت کی ہو (مسلم) (۵۵) **اخلاق**
بلند ہر نیکی صدقہ ہے (۵۶) جو تجھ سے الگ ہو تو اس سے ملجا جو تجھ سے برائی کرے تو اس سے
بھلائی سے پیش آ (ترمذی) (۵۷) نیک راستہ بتانے والا مثل اس کے کرنے والے کے ہے (بخاری)
(۵۸) تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے بہتر ہے اپنے اہل خانہ کے لئے (بخاری) (۵۹) تم اپنے والدین
کے ساتھ حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ سلوک کرے گی (مسند احمد) (۶۰) کوئی چیز تجھ
بات ظلم کو نیکی سے نہ روکے (مسند احمد) **شفقت و کرم** (۶۱) جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور
بڑوں کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے (بخاری) (۶۲) خدا کی لعنت ہے اس پر جس نے کسی جاندار
کا چہرہ بگاڑا (بخاری) (۶۳) غلام کو آزاد کرو پکارنے والے کی سنو بھوکے کو کھلاؤ مریض کی خدمت کرو
(ترمذی) (۶۴) بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جاتا ہے اور بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم

سے حسن سلوک برتا جائے (ترمذی) **رفع شر خلائق** (۶۵) مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور
ہاتھ سے لوگ بچے رہیں (بخاری) (۶۶) وہ مومن نہیں جس کے شر سے اسکے پڑوسی محفوظ نہ ہوں (مسلم)
(۶۷) بدترین وہ شخص ہے جس کے ڈر سے لوگ اسکی عزت کریں (۶۸) برائی کا چھوڑ دینا صدقہ
ہے (بخاری) (۶۹) تنہائی برے ساتھیوں سے بہتر ہے (بخاری) **عدل و انصاف** (۷۰)
تم میں کا ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص اپنی نگہبانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (بخاری) (۷۱) ایک
ساعت انصاف ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے (ترمذی) (۷۲) بہترین عقلمندی ایمان کے بعد لوگوں سے محبت
ہے (جامع صغیر) **مساوات و بھائی چارہ** (۷۳) انسان انسان کا بھائی ہے (جامع صغیر) (۷۴)
تمام مخلوق خدا کا خاندان ہے پس خدا کا وہ محبوب ہے جو اس کے خاندان کا محبوب ہے (جامع صغیر) (۷۵) جس نے
کسی ذمی کو تکلیف دی اس نے مجھکو اذیت دی (بخاری) (۷۶) تم باہمی جاسوسی نہ کرو حسد نہ کرو بغض نہ رکھو
اور اے خدا کے بندو بھائی بھائی بنجاؤ۔ (بخاری) (۷۷) خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ بھیڑیا گلہ سے باہر
ہی بکری کو کھاتا ہے (مسند احمد) **اعلان حق** (۷۸) سچ کہو اگرچہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو (مسلم) (۷۹) حق
کہو اگرچہ تیری جان کے خلاف ہو (جامع صغیر) (۸۰) صاحب حق کو کہنے کی گنجائش ہے (بخاری) (۸۱)
گھر سے پہلے پڑوسی اختیار کرو (مستدرک حاکم) **اخلاقیات** (۸۲) میں بزرگ اخلاق کو مکمل کرنے کے
لیے بھیجا گیا ہوں (مستدرک حاکم) (۸۳) بدخلقی عمل کو ایسا برباد کرتی ہے جیسے شہد کو سرکہ۔ (جامع صغیر)
(۸۴) بدخلقی نحوست ہے اور تم میں سب سے بدتر وہ ہے جو سب سے بدخلق ہے (ترمذی) (۸۵) نیکی کے خزانوں میں
مصیبت کا چھپانا ہے (جامع صغیر) (۸۶) بہترین لوگ وہ ہیں جو اچھے اخلاق کے مالک ہیں (ابن ماجہ)
[illegible] (۸۷) جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے (بخاری) (۸۸) جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے (بخاری)
(۸۹) پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے تندرستی کو بیماری سے پہلے
مالداری کو فقیری سے پہلے زندگی کو موت سے پہلے اور فرصت کو مشغولیت سے پہلے (مستدرک حاکم) (۹۰)
سایۂ رحمت (۹۱) سات آدمی خاص سایۂ عرش کے تحت ہوں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا امام عادل۔
جوانی جو عبادت میں پلا ہو۔ وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا ہو پس آنسو بہا ہو۔ وہ جس کا دل مسجد سے
لگا رہے۔ وہ شخص جس نے صدقہ دیا اور اس کا بایاں ہاتھ نہ جان سکا کہ داہنے نے کیا دیا۔ وہ دو شخص جنہوں نے باہم خدا
کے لیے محبت کی [illegible] وہ جس کو خوبصورت عورت نے بلایا پس اس نے کہا میں خدا سے ڈرتا ہوں (بخاری)

(۹۰) [illegible] مخلوق [illegible]

بہترین عادات (۹۱) دو صفتیں خدا کو سب سے محبوب ہیں ایمان اور نفع مسلمین۔ بہترین عادات (۹۲) علماء نبیوں

بہترین شخص وہ ہے جو سب کے لیے زیادہ نفع بخش ہو (جامع صغیر) (۹۵) مہاجر

کے وارث ہیں (ترمذی) (۹۴) [illegible] (۹۶) تو عالم بن یا سننے والا بن یا علما سے

وہ ہے جس نے ہر اس چیز کو ترک دیا جسکو خدا نے منع کیا (بخاری) (۹۷) دنیا ملعون ہے اور جو اس میں ہے

محبت کرنے والا بن اور پانچواں نہ بن پس ہلاک ہو جائے گا (جامع صغیر) (۹۸) تو دنیا میں ایسا رہ گویا تو مسافر

سوا خدا کے ذکر کے اور جو اس سے قریب کریں اور عالم و متعلم (جامع صغیر) (۱۰۱) باہمی مدد ایک مومن

ہے یا راستہ قطع کرنے والا ہے (مسلم) (۱۰۰) بہترین یاد لا الہ الا اللہ ہے (مسلم)

(۱۰۲) ایمان کی

دوسرے کے لیے ایسا ہے جیسے بنیاد کی اینٹوں کو ایک دوسرے سے مدد ملتی ہے (بخاری)

مٹھاس جس نے تین باتوں کو اختیار کیا ایمان کی مٹھاس کو پا لیا (۱) سب سے بڑھکر خدا اور رسول کی محبت اختیار کرے

(۲) صرف خدا کے لیے محبت کرے (۳) کفر میں جانا ایسا ناپسند ہو جیسے آگ میں پڑنا (بخاری کتاب الایمان)

(۱۰۴) محبوب ایمان سلام پھیلانا کھانا کھلانا اور رات جب سب سوتے ہوں نماز میں مصروف رہنا (بخاری)

(۱۰۳) محبوب اعمال نماز اول وقت پر جہاد فی سبیل اللہ اور حج مبرور (بخاری) (۱۰۵) بہترین عمل

بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ رہے اگرچہ کم ہو (بخاری) (۱۰۶) ضمانت جنت جس نے دونوں جبڑوں کے

بیچ درمیان اور دونوں رانوں کے درمیان جو ہے حفاظت کی میں اس کے جنتی ہونے کا ذمہ دار ہوں (بخاری

کتاب الرقاق) (۱۰۷) تعلیم شکر اپنے نیچے والے کی طرف دیکھ اپنے اوپر والے کی طرف نہ دیکھو (بخاری

کتاب الرقاق) (۱۰۸) پہلوان کون ہے پہلوان وہ نہیں ہے جو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جس نے غصے کے

وقت اپنے کو قابو میں رکھا (بخاری کتاب الادب) (۱۰۹) محبت کا پھل جس سے محبت کرے گا حشر میں اسکی رفاقت

نصیب ہوگی (بخاری کتاب الادب) (۱۱۰) درخت لگانے کا ثواب اگر کسی مسلمان نے درخت لگایا اور اس کے

پھل سے کسی انسان یا حیوان نے کھایا تو اسکو صدقے کا ثواب ملے گا (بخاری کتاب الادب) (۱۱۱) ادائے قرض

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں سب سے اچھا ہو (بخاری کتاب الاستقراض) (۱۱۲) مالداری

آدمی مال کی زیادتی سے مالدار نہیں ہوتا بلکہ نفس کے غنا سے مالدار ہوتا ہے (بخاری کتاب الرقاق)

(۱۱۳) [illegible] کے ساتھ ہوگا (بخاری شریف) (۱۱۴) جانوروں پر شفقت [illegible]

[illegible] (بخاری) (۱۱۵) قابل رشک انسان [illegible] کی قابل رشک ہیں ایک وہ

[illegible] خدا نے مال دیا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں [illegible]

اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہو۔ (بخاری) (۱۱۶) **مسلمان کا حق** ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ جنازے کے ساتھ جانا اور دعوت قبول کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف) (۱۱۷) **محبت کا ذریعہ** کیا میں تمکو ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت زیادہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کا طریقہ شائع کرو۔ (ترمذی شریف) **کرم کی تاکید** بیشک اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ رحم کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (مسند احمد) (۱۱۹) **مساکین کی خدمت** غریبوں کے لئے سعی و کوشش کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو بیدار رہتا ہے۔ (مسلم) (۱۲۰) **بہترین آدمی** انسانوں میں اللہ کے نزدیک وہ اچھا ہے جو اپنے احباب سے اچھا سلوک کرے اور پڑوسیوں میں اللہ کے نزدیک وہ اچھا ہے جو اپنے ہمسایوں سے اچھا سلوک کرے۔ (طبرانی) (۱۲۱) **دو بہترین خصلتیں** دو خصلتوں سے بہتر کوئی خصلت نہیں۔ اللہ پر ایمان لانا اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا۔ (لمعات ابن حجر) (۱۲۲) **اسلام،**

ایمان، احسان اور قیامت حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آنے والا آیا جس کے بال پراگندہ اور کپڑے سفید تھے اور ہم میں اسکو کوئی نہیں پہچانتا تھا وہ حضورؐ کے پاس سلام کرکے بیٹھ گیا اور اسلام و ایمان اور احسان و قیامت کی بابت سوال کرنے لگا حضورؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے ــــــ کہ تو گواہی دے کوئی معبود نہیں سوا اللہ کے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں اور پانچوں نمازیں قائم کر۔ رمضان کے روزے رکھ زکوٰۃ دے اور حج کر۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رسولوں اس کے فرشتوں اسکی کتابوں جنت دوزخ قیامت اور تقدیر کہ خیر و شر سب اسی کی طرف سے ہے پر یقین رکھ **احسان** یہ ہے کہ عبادت کر گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ایسی کر کہ خدا تجھکو دیکھ رہا ہے۔ **قیامت** کی بابت آپ نے فرمایا جس قدر علم سائل کو ہے اسی قدر سوال کئے ہوئے کو ہے پھر آپ نے علامت قیامت بیان فرمائیں کہ تو دیکھے گا کہ مالکن آقا جیسی کی بیٹی ماؤں کا درجہ لونڈیوں کے برابر ہو جائے گا اور ننگے پاؤں پھرنے والے ننگے بدن رہنے والے اور بکریاں چرانے والے اونچی اونچی عمارتوں میں ہوں گے۔ (خلاصہ مسلم شریف) (۱۲۳) **کمال اخلاق** اخلاق۔ انسانوں کا وہ جوہر ہے جس سے ساری کائنات پیدا ہے خاص بزرگی حاصل ہے۔ قرآن حکیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سب سے بڑا وصف بیان فرمایا وہ یہ کچھ سے [illegible]

آپ لوگوں کو تزکیہ نفس کر کے اخلاق کی پیداوار کا فرض انجام دیتے تھے (ترجمہ) حضور نے خود اپنے آنے کا مقصد یہ بیان فرمایا۔ میں بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پایہ کمال تک پہنچاؤں (بخاری شریف) (۱۲۴) مومنوں میں سے کامل وہ ہے جو اخلاق میں سب سے کامل ہو (طبرانی) (۱۲۵) ایک اور موقع پر فرمایا کہ اچھا اخلاق خدا کا سب سے بڑا تحفہ ہے (۱۲۶) اسی طرح ایک بار اور ارشاد ہوا صاحب اخلاق حمیدہ اپنے اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو دن بھر روزے رکھنے والا اور رات بھر نماز پڑھنے والا نہیں پا سکتا (کنز العمال) (۱۲۷) ایک دفعہ آپ کی خدمت میں دو عورتوں کی بابت سوال ہوا ایک بااخلاق تھی مگر نوافل کی پابند نہ تھی دوسری بد اخلاق تھی اور رات دن عبادت میں مصروف رہتی تھی لوگوں نے پوچھا ان میں پہلے جنت میں کون جائیگی حضور نے فرمایا اچھے اخلاق والی (مستدرک حاکم) (۱۲۸)

اصول تبلیغ فرمانے سخت گیری نہ کرنا ملکر کام کرنا۔ نفرت نہ دلانا۔ محبت پیدا کرنا خوشخبری سنانا پہلے توحید و رسالت کی تعلیم دینا جب مان لیں تو نماز پنجگانہ بتانا۔ جب یہ بھی مان لیں تو کہنا کہ ہر سال بھر میں زکوٰۃ بھی فرض ہے جو امیروں سے لیکر وہیں کے غریبوں میں صرف ہوگی جب اسے بھی مان لیں تو انتخاب کرکے سب سے اچھا مال نہ لینا مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا کہ خدا اور ان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں (ابوداؤد) (۱۲۹) **رسول کی ذمہ داری**۔ فرمایا جس نے چھ باتوں کی ذمہ داری لی میں اس کے جنتی ہونے کی ذمہ داری لیتا ہوں نماز۔ زکوٰۃ۔ امانت شرمگاہ پیٹ (حلال کی کمائی) زبان (طبرانی اوسط عن ابی ہریرہ) (۱۳۰) **فرائض کی اہمیت** فرمایا اللہ نے چار چیزیں نازل فرمائے جس نے ان میں سے تین ادا کیے اسکو کچھ نفع نہ ہوگا جبتک چاروں پورے نہ ہوں نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ حج (مسند امام احمد) (۱۳۱) **اشاعت سلام** لوگو سلام پھیلاؤ کھانا کھلاؤ قرابتداری کو ملاؤ اور لوگ سوتے ہوں تو نماز ادا کرو (بخاری) (۱۳۲) **صلاح قلب** خدا تمہارے جسموں اور مالوں کی طرف نگاہ نہ کرے گا وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھے گا (مسلم عن ابی ہریرہ) (۱۳۳) ...

مذمت کبر سخت مزاج اور متکبر جہنمی ہے (بخاری عن حارثہ) (۱۳۴) **ریا** جس نے سنانے کے لئے کیا خدا اسکو سنوادے گا اور جو دکھاوے کے لئے کریگا اسکی اجرت دکھاوا ہوگا (بخاری و مسلم) جندب بن عبداللہ (۱۳۵) **بڑا گناہ** سب سے بڑا گناہ خدا سے بدگمانی کرنا ہے (ابن ماجہ عن ابی ہریرہ) (۱۳۶) **دل کی سختی** تم لوگ بلا ذکر خدا کے زیادہ بات نہ کیا کرو کیونکہ اس سے دل سخت

سخت ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ خدا سے دور سخت دل ہے (ترمذی) (۱۳۷) قیل و قال کی
ممانعت خدا نے تجھ پر ماؤں کی نافرمانی لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا مال کا ضائع کرنا اور قیل و قال و کثرت
سوال کو حرام کیا ہے (بخاری و مسلم) عن مغیرہ بن شعبہ (۱۳۸) بدترین شخص بدترین شخص درجہ کے لحاظ سے
وہ ہے جس کو لوگ اس کے فحش کی وجہ سے ترک کر دیں (بخاری و مسلم) (۱۳۹) جس پر دوزخ حرام ہے
قریب نرم آسان اور رحمدل شخص پر دوزخ حرام ہے (ترمذی عن ابن مسعودؓ) (۱۴۰) جھوٹ اور سچ جو
سچ بولتا ہے خدا اسکو صدیقین میں لکھا کرتا ہے اور جو جھوٹ بولتا ہے اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ
کاذبین میں لکھ لیا جاتا ہے (موطا امام مالک) (۱۴۱) جھوٹ کی ایک شاخ آدمی کے لئے جھوٹ کافی ہے
کہ جو سنے اسکو بیان کر دیا کرے اگرچہ سچ ہو (مسلم عن ابی ہریرہ) (۱۴۲) خوشامد انسان جب اتفاقاً
اپنے قرین کے ساتھ نکلتا ہے پھر کسی سے ضرورت ہوتی ہے اس کی اسی وجہ سے تعریف کرتا ہے حاجت تو
پوری ہو جاتی ہے لیکن خدا ناراض ہوتا ہے اور دین چھوڑ کر واپس ہوتا ہے (ابو داؤد عن شعبہ) (۱۴۳)
دو خطرناک بھیڑیے دو خطرناک بھیڑیے ہیں لالچ مال پر اور لالچ جاہ و حشمت کے لیے (بخاری شریف)
(۱۴۴) حسد سے بچو کیونکہ نیکیوں کو اس طرح برباد کرتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی یا گھاس کو (بخاری
و مسلم) (۱۴۵) بخل ایمان اور بخل جمع نہیں ہو سکتے (ترمذی) (۱۴۶) فیاضی فیاض خدا کا دوست
ہے جنت سے قریب خدا کے قریب ہے جہنم سے دور ہے (طبرانی) (۱۴۷) کمال ایمان جس نے اللہ
کے لیے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کی اور اللہ ہی کے لیے دیا اور اللہ ہی کے لیے روکا اس نے اپنا ایمان
کامل کر لیا (بخاری) (۱۴۸) جنت میں حضورؐ کا ساتھی جس نے یتیم کی کفالت کی جنت میں ہم اور
وہ مثل ان دو انگلیوں کے ہونگے (ترمذی) (۱۴۹) شوہر کا حق جس عورت کا شوہر آخر دم تک
اس سے راضی رہا وہ جنتی ہے (مسلم) (۱۵۰) بیوی کا حق تم میں کا بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے
نزدیک بہتر ہو (بخاری) (۱۵۱) ماں باپ کا حق خدا کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے (مسند احمد) (۱۵۲)
ماتحت کا حق تم میں کا ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص اپنی نگہبانی کے بارے میں پوچھا جائے گا (بخاری
شریف) (۱۵۳) پڑوسی کے حقوق قیامت میں ایک شخص پیش ہوگا جس نے بہت سی نمازیں پڑھی
ہوں گی اور بہت سے روزے رکھے ہوں گے اور بہت سے صدقات دیئے ہوں گے لیکن کسی کو قتل کیا ہوگا

کسی کو گالی دی ہوگی کسی کا مال غصب کیا ہوگا اور کسی پر ظلم کیا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے معاوضہ میں مظلوموں کو اسکی نیکیاں بخش دے گا یہاں تک کہ جب اسکی نیکیاں ختم ہو جائینگی تو مظلوموں کے گناہ اسکو بخش دیئے جائینگے اور یہ جہنم میں ڈال دیا جائیگا (طبرانی) — اے اللہ ان سب تعلیمات پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق دے

نقشہ ملک عرب

میڈیٹیرینین سی
یا بحر روم
مصر
شام
عراق عرب
فارس
خراسان
مدینہ
خیبر
مکہ
جدہ
بحر احمر
یمن
عمان
حضر موت
بصرہ
خلیج فارس
بحر عرب

دعوت کے بعد اب تبلیغ کا راستہ اور اس کے نتائج پیش کیے جاتے ہیں جو اصل مقصد بعثت نبوی تھی!

"بادشاہوں کے نام خطوط"

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد ٭ نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد (اقبال)

چونکہ حضور کا اصل کام تبلیغ دین تھا آپ نے اسے ہر طریقہ اور صورت سے لوگوں تک پہونچایا، اس عنوان کے تحت مندرجہ ذیل واقعات پیش خدمت ہیں۔ اگرچہ یہ سنہ ھ کے بعد کے ہیں لیکن تبلیغی جد و جہد کے سلسلہ میں یہاں لکھنا مناسب ہے

مختلف مذاہب اور مختلف ممالک کے بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام کے لیے سفیر اور فرامین کا بھیجا جانا، بعض کا مسلمان ہوجانا، بعض کا اظہار ادب کرنا، بعض کا گستاخی سے پیش آنا، اور اس کا انجام =

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں جو ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت میں موجود نہیں ہیں ان میں سے ایک نمایاں تر خصوصیت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو کل دنیا کا مذہب واحد کہہ کر پیش کیا ہے۔ اور اسی لیے نبوت کے ابتدائی زمانہ سے ہی جب کہ شہر مکہ کے رہنے والے بھی اسلام سے بخوبی واقف نہ ہوئے تھے، آں حضرت نے دیگر اقوام اور دیگر ادیان کے لوگوں کو بھی تبلیغ کرنا شروع کر دیا تھا، بلال حبشی رضی، صہیب رومی رض، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایسے ہی وہ بزرگوار ہیں جو حبش، یونان، ایران اور وسط ایشیا کی طرف سے ثمر اولین بن کر اسلام میں داخل ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کی بابت یہ ایسی کارروائی فرمائی ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی سابقہ مذہب کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی کہ ان کے بانیان مذہب نے ایسا ہی کیا ہو، چونکہ ہم ہر ایک سچے مذہب کے ہادی کی دل سے عزت و عظمت کرتے ہیں، اس لیے ان کی خموشی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ مقدس بزرگوار اپنے مذہب کو خود بھی اسی قوم سے مخصوص سمجھتے تھے جس کے لیے وہ بھیجے گئے تھے، مقدس مسیح فرماتے ہیں "میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔ اب اگر ان کے متبعین ان کے مسلک سے تجاوز کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا فعل ہے جو مذہبی حیثیت سے سند نہیں بن سکتا۔ سنہ ہجری مقدس کے ماہ محرم کی پہلی تاریخ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط مبارک اپنے سفیروں کے ہاتھ روانہ فرمائے جو سفیر جس قوم کے پاس بھیجا گیا وہ وہاں کی زبان جانتا تھا

تاکہ تبلیغ بخوبی کر سکے (مدارج النبوۃ)۔ اب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مہر نہ بنائی تھی جب شاہانِ عالم کو خطوط لکھے گئے تو ان پر مہر کرنے کیلئے خاتم تیار کی گئی یہ چاندی کی تھی تین سطور میں اس طرح پر یہ عبارت کندہ تھی۔

اللہ
رسول
محمد

بخاری۔ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ انگشتری ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں پہنتے رہے۔ حضرت عثمانؓ سے آخر عہد خلافت میں یہ انگشتری مدینہ کے ایک کنوئیں بیر اریس کے اندر گر گئی تھی (بخاری نقش الخاتم)۔ ان خطوط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو خط عیسائی بادشاہوں کے نام تھے ان میں خصوصیت سے یہ آیت مبارکہ بھی تھی:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ

(آل عمران۔ ع ۷)

اے اہل کتاب آؤ ایسی کتاب پر اتفاق کریں جو ہمارے تمہارے (دین) میں مساوی ہے یعنی خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک ٹھہرائیں اور خدا کے سوا خدائی کا درجہ ہم اپنے جیسے انسانوں کے لئے تجویز نہ کریں۔

اب ہم مختصر طور پر ان سفارتوں کا حال درج کرتے ہیں۔

بادشاہ حبش کے نام۔ اصحم بن ابجر۔ بادشاہ حبش، الملقب بہ نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ الضمری آنحضرتؐ کا نامہ مبارک لے کر گئے تھے۔ یہ بادشاہ عیسائی تھا۔ تاریخ طبری سے اس نامہ کا ترجمہ صرف ملتِ خدمت ہے۔ "خدا کے نام سے جو بڑی رحمت اور کمال رحم والا ہے۔ یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے نجاشی اصحم بادشاہ حبش کے نام ہے۔ تجھے سلامتی ہو۔ میں پہلے اللہ کی ستائش کرتا ہوں، جو ملک، قدوس، سلام، مومن (مومن جو خدا کا نام ہے اس کے معنی امان عطا کرنے والا ہے) اور مہیمن ہے، اور ظاہر کرتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی مخلوق

اور اس کا حکم ہے جو مریم بتول طیبہ عفیفہ کی جانب بھیجا گیا اور انھیں عیسیٰ کا اس سے حمل ٹھہر گیا۔ خدا نے عیسیٰ کو اپنی روح اور نفخ سے اسی طرح پیدا کیا جیسا کہ آدم کو اپنے ہاتھ اور نفخ سے پیدا کیا ہے، اب میری دعوت یہ ہے کہ تو خدا پر جو اکیلا و لاشریک ہے ایمان لے آ، اور ہمیشہ اس کی فرماں برداری میں لگا کر، اور میرا اتباع کر اور میری تعلیم کا سچے دل سے اقرار کر کیوں کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں، میں قبل ازیں اس ملک میں اپنے چچا زاد بھائی جعفرؓ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیج چکا ہوں تم اسے با آرام ٹھہرانا، نجاشی تم تکبر چھوڑ دو، کیوں کہ میں تم کو اور تمھارے دربار کو خدا کی طرف بلاتا ہوں دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہونچا دیا اور تمھیں بخوبی سمجھا دیا، اب مناسب ہے کہ میری نصیحت مان لو، سلام اس پر جو سیدھی بات پہ چلتا ہے۔" نجاشی اس فرمان مبارک پہ مسلمان ہو گیا، اور جواب میں یہ عریضہ تحریر کیا۔ صرف ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔ "اللہ رحمٰن اور رحیم کے نام سے، محمد رسول اللہ کی خدمت میں نجاشی اصحم بن ابجر کی طرف سے، اے نبی اللہ کے آپ پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں اسی خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی ہے اب عرض یہ ہے کہ حضورؐ کا فرمان میرے پاس پہونچا، عیسیٰ کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ بخدا زمین و آسمان، وہ اس سے ذرہ برابر بھی بڑھ کر نہیں، ان کی حیثیت اتنی ہی ہے جو آپ نے تحریر فرمائی ہم نے آپ کی تعلیم سیکھ لی ہے اور آپ کا چچا زاد بھائی اور مسلمان میرے پاس آرام سے ہیں، میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں، سچے ہیں اور راستبازوں کی سچائی ظاہر کرنے والے ہیں، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں، میں نے آپ کے چچا زاد بھائی کے ہاتھ پر حضور کی بیعت اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کا اقرار کر لیا ہے، اور میں حضورؐ کی خدمت میں اپنے فرزند ارہا کو روانہ کرتا ہوں میں تو اپنے ہی نفس کا مالک ہوں، اگر حضورؐ کا منشا یہ ہو گا کہ میں حاضر خدمت ہو جاؤں تو ضرور ہوں گا، کیوں کہ میں یقین کرتا کہ حضورؐ جو فرماتے ہیں وہی حق ہے، اے خدا کے رسولؐ آپ پر سلام

(۱۴) منذر بن ساوی شاہ بحرین تھا، شہنشاہ فارس کا خراج گزار تھا، علاء بن الحضرمیؓ اس کے پاس نامۂ مبارک لے کر گئے تھے، یہ مسلمان ہو گیا اور اس کی رعایا

کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہوا، اس نے جواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا تھا کہ بعض لوگوں نے تو اسلام کو پسند کیا ہے بعض نے کراہت کا اظہار کیا ہے بعض نے مخالفت کی ہے، میرے علاقے میں یہودی اور مجوسی بہت ہیں ان کے لیے جو ارشاد ہو کیا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں تحریر فرمایا تھا (۱) من ینصح فانما ینصح لنفسہ، (۲) من اقام علی یہودیۃ او مجوسیۃ فعلیہ الجزیۃ (۱)، جو نصیحت پکڑتا ہے وہ اپنے لیے ہی، جو یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے وہ جزیہ (خراج رعایانہ) دیا کرے۔

(۳) جیفر و عبد فرزندان جلندی ملک عمان کے نام عمرو بن عاص رض کے ہاتھ خط بھیجا گیا، عمرو کا قول ہے کہ جب میں عمان پہونچا، تو پہلے عبد سے ملا، یہ سردار تھا اور اپنے بھائی کی نسبت زیادہ نرم اور خوش خلق تھا، میں نے اسے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر ہوں اور تمہارے پاس اور تمہارے بھائی کے پاس آیا ہوں۔" عبد بولا، "میرا بھائی عمر میں مجھ سے بڑا اور ملک کا مالک ہے میں تمہیں اس کی خدمت میں پہونچا دوں گا، مگر یہ تو بتاؤ کہ تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟" عمرو بن عاص رض نے کہا، "اکیلے خدا کی طرف جس کا کوئی شریک نہیں، نیز اس شہادت کی طرف کہ محمد خدا کا بندہ اور رسول ہے۔" عبد نے کہا، "عمرو تو سردار قوم کا بیٹا ہے، بتلاؤ کہ تیرے باپ نے کیا کیا، کیونکہ ہم اسے نمونہ بنا سکتے ہیں،" عمرو بن عاص رض نے جواب دیا۔ "وہ مر گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا تھا کاش وہ ایمان لاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راستبازی کا اقرار کرتا میں بھی اپنے باپ کی رائے ہی پر تھا حتیٰ کہ خدا نے اسلام کی مجھے ہدایت فرمائی۔" عبد، "تم کب سے محمد کے پیرو ہو گئے ہو۔" عمرو بن عاص رض، "ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔" عبد، "کہاں؟" عمرو ابن عاص، "نجاشی کے دربار میں، اور نجاشی بھی مسلمان ہو گیا۔" عبد، "وہاں کی رعایا نے نجاشی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" عمرو ابن عاص، "اسے بدستور بادشاہ رہنے دیا، اور انھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔" عبد (تعجب سے) "کیا بشپ اور پادریوں نے بھی؟" عمرو بن عاص رض "ہاں"۔ عبد، "دیکھو عمرو کیا کہہ رہے ہو، انسان کے لیے کوئی چیز بھی جھوٹ سے بڑھ کر ذلت بخش نہیں ہے۔" عمرو بن عاص رض، "میں نے جھوٹ نہیں کہا اور اسلام میں جھوٹ بولنا جائز بھی نہیں ہے۔" عبد، "ہرقل نے کیا کیا، کیا اسے نجاشی کے اسلام لانے

کا حال معلوم ہے؟ عمرو ابن عاصؓ "ہاں۔" عبد "تم کیوں کر ایسا کہہ سکتے ہو؟ عمرو بن عاصؓ
"نجاشی ہرقل کو خراج دیا کرتا تھا جب سے مسلمان ہوا کہہ دیا ہے کہ اب ہرقل اگر ایک درہم بھی مانگے گا تو
نہ دوں گا۔" ہرقل تک یہ بات پہونچ گئی، ہرقل کے بھائی نیاق نے کہا۔ یہ نجاشی حضور کا ادنیٰ غلام
اب خراج دینے سے انکار کرتا ہے، اور حضور کے دین کو بھی اس نے چھوڑ دیا ہے۔ ہرقل نے کہا پھر کیا ہوا
اس نے اپنے لیے ایک مذہب پسند کر لیا اور قبول کر لیا، میں کیا کروں؟ بخدا، اگر اس شہنشاہی کا مجھے
خیال نہ ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو نجاشی نے کیا ہے۔" عبد۔" دیکھو عمرو کیا کہہ رہے ہو۔" عمرو ابن
عاصؓ۔ "قسم ہے خدا کی سچ کہہ رہا ہوں۔" عبد۔" اچھا بتلاؤ وہ کن چیزوں کے کرنے کا حکم
دیتا ہے اور کن چیزوں سے منع کرتا ہے۔ عمرو ابن عاص" وہ عزوجل کی طاعت کا حکم دیتے ہیں اور
معصیت الٰہی سے روکتے ہیں، وہ زنا، استعمال شراب، پتھروں، بتوں اور صلیب کی پرستش سے
منع فرماتے ہیں۔" عبد "کیسے اچھے احکام ہیں جن کی وہ دعوت دیتے ہیں، کاش میرا بھائی میری رائے
قبول کرے ہم دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر ایمان لائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے
بھائی نے اس پیغام کو رد کیا اور دنیا کا ہی راغب رہا تو وہ اپنے ملک کے لیے بھی سراپا نقصان ثابت
ہوگا، عمرو بن عاصؓ۔" اگر وہ اسلام قبول کرے گا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو اس ملک کا بادشاہ
تسلیم فرمالیں گے۔ وہ صرف اتنا کریں گے کہ یہاں کے اغنیا سے صدقہ وصول کر کے یہاں کے
غربا میں تقسیم کرادیا کریں گے۔ عبد" یہ تو اچھی بات ہے مگر صدقہ سے کیا مراد ہے؟ عمرو بن عاصؓ
نے زکوٰۃ کے مسائل بتلائے، جب یہ بتلایا کہ اونٹ میں بھی زکوٰۃ ہے، تو عبد بولا۔ کیا وہ ہمارے
سوائم مواشی میں سے بھی صدقہ لیں گے۔ وہ تو خود ہی درختوں کے پتوں سے پیٹ بھر لیتا
اور خود ہی پانی جا پیتا ہے۔ عمرو بن عاصؓ نے کہا۔ ہاں اونٹوں میں سے بھی صدقہ لیا جاتا ہے
عبد۔" میں نہیں جانتا کہ میری قوم کے لوگ جو تعداد میں زیادہ ہیں اور دور دور تک پھیلے
ہیں وہ اس حکم کو مان لیں گے۔" الغرض عمرو بن عاصؓ وہاں چند روز ٹھہرے۔ عبد روزانہ
کی باتیں اپنے بھائی کو پہونچا دیا کرتا تھا، ایک دن عمرو بن عاص کو بادشاہ نے طلب کیا چونکہ وہ

نے دونوں جانب سے بازو تھام کر انھیں بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ بادشاہ نے فرمایا "اسے چھوڑ دو" چوبداروں نے چھوڑ دیا۔ یہ بیٹھنے لگے۔ چوبداروں نے چھوڑ دیا، انھوں نے بادشاہ کی طرف دیکھا بادشاہ نے کہا بولو تمہارا کیا کام ہے؟ عمرو بن عاص رضی نے خط دیا جس پر مہر ثبت تھی۔ جیفر نے مہر توڑ کر خط کھولا پڑھا۔ پھر بھائی کو دیا، اس نے بھی پڑھا، اور عمرو بن عاص رضی نے دیکھا کہ بھائی زیادہ نرم دل ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ قریش کا کیا حال ہے؟ عمرو بن عاص نے کہا سب نے طوعاً و کرہاً اس کی اطاعت اختیار کرلی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اس کے ساتھ رہنے والے کون لوگ ہیں؟ عمرو بن عاص رضی: یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اسلام کو رضا و رغبت سے قبول کیا، سب کچھ چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اختیار کرلیا ہے اور پوری فکر و غور اور عقل و تجربہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانچ کرلی ہو"۔ بادشاہ نے کہا اچھا تم کل پھر ملنا۔ عمرو بن عاص رضی دوسرے روز اول بادشاہ کے بھائی سے ملے، وہ بولا کہ اگر ہمارے ملک کو صدمہ نہ پہونچے تو بادشاہ مسلمان ہوجائے گا۔ عمرو بن عاص رضی پھر بادشاہ سے ملے۔ بادشاہ نے کہا۔ میں نے اس معاملہ میں غور کیا۔ دیکھو اگر میں ایسے شخص کی اطاعت اختیار کرتا ہوں جس کی فوج ہمارے ملک تک نہیں پہونچی تو میں سارے عرب میں کمزور سمجھا جاؤں گا حالانکہ اگر اس کی فوج اس ملک میں آئے تو میں ایسی سختی سے جنگ لڑوں گا کہ کبھی تمھیں سابقہ نہ ہوا ہو عمرو بن عاص رضی نے کہا۔ بہتر میں کل واپس چلا جاؤں گا۔ بادشاہ نے کہا۔ نہیں کل تک ٹھہرو، دوسرے روز بادشاہ نے انھیں آدمی بھیج کر بلایا، اور دونوں بھائی مسلمان ہوگئے، اور رعایا کا اکثر حصہ بھی اسلام لے آیا۔ زاد المعاد، صفحہ ۵۲۲)

(۴) منذر بن حارث بن ابو شمر دمشق کا حاکم، اور شام کا گورنر تھا۔ شجاع بن وہب الاسدی اس کے پاس بطور سفارت بھیجے گئے تھے۔ یہ خط مبارک پڑھ کر بہت بگڑا۔ کہا میں خود مدینہ پر حملہ کردوں گا، بالآخر سفیر کو باعزاز رخصت کیا، مگر مسلمان نہ ہوا

(۵) ہوذہ بن علی۔ حاکم یمامہ عیسائی المذہب تھا۔ سلیط بن عمرو رضی نامہ مبارک اس کے پاس لے کر گئے تھے۔ اس نے کہا، کہ اگر اسلام پر میری آدھی حکومت تسلیم کرلی جائے تو مسلمان ہوجاؤں گا، ہوذہ اس جواب کے تھوڑے دنوں بعد ہلاک ہوگیا۔

(۶) جریج بن متی الملقب بہ

مقوقس شاہ اسکندریہ و مصر عیسائی المذہب تھا۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اس کے پاس سفیر ہو کر گئے تھے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے خط کے آخر میں تحریر فرمایا تھا کہ اگر تم نے اسلام سے انکار کیا تو تمام مصریوں (اہل قبط) کے
مسلمان نہ ہونے کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا۔ سفیر نے خط پہونچانے کے علاوہ بادشاہ کو ان الفاظ میں خود بھی
سمجھایا تھا "صاحب آپ سے پہلے اس ملک میں ایک شخص ہو چکا ہے جو انا ربکم الاعلیٰ (میں تم لوگوں
کا بڑا خدا ہوں) کہا کرتا تھا اور خدا نے اسے دنیا اور آخرت کی رسوائی دی (جب خدا کا غضب بھڑکا تو وہ
ملک وغیرہ کچھ بھی نہ رہا) اس لیے لازم ہے کہ تم دوسروں کو دیکھو اور عبرت پکڑو ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت لیا
کریں، بادشاہ نے کہا ہم خود ایک مذہب رکھتے ہیں اسے ترک نہ کریں گے جب تک کہ اس سے بہتر دین کوئی نہ ملے،
حاطب رضی بولے میں آپ کو دین اسلام کی جانب بلاتا ہوں، جو جملہ دیگر مذاہب سے کفایت کنندہ ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے گو سب کو ہی دعوت اسلام فرمائی ہے، قریش نے مخالفت کی اور یہود نے عداوت کی لیکن سب میں سے
محبت و مودت کے ساتھ قریب تر نصاریٰ رہے ہیں۔ پھر جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بشارت دی تھی اسی
طرح عیسیٰ علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہے، قرآن مجید کی دعوت ہم اسی طرح آپ کو دیتے ہیں جیسے آپ اہل
تورات کو انجیل کی دعوت دیا کرتے تھے، جس نبی کو جس قوم کا زمانہ ملا وہی قوم اس کی امت سمجھی جاتی ہے اسلیے
آپ پر لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں جس کا عہد آپ کو مل گیا ہے اور یہ سمجھ لیں کہ ہم آپ کو حضرت مسیح کے
مذہب ہی کی طرف دعوت دیتے ہیں، مقوقس نے کہا، میں نے اس نبی کے بارے میں غور کیا ہنوز مجھے کوئی
رغبت معلوم نہیں ہوئی اگرچہ وہ کسی مرغوب شئے سے نہیں روکتے ہیں، میں جانتا ہوں کہ نہ وہ ساحر ضرر رساں
ہیں نہ کاہن کاذب، اور ان میں نبوت کی علامت ہی پائی جاتی ہے ہر حال میں اس معاملہ میں مزید غور کروں گا، پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو ہاتھی دانت کے ڈبہ میں رکھوا کر مہر لگوا کر خزانہ میں رکھوا دیا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کیلئے تحائف بھیجے، اور جواب خط میں یہ بھی لکھا کہ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی کا ظہور باقی ہے مگر میں سمجھتا
رہا کہ وہ رسول شام میں ہونگے۔ دلدل مشہور خچر اسی نے تحفے میں بھیجا تھا (زاد المعاد صفحہ ۵۲) (۷)

ہرقل شاہ قسطنطنیہ روما کی مشرقی شاخ سلطنت کا نامور شہنشاہ، عیسائی المذہب تھا۔ دحیہ
بن خلیفہ الکلبی سفیر بن کر اسکے پاس نامہ مبارک بمقام بیت المقدس لے کر گئے تھے، ہرقل نے سفیر

کے اعزاز میں بڑا شان دار دربار کیا، اور سفیر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی باتیں دریافت کرتا رہا۔ اس
کے بعد ہرقل نے مزید تحقیقات کرنا بھی ضروری سمجھا، حکم دیا کہ اگر ملک میں کوئی شخص مکہ کا آیا ہوا موجود ہو تو
پیش کیا جاوے۔ اتفاق سے ان دنوں ابوسفیان معہ دیگر تاجران مکہ شام آئے ہوئے تھے (صحیح بخاری عن ابن
عباس، کتاب الجہاد صفحہ ۱۰۶ و کتاب الشہادات) انہیں بیت المقدس پہنچایا اور دربار میں پیش کیا گیا،
قیصر نے ہمراہی تاجروں سے کہا کہ میں ابوسفیان سے سوال کروں گا اگر یہ کوئی جواب غلط دے تو مجھے بتلا دینا۔ ابو
سفیان ان دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا اس کا خود کا بیان ہے کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے
ساتھ والے میرا جھوٹ ظاہر کر دیں گے تو میں بہت باتیں بناتا، مگر اس وقت قیصر کے سامنے مجھے سچ سچ
ہی کہنا پڑا۔ سوال و جواب یہ ہیں۔ قیصر "محمد کا خاندان اور نسب کیسا ہے؟" ابوسفیان "نجیب شریف
عظیم" یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا "سچ ہے، نبی شریف گھرانے کے ہوتے ہیں تاکہ ان کی اطاعت میں کسی
کو عار نہ ہو" قیصر "محمد سے پہلے بھی کسی نے عرب یا قریش میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟" ابوسفیان
تاجر "نہیں" یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا "اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ اپنے سے پہلے کی تقلید
اور ریس کرتا ہے" قیصر "نبی ہونے کے دعویٰ سے پہلے کیا یہ شخص جھوٹ بولا کرتا تھا یا اس کو جھوٹ
بولنے کی کبھی تہمت دی گئی تھی؟" ابوسفیان "نہیں" ہرقل نے اس جواب پر کہا "یہ نہیں ہو سکتا
کہ جس شخص نے لوگوں پر جھوٹ نہ بولا وہ خدا پر جھوٹ باندھے" قیصر "اس کے باپ دادا میں سے کوئی شخص
بادشاہ بھی ہوا ہے" ابوسفیان "نہیں" ہرقل نے اس جواب پر کہا کہ "اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ
نبوت کے بہانے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے" قیصر "محمد کے ماننے والے مسکین غریب
لوگ زیادہ ہیں یا سردار اور قوی لوگ ہیں" ابوسفیان "مسکین حقیر لوگ" ہرقل نے اس جواب
پر کہا "ہر ایک نبی کے پہلے ماننے والے مسکین غریب لوگ ہی ہوتے رہے ہیں" قیصر "ان لوگوں
کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟" ابوسفیان "بڑھ رہی ہے" ہرقل نے کہا
"ایمان کا یہی خاصہ ہے کہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور حد کمال تک پہنچ جاتا ہے" قیصر "کوئی شخص
اس کے دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے؟" ابوسفیان "نہیں" ہرقل نے کہا "لذت ایمان

کی یہی تاثیر ہے کہ جب دل میں بیٹھ جاتی اور روح پر اپنا اثر قائم کر لیتی ہے تو پھر جدا نہیں ہوتی۔" قیصر "یہ شخص کبھی عہد و پیمان کو توڑ بھی دیتا ہے؟" ابوسفیان "نہیں لیکن امسال ہمارا معاہدہ اس سے ہوا ہے، دیکھئے کیا انجام ہو۔" ابوسفیان کہتا ہے کہ میں صرف یہی ایک اپنا فقرہ ایزاد کر سکا تھا، مگر قیصر نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ اور یوں کہا "بے شک نبی عہد شکن نہیں ہوتے۔ عہد شکنی دنیادار کیا کرتا ہے نبی دنیا کے طالب نہیں ہوتے" قیصر "کبھی اس شخص کے ساتھ تمھاری لڑائی بھی ہوئی؟" ابوسفیان "ہاں" قیصر "جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟"

ابوسفیان "کبھی وہ غالب رہا (بدر میں) اور کبھی ہم (احد میں)" ہرقل نے کہا "خدا کے نبیوں کا یہی حال ہوتا ہے لیکن آخر کار خدا کی مدد اور فتح ان کو ہی حاصل ہوتی ہے" قیصر "اس کی تعلیم کیا ہے؟" ابوسفیان "ایک خدا کی عبادت کرو باپ دادا کے طریق بت پرستی کو چھوڑ دو، نماز، روزہ، سچائی، پاکدامنی، صلہ رحم کی پابندی اختیار کرو۔" ہرقل نے کہا "نبی موعود کی یہی علامتیں ہم کو بتائی گئی ہیں، میں سمجھتا تھا کہ نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن یہ نہ سمجھتا تھا کہ وہ عرب میں سے ہوگا۔ ابوسفیان اگر تم نے سچ سچ جواب دیئے ہیں تو وہ ایک دن اس جگہ پر جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں (شام و بیت المقدس) ضرور قابض ہو جائے گا۔ کاش میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا اور نبی کے پاؤں دھویا کرتا۔" اس کے بعد آنحضرت کا نامہ مبارک پڑھا گیا، اراکین دربار نے سن کر بہت چیخ و پکار مچائی اور ہم کو باہر دربار سے نکال دیا گیا، میرے دل میں اسی روز سے اپنی ذلت کا نقش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ عظمت کا یقین ہو گیا۔"

(۸) خسرو پرویز کسرائے ایران

نصف مشرقی دنیا کا شہنشاہ تھا، زردشتی مذہب رکھتا تھا۔ عبداللہ بن حذافہ اس کے پاس نامہ مبارک لے کر گئے تھے۔ نامہ مبارک کی نقل یہ ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ "اللہ رحمن رحیم کے نام سے کسرائے بزرگ فارس کے نام۔ سلام اس پر جو سیدھے راہ پر چلتا اور خدا اور رسول پر ایمان لاتا اور یہ شہادت ادا کرتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں تجھے خدا کے پیغام کی دعوت دیتا ہوں اور میں خدا کا رسول ہوں۔ مجھے تمام نسل آدم کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ جو کوئی زندہ ہے اسے عذاب الٰہی کا ڈر سنایا جائے اور جو منکر ہیں ان پر خدا کا قول پورا ہو۔ تو مسلمان ہو جا، سلامت رہے گا، ورنہ تمام قوم مجوس کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔" خسرو نے نامہ مبارک دیکھتے ہی غصہ

سے چاک کر ڈالا اور زبان سے کہا "میری رعایا کا ادنیٰ شخص مجھے خط لکھتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کرتا ہے"۔ اس کے بعد خسرو نے باذان کو جو یمن میں اس کا وائسرائے (نائب السلطنت) تھا اور عرب کا تمام ملک ابھی اس کے زیر اقتدار یا زیر اثر سمجھا جاتا تھا، یہ حکم بھیجا کہ اس شخص (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دو۔ باذان نے ایک فوجی دستہ مامور کیا۔ فوجی افسر کا نام خرخسرو تھا، ایک ملکی افسر بھی ساتھ روانہ کیا جس کا نام بانویہ تھا، بانویہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ آنحضرت کے حالات پر گہری نظر ڈالے، اور آں حضرت کو کسریٰ کے پاس پہنچا دے، لیکن اگر آپ ساتھ جانے سے انکار کریں تو واپس آ کر رپورٹ کرے جب یہ فوجی دستہ طائف پہنچا تو اہل طائف نے بڑی خوشیاں منائیں کہ اب محمد ضرور تباہ ہو جائے گا کیونکہ شہنشاہ کسریٰ نے اسے گستاخی کی سزا دینے کا حکم دے دیا ہے"۔ جب یہ افسر مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی نے فرمایا کہ وہ کل کو پھر حاضر ہوں، دوسرے روز نبی نے فرمایا آج رات تمہارے بادشاہ کو خدا نے ہلاک کر ڈالا ہے جاؤ اور تحقیق کرو، افسر یہ خبر سن کر یمن کو لوٹ گئے۔ وہاں وائسرائے کے پاس سرکاری اطلاع آ چکی تھی کہ خسرو کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے اور تخت کا مالک "شیرویہ" ہو چکا ہے جو باپ کا قاتل تھا۔ (ناظرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کے الفاظ "اسلم" "تسلم" پر مکرر غور کریں اس میں درج تھا کہ اگر مسلمان ہو جائے گا تب سلامت رہے گا، یہ تہدید نہ تھی بلکہ اخبار عن الغیب (پیشگوئی) تھا) اب باذان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و اخلاق اور تعلیم و ہدایت کے متعلق کافی تحقیقات کی اور تحقیقات کے بعد مسلمان ہو گیا۔ دربار اور ملک کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہو گیا۔ جو سفیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اس نے واپس آ کر عرض کیا کہ شاہ ایران نے نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا، اس وقت نبی نے فرمایا کہ "مزق ملکہ" اس نے اپنے (قلم سے) فرمان سلطنت کو چاک کر دیا ہے۔ ناظرین اس مختصر ارشاد پر ہیبت جلال کو دیکھیں، اور چودہ سو برس کی تاریخ عالم میں تلاش کریں کہ کسی جگہ اس قوم کی سلطنت کا نشان بھی ملتا ہے جو اس وقت سے پیشتر چار پانچ ہزار برس سے نصف دنیا پر شہنشاہی کرتی تھی اور جس کی فتوحات بار بار یونان و روما کو نیچا دکھا چکی تھیں؟ ہرگز نہیں۔

چند والیان ملک کا مشرف باسلام ہونا

مناسبت مقام سے اس جگہ ان والیان و حکمران ملک کے نام بھی درج کیے جاتے ہیں جنہیں نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے مقرر کردہ مبلغین اسلام سے اسکی حقیقت معلوم ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ (۱) ثمامہ ابن
نجد کا حکمران تھا سنہ ہجری میں مسلمان ہوا۔ (۲) جبلہ۔ عرب کی مشہور قوم کی سلطنت غسان کا حکمران
تھا سنہ ہجری میں مسلمان ہوا۔ (۳) فروہ بن عمرو خزاعی۔ علاقہ شام پر قیصر کی طرف سے گورنر تھا جب یہ
مسلمان ہوا تو قیصر نے سامنے بلایا اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے، فروہ نے انکار کیا۔ قیصر نے اسے قید کر دیا
اور پھر قتل کرا دیا۔ خدا کے پیارے بندے نے دولت، حکومت، عزت اور جان سب چیزیں ترک کر دیں، مگر
اسلام ترک نہ کیا۔ (۴) اکیدر، دومۃ الجندل کا حکمران تھا ۹ ہجری میں مسلمان ہوا۔ (۵) ذوالکلاع
حمیری یمن و طائف کے بعض اضلاع میں اسکی حکومت تھی اور زبردست قبیلہ حمیر کا یہ بادشاہ تھا یہ اپنے
آپ کو خدا کہلایا کرتا اور لوگوں سے سجدہ کرایا کرتا تھا۔ مسلمان ہو جانے کے بعد ایک دن میں اٹھارہ ہزار غلام
آزاد کیے تھے، عمر فاروق رضی کے عہد میں سلطنت از خود چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آ رہا تھا، اور زاہدانہ زندگی
بسر کرتا تھا ؎ محبت اثر کرتی ہے چھپتے چھپتے ؛ محبت کی خاموش چنگاریاں ہیں

دسواں باب

(وفود کا آنا)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اسلام کی اشاعت مسلمانوں نے کتنی ذریعوں سے کس حسن و
خوبی کے ساتھ کی تھی اس کی مختصر کیفیت ان وفود سے اندازہ کی جا سکتی ہے جو وقتاً فوقتاً حضور کی خدمت میں
دور دراز سے آیا کرتے تھے۔ وفد کا آنا، واپس جانا، ہر منزل اور راہ پر مختلف قوموں و قبیلوں سے ملنا
اور اسلام کی آواز کا سب لوگوں کے کان تک پہونچانا کیسی خوبی سے انجام پاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو جن مدافعانہ جنگوں میں مجبوری شامل ہونا پڑا وہ ملک کے ایک محدود دائرے میں تھے لیکن
ان وفدوں کو دیکھ کر ملک کے ہر گوشہ اور ہر حصہ سے چلے آتے تھے۔ ہدایت اور اسلام ہی وہ چشمے
ہیں جن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹیل میدان میں بہا دیئے تھے جس کی طرف تمام پیاسے چلے آتے تھے و عموم
عام کی دوسری دلیل زبردست ان وفود کا حاضر ہونا ہے۔ جن قبائل کے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ میں نے ان قبائل کے نام اس فہرست میں شامل نہیں کیے جن کا آنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنا ملکی اغراض کے یا ذاتی فوائد کے لیے تھا۔ دوس، ازد، فروہ جذامی، ہمدان، طارق بن عبداللہ، تجیب، بنی سعد ہذیم، بنو اسد، وفد بہراء، وفد بنی عبس، بنو حنیفہ، عبد القیس، طے، اشعرین، صداء، عذرا، ثقیف، بنی فزارہ، غامد، محارب، خولان، غسان، بنی الحارث، سلامان، نخع۔ وغیرہ ذیل میں چند وفود کے مختصر حال درج کرتا ہوں۔ جو نہایت ایمان افروز ہونے کے علاوہ نہایت دلچسپ بھی ہیں۔

وفد ثقیف کا حال

ثقیف میں سب سے پہلا شخص تعلیم اسلام حاصل کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا، جنگ ہوازن و ثقیف سے پہلے عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا اور صلح حدیبیہ میں کفار کا وکیل بنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔ جنگ ہوازن و ثقیف کے بعد جذبہ توفیق الٰہی سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ عروہ کے دس بیویاں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان میں سے چار کو رکھ کر باقی کو طلاق دے دو۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب عروہ رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب مجھے اپنی قوم میں جانے، قوم میں اسلام کی منادی کرنے کی اجازت فرمادی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھاری قوم تمھیں قتل کر دے گی۔ عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم کو مجھ سے اتنی محبت ہے جتنی کسی عاشق کو اپنے معشوق سے ہوتی ہو۔ چنانچہ یہ بزرگوار اپنی قوم میں گیا اور وعظ اسلام شروع کر دیا۔ ایک روز یہ اپنے بالاخانہ میں نماز پڑھ رہے تھے کسی شخص نے تیر چلایا جس سے یہ شہید ہو گئے۔ اگرچہ عروہ رضی اللہ عنہ جانبر نہ ہوئے لیکن جو آواز انھوں نے قوم کے کانوں تک پہنچائی تھی وہ دلوں پر اثر کیے بغیر نہ رہی۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ قوم نے اپنے چند سرکردگان کو منتخب کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لیے بھیجا کہ اسلام کی نسبت پوری پوری واقفیت حاصل کریں۔ یہ وفد ۹ھ ہجری میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا تھا۔ وفد کا سردار عبد یالیل تھا جس کے سمجھانے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف پر گئے تھے اور اس نے وعظ کے

سننے سے انکار کر کے آبادی کے لڑکوں اور اوباشوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک و تحقیر کے لیے مقرر کر دیا
تھا اور جس کے اشارے سے طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے گئے، کیچڑ پھینکا گیا تھا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے آتے ہوئے یہ فرما دیا تھا کہ میں ان کی بربادی کے لیے دعا نہیں کروں گا کیونکہ
اگر یہ خود اسلام نہ لائیں گے تو ان کی آئندہ نسلوں کو خدا ایمان عطا کرے گا۔ آج یہی دشمن اسلام خود بخود
اسلام کے لیے اپنے دل میں جگہ پاتے اور دلی شوق و روحی طلب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوتے ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ (اہل ثقیف) میری قوم
کے لوگ ہیں کیا میں انھیں اپنے پاس اتار لوں اور ان کی تواضع کروں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا
امنعك ان تكرم قومك ۔ میں منع نہیں کرتا کہ تم اپنی قوم کی عزت نہ کرو، لیکن ان کو ایسی جگہ اتارو
جہاں قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑے۔ الغرض ان کے خیمے مسجد کے صحن میں لگائے گئے جہاں سے یہ
قرآن بھی سنتے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھتے بھی دیکھتے، اس تدبیر سے ان کے دلوں پر اسلام کی صداقت کا
اثر پڑا، اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت اسلام کر لی۔ انھوں نے بیعت سے پہلے
یہ اجازت چاہی کہ ہم کو ترک نماز کی اجازت دی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا خیر فی دین لیس
فیہ رکوع "یعنی" جس مذہب میں نماز نہیں اس میں کوئی بھی خوبی نہیں۔ پھر انھوں نے کہا اچھا ہمیں
جہاد کے لیے نہ بلایا جائے اور نہ زکوٰۃ ہم سے لی جائے، آنحضرت صلعم نے یہ شرط قبول فرمائی اور صحابہ سے
فرمایا کہ اسلام کے اثر سے یہ خود ہی دونوں کام کرنے لگیں گے (سنن ابوداؤد عن وہب عثمان بن ابی العاص
باب ما جاء فی خبر الطائف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدایت مبارک کو دیکھو کہ کس طرح نو مسلموں پر شرائع
اسلام کی تعمیل کا بار ڈالا کرتے تھے۔ دعوت اسلام صفحہ ۲۶۴ میں ہے کہ ولادیمیر زار روس مسلمان ہونے کو تیار
تھا، اس شرط پر کہ وہ شراب کا پینا ترک نہ کرے گا، اس وقت کے عالم نے اس شرط کو قبول نہ کیا۔ اور وہ بت
پرستی سے متنفر ہو گیا تھا مایوس ہو کر عیسائی بن گیا، اگر اس عالم کو ہدایت محمدی سے واقفیت ہوتی تو آج تمام
روس اور اس کی سلطنت روس تقریباً سب مسلمان ہوتے۔ عبد یالیل نے جو ان کا سردار تھا مختلف اوقات میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل مسائل پر بھی گفتگو کی:

زنا حرام ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زنا کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، ہماری قوم کے لوگ اکثر وطن سے دور رہتے ہیں اس لیے زنا کے بغیر کچھ چارہ ہی نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا تو حرام ہے اور اللہ پاک کا اس کے لیے یہ حکم ہے۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل ع ۴) تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ تو سخت بے حیائی اور بہت برا طریقہ ہے۔" (۲) یا رسول اللہ سود کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں، یہ تو بالکل ہمارا ہی مال ہوتا ہے۔

سود کا روپیہ لینا حرام ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا اصل روپیہ ہی لے سکتے ہو، دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا (بقرہ ع ۳۸) ترجمہ: اے ایمان والو خدا سے ڈرو، اور سود میں سے جو لینا رہ گیا ہو وہ بھی چھوڑ دو۔" یا رسول اللہ۔ خمر (شراب) کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں یہ تو ہمارے ہی ملک کا عرق ہے اور اسکے بغیر ہم رہ نہیں سکتے۔

شراب کا استعمال حرام ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شراب کو خدا نے حرام کر دیا ہے، دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائدہ ع ۱۲) ترجمہ: اے ایمان والو، شراب، جوا، انصاب و ازلام ناپاک و گندے ہیں، شیطان کے کام ہیں ان سے بچا کرو تاکہ فلاح پاؤ۔" دوسرے روز اس نے آکر کہا، خیر ہم آپ کی سب باتیں مان لیں گے لیکن (ربہ) کو کیا کریں، ربہ مونث ہے، لفظ رب کا جس بت کی پوجا کرتے تھے اسے ربہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے گرا دو۔ وفد کے لوگوں نے کہا۔ ہائے ہائے اگر ربہ کو خبر ہو گئی کہ آپ اسے گرا دینا چاہتے ہیں۔ تو وہ ہم لوگوں کو تباہ ہی کر ڈالے گی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس، ابن عبد یالیل، تم اتنا نہیں سمجھتے کہ وہ تو صرف پتھر ہی ہے۔ ابن عبد یالیل نے غصہ ہو کر کہا، عمر، ہم تجھ سے بات کرنے نہیں آئے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اسے گرانے کی ذمہ داری جناب خود لیں، کیونکہ ہم تو اسے کبھی نہیں گرا سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، جیسے ہی گرادینے والے کو بھی بھیجوں گا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا کہ اس شخص کو آپ ہمارے بعد روانہ کیجیے گا ہمارے ساتھ وہ نہ جائے، الغرض یہ لوگ جو حاضر ہوئے تھے وہ مسلمان ہو کر وطن کو واپس چلے گئے۔ انھوں نے چلتے وقت کہا کہ ہمارے لیے کوئی امام مقرر کر دیجیے۔ ان ہی میں ایک شخص عثمان بن ابوالعاص تھا جو عمر میں سب سے چھوٹا تھا، وہ قوم سے خفیہ خفیہ قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھتا رہا تھا کبھی رسول اللہ سے کبھی ابوبکر صدیق رض سے سیکھ لیا کرتا تھا، آنحضرت نے اسی کو ان کا امام مقرر فرمایا۔ وفد نے راستہ میں یہ مشورہ کیا کہ اپنا اسلام چھپا کر پہلے قوم کو مایوس کر دینا چاہیے۔ جب یہ وطن پہونچ گئے تو قوم نے پوچھا کہو کیا حال ہوا؟ وفد نے کہا ہمیں ایک سخت خو، درشت گو شخص سے سابقہ پڑا جو ہمیں ان ہونی باتوں کا حکم دیتا ہے، مثلاً لات و عزیٰ کو توڑ دینا، تمام سودی روپیہ کو چھوڑ دینا، شراب، زنا کو حرام سمجھنا، قوم نے قسم کھا کر کہا ہم ان باتوں کو کبھی نہیں ماننے کے۔ وفد نے کہا اچھا ہتھیاروں کو درست کرو، اور جنگ کی تیاری کرو، قلعوں کی مرمت کر لو، دو دن تک ثقیف اسی ارادے پر جمے رہے تیسرے روز خود بخود ہی کہنے لگے، بھلا محمد کے ساتھ ہم کیوں کر لڑ سکیں گے، سارا عرب تو اس کی اطاعت کرتا ہے، پھر وفد کے لوگوں سے کہا جاؤ جو کچھ بھی وہ کہتا ہے قبول کر لو۔ وفد نے کہا کہ اب ہم تم کو صحیح صحیح سناتے ہیں، ہم نے محمد کو تقویٰ میں اور وفا میں، رحم میں اور صدق میں سب سے بڑھ کر پایا ہم، تم سب کو اس سفر سے بڑی برکت حاصل ہوئی، قوم نے کہا کہ تم نے ہم سے یہ راز کیوں پوشیدہ رکھا اور ہم کو ایسے سخت غم و الم میں کیوں ڈالا، وفد نے کہا، ہمارا مدعا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی غرور نکال ڈالے، اس کے بعد وہ لوگ مسلمان ہو گئے، چند روز کے بعد وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے اشخاص بماتحتی خالد بن ولید رض پہونچ گئے، انھوں نے لات کے گرادینے کی کارروائی کا آغاز کرنا چاہا، ثقیف کے سب مرد و زن، اس کام کو دشوار سمجھے ہوئے تھے، پردہ نشین عورتیں بھی یہ تماشہ دیکھنے نکل آئی تھیں۔ مغیرہ بن شعبہ رض نے اس کے توڑنے کے لیے تبر چلایا، مگر اپنے زور میں خود بھی گر پڑے، یہ دیکھ کر ثقیف والے پکار اٹھے، خدا نے مغیرہ رض کو دھتکار دیا اور ربہ نے اسے قتل کر ڈالا، اب خوش ہو ہو کر کہنے لگے تم کچھ ہی کوشش کرو مگر اسے نہیں گرا سکتے، مغیرہ بن شعبہ رض نے خفا ہو کر کہا

ثقیف والو۔ تم بہت ہی بے قوف ہو۔ یہ پتھر کا ٹکڑا بھی کیا کر سکتا ہے۔ لوگو! خدا کی عافیت کو قبول کرو اور اسی کی بندگی کرو، پھر مندر کا دروازہ بند کر کے مغیرہؓ نے اول اس بت کو توڑا اور پھر مندر کی دیواروں پر چڑھ گئے اور انہیں گرانا شروع کر دیا، باقی مسلمان بھی دیواروں پر جا چڑھے اور اس کا ایک ایک پتھر گرا کر پھینکا۔ مندر کا پجاری کہنے لگا کہ مندر کی بنیاد انہیں ضرور غرق کر دے گی، مغیرہؓ نے یہ سُنا تو بنیاد بھی ساری کھود ڈالی، اور اس طرح اس قوم کے دلوں میں اسلام کی بنیاد مستحکم ہو گئی۔ (زاد المعاد۔ صفحہ ۴۸۵)

وفد عبد القیس کا حال

قبیلہ عبد القیس کا وفد خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کس قوم سے ہو، عرض کیا قوم ربیعہ سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید فرمایا، انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ ہمارے اور حضور کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر آباد ہیں، ہم شہر حرام[1] میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں اس لیے صاف واضح طور پر سمجھا دیا جائے جس پر ہم بھی عمل کرتے رہیں، اور قوم کے باقی ماندہ اشخاص بھی۔ فرمایا۔ میں چار چیزوں پر عمل کرنے کا اور چار چیزوں سے بچے رہنے کا حکم دیتا ہوں، جن چیزوں کے کرنے کا حکم ہے وہ یہ ہیں (۱) اکیلے خدا پر ایمان لانا، اس سے مراد یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت اور اسکے مضمون پر عمل کرنا (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) رمضان کے روزے اور مال غنیمت سے خمس نکال لینا۔ (چار چیزیں جن سے بچنے کا حکم ہے یہ ہیں۔) (۱) دبا (تونبا) (۲) حنتم (لاکھی برتن) (۳) نقیر (شراب کے لیے لکڑی کا ایک برتن) (۴) مزفت قیر آلودہ برتن (صحیح بخاری عن ابن عباس) اس قوم میں شراب بکثرت پی جاتی بنائی جاتی، ذخیرہ رکھی جاتی تھی، نبی صلعم نے حرمت شراب کا حکم دیتے وقت ان ظروف کا استعمال بھی منع فرما دیا جن میں شراب پی جاتی یا رکھی جاتی تھی، جب قوم سے شراب کی عادت چھوٹ گئی تب ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت بھی دور کر دی گئی تھی اس سے مسلمان بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ نبی صلعم کیسی حکمت اور عمدگی سے تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان باتوں کو یاد رکھو اور اوروں کو بھی بتلا دو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ حضور کو کیا معلوم ہے کہ نقیر کیا ہوتی ہے، فرمایا جانتا ہوں کھجور کے درخت میں تم لگا کر عرق نکال لیتے اس میں کھجور ڈالا کرتے ہو، اس پر پانی ڈال لیتے ہو۔ اس میں جوش پیدا ہوتا ہے

[1] (۱) یعنی ذیقعدہ ذی الحجہ محرم اور رجب میں جنگ کرنا حرام تھا۔

جب جوش میٹھ جاتا ہو تب پیا کرتے ہو۔ ممکن ہو تم سے کوئی (اس نشہ میں) اپنے چچیرے بھائی کو بھی قتل کرڈالے (عجیب بات یہ کہ اسی وفد میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے نقیر کے نشہ میں اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر دیا تھا) ان لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ۔ ہم کیسے برتن میں پانی پیا کریں، فرمایا مشکوں میں جن کا منہ باندھ دیا جاتا ہو، انھوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہمارے یہاں چوہے بکثرت ہوتے اس لیے وہاں چمڑے کی مشکیں سالم نہیں رہ سکتی ہیں، فرمایا خواہ سالم ہی نہ رہیں۔ اسی وفد کے ساتھ جارود بن العلاء بھی آیا تھا، یہ مسیحی المذہب تھا، اس نے کہا یا رسولؐ اللہ میں اس وقت بھی ایک مذہب رکھتا ہوں، اگر ہم اسے چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا آپ ہمارے ضامن بن سکتے ہیں۔ فرمایا، ہاں میں ضامن بنتا ہوں کیوں کہ جس طرف میں دعوت دے رہا ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس پر تم اب ہو، جارود کے ساتھ اور بھی عیسائی مسلمان ہو گئے تھے (زاد المعاد صفحہ ۴۸۶ - صحیحین بروایت ابن عباسؓ)

وفد بنی حنیفہ بنو حنیفہ کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ثمامہ بن اثال کی کوشش سے، اس علاقہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی تھی۔ یہ وفد مدینہ آکر مسلمان ہوا تھا۔ اسی وفد کے ساتھ مسیلمہ کذاب بھی تھا، وہ مدینہ آکر لوگوں میں کہنے لگا کہ اگر محمدؐ صاحب یہ اقرار کریں کہ ان کا جانشین مجھے بنایا جائیگا، تو میں بیعت کرونگا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنا، حضورؐ کے ہاتھ میں ایک کھجور کی چھڑی تھی، فرمایا میں تو اس چھڑی کے دینے کی شرط پر بھی بیعت لینا نہیں چاہتا، اگر وہ بیعت نہ کریگا تو خدا اسے تباہ فرمائے گا، اس کا انجام خدا تعالیٰ نے مجھے دکھلا دیا ہے۔ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں، مجھے وہ ناگوار معلوم ہوئے، خواب میں ہی وحی سے معلوم ہوا کہ انھیں پھونک مارو، میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان سے مراد مسیلمہ صاحب یمامہ و عنسی صاحب صنعا ہے (صحیحین بروایت نافع بن جبیر عن ابن عباس) مسیلمہ اور عنسی "کذاب" شخص گذرے ہیں جنھوں نے نبی صلعم کی دیکھا دیکھی نبوت کا دعویٰ کر لیا تھا، خدا نے دونوں کو تباہ کر دیا۔ فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۹۵) مسیلمہ کذاب نے اگرچہ رسالت کا دعویٰ کیا تھا، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رسول تسلیم کرتا تھا اس سے مدعا اس کا غالباً یہ تھا کہ اس علاقہ کے مسلمان مخالف نہ ہوں، سنہ ۱۰ ہجری میں مسیلمہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں باہم خط و کتابت بھی ہوئی تھی۔

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان لنا نصف الارض ولقریش نصفہا ولکن قریشا قوم یعتدون۔ والسلام علیک۔ ترجمہ "خدا کے رسول مسیلمہ کی طرف سے خدا کے رسول محمد صلعم کے نام۔ واضح ہو کہ نصف زمین ہماری اور نصف قریش کی ہے۔ مگر قریش انصاف نہیں کرتے۔ آپ پر سلام ہو۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ من محمد النبی الی مسیلمۃ الکذاب۔ اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ کتب ابی بن کعب۔ ترجمہ "اللہ کے نام سے جو کمال رحمت اور بڑے رحم والا ہے۔ خدا کے نبی محمد صلعم کی طرف سے کذاب مسیلمہ کے نام۔ واضح ہو کہ زمین خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور عاقبت خدا ترس لوگوں کیلئے ہے۔ سلام ہو اس پر جو سیدھے راستہ پر چلتا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط حبیب بن زید بن عاصم لے کر گئے تھے کذاب نے ان کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کٹوا دیئے تھے۔ (فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۹۵)۔

وفد طے کا بیان قبیلہ طے کا وفد جس کا سردار زید الخیل تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے جس شخص کی تعریف میرے سامنے ہوئی، وہ دیکھنے کے وقت اس سے کم ہی نکلا، ایک زید الخیل اس سے مستثنیٰ ہے پھر اس کا نام زید الخیر رکھدیا۔ یہ سب لوگ ضروری گفتگو کے بعد مسلمان ہو گئے۔ (زاد المعاد صفحہ ۴۹)

وفد اشعرین کا حال قبیلہ اشعریہ (جو اہل یمن تھے) کا وفد حاضر ہوا ان کے آنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اہل یمن آئے ہیں جن کے دل نہایت نرم اور ضعیف ہیں۔ ایمان یمنیوں کا ہے اور حکمت یمنیوں کی۔ مسکنت بکریوں والوں میں اور فخر اور غرور اونٹ والوں میں ہے۔ جو مشرق کی طرف رہتے ہیں۔ جب یہ لوگ مدینہ میں داخل ہوئے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ غدًا نلقی الاحبۃ ۞ محمدًا وحزبہ۔ کل کو ہم اپنے دوستوں یعنی محمد صلعم اور ان کے ساتھ والوں سے ملیں گے۔ (زاد المعاد صفحہ ۴۹)

وفد ازد کا حال یہ وفد سات شخصوں کا تھا۔ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی صلعم نے ان کی وضع قطع کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ پوچھا۔ تم کون ہو۔ انھوں نے جواب دیا ہم مومن ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا ہر ایک قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ بتلاؤ کہ تمھارے قول اور ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا ہم پندرہ ۱۵ خصلتیں رکھتے ہیں پانچ

وہ ہیں جن پر اعتقاد رکھنے کا پانچ وہ ہیں جن پر ——— عمل کرنے کا حکم آپ کے بھیجے ہوئے لوگوں نے دیا ہے پانچ وہ ہیں جن پر ہم پہلے سے پابند ہیں: پانچ باتیں۔ جن پر حضور کے متعلقین نے ایمان لانے کا حکم دیا، یہ ہیں:۔ ایمان خدا پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اللہ کے رسولوں پر، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر۔ پانچ باتیں عمل کرنے کی ہم کو یہ بتلائی گئی ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ کہنا، پانچ وقت کی نمازوں کا قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت الحرام کا حج کرنا جسے راہ کی استطاعت ہو۔ پانچ باتیں جو پہلے سے معلوم ہیں یہ ہیں:۔ آسودگی کے وقت شکر کرنا، مصیبت کے وقت صبر کرنا، قضائے الٰہی پر رضامند ہونا، امتحان کے مقامات میں راستبازی پر قائم رہنا، اعدا کو شماتت نہ دینا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جنھوں نے ان باتوں کی تعلیم دی وہ حکیم و عالم تھے اور ان کی دانشمندی سے معلوم ہوتا ہے گویا انبیا تھے۔ اچھا پانچ چیزیں اور بتائے دیتا ہوں تاکہ پوری بیس خصلتیں ہو جائیں:۔ (الف) وہ چیز جمع نہ کرو جسے کھاتا نہ ہو (ب) وہ مکان نہ بناؤ جس میں بسنا نہ ہو۔ (ج) ایسی باتوں میں مقابلہ نہ کرو جنھیں کل کو چھوڑ دینا ہو۔ (د) خدا کا تقویٰ رکھو جس کی طرف لوٹ جانا ہے اور جس کی حضور میں پیش ہونا ہے۔ (ہ) ان چیزوں کی رغبت رکھو جو آخرت میں تمھارے کام آئیں گی۔ جہاں تم ہمیشہ رہو گے۔ ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر پورا پورا عمل کیا۔ (زاد المعاد صفحہ ۴۹۲)

وفد بنی الحارث یہ وفد شوال سنہ ہجری میں نبی صلعم کے پاس حاضر ہوا تھا ان کے علاقہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اشاعت اسلام کیلئے بھیجا گیا تھا، ان کی تعلیم سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے نبی صلعم کی خدمت میں اطلاع بھیجی اور خود ان کی تعلیم کے لیے وہاں ٹھہر گئے۔ نبی صلعم نے لکھ بھیجا کہ تم واپس آ جاؤ اور اس قوم کے چند سرکردہ لوگوں کو بھی ساتھ لاؤ۔ اس وفد میں قیس بن الحصین و عبد اللہ بن قراد وغیرہ تھے: نبی صلعم نے ان سے دریافت فرمایا، کیا وجہ ہے کہ جاہلیت میں جس کسی نے تم سے جنگ کی وہ مغلوب ہی ہوا۔ انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہم خود کسی پر چڑھ کر نہیں جاتے، جب لڑائی کے لیے جمع ہو جاتے ہیں تو پھر

مغلوب نہ ہونے کی باتیں متفرق نہیں ہوتے اپنی طرف سے ظلم کی ابتدا نہیں کرتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سچ ہے، یہی وجہ ہے۔ یہ وفد انتقال مبارک سے چار ماہ پیشتر آیا تھا۔ یہ علاقہ نجران کے باشندے تھے (زاد المعاد صفحہ ۴۹۳)۔

وفد دوس کا آنا

طفیل بن عمرو دوسی رضی کے اسلام لانے کا ذکر اس کتاب میں پہلے آچکا ہے، اسلام کے بعد جب یہ بزرگوار وطن کو جانے لگے تو انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ میری قوم بھی میری دعوت پر مسلمان ہوجائے۔ نبی صلعم نے دعا فرمائی، خدایا طفیل کو تو ایک نشان (آیت) بنا دے۔ طفیل گھر پہنچے تو بوڑھا باپ ملنے کیلئے آیا، طفیل نے کہا بابا جان، اب نہ میں تمھارا ہوں نہ آپ میرے ہیں، بوڑھے نے کہا یہ کیوں، طفیل نے کہا میں تو محمد کا دین قبول کر کے اور مسلمان ہو کے آیا ہوں، بوڑھے نے کہا بیٹا جو تیرا دین ہے وہی میرا بھی ہے طفیل نے کہا خوب، تب آپ اٹھیے غسل فرمایئے، پاک کپڑے پہن کر تشریف لایئے تاکہ میں اسلام کی تعلیم دوں، پھر طفیل کی زوجہ آئی، اُس سے بھی اسی طرح بات چیت ہوئی، اور وہ بھی مسلمان ہو گئی، اب طفیل نے اسلام کی منادی شروع کردی، لیکن لوگ کچھ مسلمان نہ ہوئے۔ طفیل پھر نبی صلعم کی خدمت میں آ گئے عرض کیا کہ میری قوم میں زنا کی کثرت ہے (چونکہ اسلام زنا کو سختی سے حرام ٹھہراتا ہے) اس لیے لوگ مسلمان نہیں ہوتے، حضور ان کے لیے دعا فرمائیں۔ نبی صلعم نے زبان سے کہا۔ اللّٰھم اھد دوساً۔ اے خدا دوس کو سیدھا راستہ دکھلا۔ طفیل سے فرمایا جاؤ

دعوت اسلام کرنیوالوں کیلیے ضروری ہدایات

لوگوں کو دین خدا کی طرف بلاؤ، ان سے نرمی اور محبت کا برتاؤ کرو۔ اس دفعہ طفیل کو اچھی کامیابی ہوئی سنہ ۵ ہجری میں وہ دوس کے ستر اسی خاندانوں کو جو مسلمان ہو چکے تھے ساتھ لیکر مدینہ پہنچے معلوم ہوا کہ حضور خیبر گئے ہوئے ہیں، اس لیے خیبر ہو چکے ہی شرف حضوری حاصل کیا اور یہ سب لوگ بھی خیبر میں ہی نبی صلعم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ زاد المعاد جلد اول صفحہ ۴۹۴۔ نبی صلعم کے چچا زاد بھائی جعفر بھی حبش سے وہاں کے اشعری قبائل کو جو مسلمان ہو چکے تھے لیکر خیبر ہی جا پہونچے تھے، حضرت جعفر کا حبش سے وہاں کے نومسلموں کو لیکر اور حضرت طفیل بن عمرو کا یمن سے دوس کے نو مسلم خاندانوں کو لیکر خیبر ہی پہونچ جانا گویا یہودیوں کو خدا کی طرف سے یہ جتلا دینا تھا کہ جس نبی کی تعلیم ایسے دور دراز ملکوں میں دلوں کے قلعوں کو ایسی آسانی سے فتح کر رہی ہے اس کی مخالفت اینٹ پتھر کے قلعوں کے بھروسہ پر کرنا کس قدر بیجا بات ہے۔

فروہ بن عمرو جذامی کی سفارت گیری کا ذکر

عرب کا شمالی حصہ سلطنت قسطنطنیہ کے قبضہ میں تھا، اس ساحلی علاقہ کا گورنر فروہ بن عمرو تھا، اس کا دار الحکومت معان تھا، شام کا متصلہ علاقہ بھی اسی کی حکومت میں تھا، نبی صلعم نے اسکے نام مبارک (دعوت اسلام کی) بھیجا تھا۔ فروہ رضی نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت کے

یہ ایک سفید رنگ کا قیمتی خچر ہدیہ میں بھیجا تھا جب بادشاہ قسطنطنیہ کو اس کے مسلمان ہو جانے کی اطلاع ملی تو اُسے حکومت سے واپس بلا لیا گیا پہلے اسلام سے پھر جانے کی ترغیب دیتے رہے جب فروہ رضؓ نے انکار کیا تو اسے قید کر دیا گیا۔ آخر یہ رائے ہوئی کہ اُسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے شہر فلسطین میں عفرا نامی تالاب پر اسے پھانسی دیدی گئی جب وہ پھانسی کے نیچے پہونچا تو اس نے یہ شعر پڑھے۔ الا هل اتى سلمى بان خليلها * على ناقة لم يضرب الفحل امها * على ماء عفرا فوق احدى الرواحل * مشذبة اطرافها بالمناجل * جان دینے سے پیشتر یہ شعر بھی پڑھا۔ بلغ سراة المسلمين بانني * سلم لربي اعظمي ومقامي[1] *

وفد ہمدان یہ قبیلہ یمن میں آباد تھا ان میں اشاعت اسلام کے لیے خالد بن ولید رضؓ کو بھیجا گیا تھا، وہ وہاں چھ ماہ تک رہے، اسلام نہ پھیلا۔ نبی صلعم نے علی مرتضیٰ رضؓ کو اس قبیلہ میں اشاعت اسلام کے لیے مامور فرمایا۔ ان کے فیضان سے تمام قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہو گیا۔ حضرت علی رضؓ کا خط جب نبی صلعم نے سنا تو سجدہ شکرانہ کیا، اور زبان مبارک سے فرمایا۔ السلام على همدان السلام على همدان (ہمدان کو سلام پہونچے)۔ یہ وفد انہی لوگوں کا تھا جو حضرت علی رضؓ کے ہاتھ پر ایمان لا چکے تھے اور دیدار نبوی صلعم سے مشرف ہونے آئے تھے۔ مالک بن نمط نے مندرجہ ذیل اشعار نبی صلعم کے حضور میں نہایت ذوق سے پڑھے تھے۔ اليك جاوزن سواد الريف * في هبوات الصيف والخريف * مخطمات بحبال الليف (زاد المعاد صفحہ ۴۹۳)۔

وفد طارق بن عبداللہ طارق بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں مکہ کے سوق المجاز میں کھڑا تھا، اتنے میں وہاں ایک شخص آیا جو پکار پکار کر کہتا تھا۔ يا ايها الناس قولوا لا اله الا الله تفلحوا۔ لوگو لا الہ الا اللہ کہو کہ فلاح پاؤ گے۔ ایک دوسرا شخص اس کے پیچھے پیچھے آیا جو کنکریاں اسے مارتا تھا اور کہتا تھا۔ يا ايها الناس لا تصدقوه فانه كذاب۔ لوگو اسے سچا نہ سمجھو، یہ جھوٹا شخص ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو بنی ہاشم میں سے ایک ہے، جو اپنے آپ کو رسول اللہ سمجھتا ہے اور وہ دوسرا اس کا چچا عبد العزیٰ ہے (ابو لہب کا نام عبد العزیٰ تھا)۔ طارق کہتا ہے کہ اس کے بعد برسوں گذر گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے، اس وقت ہماری قوم کے چند آدمی میں بھی تھا مدینہ گئے تاکہ

(۱) یعنی مسلمانوں کے سرداروں کو میرا اسلام پہونچا دو اور یہ کہ میں اپنے رب پر ایمان لا کر مرا ہوں۔

وہاں کی کھجوریں مول لائیں جب مدینہ کی آبادی کے متصل پہونچ گئے تو ہم اس لیئے ٹھہر گئے کہ سفر کے کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے بدل کر شہر میں داخل ہوں گے، اتنے میں ایک شخص آیا جس پر دو پرانی چادریں تھیں اس نے سلام کر کے پوچھا کہ کدھر سے آئے کدھر جاؤ گے، ہم نے کہا کہ ربذہ سے آئے ہیں اور یہیں تک قصد ہے پوچھا مدعا کیا ہے، ہم نے کہا کہ کھجوریں خریدنا ہیں، ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا جس کی مہار ڈالی ہوئی تھی اس شخص نے کہا، یہ اونٹ بیچتے ہو؟ ہم نے کہا۔ ہاں، اسقدر..... کھجوروں کے بالعوض دیدیں گے، اس شخص نے یہ سن کر قیمت گھٹانے کی بابت کچھ بھی نہیں کہا، اور مہار اشتر سنبھال کر شہر کو چلا گیا جب شہر کے اندر جا پہونچا تو آپس میں لوگ کہنے لگے کہ یہ ہم نے کیا کیا، اونٹ ایسے شخص کو دیدیا جس سے ہم واقف تک نہیں، اور قیمت کے وصول کرنے کا کوئی انتظام بھی نہ کیا، ہمارے ساتھ ایک ہودج نشین (سردار قوم کی عورت بھی تھی) وہ بولی میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا کہ چودھویں رات کے چاند کے جیسا روشن تھا، اگر ایسا آدمی قیمت نہ دے تو میں ادا کروں گی، ہم یہی باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا کہا مجھے رسول اللہ نے بھیجا ہے (اور قیمت شتر کی کھجوریں بھیجی ہیں) (تمھاری ضیافت کی کھجوریں الگ ہیں) کھاؤ، پیو، اور قیمت کی کھجوروں کو پورا کر لو، جب ہم کھا پی کر سیر ہوگئے تو شہر میں داخل ہوئے دیکھا کہ وہی شخص مسجد کے منبر پر کھڑا وعظ کر رہا ہے ہم نے مندرجہ ذیل الفاظ آپکے سُنے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ لوگو! خیرات دیا کرو خیرات کا دینا تمھارے لیے بہتر ہے، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ماں کو، باپ کو، بہن کو، بھائی کو، پھر قریبی کو اور دوسرے قریبی کو دو۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۰۴)

وفد تجیب قبیلہ تجیب کے تیرہ شخص حاضر ہوئے تھے، یہ اپنے قوم کے مال و مواشی کی زکوٰۃ لیکر آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے واپس لے جاؤ، اور اپنے قبیلہ کے فقراء پر تقسیم کر دو، انھوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کو دے کر جو بچ رہا ہے ہم وہی لے کر آئے ہیں ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان سے بہتر کوئی وفد اب تک نہیں آیا، رسول اللہ نے فرمایا ہدایت خدائے عز و جل کے ہاتھ میں ہے، خدا جس کی بہبودی چاہتا ہے اس کے سینہ کو ایمان کے لیے کھول دیتا ہے، ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتوں کا سوال کیا، آنحضرت نے انکو جوابات لکھو

تھے (۱) یہ لوگ قرآن اور سنن ہدیٰ کے سیکھنے میں بہت ہی راغب تھے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو انکی تواضع کیلئے خاص طور پر معین کر دیا تھا۔ یہ لوگ واپسی کی اجازت کیلئے بہت ہی اضطراب ظاہر کرتے تھے صحابہؓ نے پوچھا تم یہاں سے جانے کیلئے اس قدر کیوں گھبراتے ہو؟ کہا دل میں یہ جوش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے جو انوار ہم نے حاصل کیے ، نبی اللہ کی گفتار سے جو فیوض ہم نے پائے ، جو برکات اور فوائد ہم کو یہاں آکر حاصل ہوئے ان سب کی اطلاع اپنی قوم کو جلد پہونچائیں ، آنحضرت نے ان کو عطیات سے سرفراز کیا اور رخصت فرمایا ۔ پوچھا کوئی شخص تم میں سے باقی بھی رہا ہے ؟ انھوں نے کہا ، ہاں ایک نوجوان لڑکا ہے جسے اسباب کے پاس ہم نے چھوڑ دیا تھا ۔ فرمایا اسے بھی بھیج دینا ۔ وہ حاضر ہوا تو اس نے کہا ، یا رسول اللہ حضور نے میری قوم کے لوگوں پر لطف و رحمت کی ہے ۔ مجھے بھی کچھ مرحمت ہو جائے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، تم کیا چاہتے ہو ۔ کہا ، یا رسول اللہ ، میرا مدعا اپنی قوم کے مدعا سے الگ ہے ، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ یہاں اسلام کی محبت سے آئے اور صدقات کا مال بھی لائے تھے ۔ آنحضرت نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو ۔ کہا میں اپنے گھر سے صرف اس لیے آیا تھا کہ حضور میرے لیے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے بخشدے مجھ پر رحم کرے ، اور میرے دل کو غنی بنا دے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے یہی دعا فرما دی ۔ سنہ ۱۰ ہجری کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو اس قبیلہ کے لوگ پھر حضور سے ملے ۔ نبی صلعم نے پوچھا اس نوجوان کی کیا خبر ہے ۔ لوگوں نے کہا ، اس جیسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا اور اس جیسا قانع کوئی سنا ہی نہیں گیا ، اگر دنیا بھر کی دولت اس کے سامنے تقسیم ہو رہی ہو تو وہ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۰۴)

وفد بنی سعد ہذیم ۔ یہ قبیلہ ایک شاخ قضاعہ کی تھا جس وقت یہ مسجد نبویؐ میں پہونچے تو دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے ہیں ، انھوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے پیشتر ہم کو کوئی کام بھی نہیں کرنا چاہیے اسلئے ایک طرف ہو کر الگ بیٹھے رہے ، جب آنحضرت صلعم ادھر سے فارغ ہوئے ، ان کو بلایا ۔ پوچھا کیا تم مسلمان ہو ، انھوں نے کہا ، ہاں ، فرمایا تم اپنے بھائی کیلئے دعا میں شامل کیوں نہ ہوئے

آدمی اسلام لاتے ہی مسلمان ہوجاتا ہے ۔ عرض کیا ، ہم سمجھتے تھے کہ بیعت رسول سے پہلے ہم کوئی

(۱) زاد المعاد صفحہ ۵۰۴ و بیہقی شریف بروایت جابر بن شداد

کام بھی کرنے کے مجاز نہیں۔ فرمایا جس وقت تم نے اسلام قبول کیا اسی وقت سے تم مسلمان ہو گئے ہو اتنے میں وہ لڑکا بھی آ پہنچا، جسے یہ لوگ اپنی سواریوں کے پاس بٹھلا آئے تھے۔ وفد نے کہا یا رسول اللہ یہ ہم سے چھوٹا، اور اسی لیے ہمارا خادم ہے۔ فرمایا ہاں۔ اصغر القوم خادمھم (چھوٹا اپنے بزرگوں کا خادم ہوتا ہے) خدا اسے برکت دے، اس دعا کی یہ برکت ہوئی کہ وہی قوم کا امام اور قرآن مجید کا قوم میں سب سے اچھا جاننے والا ہو گیا۔ جب یہ وفد لوٹ کر وطن گیا، تو تمام قبیلہ میں اسلام پھیل گیا۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۰۵)

وفد بنو اسد یہ دس شخص تھے جن میں وابصہ بن معبد اور طلحہ بن خویلد بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے اندر اصحابؓ میں تشریف فرما تھے ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا اکیلا ہے، لاشریک ہے اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دیکھئے یا رسول اللہ ہم از خود حاضر ہو گئے ہیں، اور آپ نے تو ہمارے پاس کوئی آدمی بھی نہ بھیجا۔ اس پر اس آیت کا نزول ہوا يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (حجرات ع ۲) ترجمہ۔ یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ اسلام لائے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتاؤ بلکہ خدا تم پر احسان کا احسان جتاتا ہے کہ اس نے تمھیں اسلام کی ہدایت کی۔ (بشرطیکہ تم دعووں میں سچے بھی ہو)۔ پھر ان لوگوں نے سوال کیا کہ جانوروں کی بولیوں، اور شگونوں، وغیرہ سے فال لینا کیسا ہے، رسول اللہ نے ان سب سے انھیں منع فرمایا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ، ایک بات باقی رہ گئی ہے یعنی خط کشی۔ (رمل) اس کی بابت آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسے ایک نبی نے لوگوں کو سکھایا تھا جس کسی کو صحت سے (وہ واقف علم) علم مل گیا، وہ بیشک عالم ہے۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۰۹)۔

وفد بہرا یہ لوگ مدینہ میں آئے، مقداد کے گھر کے سامنے انھوں نے آکر اونٹ بٹھلائے، مقدادؓ نے گھر والوں سے کہا، ان کیلئے کچھ تیار کرو، اور خود ان کے پاس گئے اور خوش آمدید کہہ کر اپنے گھر لے آئے، ان کے سامنے حیس رکھا گیا حیس ایک کھانا ہے جو کھجور اور ستو ملا کر گھی میں تیار کیا جاتا

ہو تھی کے ساتھ کبھی چپاتی بھی ڈال دیتے ہیں اسی کھانے میں سے کچھ آنحضرت صلعم کے لیے بھی مقداد رضی نے بھیجا، نبی نے کچھ کھا کر برتن واپس فرما دیا، اب مقداد دونوں وقت وہی پیالہ ان مہمانوں کے سامنے رکھ دیتے وہ مزے لیکر کھایا کرتے، خوب کھایا کرتے مگر کھانا کم نہ ہوا کرتا تھا ان لوگوں کو دیکھ کر حیرت ہوئی، آخر ایک دن اپنے میزبان سے پوچھا، مقداد ہمنے تو سنا تھا کہ مدینہ والوں کی خوراک ستو، جو وغیرہ ہیں، تم تو ہر وقت ہمیں وہ کھانا کھلاتے ہو جو ہمارے ہاں بہت عمدہ سمجھا جاتا ہے اور جو ہر روز ہمکو میسر بھی نہیں آسکتا اور پھر ایسا لذیذ کہ ہم نے کبھی ایسا کھایا بھی نہیں، مقداد رضی نے کہا اچھا سنو، یہ سب کچھ آنحضرت صلعم کی برکت ہے کیونکہ اسے آنحضرت صلعم کے انگشتان مبارک لگ چکی ہیں، یہ سنتے ہی سب نے باتفاق کہا، اور اپنا ایمان تازہ کیا کہ بیشک وہ خدا کے رسول صلعم ہیں، یہ لوگ مدینہ میں کچھ عرصہ ٹھہر قرآن اور احکام سیکھے، اور واپس چلے گئے۔ تاریخ طبری ص ۵۱۰

وفد عذرہ کا بیان بماہ صفر سنہ ۹ ہجری یہ وفد حاضر ہوا تھا ۱۹ شخص اس میں تھے، ان میں حمزہ بن نعمان رضی بھی تھے، نبی نے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم بنی عذرا ہیں۔ اور قصی کے (ماں کی طرف سے) بھائی ہیں، ہم نے ہی قصی کو ترقی دلائی اور خزاعہ و بنی بکر کو مکہ سے باہر نکالا تھا اس سے ہمکو قرابت بھی حاصل ہے اور نسب بھی، نبی نے مرحبا و خوش آمدید فرمایا اور یہ بھی بشارت سنائی کہ عنقریب شام فتح ہو جائیگا، ہرقل ان کے علاقہ سے بھاگ جائیگا، پھر نبی نے حکم دیا کہ کاہنوں سے جاکر سوال نہ کیا کریں اور جو قربانیاں وہ کرتے ہیں آئندہ نہ کریں، اب صرف عید الاضحی کی قربانی باقی رہ گئی ہے یہ لوگ کچھ دنوں مدینہ طیبہ میں رہے پھر انعام و جائزہ سے مشرف ہو کر رخصت ہوئے۔ (زاد المعاد صفحہ ۱۰، ۵)

وفد خولان یہ دس شخص تھے جو ماہ شعبان سنہ ۱۰ ہجری کو خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تھے انھوں نے آکر عرض کیا کہ ہم اپنی قوم کے باقی ماندگان کی جانب سے وکیل ہو کر آئے ہیں، خدا اور رسول پر ہمارا ایمان ہے ہم حضور کی خدمت میں لمبا سفر طے کرکے آئے ہیں اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ خدا اور رسول کا ہم پر احسان ہے ہم یہاں محض زیارت کیلیے حاضر ہوئے ہیں، رسول نے فرمایا جس نے مدینہ میں آکر میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرا ہمسایہ ہوگا، پھر آنحضرت نے دریافت فرمایا عم انس کا کیا ہوا، یہ ایک بت کا نام ہے جو اس قوم کا معبود تھا، وفد نے عرض کیا، ہزار شکر ہے کہ خدا نے حضور کی تعلیم کو ہمارے بیچ اس کا بدل بنا دیا ہے، اب بعض بعض بوڑھے اور بوڑھی عورتیں رہ گئی ہیں جو اس کی پوجا کیے جاتے ہیں، اب انشاء اللہ ہم اسے جاکر گرا دیں گے، ہم بڑی مصیبت کے اور فتنہ میں رہے، رسول نے فرمایا کسی دن کا تو ذکر سناؤ، وفد نے عرض کیا یا رسول اللہ

ایک دفعہ پہنچتے تمام زکاۃ کو جمع کیے اور سب کے سب ایک ہی دن غنم انس کیلئے قربان کیے گئے اور درندوں کے پیٹ بھر دیے گئے حالانکہ ہم کو گوشت اور جانوروں کی بہت زیادہ ضرورت تھی ، انھوں نے یہ بھی عرض کیا کہ چوپاؤں و زراعت میں سے برابر انس کا حصہ نکالا جاتا تھا جب کوئی زراعت کرتا تو اس کا بعض حصہ غنم انس کے لیے مقرر کرتا ، اور ایک کنارہ کا خدا کے نام مقرر کردیتا ، اگر کھیتی کو ہوا مار جاتی تو خدا کا حصہ تو غنم انس کے نام کر دیتے مگر غنم انس کا حصہ خدا کے نام پر نہ کرتے ، رسول اللہ نے ان کو فرائض و دین سکھائے ، اور خصوصیت سے ان باتوں کی نصیحت فرمائی ۔ "نبی کی تعلیم کا نمونہ" (۱) عہد کو پورا کرنا (۲) امانت کا ادا کرنا (۳) ہمسایہ لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا (۴) کسی ایک شخص پر بھی ظلم نہ کرنا (۵) یہ بھی فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریک ہوگا ۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۰۹)

وفد محارب یہ دس شخص تھے جو قوم کے وکیل ہو کر ۱۰ ہجری میں آئے تھے ۔ بلال ان کی خدمت کے لیے مامور تھے صبح و شام کا کھانا وہی لایا کرتے تھے ایک روز ظہر سے عصر تک کا پورا وقت نبی نے انھیں کو دیا ، ان میں سے ایک شخص کو نبی نے پہچان لیا ، اور اسے غور سے دیکھنا شروع کیا ، رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے تمکو پہلے بھی دیکھا ہے ۔ یہ شخص بولا ، خدا کی قسم حضور نے مجھے دیکھا بھی تھا اور گفتگو بھی کی تھی اور میں نے بڑے بیہودہ کلام سے حضور کو جواب دیا ، اور بہت بری طرح سے حضور کے کلام کا رد کیا تھا ، یہ بازار عکاظ کا ذکر ہے جہاں حضور لوگوں کو تبلیغ کرتے پھرتے تھے ۔ نبی نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے ۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ اس روز میرے دوستوں میں مجھ سے بڑھ کر کوئی بھی حضور کی مخالفت کرنیوالا ، اور اسلام سے دور ڈالنے والا نہ تھا ۔ وہ سب تو اپنے آبائی مذہب پر ہی مر گئے ۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آج تک باقی رکھا اور حضور پر ایمان لانا مجھے نصیب ہوا ۔ آنحضرت نے فرمایا ، سب کے دل خدائے عز و جل کے ہاتھ میں ہیں ۔ اس شخص نے کہا ، یا رسول اللہ میری پہلی حالت کے لیے معافی کی دعا فرمائیے ۔ رسول نے فرمایا اسلام ان سب کو مٹا دیتا ہے جو کفر میں کی ہوں (زاد المعاد صفحہ [illegible])

وفد صداء یہ وفد ۸ ہجری میں حاضر خدمت نبوی ہوا تھا ۔ سب سے پہلے اس قوم کا ایک شخص زیاد بن حارث صدائی حاضر ہوا پھر دوبارہ وہی زیاد قوم کے پندرہ سرکردہ لوگوں کو لیکر آیا ۔ سعد بن عبادہ ان کی تواضع کیلئے مامور ہوئے ان کے واپس جانے کے بعد ان کے قبیلہ میں اسلام پھیل گیا تھا ۔ زیاد نے نبی سے عرض کیا تھا کہ ہمارے ہاں صرف ایک کنواں ہے ، سردیوں میں اس کا پانی کافی ہوتا ہے لیکن گرمیوں میں وہ خشک ہو جاتا ہے اس لیے تمام قوم متفرق ہو کر یہ موسم پورا کرتی ہے ، ہمارا قبیلہ ابھی نیا نیا اسلام میں آیا ہے ، تعلیم و تعلم کی بہت زیادہ ضرورت ہے دعا فرمائیے کہ کنوئیں کا پانی ختم نہ ہوا کرے ۔ نبی نے فرمایا ۔ تھم

سات کنکریاں اٹھا لاؤ، زیاد لے آئے، نبیؐ نے انکو اپنے ہاتھ میں رکھ کر پھر واپس کر دیا، فرمایا ایک کنکری اس کنویں میں گرا دینا ہر ایک کنکری پر بسم اللہ پڑھتے جانا، زیاد کا بیان ہے کہ پھر ہمارا اتنا پانی بڑھ گیا کہ اس کی تہ کا پتہ ہی نہ لگا کرتا۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۱)

وفد غسان کا حال رمضان ۱۰ھ ہجری قبیلہ غسان کے تین شخص ۱۰ ہجری میں نبیؐ کی خدمت میں آئے تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی قوم کی ہدایت کا ارادہ کر کے واپس چلے گئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اشاعت اسلام میں کامیابی نہ ہوئی ان میں سے دو پہلے وفات پا چکے تھے اور ایک اس وقت تک زندہ تھا جبکہ ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے شام کو فتح کیا تھا (زاد المعاد جلد ۱)

وفد بنی عبس کا حال یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے مبلغین اسلام سے سنا ہے کہ حضور یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ لا اسلام لمن لا ہجرۃ لہٗ (۱) ہمارے پاس زر و مال بھی ہے اور مویشی بھی جن پر ہماری گزران ہے پس اگر ہجرت کے بغیر ہمارا اسلام ہی ٹھیک نہیں تو مال و متاع ہمارے کیا کام آئینگے اور مویشی ہمیں کیا فائدہ دینگے، بہتر ہے کہ ہم سب کچھ فروخت کر کے سب کے سب خدمت عالی میں حاضر ہو جائیں، نبیؐ نے فرمایا۔ اتقوا اللہ حیث کنتم فلن یلتکم من اعمالکم شیئاً۔ تم جہاں آباد ہو وہیں رہ کر خدا ترسی کو اپنا شیوہ بنائے رکھو تمھارے اعمال میں فرق کبھی نہیں آنے کا۔ (زاد المعاد صفحہ ۱۱۵ جلد اول) اس جواب میں نبیؐ نے یہ بتلا دیا ہے کہ مسلمانوں کو مرکز اسلام میں جمع ہو کر اسلامی رقبہ کو محدود اور تنگ کر لینا مناسب نہیں، مسلمانوں کو مختلف، دور دست ملکوں میں پہونچنا اور اسلام کی دعوت کو پہونچانا چاہئے۔ جو لوگ اپنے ترک وطن کر کے اسلامی ملکوں میں جا بسنے کو بہتر سمجھتے ہیں انھیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا کرنا نبیؐ کی تعلیم کے خلاف ہے اور صحابہ کے مذہب کے بھی خلاف ہے۔

وفد غامد کا بیان یہ وفد ۱۰ ہجری میں آیا تھا اس میں دس آدمی تھے یہ مدینہ سے باہر آکر اترے، ایک لڑکے کو بٹھلا کر نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبیؐ نے پوچھا کہ تم اسباب کس کے پاس چھوڑ کر آئے ہو۔ لوگوں نے کہا ایک لڑکے کو، فرمایا تمھارے بعد وہ سو گیا ایک شخص آیا اور خورجی چرا کر لے گیا، ایک شخص بولا، یا رسول اللہ خورجی تو میری تھی فرمایا گھبراؤ نہیں، وہ لڑکا اٹھا، چور کے پیچھے پیچھے بھاگا اسے جا پکڑا اسباب صحیح سالم مل گیا ہے، یہ لوگ نبیؐ کی خدمت سے جب واپس پہونچے تو لڑکے سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی طرح اس کے ساتھ ماجرا ہوا تھا یہ لوگ اسی امر پر مسلمان ہو گئے۔ نبیؐ نے ابی بن کعبؓ کو مقرر فرمایا کہ انھیں قرآن یاد کرا دیں اور شرائع الاسلام سکھلا دیں جب وہ واپس جانے لگے تو انھیں شرائع الاسلام ایک کاغذ میں لکھ کر دیدئے گئے۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۱۴)

وفد نخع کا بیان یہ نصف ماہ محرم ۱۱ ہجری کو خدمت نبویؐ میں حاضر ہوا تھا اس کے بعد کوئی وفد حاضر نہیں ہوا۔ یہ دو سو اشخاص تھے اور معاذ بن جبلؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آئے تھے، ان کو دار الضیافہ (مہمان خانہ) میں اتارا گیا تھا ایک شخص ان میں زرارہ بن عمرو تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے راستہ میں خواب دیکھا

(۱) جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام ہی نہیں۔

جو عجیب تھے۔ نبیؐ نے فرمایا بیان کرو۔ کہا میں نے دیکھا کہ ایک بکری نے بچہ دیا ہے جو سپید اور سیاہ رنگ کا ابلق ہے، نبیؐ نے پوچھا کیا تمہاری زوجہ کے پیٹ سے بچہ ہونے والا تھا اس نے کہا ہاں۔ نبیؐ نے فرمایا کہ اس کے فرزند پیدا ہوا ہے جو تیرا بیٹا ہے۔ زرارہ نے کہا یا رسول اللہ ابلق ہونے کے کیا معنی ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا قریب آؤ۔ پھر آہستہ سے پوچھا کہ تیرے جسم پر برص کے داغ ہیں جنہیں تو لوگوں سے چھپائے رہتا ہے۔ زرارہ نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا کہ آج تک میرے اس راز کی کسی کو اطلاع نہ تھی۔ نبیؐ نے فرمایا بچہ پر اسی کا اثر ہے۔ زرارہ نے دوسرا خواب سنایا کہ میں نے نعمان بن منذر کو دیکھا (عرب کا مشہور ذی عیم بادشاہ) کہ گوشوارے، بازوبند، خلخال پہنے ہوئے ہے۔ نبیؐ نے فرمایا اس کی تاویل ملک عرب ہے جو اب آسائش و آرائش حاصل کر رہا ہے۔ زرارہ نے عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے جس کے کچھ بال سفید کچھ سیاہ ہیں اور باہر زمین سے نکلی ہے۔ نبیؐ نے فرمایا یہ دنیا ہے جس قدر باقی رہ گئی ہے۔ زرارہ نے عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک آگ زمین سے نمودار ہوئی، میرے اور میرے بیٹے عمر کے درمیان آگئی اور وہ کہہ رہی ہے لظیٰ لظیٰ بینا بینا ہو کر نابینا ہو، لوگو! اپنی غذا اپنا کنبہ اپنا مال مجھے کھانے کے لیے دو۔ نبیؐ نے فرمایا یہ ایک فساد ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ زرارہ نے عرض کیا کہ یہ کیسا فتنہ ہوگا۔ نبیؐ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے۔ آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ ایک دوسرے سے ایسے گتھ جائیں گے جیسے ہاتھوں کی انگلیاں پنجہ ڈالنے میں گتھ جاتی ہیں۔ بدکار ان دنوں اپنے آپ کو نیکوکار سمجھے گا۔ مومن کا خون پانی سے بڑھ کر خوشگوار سمجھا جائیگا۔ اگر تیرا بیٹا مر گیا تب تو اس فتنہ کو دیکھیگا۔ تو مر گیا، تو تیرا بیٹا دیکھے گا۔ زرارہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ میں اس فتنہ کو نہ دیکھ سکوں۔ رسولؐ نے دعا فرمائی، الٰہی یہ اس فتنہ کو نہ پائے۔ زرارہ کا تو انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا زندہ رہا۔ اس نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کو توڑ دیا تھا۔ (زاد المعاد جلد ۲)

وفد بنی فزارہ جب رسول اللہؐ تبوک سے واپس آئے تو بنی فزارہ کا ایک وفد جس میں دس پندرہ آدمی شامل تھے خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ ان کو اسلام کا اقرار تھا۔ ان کی سواری میں لاغر اور کمزور اونٹ تھے۔ رسولؐ نے پوچھا کہ تمہارے شہروں کا کیا حال ہے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ شہروں میں قحط ہے، مواشی مر گئے، باغ خشک ہو گئے، بال بچے بھوک کے مارے ہیں۔ آپ خدا سے دعا فرمائیں کہ ہماری فریاد سنے۔ آپ ہماری سفارش خدا سے کریں، خدا ہماری سفارش آپ سے کرے۔ نبیؐ نے فرمایا عجیب بات ہے! خدا ان باتوں سے پاک ہے جو تیرے منہ سے نکلیں میں تو خدا کے ہاں شفاعت کروں گا لیکن خدا کس کے ہاں شفاعت کرے، وہ معبود ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ سب سے بزرگ ہے۔ آسمانوں اور زمین پر اسی کا حکم ہے۔ نبیؐ نے ان کی قوم میں بارش کے لیے دعا فرمائی، جس کا مضمون ترجمہ پیش خدمت ہے۔ "اے خدا اپنے بندوں اور چارپایوں کو سیراب کر اپنی رحمت کو پھیلا دے اور مردہ بستیوں کو زندہ کر دے، الٰہی ہم کو فریاد رس بارش سے جو راحت رساں

ارزاں قیمت ہو جلد آئے دیر نہ لگائے نفع پہونچائے ضرر نہ کرے، سیراب کر دے۔ الٰہی ہم کو رحمت سے سیراب کر دے نہ عذاب سے وہدم وغرق ومحق سے بچا دے۔ الٰہی بارش باران سے ہمیں سیراب کر دے اور دشمنوں پر ہم کو نصرت عطا کر۔ (زاد المعاد صفحہ ۵ ج ۲)

وفد سلامان شوال سنہ ۱۰ ہجری یہ سات شخص تھے، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے، انہی میں حبیب بن عمرو تھا، اس نے سوال کیا تھا کہ سب اعمال سے افضل کیا چیز ہے، رسول ﷺ نے فرمایا "وقت پر نماز کا پڑھنا" ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے ملک میں بارش نہیں ہوئی، دعا فرمائیے، رسول ﷺ نے زبان سے فرمایا اللّٰھم اسقھم الغیث فی دارھم، حبیب نے عرض کیا یا رسول اللہ ان مبارک ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرما دیجئے، نبی ﷺ مسکرائے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرما دی، حبیب جب اپنے وطن میں لوٹ کر گیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی روز بارش ہوئی تھی جس دن نبی ﷺ نے دعا فرمائی تھی (زاد المعاد صفحہ ۵۱ ج ۲)۔

وفد نجران ان تمام روایات پر جو وفد نجران کے عنوان کے تحت میں دواوین احادیث میں پائی جاتی ہیں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسائیان نجران کے متعدد وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس لیے اسی ترتیب سے ان کا ذکر کیا جاتا ہے، ابو عبد اللہ حاکم کی روایت عن یونس بن بکیر میں ہے کہ نبی ﷺ نے اہل نجران کو دعوت اسلام کا خط تحریر فرمایا تھا، جب اسقف نے اس خط کو پڑھا تو اس کے بدن پر لرزہ پڑ گیا، اور وہ کانپ اٹھا، اس نے فوراً شرحبیل بن وداعہ کو بلایا، یہ قبیلہ ہمدان کا شخص تھا کوئی بڑا کام بغیر اس کی رائے کے حاکم یا مشیر یا درجہ والے نہیں کیا کرتے تھے، اسقف نے اسے خط دیا اور اس نے پڑھ لیا تو اسقف بولا ابو مریم فرمائیے آپ کی کیا رائے ہے، شرحبیل نے کہا صاحب یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ خدا نے ابراہیم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اسمٰعیل کی نسل میں نبوت بھی ہوگی، ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہو، لیکن نبوت کے متعلق میری کیا رائے ہو سکتی ہے، کوئی دنیوی بات ہوتی تو میں اس پر پورا غور کر سکتا، اور اپنی رائے عرض کر سکتا تھا، اسقف نے کہا، اچھا آپ بیٹھ جائیے، اسقف نے پھر ایک دوسرے شخص کو جس کا نام عبد اللہ بن شرحبیل تھا اور قوم حمیر سے تھا، بلایا اور نامہ نبوی دکھلا کر اس کی رائے دریافت کی، اس نے شرحبیل کا سا جواب دیا، اسقف نے پھر ایک تیسرے شخص جبار بن فیض کو بلایا یہ بنو الحارث بن کعب میں سے تھا نامہ دکھلایا اور رائے دریافت کی، اس نے بھی ان دونوں کا سا جواب دیا، جب اسقف نے دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جواب نہیں دیتا تو اس نے حکم دیا کہ گھنٹے بجائے جائیں اور ٹاٹ کے پردے گرجا پر لٹکائے جائیں، ان کا دستور تھا کہ اگر کوئی مہم عظیم درپیش ہوتی تو لوگوں کے بلانے کا طریق دن کے وقت یہ تھا کہ گھنٹے بجاتے اور ٹاٹ کے پردے گرجا پر لٹکا دیتے اور رات کے وقت یہ تھا کہ گھنٹے بجاتے اور پہاڑی پر آگ روشن کر دیتے، اس گرجا کے متعلق ۷۳ گاؤں تھے جن میں ایک لاکھ سے زیادہ جنگی مردوں کی آبادی تھی، وادی کے بالائی اور نشیبی حصہ کا طول ایک اسپ سوار کے ایک دن کی راہ کا تھا، جب کل علاقے کے لوگ (سب کے سب عیسائی تھے) جمع ہو گئے تو اسقف نے وہ نامہ مبارک سب کو سنایا اور رائے دریافت کی، مشورہ کے بعد قرار داد یہ ہوئی کہ شرحبیل اور عبد اللہ اور جبار کو نبی ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا جائے وہ وہاں پہونچ کر حالات معلوم کر کے پھر

پھر واپس آئیں) یہ لوگ مدینہ پہونچے اور چند روز نبیؐ کی خدمت میں حاضر رہے، اور انھوں نے بھی نبیؐ سے حضرت
عیسیٰؑ کی شخصیت کے متعلق بھی گفتگو کی اس گفتگو پر ان آیات کا نزول ہوا، ترجمہ حسب ذیل ہے: "عیسیٰؑ کی مثال خدا کے
نزدیک آدمؑ کی سی ہے، خدا نے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا کہ (انسان زندہ) بن جا، وہ زندہ ہو گیا، سچی بات تیرے پروردگار
کی جانب سے یہی ہے اب تم اس سچی کو ملا سچھنے والو نہیں نہ رہو، اور جو کوئی تم سے اس علم کے بعد جھگڑا کرے اسے کہدو کہ ہم اپنی
اولاد کو بلاتے ہیں تم اپنی اولاد کو بلاؤ اسی طرح ہماری عورتیں اور تمھاری عورتیں، ہم خود بھی اور تم خود بھی جمع ہوں
پھر خدا کے حضور متوجہ ہوں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر ڈالیں۔" (آل عمران رکوع ۶) ان آیات کے نزول پر نبیؐ نے حسنؓ
حسینؓ کو بھی بلایا، اور فاطمہؓ (سیدۃ نساء العالمین) بھی باپ کی پس پشت آکر کھڑی ہو گئیں، ان عیسائیوں نے علیحدہ
ہو کر باہمی مشورہ کیا، شرحبیل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا آسان نہیں ہے دیکھو تمام
وادی کے لوگ اکٹھے ہوئے تب انھوں نے ہم کو بھیجا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بادشاہ ہے تب بھی اس سے مباہلہ کرنا ٹھیک نہ ہوگا
کیونکہ تمام عرب میں سے ہم ہی اس کی نگاہ میں کھٹکتے رہیں گے اور اگر یہ نبی مرسل ہے تب تو لعنت کے بعد ہمارا پرکاہ بھی
زمین پر باقی نہ رہیگا، اسلئے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ہم اسکی ماتحتی قبول کریں اور تم جزیہ کا فیصلہ بھی انکی رائے پر چھوڑ دیں
کیونکہ جہاں تک میں نے سمجھا ہے یہ سخت مزاج نہیں ہے۔ دونوں ساتھیوں نے اتفاق کیا اور انھوں نے جا کر عرض
کر دیا کہ مباہلہ سے بہتر ہمارے لیے یہ ہے کہ جو کچھ حضورؐ کے خیال میں کل صبح تک ہمارے لیے بہتر معلوم ہو وہ ہم پر مقرر کر دیا
جائے، اگلے دن حضورؐ نے ان پر جزیہ مقرر کر دیا اور ایک معاہدہ جسے مغیرہؓ صحابی نے لکھا تھا اور ابو سفیان بن حربؓ، غیلان
بن عمروؓ، مالک بن عوفؓ، اقرع بن حابسؓ صحابہ کی شہادتیں اسپر ثبت تھیں لکھ کر مرحمت فرمایا، معاہدہ کا ایک فقرہ خاص
طور پر ناظرین کیلئے ملاحظہ طلب ہے، کہ آنحضرتؐ عیسائیوں کو کیسے کھلے دل سے انکے حقوق مرحمت فرماتے تھے جس کا ترجمہ حسب ذیل
ہے۔ نجران والوں کو خدا اور محمد رسول اللہؐ کی حفاظت حاصل ہوگی، جان، اولاد، مال، زمین اور جائداد کے متعلق ان سب کو جو حاضر
یا غائب ہیں، صاحب قبیلہ ہیں یا اتباع کرنے والے ہیں ان کی حالت میں اور حقوق میں کوئی تغیر نہ کیا جائیگا اور جو کچھ کم
یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اُسے نہ بدلا جائیگا، پچھلے زمانہ کی شبہات یا قتل کے جھگڑے ان پر نہ اٹھائے جائینگے، وہ بیگار
میں نہ پکڑے جائیں گے ان سے دہ یکی نہ لی جائے گی ان کے علاقہ سے فوج عبور نہ کریگی۔ سند حاصل کر کے یہ لوگ،
نجران کو واپس چلے گئے۔ بشپ (اسقف) اور دیگر سرآوردہ لوگوں نے ایک منزل آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کی، وفد
نے یہ سند اسقف کے سامنے پیش کر دی، وہ چلتے ہوئے ہی اس سند کو پڑھنے لگا اس کا چچا زاد بھائی بشر بن
معاویہ جس کی کنیت ابو علقمہ تھی اس کے برابر تھا، وہ بھی اس مضمون کے معنی کی طرف اس قدر متوجہ ہوا کہ [illegible]
اور اونٹنی نے اسے زمین پر گرا دیا اس نے گرتے ہی کہا خرابی ہو اس شخص کی جس نے اس قدر ہم کو تکلیف میں ڈالا ہے، بشر نے

یہ اشارہ نبیؐ کی طرف کیا تھا، اسقف بولا دیکھ تو کیا کہتا ہو بخدا وہ تو نبی مرسل ہے، بشر نے جواب دیا بخدا اب میں بھی اسکا پالان
اسی کے پاس جاکر اتارونگا، یہ کہکر اس نے اپنا رخ بدل دیا اور مدینہ کو چل پڑا، اسقف نے اسکے پیچھے ناقہ لگائی اور چلا چلا
کر کہتا تھا کہ میری بات تو سنو، میرا مطلب تو سمجھو، میں نے یہ فقرہ اس لیے کہا تھا کہ ان قبائل میں مشہور ہوجائے تاکہ کوئی
یہ نہ کہے کہ ہم نے اس سن کے حاصل کرنے میں کوئی حماقت کی ہو یا فیاضی قبول کری ہو حالانکہ دیگر قبائل نے ابتک اسکی
فیاضی کو قبول نہیں کیا ہے اور ہماری حماقت اور ننگ و عار اور دنیا سے بڑھکر کچھی ہے، بشر بولا، نہیں نہیں، بخدا اب
میں نہیں کہنے کا، تیرے دماغ سے ایسی بات نکل ہی نہیں سکتی، یہ بشر تو خدمت نبوی میں پہونچکر ہی حضورؐ سے ملا
اور بالآخر درجہ شہادت پر فائز ہوا، اب اس وفد کا بقیہ حال سنو، جب یہ لوگ نجران پہونچ گئے تو نجران کے قریب کوہ جا
میں رہنے والے ایک منک (راہب) نے بھی کسی سے یہ تمام داستان سن پائی کہ ایک نبی تہامہ میں پیدا ہوا ہے
اس کا خط آیا تھا وہاں سے تین شخص اس کے پاس بھیجے گئے تھے وہ اس سے سند لیکر آئے تھے، اسقف وہ سند پڑھ رہا
تھا اس کا بھائی سواری سے گر گیا، اس نے نبیؐ کو برا بھلا کہا، اسقف نے منع کیا اور بتلایا کہ وہ سچا نبی ہے اسے
برا نہ کہو، وہ یہ سن کر مدینہ کو چلا گیا، اسقف نے بہت روکا مگر نہ رکا، راہب نے جو گرجا کے برج پر بیٹھا ہوا برسہا
سال سے بیٹھا رہا تھا چیخنا شروع کردیا کہ مجھے اتارو مجھے اتارو ورنہ میں اوپر سے کود پڑونگا خواہ میری جان بھی جاتی رہے، یہ
راہب بھی چند تحائف لیکر نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ ایک پیالہ ایک عصا ایک چادر اس نے بطور تحفہ پیش کی تھی، وہ چادر
خلفائے عباسیہ کے عہد تک برابر محفوظ رہی تھی، راہب نے کچھ عرصہ تک ٹھہر کر اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کی اور پھر آنحضرتؐ سے اجازت
لیکر واپس آنے کا وعدہ کرکے نجران چلا گیا تھا مگر نبیؐ کی حیات طیبہ تک واپس نہ آیا تھا۔ (۲) اس وفد سے کچھ عرصہ کے بعد اسقف
ابو الحارث جو گرجا کا امام تھا اور قسطنطنیہ کے رومی بادشاہ اسکا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے اور عام لوگ اکثر کرامات
وغیرہ اس کی ذات سے منسوب کرتے تھے اور یہ شخص اپنے مذہب کا مجتہد شمار ہوتا تھا، نبیؐ کی خدمت میں پہونچا، اسکے ساتھ ایہم بھی تھا
جو علاقہ کا جج اور حاکم بھی تھا، اسے سید کے لقب سے ملقب کرتے تھے، اور عبد المسیح المقلب بہ عاقب بھی تھا جو سارے
علاقہ کا گورنر اور امیر بھی تھا، باقی ۲۴ مشہور سردار اور تھے، کل قافلہ ۶۰ سواروں کا تھا، یہ عصر کے وقت مسجد نبویؐ میں
پہونچے تھے وہ انکی نماز کا وقت تھا (غالباً اتوار کا دن تھا) نبیؐ نے ان کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت فرمادی تھی
اور انھوں نے مسجد سے مشرق کی جانب رخ کرکے نماز ادا کی تھی، بعض مسلمانوں نے انھیں مسجد نبویؐ میں عیسائی نماز پڑھنے
سے روکنا چاہا مگر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو منع فرمادیا تھا۔ یہودی بھی انھیں دیکھنے آتے تھے اور کبھی کبھی مسئلہ مذہبی پر گفتگو
بھی ہوجایا کرتی تھی، ایک دفعہ نبیؐ کے سامنے یہودیوں نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی تھے اور ان عیسائیوں نے
کہا کہ وہ عیسائی تھے اس بحث پر قرآن مجید کی ان آیات کا نزول ہوا، ترجمہ یہ ہے "ان سے کہو کہ اے کتاب

والو ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو، تورات اور انجیل اس کے بعد اتری ہے جن باتوں میں تمہارے پاس کچھ علم تھا ان میں تو جھگڑتے ہی تھے مگر جس بارہ میں علم نہیں ان میں کیا جھگڑا کیوں کرتے ہو۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تھا نہ عیسائی تھا وہ تو یکا موحد تھا اور مسلمان تھا اور وہ مشرک بھی نہ تھا سب خلقت میں ابراہیمؑ سے قریب تر وہ ہیں جو اس کا اتباع کریں۔ اور یہ نبی اور ان پر ایمان رکھنے والے لوگ، ہاں خدا مومنین کا دوست دار ہے۔ (آل عمران ع ۷)

ایک دفعہ یہودیوں نے (مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں پر اعتراض کرنے کی غرض سے) کہا: محمدؐ صاحب کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی بھی عبادت کرنے لگیں جیسا کہ عیسائی عیسیٰؑ کی عبادت کیا کرتے ہیں؟ نجران کا ایک عیسائی بولا: ہاں محمدؐ صاحب بتا دیجئے کیا آپ کا یہی ارادہ ہے اور اسی عقیدہ کی دعوت آپ دیتے ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت کروں یا کسی دوسرے کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم دوں، خدا نے مجھے اس کام کیلئے نہیں بھیجا، اور مجھے ایسا حکم بھی نہیں دیا! اس واقعہ پر قرآن مجید میں ان آیات کا نزول ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے "جس بشر کو خدا کتاب اور حکم اور نبوت عنایت کرے اسے اسکا حق نہیں کہ پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا کے سوا تم میرے بندے بن جاؤ وہ تو یہی کہا کرتا ہے کہ کتاب الٰہی کو سیکھ کر اور شریعت کا درس پاکر تم اللہ والے بن جاؤ، یہ نبی تو نہیں کہتا کہ فرشتوں کو یا نبیوں کو بھی رب بنا لو بھلا وہ کفر کیلئے کہہ سکتا ہے تم لوگوں کو جو اسلام لا چکے ہو۔ (آل عمران ع ۸) محمد بن سہل کی روایت میں ہے کہ آل عمران کی شروع سے ۸۰ آیات تک کا نزول بھی اسی وفد کی موجودگی میں ہوا تھا جب یہ واپس جانے لگے تو آنحضرتؐ سے پھر ایک سند انہوں نے حاصل کی جس میں گرجاؤں اور پادریوں کی بابت زیادہ صراحت تھی اس سند کی پوری نقل ذیل میں کی جاتی ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ "یہ تحریر محمد نبی صلعم کی جانب سے ہے اسقف ابو الحارث قبیلے نجران کے دیگر اسقفوں، کاہنوں، راہبوں، انکے معتقدوں، غلاموں، اہل بیت اور انکے پیرو والوں کے متعلق اور ان کم یا زیادہ چیزوں کے متعلق جو ان کے ہاتھ میں ہیں سب کو خدا و رسول کی حفاظت حاصل ہوگی گرجا کے خادم نہ ہٹائے جائینگے عہدہ دار و نہ کسی کو بدلا نہ جائیگا کسی حق میں یا اختیارات میں مداخلت نہ کی جائے گی، ان کی موجودہ حالت میں تغیر نہ ہوگا بشرطیکہ رعایا کے خیرخواہ رہیں اور شیوہ ہے نہ ظالم کا ساتھ دیں اور نہ خود ظلم کریں۔" (فتوح البلدان بلاذری) یہ لوگ چلتے وقت درخواست کرنے لگے کہ ایک امانت دار شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیا جائے جسے جزیہ ادا کر دیا کریں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح کو ان کے ساتھ بھیجدیا اور فرمایا کہ یہ شخص میری امت کا امین ہے۔ (زاد المعاد ۲ ص ۳۹) ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے فیضان صحبت سے علاقہ میں اسلام پھیل گیا تھا۔ اور اس طرح وہ عرب اسلام کا ہمہ گیر آفتاب عالم تاب بن گیا۔

صلی اللہ علیہ وسلم
یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن ۔۔ فاش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار ازلی

باب گیارہواں

حکومت الٰہیہ کی تکمیل تا اخلاق و عادات وغیرہ

حضورؐ کا اصل منصب اشاعت اسلام اور حکومت الٰہیہ کا قیام تھا۔ حضورؐ نے تمام ممکن ذرائع سے اس کی کوشش فرمائی۔ یمن میں طفیل بن عمروؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے ذریعہ سے اسلام پھیلا۔ عدی بن حاتم مدینہ میں آ کر حضورؐ کو غریبوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور ان کے کام کرتے دیکھا اس اثر سے مسلمان ہوئے اور ان کی وجہ سے سارا قبیلہ مسلمان ہوا۔ صنعا میں خالد بن سعیدؓ نے اسلام کی شمع روشن کی عدن اور زبید میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اسلام کے گلزار لگائے۔ جند میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے اسلام کا نور پھیلایا۔ جریر بن عبد اللہ بجلیؓ نے حمیر کے شہروں میں اسلام کی بنیاد رکھی۔ مہاجر بن امیہؓ نے حارث بن کلال شہزادے کو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ وبر بن یحنس صحابیؓ نے ایرانی النسل یمنیوں کو اسلام کا مژدہ سنایا۔ نجران میں خالد بن ولیدؓ نے اسلام کا ڈنکا بجایا۔ بحرین میں منقذ بن حبانؓ نے جو حضورؐ کے پاس گئے تھے حضورؐ نے ان کو مسلمان کر کے بحرین کا داعی مقرر کیا انہوں نے اسلام کی روح ڈالی۔ جواثی کے رئیس منذر بن ساوا حضرت علا حضرمیؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ان کی کوشش سے سارا قبیلہ مسلمان ہوا۔ ہجر کے ایرانی حاکم سیبخت حضورؐ کے دعوت نامہ کی برکت سے مسلمان ہوئے۔ عمان میں ازد قبیلہ آباد تھا۔ ۸ھ میں حضورؐ نے حضرت ابوزید انصاریؓ حافظ قرآن کو اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو اپنا خط دے کر وہاں کے رئیس عبید و جیفر کے پاس روانہ کیا۔ یہ دونوں رئیس مسلمان ہو گئے اور ان کے اثر سے سارا عمان اسلام کا گہوارہ بن گیا۔ شام میں فروہ نامی بزرگ نے اسلام قبول کیا۔ رومیوں کو جب معلوم ہوا تو ان کو پھانسی دے دی۔ وقت رحلت یہ عبارت ان کی نوک زبان تھی۔ مسلمان سرداروں کو میرا پیام پہنچا دو کہ میرا جسم، میرا خون اور میری آبرو خدا کے نام پر قربان ہے۔ بہرحال حضورؐ نے ایک مختصر سی مدت میں اس سرے سے اس سرے تک اسلام کا آوازہ پہنچا دیا جس سے ہر جگہ اسلام کی برکت سے شرف و فیض اندوز غالب

آگیا۔ عرب کی ساری سرزمین پر شراب، زنا، چوری، جھوٹ، غیبت، حرام خوری، بدکرداری، ظلم زبردستی، قتل ناحق، ایک دوسرے سے خوف و دہشت، غیر اللہ کی عبادت، شرک، بت پرستی، حق تلفی اور حق دشمنی کا نام و نشان نہ رہنے پایا، بلکہ عرب کا ذرہ ذرہ، نیکی و پارسائی، توحید، ایمان، اخلاص، محبت الٰہی، عشق نبوی، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حمایت حق، دوستی مظلوم، راستی، راست بازی، راست کرداری، خدا ترسی، رحم، عدل، کرم، سخا، عفت، حلم، امانت، یکساں، خیر خواہی، انسانیت، خدمت خلق، محبت انسان، اور اعلیٰ شرافت و مکارم اخلاق کا گہوارہ بن گیا۔ یہاں تک کہ انسان، حیوان، نباتات، جمادات، ہر ایک نے اپنا حق پالیا، یہی حکومت الٰہیہ کا منشا و مقصد تھا اور یہی درس سکھانے ہم پیدا ہوئے تھے

مذہبی انتظامات

تبلیغی نظام | فاصدع بما تؤمر حضور کو حکم تھا، مسلمانوں کے وجود کا مقصد ہی اچھائیوں کی اشاعت اور برائیوں سے ممانعت خداوند عالم نے رکھا تھا، اسی غرض کے لیے وہ پیدا ہوئے ہیں، اس لیے مذہبی انتظام میں سب سے زیادہ ضروری و مقدم کام تبلیغ اسلام و اشاعت توحید ہے، آپ نے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جد و جہد فرمائی کہ اسی غرض سے حضور کی تشریف آوری ہوئی تھی، سب سے پہلے شروع شروع آپ نے انفرادی تبلیغ فرمائی۔ خود گھر گھر جاتے ایک ایک شخص سے فرماتے، آپ راتوں کی تنہائی میں اور دن کی لو دھوپ میں سردی گرمی میں خطبہ و اعلانیہ میلوں و مجمعوں میں اللہ رب العزت کی ہدایت کے مطابق تبلیغ فرماتے رہے پھر جماعتیں روانہ کرنی شروع کیں جن کا خاص اثر ہوا، سنہ ہجری سے سنہ ۸ھ تک خصوصیت سے تبلیغی جماعتیں اور دعاۃ و مبلغین ہر طرف بھیجے، بادشاہوں کے نام دعوت نامے روانہ کیے ایسے حکام اور افسروں کو حضور نے مقرر کیا ــــــ جو قدیم تربیت یافتہ تھے، پھر تبلیغ و اشاعت کے خاص احکام دیئے جس کا اثر یہ ہوا کہ سنہ ہجری میں تمام قبائل عرب اور قرب و جوار کے ممالک سے وفود کا سلسلہ جاری ہو گیا، فتح مکہ کے بعد جوق در جوق حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کا تفصیلی ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے، مزید تعداد اور احوال بہت تفصیل طلب ہیں جس کو طبری کا

ابن اثیر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مبلغین و معلمین کی تربیت اسلام کی ہمہ گیر تعلیم نے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ تعلیم دین کیلئے برہمنوں، راہبوں اور یہودیوں کی طرح چند مخصوص خاندانوں ہی کو مخصوص نہیں رکھا بلکہ اسلام کا ہر واقف اور ہر فرد اسلام کا مبلغ اور داعی ہے لہٰذا اسلام کے بڑے سے بڑے منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ حضورؐ نے ٹریننگ کے دو طریقے رکھے تھے، ایک مستقل جیسا کہ اصحاب صفہ کیلئے تھا جس میں کم و بیش ۰۰ ہم حضرات تھے جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر حضورؐ کے دروازے پر صرف تعلیم نبوت حاصل کرنے کیلئے پڑے رہتے تھے اور آخر دم تک حضورؐ کے ساتھ رہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس میں سے بعض جماعتوں کی رات بھر تعلیم ہوتی تھی (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۳۷) یہ سفر و حضر کسی وقت حضورؐ کا ساتھ نہ چھوڑتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ اسی درسگاہ کے ایک ممتاز طالب علم ہیں، بیان کرتے ہیں کہ انصار تو کھیتی باڑی میں لگ جاتے تھے اور مہاجر کاروبار میں مصروف ہوتے تھے، میں ہر وقت حضورؐ کے ساتھ رہتا اور علم دین سیکھتا رہتا۔

تربیت کا دوسرا طریقہ دوسرا غیر مستقل تھا یعنی تھوڑے دن حضورؐ اسلام اور اشاعت کے متعلق اہم تعلیمات و ہدایات دیکر لوگوں کی طرف روانہ کر دیا کرتے تھے، حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں: عرب کے ہر قبیلہ سے کوئی جاتا اور چند دن حضورؐ کی خدمت میں رہ کر دین میں مہارت پیدا کر لیتا تھا، مالک بن حویرثؓ کی جماعت کو بیس دن کی تعلیم کے بعد فرمایا اپنے خاندان میں واپس جاؤ، ان میں رہ کر ان کو شریعت کے احکام کی تعلیم دو، اور جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے نماز پڑھو (تاریخ اسلام ص ۹۹)

مساجد حضورؐ کے وصال کے وقت عرب کا گوشہ گوشہ مساجد کی برکت سے متبرک تھا خاص مدینہ منورہ میں علاوہ مسجد نبویؐ کے ۹ مسجدیں تھیں جن میں نماز پنجگانہ ہوتی تھی، ان کی تفصیل میری کتاب آثار الحرمین میں ملے گی، یہ مساجد ذکر خدا اور تعلیم رسالت مذہب کی اشاعت اور قیام عدل و نظام مسلمین کی گہوارہ تھیں (عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

ائمہ مساجد کا تقرر حضورؐ ہر محلہ میں ایک ایسے شخص کو امام مقرر فرماتے جو سب سے زیادہ قرآنی تعلیم کا ماہر ہوتا اس کے بعد پھر سنت کے ماہر کو پھر جو ہجرت میں پہلا ہوتا اس کو امامت کا درجہ ملتا

تھا ، حضرت مصعب بن عمیرؓ ، ابن ام مکتومؓ ، سالمؓ ، حضرت ابو بکرؓ ، حضرت عتبان بن مالکؓ ، حضرت معاذ بن جبلؓ ، حضرت اسید بن حضیرؓ ، حضرت انس بن مالکؓ ، حضرت عمرو بن سلمہؓ ، مدینہ منورہ کی مساجد کے عہد نبویؐ کے امام تھے ، عتاب بن اسیدؓ مکہ کے ، عثمان بن عاصؓ طائف کے ، ابو زید عمارؓ کے ائمہ تھے ، جن کو حضورؐ نے خود مقرر فرمایا تھا ۔ (عینی شرح بخاری صفحہ ۱۹۱) ۔

"موذن" حضورؐ نے اذان کے لیے بھی بعض حضرات کو مقرر فرمایا تھا ، اگرچہ یہ کوئی خاص اور جداگانہ منصب نہ تھا بلکہ ہر شخص کیلئے عام تھا پھر بھی بعض مقدس بزرگوں کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضورؐ نے ان کو اذان دینے کا حکم دیا تھا ، حضرت بلالؓ ، حضرت ابن ام مکتومؓ ، حضرت سعد القرظؓ مدینہ میں اور حضرت ابو محذورہؓ مسجد حرام مکہ میں اذان دیتے تھے (مسند امام احمد بن حنبل ۳۹۹) ۔

سیاسی انتظامات

حضورؐ نے سیاسی انتظامات کی تکمیل کیلئے جو صیغے قائم فرمائے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

گورنروں کا تقرر | باذان بن ساسانؓ کو یمن میں ، شہر بن باذان کو صنعا میں خالد بن سعیدؓ کو ، باذان کے بعد صنعا میں مہاجر بن امیہ کو کندہ میں ، علی بن ابی طالبؓ کو یمن میں ، عمرو بن العاصؓ کو عمان میں ، علاء حضرمیؓ کو بحرین میں گورنر مقرر فرمایا یہ سب بزرگ نہایت تربیت یافتہ اور اسلام کے ماہرین تعلیم سے تھے حکومت الٰہیہ کی تکمیل اور اس کے مقاصد کو عروج پر پہونچانا ان کے ذمہ تھا اور حق یہ ہے کہ ان بزرگوں نے منشاء رسالت کو پورا کر دکھایا ۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں عرب جیسی جرید و جاہل قوم علوم ربانی اور ہدایات نبوی کا سرچشمہ تھی ۔

قاضی اور جج | حضورؐ نے تمام اسلامی علاقوں میں قاضیوں کا انتظام فرمایا ان میں حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

مفتیوں کا انتظام | حضرت علیؓ ، حضرت عمرؓ ، حضرت ابو بکرؓ ، حضرت ابی بن کعبؓ ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ، حضرت زید بن ثابتؓ ، حضرت ابو الدرداءؓ وغیرہ عہد نبوت کے مفتی تھے (قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۵۹) ۔

فوجی نظام | ہر بالغ قوت ور مسلمان اسلام کا فوجی سپاہی تھا اس کے نام باقاعدہ طور پر رجسٹروں میں درج تھے ، جنگ کے بعد جو حصہ ملتا تھا وہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا ، اہل و عیال والے کو دوگنا اور بے عیال والے کو اکہرا حصہ ملتا تھا ۔ (کتاب الخراج ، امام ابو یوسفؒ)

فوجی جنرل | حضورؐ نے فوج کی قیادت و امارت کا انتظام فرمایا ، اکثر غزوات میں خود ہی جرنیل ہوتے تھے ، لیکن اس کے علاوہ جنگوں میں یا اپنی موجودگی میں کسی ایک گروہ کی قیادت آپ نے اہل و تجربہ کار بزرگوں کو بھی سپرد فرمائی ، ان میں حضرت مصعب بن عمیرؓ ، حضرت زید بن حارثؓ ، حضرت اسامہؓ ، حضرت خالدؓ

بن ولید، حضرت علیؓ وغیرہ اہم اور خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے سپرد فوج کی اخلاقی و مذہبی اصلاح و تربیت بھی ہوتی تھی (تمدن اسلامی جرجی زیدان جلد اول صفحہ ۱۹۹)

سکریٹری: یہ منصب بھی اہم تھا اس پر زید بن ثابتؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ فائز تھے۔

احتساب: حکام و افسران کے کاموں کی نگرانی کو احتساب کہتے ہیں، آپ نے اس کا خاص اہتمام فرمایا، ایک بار ایک صحابی کہیں سے مال وصول کر کے لائے آپ نے فرمایا یہ دوسرا مال کہاں سے لائے عرض کیا مجھ کو ہدیہ میں ملا ہے، فرمایا تو گھر بیٹھے کیوں نہیں ملا تمہارا بچارہی (?)، اسی دن سے یہ قانون بن گیا کہ کوئی حاکم ہدیہ قبول نہیں کر سکتا ہے، آج بھی بہت سے ترقی یافتہ اور متمدن ممالک میں اس پر عمل درآمد ہے۔ "مالیات" زکوٰۃ، جزیہ، وخراج سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو آپ مستحقین پر صرف فرماتے، فقراء، مساکین، نو مسلم، محصل زکوٰۃ، مقروض، مسافر، مجاہد فی سبیل اللہ اور آزادی غلام خاص مدین اور اس کے خصوصی مصارف ہیں۔

محصلین: حضورؐ نے اسلامی محاصل زکوٰۃ، عشر، صدقہ، جزیہ، اور خراج وصول کرنے کیلئے محصلین کا تقرر فرمایا جن میں مندرجہ ذیل اصحاب خاص طور سے قابل ذکر ہیں، حضرت عدی بن حاتمؓ، صفوان بن صفوانؓ، مالک بن نویرہؓ، بریدہ اسلمیؓ، رافع بن مکیثؓ، زرقان بدرؓ، قیس بن عاصمؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، زیاد بن لبیدؓ، عبد اللہ بن رواحہؓ، عمرو بن العاصؓ، نابیہ بن عصمؓ (?)، ضحاک بن سفیانؓ وغیرہم۔

دوسرے محکمہ جات: چونکہ حضرتؐ نے اپنی ۲۳ سالہ تبلیغ رسالت سے مسلمانوں میں ایسی روح ڈال دی تھی جس سے ہر شخص نیکیوں کا مجموعہ اور خدا ترسی اور اصلاح انسانیت کا نمونہ تھا اس لیے مزید کسی محکمہ کی نہ ضرورت تھی نہ حاجت، ساری اسلامی آبادی میں چوری، زنا، ڈاکہ زنی، سود خوری، لوٹ مار، شراب خوری، ظلم، غصب، حسد، عناد، فساد، قتل، باہمی جنگ جدل اور ہر قسم کی برائیوں اور خرابیوں کا نام و نشان باقی نہ رہ گیا تھا اور سارا عرب کمال انسانیت کا دلکش مرقع اور شرف و کرم و بلند اخلاق و کردار کا واجب تقلید نشان تھا۔

شریعت کی تشکیل: آپ نے حکومت الٰہیہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یوم آخرت میں ذرہ برابر نیکی و بدی کے حساب و کتاب پر قرار دیا، رسالت، فرشتگان، جنت و دوزخ، تقدیر، کتب الٰہیہ پر یقین محکم کو اس کا اساس، نماز و روزہ کو تعلق باللہ کی مضبوطی، اندرونی صفائی اور خلافت و حکومت الٰہیہ کے قبول کرنے کی اہلیت پیدا کرنے کا ذریعہ، زکوٰۃ، حج کو تعلق بالناس، خدمت خلق، نفع عوام، رفع مصائب عوام اور انسانیت کو اونچے سے اونچے درجہ پر پہونچانے کا سبب ٹھہرایا، یہ عقائد و فرائض، اور ارکان شریعت ہیں، انہیں کے ماتحت لاتعداد

و بیشمار احکام و جزئیات ہیں جو سب کے سب تزکیہ نفس، صفائی باطن، ترقی روح، ذاتی ترقی، خاندان کی ترقی، محلہ ویڑوس کے تعلقات کی خوش گواری، شہر، ملک، قوم، دنیا کے دوسرے لوگوں سے تعلقات، عبادات، اخلاق معاشرت تہذیب و تمدن، معاملات، انسانی زندگی کے مختلف شعبہ جات اور محکمہ جات میں ہر قسم کی بہترین نتائج، اور اس کے جزی جزی احکام و ہدایات جن کی صرف فہرست سینکڑوں صفحات میں آسکے، حضورؐ نے ۲۳ سالہ مدت رسالت میں ارشاد فرمائے بلکہ ہر ایک کو برت کر اس کا نمونہ بھی دکھا دیا، جن کے دیکھنے کے بعد یقین ہوتا ہے کہ زندگی اس کردار کی ہو تو واقعی دنیا جنت الفردوس ہے۔ اور یہی منشاء اسلام ہے کہ دنیا، جنت الفردوس ہو جائے۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً۔

حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ ۶۳۲ء

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس مقصد کی خاطر زمین کے پردہ پر بھیجا تھا، جب وہ انجام پا چکا تو اطلاع آئی کہ تمہارا کام پورا ہو چکا، اب تم خدا کی بارگاہ میں واپسی کیلئے تیار ہو جاؤ۔ سورہ نصر "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" اسی طرح کی وحی ہے۔ ذیقعدہ سنہ ۱۰ ہجری میں ہر طرف منادی ہوئی کہ آنحضرتؐ اس سال حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ تشریف لے جائیں گے، یہ خبر دفعتاً پورے عرب میں پھیل گئی، اور سارا عرب ہمرکابی کیلئے امنڈ آیا۔ ذیقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپؐ نے غسل فرمایا اور چادر و تہمد باندھی اور ظہر کی نماز کے بعد گھر سے باہر نکلے۔ مدینہ سے چھ میل پر ذوالحلیفہ کے مقام پر رات گذاری اور دوسرے دن غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے یہ الفاظ فرمائے جو آج تک ہر حاجی کے زبان زد ہیں:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

"اے خدا ہم تیرے پاس حاضر ہیں، اے خدا ہم تیرے پاس حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں ہم تیرے سامنے حاضر ہیں، تعریف اور نعمت سب تیرے لئے ہے، اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔" حضرت جابرؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں اور جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پوچھنے پر یہ سارا حال بیان کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں جہاں تک نظر کام کرتی ہے آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ جب آنحضرتؐ لبیک فرماتے تھے تو آپ کے ساتھ کم و بیش ایک لاکھ آدمیوں کی زبان سے یہی نعرہ بلند ہوتا تھا اور دفعتاً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھتی تھیں۔ اسی طرح منزل بہ منزل آپؐ آگے بڑھتے چلے، یہاں تک کہ اتوار کے روز ذی الحجہ کی ۵ تاریخ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ نظر آیا تو فرمایا "اے

خدا! اس گھر کو اور عزت اور شرف دے۔ کعبہ کا طواف کیا۔ مقام ابراہیم میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور صفا کی پہاڑیوں پر چڑھ کر فرمایا "خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد ہے وہی مارتا اور جلاتا ہو وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہو، کوئی خدا نہیں مگر وہی اکیلا خدا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندہ کی مدد کی اور اکیلے سارے جتھے کو شکست دی۔" عمرہ سے فارغ ہو کر آپ نے دوسرے صحابیوں کو احرام کھولنے کی ہدایت فرمائی۔ اسی وقت حضرت علیؓ ابن ابی طالب یمنی حاجیوں کے ساتھ مکہ میں وارد ہوئے۔ جمعرات کے روز آٹھویں ذی الحجہ کو آپ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا دوسرے دن نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے۔ تمام مسلمانوں کے ساتھ عرفات آکر ٹھہرے، دوپہر ڈھل گئی تو قصوا پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور ناقہ ہی پر سے حج کا خطبہ پڑھا۔ آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوا اور جاہلیت کے تمام بیہودہ مراسم مٹا دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا، ہاں! جاہلیت کے تمام دستور اور رسم رواج میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔ عرب کی زمین ہمیشہ انتقام کے خون سے رنگین رہتی تھی آج عرب کی غیر منتہای خانہ جنگیوں کے اس سلسلہ کو مٹایا جاتا ہے۔ اور اس کے لیے نبوت کا منادی سب سے پہلے اپنے خاندان کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ "جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا انتقامی خون باطل کرتا ہوں۔" تمام عرب میں سودی کاروبار کا ایک جال بچھا تھا، جس سے عرب کے غریب مزدور اور کاشتکار، یہودی، مہاجنوں اور عرب سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پھنسے تھے اور ہمیشہ کیلئے وہ ان کے غلام ہو جاتے تھے آج اس جال کا تار تار الگ کیا جاتا ہے اور اس کیلئے بھی سب سے پہلے اپنے خاندان کا نمونہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ارشاد ہے "جاہلیت کے تمام سود مٹا دیئے گئے اور سب سے پہلا سود جس کو میں مٹاتا ہوں وہ اپنے خاندان کا یعنی عباس بن عبدالمطلب کا ہے۔" ابتک عورتیں ایک طرح سے شوہروں کی جائداد منقولہ تھیں اور جو جوئے میں ہاری اور جیتی جا سکتی تھیں آج پہلا دن ہے کہ یہ مظلوم گروہ انصاف کی داد پاتا ہے، فرمایا۔ "عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو تمہارا حق عورتوں پر ہے، اور عورتوں کا تم پر ہے۔" عورتوں کے بعد انسانوں کا سب سے مظلوم طبقہ غلاموں کا تھا، آج اس کی داد رسی کا دن آیا۔ فرمایا۔ "تمہارے غلام، تمہارے غلام، ان کے حق میں انصاف کرو جو خود کھاؤ ان کو کھلاؤ، اور جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔" عرب میں امن و امان نہ تھا اس لیے جان و مال کی کوئی قیمت نہ تھی، آج امن و سلامتی کا بادشاہ ساری دنیا کو صلح کا پیغام دیتا ہے۔ "آپس میں تمہاری جان اور تمہارا مال ایک دوسرے کیلئے قیامت تک اتنا ہی محترم ہے جتنا آج کا دن اس محترم مہینہ میں اور اس محترم شہر میں" امن و امان کی اس منادی میں سب سے پہلی چیز احساس یعنی برادری کا وجود ہے جس نے قبیلوں اور

خاندانوں کے رشتوں سے بڑھ کر عرب کے سارے قبیلوں بلکہ دنیا کے سارے انسانوں میں اسلامی برادری کا رشتہ قائم کر دیا، ارشاد ہوا:۔ "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان تمام بھائی بھائی ہیں۔" دنیا کی بے اطمینانی کی سب سے بڑی چیز جس نے ہزارہا سال تک قوموں کو قوموں سے لڑایا ہے، وہ قومی فخر و غرور ہے جو آج اس فخر و غرور کا سر کچلا جاتا ہو، اعلان ہوتا ہے:۔ "ہاں کسی عربی کو کسی عجمی پر، اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت نہیں، تم سب ایک آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔" اس کے بعد چند اصولی قانون کا اعلان فرمایا گیا:۔ (۱) خدا نے ہر حقدار کو (وراثت کی رو سے) اس کا حق دیدیا اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ (۲) لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا، زنا کار کے لیے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔ (۳) ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دینا جائز نہیں۔ (۴) قرض دار کو قرض ادا کیا جائے عاریت لیا ہوا مال واپس کیا جائے، منگائی عطیے واپس کیے جائیں جو ضامن بنے وہ تاوان کا ذمہ دار ہو۔"

آج امت کے ہاتھوں میں اس کی ہدایت کے لیے وہ دائمی چراغ مرحمت ہوتا ہے، جس کی روشنی میں جب تک کوئی چلتا رہے گا ہر گمراہی سے بچتا رہے گا. فرمایا:۔ "میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو پھر کبھی گمراہ نہ ہوگے. اور وہ خدا کی کتاب ہے۔" یہ فرما کر آپ نے مجمع کی طرف خطاب کیا۔ "تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دوگے؟" ایک لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی،" ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔" یہ سن کر آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا۔ "اے خدا تو گواہ رہ۔" عین اس وقت جب آپ نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے خدا کی بارگاہ سے یہ آیت نازل ہوئی، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کی اور تمہارے لیے اسلام ہی کے دین کو انتخاب کیا، خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی، کیسا عجیب منظر تھا کہ آج ۲۲ برس پہلے جب پیغمبر نے خدائے واحد کی پرستش کی دعوت دی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے چند ساتھیوں کے سوا کوئی گردن خدا کے آگے خم نہ تھی اور آج ۲۲ برس کے بعد پیغمبرِ اسلام کے ساتھ ایک لاکھ گردنیں خدا کے حضور میں جھکی تھیں اور اللہ اکبر کا نعرہ ذرہ ذرہ سے بلند تھا، نماز سے فارغ ہو کر ناقہ پر سوار مسلمانوں کے ساتھ موقف تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے دعا و زاری میں مصروف رہے، جب آفتاب ڈوبنے لگا تو چلنے کی تیاری کی، دفعتاً ایک لاکھ آدمیوں کے سمندر میں تلاطم برپا ہو گیا، آپ آگے آگے چلتے اور کہتے جاتے تھے۔" لوگو! امن و سکون کے ساتھ، لوگو! امن اور سکون کے ساتھ۔"

مغرب کا وقت تنگ ہو رہا تھا کہ سارا قافلہ مزدلفہ کے مقام پر پہونچا، یہاں پہلے مغرب اور پھر فوراً ہی عشاء کی نماز ادا ہوئی۔ صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر قافلہ آگے بڑھا، جاں نثار داہنے بائیں تھے، اہل ضرورت اپنی اپنی ضرورت کے مسئلے پوچھ رہے تھے اور آپ ان کے جواب دیتے جاتے تھے، جمرہ پہونچ کر کنکریاں پھینکیں اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا :- "مذہب میں غلو اور مبالغہ سے بچو، تم سے پہلی قومیں اسی سے برباد ہوئیں"۔ اسی اثنا میں یہ فقرہ بھی فرمایا جس سے وداع و رخصت کی بو آتی تھی، "حج کے مسئلے سیکھ لو، میں نہیں جانتا کہ پھر حج کر سکوں گا"۔ یہاں سے نکل کر آپ منیٰ میں تشریف لائے، داہنے بائیں آگے پیچھے مسلمانوں کا ہجوم تھا، مہاجرین قبلہ کے داہنے، انصار بائیں اور بیچ میں عام مسلمانوں کی صفیں تھیں، آنحضرت ناقہ پر سوار تھے، آپ نے آنکھیں اٹھا کر اس عظیم الشان مجمع کی طرف دیکھا تو نبوت کے ۲۳ سال کے کارنامے نگاہوں کے سامنے تھے، زمین سے آسمان تک قبول اور اعتراف کا نور پھیلا تھا، اب ایک نئی شریعت، ایک نئے نظام اور ایک نئے عہد کا آغاز تھا، اسی عالم میں سرکار رسالت کی زبان فیض ترجمان سے یہ فقرے ادا ہوئے :- "ہاں! اللہ نے آسمان اور زمین کو جب پیدا کیا تھا آج زمانہ پھر پھرا کر اسی فطرت پر آ گیا، تمہاری جانیں اور تمہاری دولتیں آپس میں ایک دوسرے کے لیے ویسی ہی محترم ہیں جیسے آج کا دن، اس محترم مہینے میں اور اس محترم آبادی میں، ہاں دیکھنا میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو، تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے کاموں کی باز پرس فرمائے گا، اگر تم پر ایک کالا نکٹا آدمی بھی سردار بنا دیا جائے جو خدا کی کتاب کے مطابق تم کو لے چلے تو اس کی فرمانبرداری کرنا۔ اپنے پروردگار کی عبادت کرنا، پانچوں وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا، اور میرے حکموں کو ماننا، تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے۔ ہاں! اب شیطان اس سے ناامید ہو گیا کہ تمہارے اس شہر میں اس کی پرستش پھر کبھی ہوگی، ہاں! چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے کہنے میں آ جاؤ گے، اور وہ اسی سے خوش ہوگا۔" یہ کہہ کر آپ نے مجمع کی طرف اشارہ کر کے فرمایا :- "خداوندا گواہ رہنا"۔ یہ کہہ کر ارشاد فرمایا :- "جو یہاں موجود ہے وہ اس پیغام کو ان تک پہنچا دے جو یہاں نہیں"۔ یہ گویا تبلیغ کا وہ فریضہ تھا جو ہر مسلمان کی زندگی کا جزو ہے۔ ان سب کے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کو **الوداع** کہا، حج کے دوسرے مشاغل سے فرصت کر کے ۱۴ ذی الحجہ کو فجر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھ کر سارا قافلہ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہو گیا۔ اور آنحضرت نے مہاجرین و انصار کے جھرمٹ میں مدینہ کی راہ لی۔

اسود عنسی کی نبوت اسی سال سنہ ۱۰ ھ م سنہ ۶۳۲ ء میں اسود عنسی نامی ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا، اس نے بہت جلد اپنی شعبدہ کاریوں کی وجہ سے کامیابی حاصل کر لی، یمن کے مسلمان حاکم شہر بن باذان کو مار ڈالا اور ان کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ پھر نجران اور حضرموت کی طرف بڑھا، آخر عمرو بن حزم

نے حضورؐ کو اطلاع دی۔ حضورؐ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، معاذ بن جبلؓ اور طاہر بن ابی ہالہؓ کو مقابلہ کے لیے خط لکھا۔ آخر ایک روز فیروزؓ اور قیسؓ اسود کے مکان میں گھس گئے اور اسود عنسی کو ذبح کر ڈالا۔ اس طرح ایک زبردست فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔ حضورؐ نے اس رات بذریعہ وحی مدینہ میں اعلان کر دیا کہ اسود عنسی فیروزؓ مرد مبارک کے ہاتھوں مارا گیا۔ اگرچہ قاصد کے ذریعہ یہ خبر مدینہ میں تب پہنچی جب حضورؐ کا وصال ہو چکا تھا۔ (تاریخ ابن خلکان صفحہ ۱۵۵)

جیش اسامہ ۱۱ھ / ۶۳۲ع ماہ محرم ۱۱ ہجری میں حضورؐ نے اپنے متبنّیٰ غلام زید بن حارثہؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے ان کے صاحبزادے حضرت اسامہؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعد وقاصؓ وغیرہم جیسے کبار صحابہؓ بطور سپاہی شریک تھے۔ حضورؐ کو یہ دکھانا منظور تھا کہ اسلام میں اونچ نیچ کی کوئی تفریق نہیں، بوقت ضرورت غلام زادہ بھی سردار لشکر ہو سکتا ہے۔ ابھی یہ لشکر روانہ ہو کر مقام جرف ہی پہنچا تھا کہ حضورؐ کی شدید علالت کی خبر آ گئی اور عہد صدیقیؓ تک کے لیے اس کا جانا ملتوی ہو گیا۔

ربیع الاول ۱۱ھ وفات مئی ۶۳۲ع

روح قدسی کو اس جسمانی عالم میں اسی وقت تک رہنے کی ضرورت تھی کہ نبوت کا فرض ادا اور توحید کے نور سے دنیا کا اندھیرا کافور ہو جائے۔ اب جب یہ فرض ادا ہو چکا تو پھر خدا کی طرف بازگشت کا حکم آ پہنچا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر عام مسلمانوں کو اپنے دیدار سے مشرف فرما کر خدا کے آخری احکام سے مطلع فرمایا تھا۔ سفر سے واپسی کے دو ماہ بعد آپؐ نے ان مسلمانوں سے بھی رخصت ہونا چاہا جو جام شہادت پی کر حیات جاودانی پا چکے تھے۔ چنانچہ احد جا کر آپؐ نے احد کے شہیدوں کے لیے دعا فرمائی اور انہیں [illegible] اس طرح رخصت کیا جیسے مرنے والا اپنے زندہ عزیزوں کو رخصت کرتا ہے۔ اس کے بعد ایک مختصر تقریر کی، جس میں فرمایا " میں تم سے پہلے حوض کوثر پر جا رہا ہوں، اس حوض کی وسعت اتنی ہے جتنی ایلہ سے جحفہ تک، مجھ کو دنیا کے سارے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے، البتہ اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا میں پھنس کر آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہاؤ۔ تو پھر تم بھی اسی طرح برباد ہو جاؤ، جیسے پہلی قومیں برباد ہو گئیں " احد کے شہیدوں کے بعد مسلمانوں کے قبرستان کی باری آئی، صفر ۱۱ھ کی کسی درمیانی تاریخ میں آدھی رات کو آپ مسلمانوں کے عام قبرستان

میں جس کا نام جنت البقیع ہے تشریف لے گئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی، واپس آئے تو مزاج ناساز ہوا یہ چہار شنبہ کا روز اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا، پانچ دن تک اس بیماری کی حالت میں بھی باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے میں تشریف لیجاتے، دوشنبہ کے روز مرض میں شدت ہوئی تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرمایا، کمزوری اتنی تھی کہ بے سہارا چل نہیں سکتے تھے، حضرت عباس رض اور حضرت علی رض بازو تھام کر حضرت عائشہ رض کے حجرے میں لائے، جب تک آنے جانے کی طاقت رہی مسجد میں نماز پڑھانے کو تشریف لاتے رہے، سب سے آخری نماز آپ نے مغرب کی پڑھائی، عشاء کا وقت آیا فرمایا "کہ نماز ہو چکی" لوگوں نے عرض کی کہ حضور کا انتظار ہے، لگن میں پانی بھروا کر غسل فرمایا لیکن جب اٹھنا چاہا تو غش آگیا، افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ "نماز ہو چکی" پھر کہا گیا کہ حضور کا انتظار ہے، آپ نے پھر غسل فرمایا اور اٹھنا چاہا تو بے ہوش ہو گئے، افاقہ ہوا تو پھر دریافت فرمایا تیسری مرتبہ جسم مبارک پر پانی ڈالا گیا، پھر جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو پھر غشی طاری ہو گئی اب جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا کہ ابو بکر رض نماز پڑھا لیں، چنانچہ کئی روز تک حضرت ابو بکر رض نے نماز پڑھائی۔ وفات سے چار روز قبل طبیعت میں کچھ سکون تھا، ظہر کے وقت پانی کی سات مشکوں سے غسل فرما کر حضرت عباس رض اور حضرت علی مرتضیٰ رض کے سہارے سے آپ مسجد میں تشریف لائے، جماعت کھڑی تھی حضرت ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے، آہٹ پا کر انھوں نے پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے روک دیا اور ان کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے نماز کے بعد ایک مختصر خطبہ پڑھا جس میں فرمایا کہ خدا نے اپنے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا خدا کے پاس جو کچھ ہے اس کو قبول کرے لیکن اس نے خدا ہی کے پاس کی چیزیں قبول کیں یہ سن کر حضرت ابو بکر رض رو پڑے کیونکہ وہ سمجھ چکے تھے کہ یہ بندہ خود سرور کائنات ہیں، انصار کی وفاداری کا خیال فرما کر ان کی نسبت فرمایا "عام مسلمان بڑھتے جائیں گے لیکن انصار اسی طرح کم ہو کر رہ جائیں گے جیسے کھانے میں نمک۔ مسلمانو! وہ اپنا فرض ادا کر چکے، اب تمھیں ان کا فرض ادا کرنا ہے وہ میرے جسم میں بمنزلہ معدہ کے ہیں میرے بعد جو اسلام کے کاموں کا متولی ہو، ان کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے" شرک کا بڑا ذریعہ یہ تھا کہ لوگ پیغمبروں کی نسبت حد سے زیادہ مبالغہ کر بیٹھتے تھے ان کو شریعت کا حاکم مطلق سمجھتے تھے، یہ نقطہ اس وقت آنحضرت صلعم کے پیش نظر تھا فرمایا "حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے حلال کی ہے اور وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے" اسلام کی تعلیم کے بموجب عمل کیے بغیر حسب و نسب کوئی چیز نہیں، یہاں تک کہ خود رسول کے اختیار میں بھی نہیں فرمایا: "اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہ!

اور اے پیغمبر خدا کی پھوپھی صفیہ، خدا کے ہاں کے لیے کچھ کر لو میں تمھیں خدا سے نہیں بچا سکتا۔" خطبہ سے فارغ ہو کر حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لے آئے، یہودیوں اور عیسائیوں نے پیغمبروں اور بزرگوں کے مزاروں اور یادگاروں کی تعظیم میں جو مبالغہ کیا تھا وہ بت پرستی کی حد تک پہونچ گیا تھا، حضورؐ کو تعلیم کی نظر کے سامنے اس وقت مسلمانوں کی صورت حال تھی کہ وہ میرے بعد میری قبر اور یادگاروں کے ساتھ ایسا نہ کریں، اتفاق سے بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے جنھوں نے حبشہ کے سفر میں عیسائی گرجوں کو دیکھا تھا۔ ان کے مجسموں اور بتوں کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا "ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں اور اس کا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں ایسا کرنے والے قیامت کے دن بدترین لوگ ٹھہریں گے۔ عین بے چینی کی حالت میں جب کبھی چادر منھ پر ڈال لیتے اور کبھی گرمی سے گھبرا کر الٹ دیتے آہستہ سے یہ الفاظ فرماتے۔ "یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا ہے۔" اسی حالت میں یاد آیا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا کہ عائشہؓ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمدؐ خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا؟ جاؤ ان کو خدا کی راہ میں خیرات کر دو، مرض میں زیادتی و کمی ہوتی رہتی تھی، جس دن وفات ہوئی یعنی دوشنبہ کے روز بظاہر طبیعت کو سکون تھا، حجرہ مبارک مسجد سے ملا ہوا تھا، آپ نے صبح کے وقت پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ فجر کی نماز میں مشغول تھے دیکھ کر مسکرا دیے کہ خدا کی زمین میں آخر وہ گروہ پیدا ہو گیا جو رسولؐ کی تعلیم کا نمونہ بن کر خدا کی یاد میں لگا ہے، لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ آپ باہر آنا چاہتے ہیں، خوشی سے لوگ بے قابو ہو چلے تھے اور قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں حضرت ابو بکرؓ نے جو امام تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں لیکن آپؐ نے اشارہ سے روکا اور حجرہ کے اندر ہو کر پردہ چھوڑ دیا، ضعف اتنا تھا کہ آپ پردہ بھی اچھی طرح نہ چھوڑ سکے، یہ سب سے آخری موقع تھا جس میں صحابہؓ نے جمال نبوت کا مشاہدہ کیا۔ دن چڑھتے جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا، آپؐ پر غشی بار بار طاری ہو رہی تھی

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا یہ دیکھ کر بولیں "ہائے میرے باپ کی بے چینی" آپ نے سنا تو فرمایا "تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔" سہ پہر تھی، سینہ میں سانس کی گھڑگھڑاہٹ محسوس ہو رہی تھی اتنے میں لب ہائے مبارک ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے "نماز اور غلاموں سے نیک برتاؤ" اتنے میں ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا۔ "بَلِ الرَّفِیقُ الْاَعْلٰی" اب اور کوئی نہیں وہی رفیق اعلیٰ (خدا) درکار ہے یہی کہتے کہتے ہاتھ لٹک آئے، اور روح پاک عالم قدس میں پہونچ

گئی ، اللھم صلِّ وسلم علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین ، مدینہ کی گلیوں میں آہ و بکا کے نعرے بلند ہوئے ، مسلمانوں کی آنکھوں میں دنیا اندھیری ہو گئی ، مسجد نبویؐ میں کہرام مچ گیا حضرت عمرؓ نے تلوار نکال لی کہ جو یہ کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس کا سر قلم کر دوں گا ، حضرت ابو بکرؓ آئے اور حضرت عمرؓ کی اس سراسیمگی کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ آج کا یہ ہنگامہ کل کتنی بڑی عظیم الشان گمراہی کا باعث ہو سکتا ہے ، انھوں نے سیدھے منبر نبویؐ کی طرف رخ کیا ، اور یہ تقریر فرمائی :- "لوگو اگر کوئی محمدؐ کو پوجتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دنیا سے تشریف لے گئے اور اگر کوئی محمدؐ کے رب کو پوجتا تھا تو وہ زندہ ہے اس کو موت نہیں ، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا صرف ترجمہ ملاحظہ ہو

"محمدؐ تو خدا کے رسولؐ ہیں ان سے پہلے بہت سے نبی گذر چکے کیا وہ اگر مر جائیں یا خدا کی راہ میں مارے جائیں تو کیا تم اپنے پچھلے پاؤں اسلام سے لوٹ جاؤ گے؟ . . . . اور جو کوئی لوٹ جائے گا تو وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑے گا ، اور اللہ اس نعمت کی قدر جاننے والوں کو جزائے خیر دے گا" (آل عمران - ۱۵) اس آیت کا سننا تھا کہ سارے صحابہؓ کی آنکھیں کھل گئیں اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت پاک آج ہی اتری ہے ، ہر صحابیؓ کی زبان پر یہی آیت تھی اور اسی کا چرچا تھا ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہجرت کے گیارہویں سال ربیع الاول کے مہینے دو شنبہ کے دن سہ پہر کے وقت ہوئی مشہور روایت یہ ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی ، مگر خاص لوگوں کی تحقیق یہ ہے کہ ربیع الاول کی پہلی تھی ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کا کام سہ شنبہ کو شروع ہوا اور آپ کے خاص عزیزوں نے اس کام کو انجام دیا ، حضرت فضل بن عباسؓ ، حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضورؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ نے غسل دیا ، حضرت عباسؓ بھی موجود تھے ، حضرت عائشہؓ کے جس حجرے میں آپؐ نے وفات پائی تھی وہیں آپ کو دفن کیا گیا اور اس لیے یہ حجرہ آج کے دن تک روضہ نبویؐ کے نام سے موصوف ہے۔

ازواج و اولادؓ

ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ تھیں ان کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کیا ، اس کے بعد دوسری بیبیاں نکاح میں آئیں جن کے نام یہ ہیں حضرت زینبؓ ام المساکین ، حضرت ام سلمہؓ ، حضرت زینبؓ بنت جحش ، حضرت جویریہؓ ، حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ ، حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ ، حضرت میمونہؓ بنت حارث اور حضرت

وصفیہ ، ان میں حضرت زینب رضؓ ام المساکین کے علاوہ اور سب بیویاں آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں اور آپ کے بعد اپنے دینی اور علمی فیض و برکت سے دنیا کو مالا مال کرتی رہیں آپ کی ایک بیوی اور تھیں جو کنیز تھیں اور مصر سے آئی تھیں اور ماریہ رضؓ قبطیہ کہلاتی تھیں ، یہ سب ساری امت کی مائیں تھیں اس لیے امہات المومنین کہی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے ساتھ ہو ۔

اولاد آپ کی ساری اولادیں صرف پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضؓ سے ہوئیں ، آخری بیوی حضرت ماریہ رضؓ سے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے جو بچپن ہی میں وفات پا گئے ، حضرت خدیجہ رضؓ سے تین صاحبزادے حضرت قاسم ، حضرت طاہر اور حضرت طیب ہوئے تھے ، انھوں نے بھی بچپن ہی میں وفات پائی ، باقی اور چار صاحبزادیاں ہوئیں ، اور سب نے اسلام کا زمانہ پایا ، سب سے بڑی حضرت زینب رضؓ جن کا نکاح ابوالعاص سے ہوا تھا ، انھوں نے ۸ھ ہجری میں امامہ نام ایک بچی چھوڑ کر وفات پائی ، منجھلی کا نام حضرت رقیہ تھا ، جو اسلام کے بعد حضرت عثمان رضؓ کے نکاح میں آئیں اور مدینہ آکر ۲ھ میں انتقال کیا ، تیسری صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھا ، حضرت رقیہ رضؓ کے انتقال کے بعد ان سے حضرت عثمان رضؓ نے نکاح کیا ، اور ۹ھ ہجری میں وفات پائی ، چھوٹی صاحبزادی جو حضرت کو سب سے زیادہ پیاری تھیں ، حضرت فاطمہ رضؓ زہرا تھیں جن سے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے شادی کی اور ان سے دو صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے ۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام

باب بارھواں

اخلاق و عادات ، فضائل و کمالات ، پیشین گوئیاں معجزات و دعائیں وغیرہ

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ مطیع کو بشارت پہونچاتے ، عاصی کو ڈر سناتے ، بے خبروں کی خبر لیتے خدا کے بندہ و رسول ، ہر کام و بار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے ، نہ درشت خو نہ سخت گو ، چیخ کر نہیں بولتے ، بدی کا بدلہ دینا ہی نہیں لیتے ، معافی مانگنے والے کو معاف فرمایا کرتے ، گنہگار کو بخش دیتے ، ان کا کام کجی بھرے مذاہب کو درست کر دینا ہے ، ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں بہروں کو کان دیتی ، غافل دلوں کے پردے اٹھا دیتی ہے ، آنحضرت ﷺ ہر ایک خوبی سے آراستہ ، جملہ اخلاق

اخلاق فاضلہ سے متصف، سکینہ ان کا لباس، نیکوئی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا کلام، عدل ان کی سیرت ہے، ان کی شریعت سراپا راستی، ان کی ملت اسلام، ہدایت ان کی رہنما، جو وہ ضلالت کو اٹھا دینے والے، گمناموں کو رفعت بخشنے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدل دینے والے تھے۔

سکوت اور کلام | نبی کریمؐ اکثر خاموش رہا کرتے تھے، بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے تھے، آنحضرتؐ نہایت شیریں کلام اور کمال فصیح تھے، کلام میں آورد نہ تھی، گفتگو ایسی دل آویز ہوتی تھی کہ سننے والے کے دل و روح پر قبضہ کر لیتی تھی۔ آنحضرتؐ کا یہ وصف ایسا مسلم تھا کہ مخالف بھی اس کی شہادت دیتے تھے اور جاہل دشمن آپ کے کلام کو جادو و سحر کہا کرتے تھے، سلسلہ سخن ایسا مرتب ہوتا تھا جس میں لفظاً معناً کوئی خلل نہ ہوتا۔ الفاظ ایسی ترتیب سے ادا فرمایا کرتے کہ اگر سننے والا چاہے تو الفاظ کا شمار کر سکتا تھا (زاد المعاد ج ۱ ص [illegible])۔

ہنسنا رونا | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھلکھلا کر ہنسا نہ کرتے تھے، تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا، نماز تہجد میں بسا اوقات نبی کریمؐ گریہ فرمایا کرتے، کبھی کسی مخلص کے انتقال پر آب دیدہ ہو جاتے، آنحضرتؐ کے فرزند ابراہیم سلام اللہ علیہ دودھ پینے میں انتقال فرما گئے تھے، جب انہیں آغوش قبر میں رکھا گیا تو حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، فرمایا: "آنکھ پر نم ہے، دل میں غم ہے پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے۔ اے ابراہیم ہم کو تیری وجہ سے رنج ہے۔" ایک دفعہ اپنی نواسی (دختر زینب) جس کی سانس اکھڑ چکی تھی، کو گود میں لیا، اس وقت حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، سعد نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ یہ کیا؟ فرمایا یہ وہ رحم دلی ہے جو خدا اپنے بندوں کے دل میں بھر دیتا ہے، اور اللہ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم فرمائے گا جو رحم دل ہیں۔ (بخاری عن اسامہ بن زید، کتاب الایمان والنذور)۔ ایک دفعہ ابن مسعودؓ آنحضرتؐ کو قرآن مجید سنا رہے تھے جب وہ اس آیت پر پہنچے۔ "[illegible]" "تب کیسی ہوگی جب ہر ایک امت پر خدا ایک ایک گواہ کھڑا کرے گا، اور آپ کو ہم سب امتوں پر شہادت کے لیے کھڑا کریں گے" فرمایا بس ٹھہرو، ابن مسعود نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو شفیع روز جزا کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (بخاری)۔

غذا کے متعلق ہدایات | رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے تھے، اور ایسا کرنے کو بڑھاپے کا سبب فرماتے تھے (زاد المعاد، جلد ۲ ص ۸۲) کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرمایا کرتے (زاد جلد ۲ [illegible])

تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے ایک تہائی پانی کے لیے ایک تہائی حصہ خود معدہ کے لیے چھوڑ دینا چاہیئے (زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۱۷) پھلوں ترکاریوں کا استعمال ان کی مطابق چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۱۱۳)

مرض و مریض | متعدی امراض سے بچاؤ رکھتے، اور تندرستوں کو اس سے محتاط رہنے کا حکم دیا کرتے، بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے تھے (زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۴۶)۔ اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے، (زاد ۔ صفحہ ۳۰)

طبیب نادان | نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے۔ (زاد جلد صفحہ ۸۱) حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے نہی فرماتے، ارشاد فرماتے اللہ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفاء نہیں رکھی۔ (زاد جلد ۲ صفحہ ۳۰۵ بحوالہ بخاری عن ابن مسعود)

عیادت بیمار | صحابہ کرام میں سے جو کوئی بیمار ہو جاتا اس کی عیادت فرماتے تھے، عیادت کے وقت مریض کے قریب بیٹھ جاتے، بیمار کو تسلی دیتے۔ لا باس طہور (یا کفارہ) انشاء اللہ فرمایا کرتے مریض سے دریافت فرماتے تھے کہ کس چیز کو دل چاہتا ہے، اگر وہ شے اس کیلئے مضر نہ ہوتی تو اس کا انتظام فرمایا کرتے، ایک یہودی لڑکا آنحضرت کی خدمت کیا کرتا تھا اس کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

علاج | حالت مرض میں دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کرانے کا حکم فرماتے۔ "اے بندگان خدا دوا کیا کرو، کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفا مقرر کی ہے، بجز ایک مرض کے، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے فرمایا، بڑھاپا۔"

خطبہ خوانی | زمین یا منبر پر کھڑے ہو کر یا شتر و ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جس کا آغاز تشہد سے اور اختتام استغفار پر ہوا کرتا قرآن مجید اس خطبہ میں ضرور ہوتا اور قواعد اسلام کی تعلیم بھی اس خطبہ میں دی جاتی تھی: خطبہ میں وہ باتیں ضرور بیان کی جاتی تھیں جن کی مسلمانوں کو ضرورت ہوتی اور بوقت ضرورت کے ...... اعتبار سے خطبہ میں سب کچھ بیان ہوا کرتا تھا، ایسے خطبے جمعہ کے دن پر ہی موقوف نہ ہوا کرتے بلکہ جب ضرورت اور موقع ہوتا تب ہی لوگوں کو کلام پاک سے مستفید فرمایا کرتے تھے، خطبہ کے وقت کبھی ہاتھ میں عصا ہوتا، کبھی کمان، ان پر دوران خطبہ میں ٹیک لگایا کرتے تھے۔ خطبہ کے وقت کبھی ہاتھ میں تلوار نہ ہوتی تھی نہ اس پر ٹیک لگایا کرتے۔ علامہ (ابن) القیم کہتے ہیں اور یہ جو لوگوں کا خیال ہے کہ بجا

منبر پر تلوار لے کر کھڑے ہوا کرتے تھے، گویا اشارہ یہ تھا کہ دین بزور شمشیر قائم کیا گیا ہے" علامہ کہتے ہیں کہ جاہلوں کا یہ قول غلط ہے۔ (۱) تلوار پر خطبہ میں ٹیک لگانا ثابت نہیں۔ (۲) خطبہ خوانی کا آغاز مدینہ میں ہوا تھا اور مدینہ بذریعہ قرآن فتح ہوا تھا۔ نہ بذریعہ تلوار۔ پھر علامہ موصوف یہ بھی بتلاتے ہیں کہ دین تو وحی سے قائم ہوا ہے (زاد جلد اصفحہ ۴۹)

صدقہ و ہدیہ: صدقہ کی کوئی چیز ہرگز استعمال نہ کرتے۔ البتہ ہدیہ قبول فرماتے، مخلصین صحابہ، عیسائی اور یہودی جو چیزیں بطور تحفہ بھیجتے انہیں قبول فرما لیتے۔ ان کو بھی خود بھی تحفہ ارسال فرماتے مگر مشرکین کے ہدایا لینے سے انکار کرتے، مقوقس شاہ مصر کے بھیجے ہوئے خچر پر حضور نے سواری فرمائی، اور جنگ حنین کے دن وہی خچر آنحضرت کی سواری میں تھا لیکن عامر بن مالک کے بھیجے ہوئے گھوڑے کو قبول کرنے سے انکار فرما دیا اور ارشاد کیا کہ ہم مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتے (زاد ج ۲ ص ۱۶۱) جو قیمتی تحائف آنحضرت کے پاس آیا کرتے اکثر اوقات انہیں آنحضرت اپنے صحابہ پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ (۱)

اپنی تعریف: اپنی ایسی تعریف جس سے کسی دوسرے نبی کی کمی نکلتی پسند نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ نبیوں کے ذکر میں ایسی طرز اختیار نہ کرو کہ ایک کی دوسرے کے مقابلہ میں کمی نکلتی ہو۔ (۲)

مصلحت عامہ کا لحاظ: جب قریش نے اسلام سے پہلے کعبہ کی عمارت بنائی تو انہوں نے کچھ تو عمارت ابراہیمی میں سے اندر کی جگہ باہر چھوڑ دی، پھر کرسی اونچی اور اونچی رکھی کہ زینہ لگا کر چڑھے اور بیت اللہ میں صرف ایک ہی دروازہ رکھا۔ حضور نے ایک روز عائشہ طیبہ سے فرمایا کہ: "قریش کو مسلمان ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں ورنہ میں اس عمارت کو گرا دیتا، کعبہ میں دو دروازے رکھتا، ایک آنے کا ایک جانے کا۔ (۳)

بشریت و رسالت: حضور ان احکام و اعمال کو جو شان رسالت سے ظاہر ہوتے ان افعال و اقوال سے جو بطور بشریت صادر ہوتے، ہمیشہ نمایاں طور پر علیحدہ علیحدہ دکھلانے کی سعی فرماتے؛ ایک مرتبہ فرمایا، میں بشر ہوں میرے سامنے جھگڑے آتے ہیں، کوئی شخص دوسرے فریق سے اپنے دعوا کو اس طریق پر ادا کرنے والا ہوتا ہے جس سے گمان ہو جاتا ہو کہ وہ سچا ہے اور میں اسی کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں پس اگر کسی شخص کو کسی مسلمان کے حصے میں سے اس فیصلے کے بموجب کچھ ملتا ہو تو وہ سمجھ لے کہ یہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے اب خواہ لے خواہ چھوڑ دے" (بخاری عن ام سلمہ، کتاب المظالم)۔ اہل مدینہ کھجور کا بور مادہ کھجور پر ڈالا کرتے تھے، آنحضرت نے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے اہل مدینہ نے یہ عمل چھوڑ دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ پھل درختوں پر کم لگے لوگوں نے اس کے متعلق آنحضرت سے گزارش کی۔ فرمایا۔ دنیا کے کام تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو جب میں کوئی کام دین کا بتایا کروں تو اس کی پیروی کیا کرو۔ (۴)

بچوں پر شفقت: بچوں کے قریب سے گزر فرماتے تو ان کو خود اسلام علیکم

(۱) طبری ص ۱۵۵۷ (۲) مسند عمر بحیہ ص ۲۳ (۳) بیہقی ج ۱۰ ص ۲۷ (۴) ترمذی ص ۲۴۸

کہا کرتے ان کے سر پر ہاتھ رکھتے، انھیں گود میں اٹھا لیا کرتے "بوڑھوں پر عنایت" فتح مکہ کے بعد
ابو بکر صدیقؓ اپنے بوڑھے، ضعیف، فاقد البصر باپ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بیعت اسلام کرانے
لائے۔ حضورؐ نے فرمایا، تم نے بوڑھے کو کیوں تکلیف دی، میں خود ان کے پاس چلا چلتا "ارباب
فضل کی قدر و منزلت" سعد بن معاذؓ کو جو خندق میں زخمی ہوئے تھے، یہودیان بنو قریظہ نے اپنا
حکم اور منصف تسلیم کر کے بلایا تھا، جب وہ مسجد تک پہونچے تو آپ نے اپنے صحابہ سے جو قبیلہ اوس
کے تھے فرمایا۔ قوموا الی سیدکم (اپنے سردار کی پیشوائی کو جاؤ) لوگ گئے ان کو آگے بڑھ
کر لے کر آئے۔ "ادب و تواضع" (۱) مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ (۲) جو کوئی مل جاتا اسے
سلام پہلے خود فرماتے (۳) مصافحہ کے لیے پہلے خود دست مبارک بڑھاتے (۴) صحابہ کو کنیت سے
نام سے پکارتے (عرب میں عزت سے بلانے کا یہی طریقہ ہے) (۵) کسی کی بات کبھی قطع نہ فرماتے (۶)
اگر نماز نفل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آجاتا تو نماز کو مختصر فرما دیتے اور اس کی ضرورت پوری کر دینے
کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے (۷) اکثر تبسم فرماتے (شفاء ص۵۳) (۸) ایک بار کسی نے آپؐ کو
سب سے بہترین مخلوق کہا آپؐ نے انکسار کی وجہ سے فرمایا یہ تو ابراہیم ہو سکتے ہیں (ابوداؤد) "شفقت و رافت" عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں
ہیں، کوئی شخص بھی آنحضرتؐ سے اچھے خلق میں برابر نہ تھا خواہ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی شخص حضورؐ
اس کے جواب میں لبیک (حاضر) ہی فرمایا کرتے (شفاء ص۵۳) (۲) عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرمایا
کرتے تا کہ امت پر اس قدر عبادت کا کرنا شاق نہ ہو۔ (۳) جب کسی معاملہ میں دو صورتیں سامنے
آتیں تو آسان صورت کو اختیار فرماتے۔ (صحیح بخاری عن عائشہؓ) (۴) اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ کیا
کہ جب کسی شخص کو میں گالی دوں یا لعنت کروں، وہ گالی اور لعنت اس کے حق میں گناہوں کا کفارہ رحمت
و بخشش اور قربت کا ذریعہ بنا دی جائے (شفاء ص۵۵) اگر دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے
اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے۔ (۱) فاطمہ نام ایک عورت نے
مکہ میں چوری کی، لوگوں نے اسامہؓ سے جو آنحضرتؐ کو بہت محبوب تھے سفارش کرائی، حضورؐ نے فرمایا
کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو، سنو، اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی ایسا کرتی تو میں حد جاری کرتا
"رحم برائے اعداء" (۱) مکہ میں سخت قحط پڑا، یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں بھی کھانا شروع کر دیں
ابو سفیان بن حرب ان دنوں دشمن اسلام تھا حضورؐ کی خدمت میں آیا، عرض کیا، محمدؐ آپ تو لوگوں کو
صلہ رحم کی تعلیم دیا کرتے ہیں، دیکھئے آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کیجیے، حضورؐ نے دعا فرما دی

اور خوب بارش ہوئی (۱) "جود و کرم" سائل کو کبھی رد نہ فرماتے، زبان مبارک پر کبھی حرفِ انکار
نہ لاتے۔ اگر کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا تو سائل سے عذر فرما دیتے، گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے،
ایک نے آکر سوال کیا فرمایا میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے، تم میرے نام پر قرض لے لو میں پھر
اسے ادا کر دوں گا، عمر فاروقؓ نے کہا کہ خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں
حضورؐ خاموش ہو گئے۔ ایک شخص نے پاس سے کہا یا رسول اللہ خوب دیجئے رب العرش مالک ہے تنگ
دستی کا کیا ڈر ہے حضورؐ نے تبسم فرمایا، چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ فرمایا ہاں اب مجھے یہی
حکم ملا ہے ــــ فرمایا کہ اگر کوئی شخص قرض دار ہو جائے اور مال باقی نہ چھوڑے تو ہم اسے ادا کریں
گے اور اگر کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ حق وارثوں کا ہے (عن ابی ہریرہ، صحیح بخاری کتاب الفرائض)
"شرم و حیا" ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حضورؐ میں حیا تھی (صحیح بخاری
عن ابی سعید) جب کوئی ایسی بات حضورؐ کے سامنے کی جاتی جس سے حضورؐ کو کراہت ہوتی تو چہرہ مبارک
سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ عادات و معاملات میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے مگر دوسرے
شخص کو ازراہِ شرم کام کرنے کو نہ فرماتے (۲) "صبر و حلم" زید بن سعنہ ایک یہودی تھا آنحضرتؐ کو اس
کا قرض دینا تھا وہ ایک روز آیا آتے ہی چادر آپؐ کے شانہ مبارک سے اتار لی، جسم کے کپڑے پکڑ لیے
اور بدزبانی کرنے لگا کہ (معاذ اللہ) عبدالمطلب کے خاندان والے بہت مفلس ہوتے ہیں، عمر فاروقؓ
نے اسے سختی سے جھڑک دیا، سید الانبیاءؐ مسکرا دیئے، فرمایا عمرؓ تمھیں لازم تھا کہ میرے ساتھ اور
اس کے ساتھ اور طرح برتاؤ کرتے، مجھے حسنِ ادائیگی کے لیے کہتے اور اسے حسنِ تقاضا سکھاتے، پھر زید
کی جانب حضورؐ مخاطب ہوئے فرمایا ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں، پھر عمرؓ سے فرمایا اس کا قرض ادا
کر دو، بیس صاع زیادہ بھی دینا کیونکہ تم نے اسے دھمکایا اور ڈرایا بھی تھا (۳) "عفو و رحم" عائشہ صدیقہ
طیبہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے اپنی ذاتِ مبارک کی بابت کسی سے انتقام نہیں لیا (صحیح بخاری) (۴)
جنگِ احد میں کافروں نے پیغمبر اسلامؐ پر حملہ کیا، پیغمبرؐ ایک غار میں گر گئے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان
پر بددعا فرمایئے، پیغمبرؐ نے فرمایا میں لعنت کرنے کے لیے نہیں بنایا گیا، خدا نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ
میں بلانے کے لیے بھیجا ہے، رحمت بنا کر بھیجا ہے اس کے بعد یہ دعا فرمائی اے خدا میری قوم کو ہدایت
فرما، وہ میرے مرتبہ سے ناواقف ہیں (شفاء عیاض ص ۷۹) "صدق و امانت" جانی دشمن بھی
آنحضرتؐ کے ان اوصاف کے قائل تھے، صادق و امین بچپن ہی سے آنحضرتؐ کا خطاب پڑ گیا تھا۔

(۱) بخاری (۲) مسند احمد جلد ۵ (۳) بیہقی میں ہے کہ یہ یہودی پھر مسلمان ہو گیا۔

راستی اور صداقت کی وجہ سے قبل نبوت بھی لوگ اپنے مقدمات کو فیصلہ کیلئے آنحضرت صلعم کے پاس لایا کرتے تھے ایک روز ابوجہل نے کہا محمد صلعم میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا لیکن تیری تعلیم پر میرا دل ہی نہیں ٹھہرتا (شفاء صفحہ ۹۵) شب ہجرت کفار نے آنحضرت صلعم کے قتل کا مشورہ اور اتفاق کیا تھا اور حضور صلعم نے اپنے پیارے بھائی علی کو اس لیے پیچھے چھوڑا کہ ان کی امانتوں کو ادا کر کے آنا۔ "عفت و عصمت" آنحضرت صلعم فرماتے ہیں ایام جاہلیت کی رسموں میں سے میں نے کبھی کسی میں بھی حصہ نہیں لیا صرف دو دفعہ ارادہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود ہی بچا لیا، ۱۱ برس سے کم عمر تھی۔ میں نے اس چرواہے سے جس کے ساتھ میں بکریاں چراتا تھا، کہا اگر تم میری بکریوں کو سنبھالے رکھو، تو میں مکہ (آبادی کے اندر) جاؤں جیسے اور نوجوان کہانیاں کہتے سنتے ہیں میں بھی کہانیاں کہوں سنوں، اس ارادہ سے میں شہر میں آیا پہلے گھر پر ہی پہونچا تھا کہ وہاں دف و مزامیر بج رہا تھا۔ اس گھر میں بیاہ تھا میں انہیں دیکھنے لگا۔ نیند نے غلبہ کیا میں سو گیا جب سورج نکلا تب آنکھ کھلی، ایک دفعہ پھر ایسی ہی نیت سے آیا تھا، اسی طرح نیند آ گئی اور وقت گذر گیا ان دو واقعات کے سوا میں نے کبھی مکروہات و جاہلیت کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ (شفاء صفحہ ۶۷) "زہد" آنحضرت صلعم کی دعا یہ تھی کہ الٰہی ایک دن بھوکا رہوں ایک دن کھانے کو ملے، بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں، تجھ سے مانگا کروں اور کھا کر تیری حمد و ثنا کیا کروں۔ (شفاء صفحہ ۷۶) جس وقت حضور صلعم نے انتقال فرمایا تو اس وقت آنحضرت کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی (بخاری عن عائشہؓ) "صنف نازک کی اعانت" ام المومنین حضرت صفیہؓ ایک سفر میں ساتھ تھیں وہ تمام جسم کو چادر سے ڈھانک کر اونٹ کی پچھلی نشست پر حضور کے ساتھ سوار ہوا کرتی تھیں جب وہ اونٹ پر سوار ہونے لگتیں تو آنحضرت صلعم خود اپنا گھٹنا آگے بڑھا دیتے صفیہؓ اپنا پاؤں آنحضرت صلعم کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر چڑھا کرتی تھیں۔ "اسیران جنگ کی خبر گیری" اسیران جنگ کی خبر گیری مہمانوں کی طرح کی جاتی تھی جنگ بدر میں جو قیدی مدینہ منورہ میں کچھ روز تک مسلمانوں کے پاس اسیر رہے ان میں سے ایک کا بیان ہے خدا مسلمانوں پر رحم کرے وہ اپنے اہل و عیال سے اچھا ہم کو کھلاتے تھے اور ہمارے آرام کا خیال اپنے کنبے سے پہلے کیا کرتے تھے۔ عباس قیدی اسیر ہو کر آئے تو حضور صلعم ان کے لباس کی فکر کیا کرتے تھے۔ (عن جابرؓ بخاری باب الکسوۃ للاسارے) "مردانہ ورزشیں" مردانہ ورزشوں کا شوق دلایا کرتے رکانہ عرب کا مشہور شہ زور پہلوان تھا وہ اپنے پچھاڑ جانے کو اسلام لانے کی شرط ٹھہراتا تھا حضور صلعم نے اسے تین بار پچھاڑ دیا تھا۔ (شفاء، عیاض صفحہ ۳۳) "تیر اندازی" نشانہ بازی کا لوگوں کو شوق دلایا کرتے تھے نشانہ بازی کی مشق کے لیے لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا تیر چلاؤ میں اس

پارٹی کی طرف ہوں گا یہ سن کر دوسری پارٹی نے تیر چلانے سے ہاتھوں کو روک لیا، سبب پوچھا گیا، انھوں نے کہا جب اس پارٹی میں رسولؐ شامل ہیں تو ہم ان کے مقابلہ میں کیونکر تیر افگنی کر سکتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں روایۃً عن سلمۃ بن الاکوعؓ، صحیح بخاری، باب تحریض علی الرمی)

حلیہ شریف | قاضی عیاضؒ نے اپنی مشہور کتاب شفاء میں لکھا ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضورؐ کا حلیہ دریافت کیا اور وہ حضورؐ کا بکثرت ذکر اوصاف کیا کرتے تھے اور میں امیدوار ہوا کہ ان اوصاف میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان کریں جس کو میں اپنے ذہن میں بٹھا لوں پس انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ عظیم تھے، معظم تھے آپ کا چہرہ مبارک مثل ماہ چودھویں کے چمکتا تھا بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے سر مبارک بڑا تھا، سر کے بال سیدھے قدرے بل دار تھے اگر سر کے بالوں میں مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے تھے، آپ کے سر کے بال نرمہ گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جب کہ آپ بالوں کو بڑھا لیتے تھے، آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا، پیشانی فراخ تھی ابرو خم دار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہیں تھیں ان دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں ابھر جاتی تھی، بلند بینی تھے بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے۔ ریش (داڑھی) مبارک بھری ہوئی تھی، پتلی خوب سیاہ تھی، رخسار مبارک سبک تھے، دہن مبارک فراخ تھا، دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں ریخیں تھیں، سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا، گردن مبارک ایسی تھی جیسی تصویر کی گردن، صفائی میں چاندی جیسی تھی بدن تناسب میں معتدل اور پر گوشت اور کسا ہوا تھا، شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا آپ کے شانوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا، جوڑ بند کی ہڈیاں بڑی تھیں، دونوں بازو اور شانوں سینے کے بالائی حصہ پر بال تھے، کلائیاں دراز تھیں، ہتھیلی فراخ تھی، انگلیاں لمبی تھیں، اعصاب آپ کے برابر تھے آپ کے تلوے گہرے تھے، قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے ڈھل جاتا، جب چلتے چلنے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں رکھتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک جاتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے چلنے میں ایسا معلوم ہوتا کہ گویا پستی میں اتر رہے ہیں جب کسی کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے، نگاہ نیچی رکھتے، آسمان کی طرف آپ کی نظر زیادہ رہتی عموماً عادت آپ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی، اپنے اصحابؓ کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتداء السلام فرماتے،

تبسم اور قوت ناطقہ | "حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانے تک حسین ابن علیؓ سے اس کو چھپائے

رکھا۔ پھر میں نے جو اُن سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اپنے والد سے رسول اللہؐ کا گھر میں جانا، باہر آنا، نشست و برخاست، طرزِ طریقہ سب پوچھ چکے ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہؐ کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق، پوچھا انھوں نے فرمایا کہ آپ کا گھر میں اپنے ذاتی حوائج کے لیے تشریف لیجانا آپ اس باب میں اللہ کی طرف سے ماذون تھے سو آپ جب اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ عبادت خدا کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کیلئے، اور ایک حصہ اپنے نفس کیلئے، پھر اپنے حصے کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے اور اس حصے وقت کو خاص اصحابؓ کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے۔ اس حصہ امت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں تو آپ اُن کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو، وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور ان کے مناسب حال امور کی اُن کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر دیا کرے، اور جو شخص اپنی حاجت مجھ تک نہ پہونچا سکے تو تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

طرزِ معاشرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد ماجد سے آپ کی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ ہمہ وقت کشادہ رو رہتے، نرم اخلاق تھے، آسانی سے موافق ہو جاتے تھے نہ سخت خو تھے نہ چلا کر بولنے والے نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ کسی کی مدح فرماتے جو بات آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اس سے تغافل فرماتے ایسے مایوس نہ کرتے بلکہ خاموش ہو جاتے آپ نے تین چیزوں سے تو اپنے کو بچا رکھا تھا، ریا سے اور کثرت کلام سے اور بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے لوگوں کو منع فرماتے تھے، کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپ کے تمام ہم نشین اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں اور جب

ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے۔ آپ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے۔ اہل مجلس میں سے ہر شخص کی بات ایسی ہی ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات تھی۔ جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے۔ اور پردیسی شخص کی بے تمیزی پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔ "شمائل مبارک" جاننا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کے شمائل متفرق حدیثوں میں ان حضرات سے وارد ہوئے ہیں۔ حضرت انس رضؓ، حضرت ابوہریرہ رضؓ، حضرت براء بن عازب رضؓ، حضرت عائشہ رضؓ، حضرت ابوجحیفہ رضؓ، حضرت جابر بن سمرہ رضؓ، حضرت ام معبد رضؓ، حضرت ابن عباس رضؓ، حضرت معرض بن معیقیب رضؓ، حضرت ابوطفیل رضؓ، حضرت العداء بن خالد رضؓ، حضرت خریم بن فاتک رضؓ، حضرت حکیم بن حزام رضؓ۔ ہم بھی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصراً ان میں سے ذکر کرتے ہیں۔ ان سب حضرات نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا۔ آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی، بڑی بڑی آنکھیں تھیں، آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے، پلکیں آنکھوں کی دراز تھیں، دونوں ابروؤں کے درمیان کشادگی تھی، ابرو خمدار تھے، ناک بلند تھی، دندان مبارک میں کچھ کھڑکیاں تھیں، چہرہ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا، داڑھی گھنی تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی، شکم اور سینہ ہموار تھا، دونوں شانے کلاں تھے، استخوان کلاں تھیں، دونوں کلائیاں اور بازو مستقل بدن بھرے ہوئے تھے، دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا، قدم مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز نہ بہت کوتاہ، کہ اعضا ایک دوسرے میں دھنسے ہوئے ہوں اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ چل سکتا تھا، جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا، یہ تمام مضمون کتاب شفاء سے ماخوذ ہے۔ "سرچشمہ خوشبو" حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھی اور آپ جس کسی سے مصافحہ کرتے تو تمام دن اس شخص کو ہاتھ کی خوشبو آتی رہتی اور جب کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے لڑکوں میں پہچان لیا جاتا۔ ایک بار آپ حضرت انس رضؓ کے گھر میں سوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر پسینہ کے قطرے ظاہر ہوئے تو حضرت انس رضؓ کی والدہ ایک شیشی لا کر پسینہ جمع کرنے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس بارے میں دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملا دیا کریں گے اور یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو سے معطر ہے اور

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں حضرت جابرؓ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم جس راستے سے گزرتے تھے اور
کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا تھا کہ آپ اس راستے سے تشریف لے گئے
ہیں، اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوئے خود آپ صلعم کے بدن مبارک میں
تھی۔ **قوت بصیرت**۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہ
مضمون پایا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام عقل میں سب پر فضیلت رکھتے ہیں اور رائے میں سب میں افضل تھے اور
آپ ظلمت میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت
کیا ہے۔ آپ صلعم دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنی پشت سے بھی ایسا
ہی ملاحظہ فرماتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے۔ **آپ کے بعض خصوصیات**۔ آپ کو کلمات جامعہ
عطا کیے گئے۔ تمام زمین آپ کے لیے مسجد اور آلۂ طہارت بنائی گئی اور آپ کے لیے غنیمت کو حلال کیا
گیا، مال غنیمت کا کھانا حلال نہ تھا اور آپ کے لیے شفاعت کبریٰ اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ
جن و انس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔ **آپ کا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا**۔ آپ سب
کی سب زبانیں جانتے تھے میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں، ام معبدؓ کہتی ہیں کہ آپ شیریں کلام اور واضح
بیان تھے نہ بہت کم گو تھے اور نہ زیادہ گو تھے، آپ کی گفتگو ایسی ہوتی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیے گئے
ہوں۔ آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے معنی اس کے اہل تحقیق
کے نزدیک یہ ہیں کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپ صلعم کے نیچے ہوتی اور نہ کسی کروٹ پر بوجھ دے کر
بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانے کے لیے ایسی ہوتی جیسے گھٹنے ہوئے کھانے کو تیار ہو کر بیٹھتا ہے یعنی
اکڑوں بیٹھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ میں غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور آپ داہنی کروٹ پر آرام فرمایا
کرتے تھے تاکہ کم سونے میں معین ہو۔ **شجاعت و ہیبت**۔ ہیبت کے مارے کانپنے لگیں، آپ صلعم نے فرمایا
کہ اے عورت دل کو برقرار رکھ۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمروؓ
کھڑے تھے تو خوف سے کانپنے لگے آپ نے فرمایا کہ طبیعت کو بشاش کرو میں کوئی جابر بادشاہ نہیں
ہوں۔ آپ صلعم کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عطا کی گئی تھیں۔ آپ کی حیات
میں بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرہ عرب نواحی شام و عراق فتح ہو گئے تھے اور آپ صلعم کے حضور میں
خمس اور صدقات اور عشر وغیرہ لائے جاتے تھے اور سلاطین کی طرف سے ہدیے پیش ہوتے تھے ان سب
کو آپ صلعم نے لوجہ اللہ صرف فرمایا اور مسلمانوں کو غنی کر دیا۔ **عصمت**۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ جب

مجھ کو ہوش آیا، بتوں سے اور شعر گوئی سے مجھ کو نفرت رہی اور کبھی کسی امر جاہلیت کا مجھ کو خیال تک
بھی نہ آیا، بجز دو بار کے اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو محفوظ رکھا پھر اس خیال کی نوبت کبھی نہیں
آئی۔ **بعض صفات** — آپ لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے
اور جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اس سے سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپ کو نہ دیتا آپ اس کو دیتے
اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ اسے درگذر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ اس کو
اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا **بعض اخلاق حمیدہ**
حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے
اعتبار سے پسندیدہ — ہم جنگ بدر کے دن رسول ﷺ کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور سب سے شجاع وہ شخص
سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ ﷺ سے نزدیک رہتا تھا، جب آپ ﷺ غنیم کے قریب ہوتے تھے تو چونکہ اس شخص کو
بھی غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ
تھے بات کے سچے تھے، طبیعت کے نرم تھے، معاشرت میں نہایت کریم تھے — جو شخص آپ کی دعوت
کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدلہ
بھی عنایت فرما دیتے تھے، آپ ﷺ قیامت میں تمام اولاد آدمؑ کے سردار ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی قبر
مطہر کی زمین شق ہوگی اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی۔ آپ ﷺ دراز گوش پر بھی سوار
ہوتے تھے، غریبوں کی اعانت فرماتے تھے اور مساکین کے پاس بیٹھا کرتے تھے، ابو جہل بن ہشام باوجود
اس کے کہ آپ کا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے روز جب اس سے پوچھا کہ اے ابوالحکم
یہاں تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری بات کو سن لے گا تو مجھ کو یہ بتلا کہ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں، ابوجہل نے کہا کہ واللہ محمد ﷺ سچے ہیں اور محمد ﷺ نے
کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں۔ **آپ کی مجلس مبارک** حضرت خارجہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ
اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب آپ بیٹھتے
تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ملا کے ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ
کی اسی ہیئت سے ہوتی، حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھتے تھے اور
بعض اوقات اور کبھی بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے، اور جب آپ چلتے تو جمعیت خاطر کے ساتھ
چلتے آپ کی چال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے دل میں خوشی ہے اور طبیعت میں سستی نہیں ہے حضرت
عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی منہ اتنا [illegible] زور سے [illegible] نہیں کھولا جہاں تک

تھے بظاہر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کا بستر ایک ٹاٹ تھا دو تہہ کر کے آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجور کے بان سے بنی ہوتی تھی کہ آپ کے پہلوئے مبارک پر اس کا نشان پڑ جاتا۔ **معیشت** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کا شکم کبھی پیٹ بھر کر غذا سے پر نہیں ہوا اور کسی سے شکوہ کا اظہار نہیں کیا اور فاقہ بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا اور بسا دن دن بھر بھوکے رہ کر گزار دیتے اور بسا اوقات رات بھر بھوک سے کروٹیں بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روئے زمین کے خزانے اور اس کی پیداوار اور اس کی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے، لیکن آپ یہی فرماتے تھے کہ مجھ کو دنیا سے کیا تعلق۔ میرے اولوالعزم بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا اور اپنی اسی حالت پر انتقال فرما گئے۔ **آپ کا خوف خدا** آپ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپ اس قدر نفل نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک پر ورم آجاتا اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے براہ ترحم فرمایا طٰہٰ۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لیے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ رات بھر آپ نماز پڑھتے۔ عبد اللہ بن شخیرؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو چین نہ تھا اور دن بھر میں ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے۔ **"حسن و جمال"** قتادہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو نہ ہو اور تمہارے نبی خوبصورت و خوش شکل بھی اور آواز میں ان سب سے حسین تھے میں کہتا ہوں کہ عام لوگوں کا آپ پر اس طرح پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہیہ کے ہے کہ آپ کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا کہ خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔ **تواضع و پاکیزگی** آپ نہایت حلیم تھے اور نہ کسی کو گالی دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بددعا فرماتے تھے اور نزدیک جگہ جانے میں خچر پر سوار ہوتے تھے اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکہ حرب میں گھوڑے پر سوار ہوتے، آپ کی گفتار و رفتار اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہیں کرتا تھا اور اپنے ہم نشینوں سے کوئی بات دل میں نہ رکھتے تھے اور تکبر کی بات آپ میں نہ تھی تو اس کی خواہش کا تو کیا احتمال اور آپ تمام احوال و اقوال و افعال میں گناہ و خطا سے اور غفلت کے نزدیک ادنیٰ خطا سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی دنیاوی لالچ یا حق سے تغافل کا قصد نہ ممکن

ہی تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں نہ مرض میں نہ وہ اپنی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں۔ **«لباس اور زیب و زینت»** آپ جسم پر رومال رکھتے مستقل الشریف اکثر یمنی اور آپ کے سر کے بال چار ہفتے ہو رہتے تھے اور روایت کیا ہے کہ ام ہانی سے اور آپ مشرق میں اپنے بالوں کو بیچ مانگ نکالنے لگے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انسؓ سے آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا انھوں نے کہا کہ آپ خضاب تک بھی نہ پہنچے تھے، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ سونے کے قبل ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمے کی لگاتے تھے اور آپ سفید کپڑے کو اور کرتے کو پسند فرماتے تھے اور آپ کی آستین گٹوں تک ہوتی تھی اور چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے، حضرت انسؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپ اپنے ہاتھ میں انگشتری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار قبیلہ بنی حنیفہ کی ساخت تھی اور اس کی موٹھ کی گھنڈی چاندی کی تھی، سیر میں یہ روایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونوں شانوں کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ **«کھانا پینا»** جب آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے، ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تو تکیہ لگا کر نہیں کھاتا اور آپ تینوں انگلیوں سے کھاتے تھے اور ان کو چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپ کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی اور آپ نے چوکی پر کبھی کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی تشتری میں نوش فرمایا بلکہ دستر خوان پر کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لیے چپاتی نہیں پکائی گئی، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیرینی کو اور شہد کو اور کدو کو پسند فرماتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا اور بکری اور اونٹ اور گائے کا گوشت کھایا ہے۔ **«بعض خصوصیات»** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں شب اس حالت میں بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے، آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے۔ آپ کی نماز فجر کا قضا ہو جانا ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو صرف اس لیے تھا کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہو جائے۔

«آپ کا مزاح» آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں خوش طبعی تو کرتا ہوں مگر بات سچ ہی کہتا ہوں یعنی آپ مومنین کا دل خوش کرنے کے لیے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے، آپ نے ایک اعرابی سے فرمایا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا وہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہے اس پر سوار کرنا مراد ہے اس لیے کہا کہ میں بچہ کو کیا کروں گا آپ کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ باعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے۔

(۱) فتح مکہ سنہ ۸ھ میں

آپ کے بعض عوارض آپ کو بھی مثل دوسرے انسانوں کے رنج اور دکھ جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ کا ثواب بڑھ جائے اور درجات بلند ہوں پس آپ کو مرض بھی ہوا اور درد وغیرہ کی شکایت بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو غصہ بھی اکثر آجاتا تھا اور آپ کو ناداری اور تنگی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور سواری سے گر کر آپ زخمی بھی ہوئے اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد شریف پر بحیثیت ایک انسان ہونے کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک تو وہ تعلق با خالق منزہ مقدس اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی کے تصور میں اور اللہ ہی کے واسطے رہتے تھے حتی کہ آپ کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہوتی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے اللہ تعالی آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل فرماتا رہے آمین۔ **مہمان نوازی** مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار چند کفار حاضر ہوئے ان میں ایک شخص نہایت شریر تھا اس کو کسی نے مہمان نہیں بنایا آپ نے اس کو لے لیا اس نے سارا گھر کا کھانا کھا لیا آپ نے اس کو کھلا دیا اور گھر بھر فاقہ سے سو رہا رات کو اس کو دست آئے حضور کے مبارک بستر کو خراب کر دیا صبح اٹھتے ہی وہ ڈر کی وجہ سے چلا گیا حضور تشریف لائے اور مہمان کو نہ پایا تو سخت افسوس کیا اپنے دست مبارک سے بستر دھونے لگے صحابہ نے کہا حضور ہمارے ہوتے ہوئے اس زحمت کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا وہ میرا مہمان تھا میرا فرض ہے کہ میں ہی پاک کروں اتفاق کی بات وہ شخص اپنی تلوار بھول گیا تھا راستہ میں اس کو یاد آیا وہ آیا تو دیکھا کہ حضور خود پاخانہ صاف کر رہے ہیں اس کا اس پر بڑا اثر ہوا اور فوراً مسلمان ہو گیا۔ (البدایہ والنہایہ) آپ بعض نفیس اپنے مہمانوں کی خاطر مدارات فرماتے اور خواہ کسی حیثیت کا ہو آپ مدارات میں کوئی فرق نہ فرماتے (زاد المعاد ج ٣)

عدل و انصاف کا یہ حال تھا کہ ایک بار آپ نے ایک صحابی سے مزاح فرمایا ان کو کچھ خراش آگئی انہوں نے کہا میں بدلہ لوں گا آپ فوراً تیار ہو گئے انہوں نے کہا آپ کے جسم پر قمیص ہے اور میرا بدن ننگا تھا آپ نے فوراً قمیص اتار دی وہ فرط محبت سے چمٹ گئے اور عرض کرنے لگے کہ میں تو جسم نورانی دیکھنا چاہتا تھا اور بس (اسد الغابہ) **خاتم نبوت** شانوں کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر خاتم نبوت تھی یا ایسا نشان تھا کہ پاس چند مسوں کی ترکیب سے ایک گول شکل پیدا ہو

تھی، بعض روایات میں آیا ہے کہ اس سے صاف کلمہ طیبہ کی عبارت ظاہر ہوتی تھی (طبرانی کبیر و مسند
بزاز) سر کے بال اکثر شانے تک لٹکے رہتے تھے، فتح مکہ میں لوگوں نے دیکھا تو شانوں پہ چار گیسو پڑے
ہوئے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ، علامہ ابن کثیر) آپ کے فضائل و کمالات میں یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پہ درود
وسلام بھیجتا ہے خداوند عالم کے درود کے ساتھ کائنات ارضی و سماوی کی پاک اور سعید روحیں بھی
اس کی ہمنوا ہیں۔ ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما۔ ترجمہ: تحقیق اللہ اور اس کے ملائکہ درود رحمت بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو
تم بھی اس پر خوب خوب سلام و رحمت بھیجو۔ آپ کے معجزات: آپ کے معجزات بے شمار ہیں،
علامہ سیوطی نے ... ۵ لکھے ہیں اور دیگر علما نے اس کے علاوہ بھی لکھے ہیں لیکن میرے نزدیک آپ کے
معجزات کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے، آپ کی زندگی کا منٹ منٹ معجزہ ہے۔ کفار کے مقابل میں
آپ نے جو سب سے بڑا ثبوت پیش فرمایا وہ یہ تھا "میں اس سے پہلے تمہارے اندر ایک مدت تک رہا
کیا تم عقل نہیں رکھتے (قرآن حکیم)۔ مختصراً معجزات کی ترتیب یوں دی جا سکتی ہے (۱) قرآن حکیم جو اپنی
فصاحت و بلاغت تاثیر اور غیب کی خبروں سے لبریز ہے۔ (۲) آپ کی حیات طیبہ (۳) آپ کی پیدائش
سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ میں کوئی علامت حمل نہیں ہوئی تھی (۴) پیدائش کے وقت شاہ ایران کے
محل کے کنگرے گر گئے تھے (۵) ابتدائی عمر میں آپ کا سینہ فرشتوں نے چاک کر کے نور و حکمت بھر دیا تھا (۶)
اس سے پہلے جب حلیمہ سعدیہ آپ کو دودھ پلانے لیے جا رہی تھیں تو ابر سیاہ سایہ فگن تھا (۷) ۱۲ سال
کی عمر میں بوقت سفر شام پہاڑوں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا (۸) مکہ میں ایک پتھر تھا جو آپ کو یا رسول اللہ
کہہ کر سلام کیا کرتا تھا (۹) بعثت کے بعد کفار نے کنکریاں مٹھی میں لے کر آپ سے مطالبہ کیا کہ یہ کلمہ پڑھیں
چنانچہ کنکریاں کلمہ پڑھنے لگیں (۱۰) سنہ ... نبوت میں آپ نے معراج فرمائی اور آسمانوں کی سیر فرمائی
وغیرہ (۱۱) بوقت ہجرت کفار اندھے ہو گئے اور آپ ان کی تلواروں کے درمیان سے نکل آئے (۱۲) غار ثور
میں حضرت ابوبکرؓ کو سانپ نے کاٹ لیا، آپ نے لعاب دہن لگا دیا وہ فوراً اچھے ہو گئے (۱۳) جس وقت
کفار غار کے پاس آ گئے تو صدیق اکبرؓ پر گھبراہٹ طاری ہوئی حضور نے غار کے اندر دیوار کی طرف دیکھنے
کو فرمایا ایک کھڑکی کھلی ہوئی اور سمندر موجیں مار رہا تھا اور نہایت آرام دہ کشتی لگی ہوئی تھی (۱۴)
ام معبد کی بے دودھ والی بکری آپ کے ہاتھ لگاتے ہی دودھ دینے لگی (۱۵) سراقہ بن جعشم کے گھوڑے
کا پاؤں دھنس گیا۔ (۱۶) غزوہ بدر میں فرشتوں نے حاضر ہو کر مدد کی۔ (۱۷) غزوہ خندق میں

معجزات

پتھر سے روشنی نکلی اور اسلام کی فتوحات دکھائی دیں (۱۸) اس غزوہ میں عصر کی نماز قضا ہوگئی تو سورج
پھر دوبارہ طلوع ہوا (۱۹) سب سے پہلے مکہ معظمہ میں کفار کے مطالبہ پر چاند دو ٹکڑے ہوگیا تھا (۲۰) غزوۂ
خندق میں حضرت جابرؓ نے ایک سیر جَو کی روٹی اور کچھ سالن میں آپ کی دعا سے اس قدر برکت ہوئی کہ ۳۰۰۰ ہزار
بھوکے صحابہ نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔ (۲۱) اس غزوہ میں آپ کی دعا سے سخت بارش ہوئی اور آندھی
آئی اور کفار بھاگ گئے (۲۲) غزوۂ خیبر میں حضرت علیؓ میں آپؐ کی دعا سے اس قدر طاقت آگئی کہ تن
تنہا وہ خیبر کا در اکھاڑ ڈالا جو ستّر آدمیوں سے بھی حرکت نہ کرتا تھا (۲۳) ایک وفد کی آمد پر تھوڑا
کھانا اس قدر زیادہ ہوگیا کہ سب کے سب نے پیٹ بھر کر کھا لیا اور پھر بھی کھانا بچ رہا (۲۴) یہود نے بطور
امتحان ایک جلی ہوئی کھجور کی گٹھلی دی آپؐ نے بو دی اور فوراً درخت نکل آیا جس کا سلسلہ ابھی تک
موجود ہے اور جلنے کی خوشبو ابھی تک آتی ہے (۲۵) جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف تو تمام کنوئیں کھاری
تھے آپؐ نے لعاب دہن ڈال دیا اور پانی شہد سے زیادہ شیریں ہوگیا (۲۶) صلح حدیبیہ میں ایک ٹ
کٹورے میں پانی رکھ دیا اور اپنا دست مبارک رکھ دیا تو اس قدر پانی ابلا کہ سارا لشکر سیراب
ہوگیا (۲۷) ایک مرتبہ کہیں سے کچھ لوگ پیغمبرؐ کی خدمت حاضر ہوئے اور قحط سالی کی دعا کے لیے کہا آپ
نے دعا فرمائی۔ ادھر پیغمبرؐ کے لبوں کو جنبش ہوئی ادھر دعائے پیغمبرؐ کے ساتھ ایک ابر آیا اور اس
حد تک بارش ہوئی کہ سیلاب آگیا اور اب بارش کے بند ہونے کی دعا کرائی۔ (۲۸) آپؐ کا قد درمیانی تھا
مگر اعجاز پیغمبرؐ یہ تھا کہ تمام لوگوں میں سب سے بلند و بالا نظر آتے تھے (۲۹) آپؐ کا اعجاز یہ بھی تھا کہ زمین کے
سنگریزے آپ کے ہاتھ میں آنے کے بعد تسبیح و تہلیل کرنے لگتے تھے۔ اور ان کے علاوہ بے شمار معجزات
طول ہونے کی وجہ سے ترک کیے جاتے ہیں۔

خلاصہ بحث

آپؐ کے غلاموں اور اس کے بعد ان
کے غلاموں در غلاموں اولیاء اللہ اور بزرگوں سے اس قدر کثیر کرامات اور خوارق عادات ظاہر ہوئے
جن کا کچھ شمار نہیں اور وہ سب کے سب آپؐ ہی کی جانب منسوب ہوں گے کہ جس کو جو کچھ ملا اور قیامت
تک ملے گا وہ آپ ہی کے طفیل میں ملے گا آپؐ کی ۲۳ سالہ جد و جہد سے اسلام کا پھیل جانا ایک کھلا
ہوا اعجاز ہے۔

سب سے بڑے معجزے

سب سے بڑے معجزے دو ہیں (۱) قرآن شریف جس کا نقطہ
نقطہ، شوشہ شوشہ لاکھوں حادثات کو دیکھا اور آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک بھی محفوظ رہے گا۔ (۲) سیرت
طیبہ یا سنت نبوی ﷺ جس پر عمل کر کے دوزخی سے دوزخی انسان جنت الفردوس کا مالک ہوجاتا ہے اور
دنیا میں انتہائی امتیازی زندگی نصیب ہوتی ہے جو خود اپنی جگہ پر معجزہ سا نظر آنے لگتی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پیشین گوئیاں حضورؐ کے معجزات کی طرح پیشین گوئیاں بھی بے شمار ہیں جو آپؐ کی نبوت پر دلیل کامل ہیں مختصراً ہم انھیں سے بعض کو لکھتے ہیں بخوف طوالت ہم تشریح نہیں لکھتے ہیں گذشتہ واقعات سے آپ خود تطبیق دیتے جایئے اور جو حصہ سیرت کے بعد کے متعلق ہیں ان کو اس کتاب کے دوسرے حصوں اور واقعات سے تطبیق دیجئے اور ہمارے سرکارؐ کی صداقت اور سچائی کے گن گائیے۔ میں نے ان کی چار قسمیں کی ہیں (۱) تاریخی (۲) سیاسی (۳) اقتصادی (۴) مذہبی جن کو ملاحظہ فرمایئے۔ (تاریخی

پیشین گوئیاں۔ سفینہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خلافت تیس۳۰ سال تک رہے گی پھر یہ خلافت بادشاہت ہو جائے گی (احمد ترمذی۔ ابو داؤد) (۲) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے نہ لڑینگے۔ (مسلم) (۳) ابی بکرہؓ کہتے ہیں رسولؐ نے فرمایا میری امت کے لوگ ایک پست زمین میں پہونچیں گے جس کا نام بصرہ رکھیں گے وہ دجلہ نہر کے قریب واقع ہوگا اس نہر پر پل ہوگا شہر کے رہنے والوں کی بڑی تعداد ہوگی اور یہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا۔ (ابو داؤد) **سیاسی پیشین گوئیاں** حضورؐ نے فرمایا میرے بعد امام (خلیفہ) یا بادشاہ ہوں گے جو میرے طریقہ پر نہ چلیں گے اور میری روش کو اختیار نہ کریں گے اور ان میں سے چند لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جن کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی اور دل شیطانوں کے سے (مسلم) (۲) ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں گے ان دونوں گروہوں کے درمیان زبردست قتال ہوگا اور دونوں کا ایک ہی دعویٰ ہوگا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مکار فسادی اور فریبی لوگ پیدا نہ ہوں جو خدا اور رسولؐ پر جھوٹ بولینگے **اقتصادی پیشین گوئیاں** (۱) جابرؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا آخری زمانہ میں بادشاہ ہوگا وہ ہاتھوں میں بھر بھر کر مال کو لٹائے گا اور اس کو شمار نہ کرے گا (مسلم) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا عنقریب نہر فرات کھل جائے گی اور اس کے نیچے سے سونے کا خزانہ نکلے گا (بخاری و مسلم) **مذہبی پیشین گوئیاں**۔ ابی سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا تم البتہ ان لوگوں کی یعنی یہود و نصاریٰ کی پیروی کرو گے بالشت برابر بالشت ہاتھ برابر ہاتھ (بخاری و مسلم) (۴) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال نیک میں جلدی کرو ان فتنوں کے پیش آنے سے پہلے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کے مانند ہوں گے کہ اس وقت آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا کہ اپنے دین و مذہب کو دنیا کی تھوڑی سی متاع پر بیچ ڈالے گا۔ (مسلم) (مشکوٰۃ)

آپ کی بعض جامع دعائیں (۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ ۔ یعنی اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے ملنے سے اور بُرے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے (بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب الاستعاذہ) (۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ۔ یعنی اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے اور ناتوانی اور سستی سے اور نامردی اور بخل سے اور قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے (بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب الاستعاذہ) (۳) یا جیسے سفر کی دعا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ نِعْمَ الرَّفِيْقُ فِي السَّفَرِ وَنِعْمَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ ۔ یعنی اے اللہ بے شک تو بہترین ساتھی سفر میں اور بہترین جانشین اہل میں ہے ۔ (۴) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ ۔ یعنی اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی بدی سے جو کی میں نے اور اس چیز کی بدی سے کہ نہیں کی میں نے (مسلم مشکوٰۃ باب الاستعاذہ) (۵) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی سے اور کمی سے اور خواری سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ ظلم کروں یا مجھ پر ظلم ہو (ابوداؤد و النسائی مشکوٰۃ باب الاستعاذہ) (۶) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ ۔ یعنی اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں مخالفت سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے (ابوداؤد و النسائی مشکوٰۃ باب الاستعاذہ) (۷) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ ۔ یعنی یا اللہ بے شک میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص اور جذام سے اور جنون سے اور سب بری بیماریوں سے (ابوداؤد و نسائی مشکوٰۃ باب الاستعاذہ) (۸) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ ۔ یعنی یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بری عادتوں اور کاموں اور خواہشوں سے (ترمذی مشکوٰۃ باب الاستعاذہ) (۹) اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ۔ یعنی اے اللہ میرے دل میں ڈال میری بھلائی اور مجھ کو بچا میرے نفس کی بدی سے (ترمذی مشکوٰۃ)

آپ کی دعائیں بھی دلیل نبوت ہیں ان کی جامعیت اور انسانی ضرورتوں کی انتہائی ہمہ گیری اور باریک بینی معجزہ ہے جو بتاتی ہیں [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ الرحمٰن الرحیم

حصۂ دوم

خلافت راشدہ از ۱۱ھ ۶۳۲ء تا ۴۱ھ ۶۶۲ء

حضور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس درخت کو لگایا تھا خلافت راشدہ اُس کا ثمر شیریں تھی اس مبارک دور پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ سچائی اور خدا ترسی، خدا پرستی اور خدا شناسی کی کتنی قوت ہے۔ اور اسکے تحت میں جو طاقت رہتی ہے خدائی کو کیا کچھ ملتا ہے اور کیسی عزتیں حاصل ہوتی ہیں۔؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (ابتدائے خلافت از ۱۱ھ ۶۳۲ء تا ۱۳ھ ۶۳۴ء)

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یار رسول تھے، اور واقعی سب سے بڑے صاحب کرامت تھے حضور کے وصال کرنے ہی اسلام پر باطل نے یورش کر دی تھی (۱) بہت سے قبائل مرتد ہو گئے تھے (۲) مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تھا (۳) اسود عنسی کا بھی زبردست فتنہ تھا (۴) سجاح عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا (۵) ایک بڑی جماعت نے زکوٰۃ دینی بند کر دی تھی (۶) منافقوں نے الگ فتنوں کی آگ روشن کر رکھی تھی (۸) پھر رومی حملہ کا خطرہ جُدا لگا نہ تھا (۹) یہودی بھی اسلام کے مٹانے کے درپے تھے۔ غرض کہ فتنے تھے کہ سمندر کی موجوں کی طرح لہریں مار رہے تھے اور تنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے کہ ان سب کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ صرف سوا دو برس کی قلیل مدت میں نہ یہ کہ ان کل فتنوں کا سدباب ہو جاتا ہے بلکہ شام اور ایران کا کچھ حصہ بھی فتح ہو جاتا ہے اور آپ وہ پاکیزہ مثال قائم کر جاتے ہیں کہ اُسی پر چل کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن جاتے ہیں

آپکا نام۔ عبداللہ۔ کنیت ابوبکر۔ عرفیت عتیق۔ والد کا نام عثمان جنہیں ابو قحافہ بھی کہتے تھے والدہ کا نام اُم الخیر سلمیٰ بنت صخر تھا۔ (اصابہ جلد اول صفحہ ۵)

نام ونسب | نسلاً و الدین کا تعلق مکہ کے مشہور خاندان کعب بن سعد بن تیم بن مرہ سے تھا۔ رسول اللہ سے عمر میں تین سال چھوٹے تھے اور تجارت کرتے تھے شیوخ میں سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ہی تھے۔ جب رسول اللہ کی رحلت کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں آپکی جانشینی کے مسئلہ پر مشورہ کرنے کے لیے صحابہ جمع ہوئے تو مہاجرو انصار میں اختلاف پیدا ہوا۔ انصار اپنے میں سے "سعد بن عبادہ" کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور مہاجرین اس پر راضی نہ تھے جب جھگڑا زیادہ بڑھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قریش اور مہاجرین کی فضیلت و خدمات کا ذکر

کرتے ہوئے انصار سے کہا کہ تم بھی ہمارے بھائی ہو یعنی اگر ہم تمھارے امیر ہیں تو تم ہمارے وزیر ہو، اور
اس لیے میں چاہتا ہوں کہ عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر دو۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "جب تک تم زندہ ہو یہ کیونکر ممکن ہے" اور یہ کہہ کر فوراً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مار کر اپنی بیعت کا اعلان کر دیا اور اس کے بعد اوروں نے بھی بیعت کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور ان کے بعض ساتھی چونکہ رسول اللہ کی تجہیز میں مشغول تھے البتہ سقیفہ آکر بیعت نہ کر سکے بعد میں کی تھی
رسول اللہ قبل رحلت اسامہ بن زید کی قیادت میں ایک لشکر بنو غسان کی سرکوبی کے لیے بھیج رہے
تھے لیکن اس لشکر کی روانگی سے پہلے آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے بعد صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ
لشکر کی روانگی ملتوی کر دی جائے لیکن آپ نے کہا کہ جس لشکر کا جھنڈا رسول اللہ کھول چکے ہیں میں اسے لپیٹ
نہیں سکتا اور اسے روانہ کر دیا۔ راستہ میں اسے روم کی فوجیں ملیں اور ان سے مقابلہ ہو گیا، لیکن اسکو نمایاں
کامیابی ہوئی یہ عہد خلافت کی پہلی کامیاب لڑائی تھی۔

رحلت نبوی کے بعد اکثر قبائل مرتد ہو گئے تھے، آپ نے انکے خلاف بھی سخت قدم اٹھایا اور اکثر سے جنگ
کر کے اسلام کے اکھڑے ہوئے قدم پھر جما دیئے۔ اس وقت پڑوس کی حکومتوں میں فارس اور روم کی
حکومتیں بہت با اقتدار تھیں اور آپس میں لڑتی رہتی تھیں۔ شام و فلسطین پر روم کا قبضہ تھا اور عراق
پر فارس کا۔ آپ نے سنہ ۱۲ھ میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی سیادت میں ایک لشکر فارس کی طرف روانہ کیا اور
حکومت فارس کو شکست دے کر جزیہ دینے پر مجبور کیا۔ (اصابہ جلد اول صفحہ ۴۵)

سنہ ۱۳ھ میں سلطنت روم کے مقابلہ میں شام کی طرف فوجیں روانہ کیں اور انھیں کامیابی ہوئی۔
یرموک کی لڑائی جاری تھی کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو بخار آ گیا تھا اور جب وہ پندرہ روز تک نہ اترا
اور زندگی کی توقع نہ رہی تو آپ نے صحابۂ کبار کو جمع کر کے ان کے مشورہ سے حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کر دیا
انتقال آپ نے ۲۲ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳ھ۔ ۲۳ اگست سنہ ۶۳۴ء کو انتقال کیا اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ
کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ آپ نے دو سال تین ماہ تیرہ دن خلافت کی۔ آپ نے اپنے بعد صرف ایک
دینار چھوڑا۔ آپ کے عہد میں اسلام کے زیر اثر یہ مقامات آ چکے تھے۔ مکہ۔ طائف۔ صنعاء۔ حضرموت

خولان ۔ زبید ۔ رمع ۔ جند ۔ نجران ۔ جرش ۔ بحرین ۔ عراق و شام میں جنگ البتہ ختم نہ ہوئی تھی ۔

فضل و کمال | آپؓ اسلامی تعلیمات کا پیکر اور محاسن رسالت کے پرتاثیر عکس تھے ۔ حضرت صدیق اکبرؓ قرآن و حدیث کے بڑے عالم تھے ۔ تقریر میں آپ کو کمال حاصل تھا چنانچہ نماز جمعہ سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اس کی تازگی اور اثر سے حاضرین پر ہمیشہ ایک خاص کیفیت طاری رہتی تھی ۔ مسائل کے باریک نکتے نہایت آسانی سے لوگوں کو سمجھا دیا کرتے تھے ۔ (ابن سعد جلد اول صفحہ ٢١٧)

جمع قرآن | قرآن و حدیث جمع کرنے کا خیال سب سے پہلے آپ ہی کو آیا چنانچہ آپ ہی کے عہد میں نہایت تحقیق اور پوری کدو کاوش کے ساتھ قرآن لکھا گیا ۔ بڑی تحقیق کے بعد پانچ سو حدیثیں جمع کیں ۔ لیکن موت سے کچھ دن پہلے سخت احتیاط کے خیال سے اس مجموعہ حدیث کو اپنے سامنے ضائع کرا دیا ۔ (اسد الغابہ جلد اول صفحہ ٢٢٦)

علم تعبیر رویا | خواب کی تعبیر بیان کرنے میں بھی جناب صدیقؓ کو خاص ملکہ حاصل تھا چنانچہ جو تعبیر وہ بیان کرتے تھے اللہ تعالیٰ اُسے پورا کر دیتا تھا ۔ (دیکھو اسد الغابہ جلد اول صفحہ ٥١٠)

حُلیہ | حضرت ابوبکر صدیقؓ کا رنگ زردی مائل سپید اور جسم دبلا پتلا تھا ۔ پیشانی بلند، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی اور رخساروں پر گوشت بہت کم تھا ۔ چہرے پر اکثر پسینہ آتا رہتا تھا ، بال مہندی سے رنگتے تھے ۔ (اسد الغابہ جلد اول صفحہ ٢١٩)

اخلاق و عادات | حضرت ابوبکرؓ بڑے پرہیزگار اور سخی تھے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت اور بہتری کے لیے اپنی جائداد کی آخری چیز تک بخوشی قربان کر دی تھی ۔ اپنی یہ حالت تھی کہ عبا میں گھنڈیوں کی جگہ ببول کے کانٹے ٹانک کر گذارا کر لیتے تھے ۔ آپ کی شان میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہر شخص کے احسان کا بدلا دنیا میں ادا کر دیا لیکن ابوبکرؓ کے احسانات مجھ پر باقی رہ گئے ہیں ۔ ان کا بدلا قیامت کو اللہ تعالیٰ دیگا (جامع ترمذی ابواب المناقب جلد ٢)

ایفائے عہد | وعدہ کو پورا کرنے والے اور حلیم الطبع تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا گہرا عشق تھا کہ آپکی خدمت میں حاضر رہنے کے لیے دنیا کے کاروبار کی کبھی پرواہ نہ کرتے تھے اور ہر ایک نیک کام میں دلی شوق سے سبقت حاصل کرنا چاہتے تھے چنانچہ غزوہ تبوک میں گھر کا جملہ سامان سمیٹ کر جھاڑو تک اسلام کی نذر کر دیا تھا

تقویٰ | تقویٰ، زہد، عقل اور متانت میں منفرد شہرت حاصل تھی۔ راتوں کو کمزوروں کی خدمت کرتے اور رات بھر نماز میں روتے تھے (اصابہ جلد اول)

خدمتِ خلق | خلافت سے پہلے اور خلافت کے بعد ہمیشہ آپ کا یہ دستور رہا کہ آپ مدینہ کے ہمسایوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ دودھ دوہ دیا کرتے تھے۔ جب خلیفہ ہوگئے تو ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ اب ہمارے کام نہ کیا کریں گے تو آپ نے جواب دیا کہ ضرور کروں گا چنانچہ خلیفہ ہوجانے کے بعد بھی لوگوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ بکریاں چرانی ہیں یا دودھ دوہنا ہے؟ محلہ بھر کا سودا سلف خود ہی لادیا کرتے تھے۔ روزی کا یہ حال تھا کہ خلافت سے پہلے چھ ماہ تک کپڑوں کی گٹھریاں کندھوں پر اٹھا کر گلیوں اور بازاروں میں بیچا کرتے تھے لیکن جب خلافت کے کاموں سے مصروفیت کے باعث یہ کام بھی چھوڑ دینا پڑا۔ تو مسلمانوں کی درخواست پر بہت قلیل وظیفہ بیت المال سے لینا شروع کیا۔ (تہذیب التہذیب جلد اول ص۱۴۶)

امانت | ایک موقعہ پر آپ کی بیوی نے شیرینی کی فرمائش کی۔ فرمایا بیت المال اس غرض کے لیے نہیں اُن بیوی صاحبہ نے روزانہ خرچ سے کچھ بچا کر چند روز بعد کچھ شیرینی منگالی۔ جناب صدیقؓ کو دریافت کرنے پر جب انھیں معلوم ہوا کہ اس قدر رقم کی بچت ہوسکتی ہے تو بیت المال سے اپنا وظیفہ کم کرالیا۔ انھیں فضائل کی وجہ سے جناب صدیق اکبر امتِ محمدیہ کے تمام لوگوں بلکہ انبیاء کے بعد کل بنی نوع انسان سے برتر اور افضل تسلیم کیے گئے تھے۔ ارتداد کو جس اولوالعزمی اور دانشمندی کے ساتھ تھوڑی مدت میں انھوں نے رفع کردیا وہ ان کی اس عظمت کا زندہ ثبوت ہے جو ان کو دوسرے صحابہ پر حاصل تھی۔ رضی اللہ عنہ

مبارک اقوال | فرمایا مجھ کو دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں (۱) رسولِ خدا کی طرف دیکھتے رہنا (۲) رسولِ خدا پر اپنا مال صرف کرتے رہنا (۳) رسولِ خدا کے عقد میں میری بیٹی کا ہونا (منبہات ابن حجر) آپ نے ایک بار خطبہ میں فرمایا لوگو خدا سے شرم کرو۔ خدا کی قسم میں جب قضائے حاجت کو جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے شرم کی وجہ سے سر ڈھانک لیتا ہوں۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ جب آپ کسی کی تعزیت کو جاتے تو فرماتے صبر کرنے سے مصیبت دور ہوجاتی ہے اور جزع فزع سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ موت اپنے پہلے حال کی نسبت تو سخت ہے مگر بعد کے لحاظ سے نہایت آسان۔ رسول اللہ کی وفات کو یاد کرلیا کرو۔ تمہاری مصیبت

کم ہو جائیگی اور خدا تمھارا اجر زیادہ کرے گا۔ فرمایا کرتے لوگو! آؤ میرے ساتھ عبادت میں مصروف ہو تاکہ صبح ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ کے غلام نے لاعلمی میں ایک مشتبہ مال آپکو کھلا دیا۔ آپ نے معلوم کیا تو فوراً منھ میں انگلی ڈال کر قے کر دی اور فرمایا مشتبہ چیز کھا لو تو دوزخ کی آگ ہے۔ فرماتے کہ دنیا سے اہل خیر اور نیک لوگ اٹھتے جائینگے یہاں تک کہ تھوڑے رہ جائیں گے وہ کھجور یا جو کے بھس خوردہ کی مانند ہونگے۔ خدا انکی پرواہ نہ کریگا۔ (مسند ابن خزیمہ) آج جو مسلمانوں کا حال ہے وہ اس سے جداگانہ نہیں جیسے صدیق اکبرؓ پہلے ہی دیکھ چکے تھے

ایک بار آپ ایک باغ گئے۔ ایک پرندہ کو دیکھ کر فرمایا کاش ابوبکر تجھ جیسا ہوتا کہ چرتا ہے آرام کرتا ہے مگر تجھ سے کوئی سوال جواب خدا کے ہاں نہ ہوگا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ فرمایا کہ جب آپ نماز کو کھڑے ہوتے تو ستونوں کی طرح بے حس و حرکت ہو جاتے۔ فرمایا کرتے کاش! ابوبکر درخت ہوتا جس کو جانور کھا جاتے یا لوگ کاٹ ڈالتے (مسند احمد حنبل جلد اول صفحہ ۳۹ رضی اللہ عنہ۔ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حضرت عمر ابن الخطاب رضؓ

ابتدائے خلافت ۱۳ھ / ۶۳۴ء تا ۲۴ھ / ۶۴۵ء

والد کا نام خطاب، کنیت ابو حفص، لقب فاروق اشرافِ قریش میں سے تھے عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو عراق و شام میں لڑائی جاری تھی اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس لیے آپکی تمام تر توجہ انھیں مہموں کو کامیاب و وسیع بنانے پر صرف ہوئی اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اسلام کا صحیح اقتدار جس نے بعد کو امویین کے زمانہ میں ایک مستقل حکومت کی صورت اختیار کر لی۔ آپ ہی کے عہد میں قائم ہو چکا تھا۔ الغرض آپ کا دور مسلسل فتوحات کا دور رہا۔

آپ نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلے خالد کو معزول کر کے ابوعبیدہؓ کو سردار لشکر مقرر کیا اور چند دن کے محاصرہ کے بعد دمشق فتح ہو گیا (۱۴ھ) اسکے بعد ۱۵ھ میں بیت المقدس فتح ہوا اسکے بعد جب حلب انطاکیہ وغیرہ بھی قبضہ میں آ گئے تو رومی فوجوں نے مایوس ہو کر شام کو خالی کر دیا اور یہاں سے حکومت روم ختم ہو گئی۔ فتح بیت المقدس کے بعد عمرو بن العاصؓ کو ۴ ہزار سپاہ کے ساتھ مصر کی طرف روانہ کیا اور مصر فتح ہونے کے بعد فسطاط فتح ہوا اور پھر اسکندریہ بھی ۲۰ھ / ۶۴۰ء میں۔ (مختصر صفحہ ۱۰۱

۲۲ھ میں عمرو بن العاص رضؓ نے اطرابلس (برقہ) فتح کیا اسکے بعد طرابلس المغرب پر بھی قبضہ ہوگیا عمرو بن العاص نے اسکے بعد (افریقیا) تونس کیطرف بڑھنا چاہا لیکن آپ نے منع کردیا۔ دریائے نیل اور بحر احمر کے درمیان خلیج موصل بھی اسی زمانہ میں کھودی گئی جسے خلیج امیرالمومنین کہتے ہیں (۲۳ھ)

عراق کیطرف جو مہم خلیفہ اول کے زمانہ میں بھیجی گئی تھی اس کا انجام بھی حضرت عمرؓ ہی کے زمانہ میں ہوا اور فرات کے قلعے غدیب پر ایرانی فوجوں کو سخت شکست ہوئی اسکے بعد ایرانیوں نے اپنا فرمانروا یزدجرد بن شہریار کو مقرر کیا (اس کی عمر صرف ۱۲ سال کی تھی) اور حضرت عمرؓ نے سعد بن وقاصؓ کی سرکردگی میں ایک زبردست فوج روانہ کی اور ۱۴ھ میں متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد اسے قادسیہ میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اسکے بعد مدائن بھی مفتوح ہوا اور ۱۶ھ و ۱۸ھ کے درمیان جلولا، اہواز، سوس، موصل، تکریت، ماسبذان، قرقیسیا، جزیرہ اور آرمینیا پر بھی قبضہ ہوگیا لیکن یہ سلسلہ فتوحات برابر جاری رہا اور ۱۹ھ و ۳۰ھ کے مابین خراسان، اذربیجان، صابور، اصطخر، سروسیا، دارابجرد، کرمان، سجستان، تستر، ہمدان، مکران، دینور، شیراز، اصفہان، قزوین، طبرستان، دنومل، جرجان، طخارستان، صغد، بلخ اور بلاد دیلم، الغرض ایران کا بڑا حصہ قبضہ میں آگیا۔ لیکن یزدجرد شاہ ایران بھاگ کر فرغانہ چلا گیا۔

۲۳ھ میں حضرت عمرؓ حج سے فارغ ہوکر مدینہ پہونچے تو ابو لولو مجوسی نے (جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا) زہر میں ڈوبے ہوئے خنجر سے آپ پر حملہ کیا جبکہ آپ نماز فجر میں مشغول تھے، اس نے ۱۲ اور صحابیوں کو بھی زخمی کیا، جن میں چھ جانبر نہ ہوسکے۔ اسکے بعد خود اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔

کہا جاتا ہے کہ ابو لولو نے حضرت عمرؓ سے اپنے مالک مغیرہ کی کچھ شکایت کی تھی اور آپ نے اس شکایت کی پروانہ کی تھی اس لیے اس نے یہ حرکت کی لیکن اسکے پیچھے غالبًا کوئی سیاسی سازش کام کررہی تھی۔ آپ جناب عائشہؓ کے مکان میں، ابوبکرؓ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ آپ نے ۶۳ سال کی عمر پائی اور مدت خلافت ۱۰ سال ایک دن چھ مہینے رہی (طبقات ابن سعد ص)

گزشتہ کے چند دلچسپ واقعات

دنیا میں کون ایسا بادشاہ ہوا ہے جو خود چوکیداری کا کام بھی انجام دے حضرت فاروق اعظمؓ ا

کو تنہا مدینہ کی گلیوں میں پھرا کرتے تھے اور صرف ایک دُرّہ ہاتھ میں ہوتا تھا اور راستہ چلتے چلتے کوئی مجرم قابل سزا مل جاتا تو وہیں اپنے دُرّے سے سزا دیدیتے اور راتوں کو تنہا گشت کرتے تھے نہ صرف مدینہ میں بلکہ باہر سفر میں جاتے تھے وہاں بھی لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کا دُرّہ دوسروں کی تلوار سے زیادہ خوفناک تھا ان کے گشت کے واقعات تو بہت ہیں مگر جس طرح اور حالات تھوڑے تھوڑے لکھے گئے ہیں اسی طرح ان واقعات میں سے بھی چند لکھے جاتے ہیں۔

(۱) ایک روز تاجروں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ میں آگیا اور شہر کے باہر فروکش ہوا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آؤ آج رات کو ہم تم اس قافلہ کی حفاظت کریں چنانچہ شب کو دونوں اس قافلہ کی حفاظت میں مشغول رہے تہجد کی نماز بھی دونوں نے وہیں پڑھی، رات میں بار بار ایک بچہ کے رونے کی آواز آتی تھی اور حضرت فاروق اعظم اسکی ماں سے جا کر فرماتے تھے کہ اپنے بچہ کو کیوں رُلاتی ہے آخیر رات میں پھر اسکے رونے کی آواز آئی تو آپ نے جا کر فرمایا کہ تو بُری ماں ہے تیرے لڑکے کو رات بھر قرار نہیں آیا وہ عورت بولی کہ اے خدا کے بندے تو نے مجھے پریشان کر دیا بات یہ ہے کہ میں اسکا دودھ چھوڑانا چاہتی ہوں مگر وہ ابھی چھوڑتا نہیں اس لیے بیقرار رہتا ہے آپ نے پوچھا کہ کے مہینے کا ہے اُس نے کہا ابھی چند مہینے کا ہے آپ نے فرمایا تو پھر اتنی جلدی دودھ کیوں چھوڑاتی ہے اُس نے کہا بات یہ ہے کہ عمر بن خطاب وظیفہ اسی بچہ کا مقرر کرتے ہیں جو دودھ چھوڑ چکا ہے آپ نے فرمایا تو تم ابھی جلدی نہ کرو۔ پھر آپ نماز فجر پڑھنے کے لیے تشریف لائے اور بعد نماز کے آپ بہت روئے اور فرمایا کہ یہی شرابی عمر کی ہوگی معلوم نہیں کتنے مسلمان بچوں کی اس نے جان لی پھر آپ نے حکم دیا کہ اعلان کر دیا جائے کہ لوگ اپنے بچوں کے دودھ چھوڑانے میں جلدی نہ کریں مسلمان بچے کا وظیفہ پیدا ہوتے ہی مقرر ہو جایا کرے گا پھر یہی حکم آپ نے تمام صوبوں کے حکام کو لکھ بھیجا۔ (۲) حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ ایک شب میں حضرت فاروق اعظم گشت کر رہے تھے ایک اعرابی کی طرف سے آپکا گذر ہوا جو اپنے خیمہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا آپ اسکے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور اس سے پوچھنے لگے کہ تم اس طرف کیوں آئے ہو۔ یہی باتیں آپ اس سے کر رہے تھے کہ یکایک خیمہ سے رونے کی آواز آئی آپ نے دریافت کیا کہ یہ رونے کی آواز کیسی اس اعرابی نے کہا کہ یہ بات تم سے تعلق نہیں رکھتی، ایک عورت ہے

اسکے درد زہ ہو رہا ہے، یہ سُن کر آپ اپنے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے ام کلثومؓ ذرا کپڑے تو پہنو اور میرے ہمراہ چلو چنانچہ آپ اُن کو لے کر اس اعرابی کے پاس پہونچے اور فرمایا کہ کیا اس عورت کو تم اجازت اندر جانیکی دیتے ہو اسکی وجہ سے تنہائی کی تکلیف رفع ہوگی اس اعرابی نے اجازت دی اور وہ اندر تشریف لے گئیں تھوڑی دیر کے بعد حضرت ام کلثومؓ نے پکار کر کہا کہ امیر المومنین اپنے دوست کو خوشخبری دیجئے کہ لڑکا پیدا ہوا اس اعرابی نے جو امیر المومنین کہتے سُنا تو کانپ گیا اور جلدی سے مؤدب ہو کر بیٹھا اور معذرت کرنے لگا آپ نے فرمایا کوئی حرج کی بات نہیں صبح کو ہمارے پاس آنا۔ اور آپ نے اُسکے بچے کا وظیفہ مقرر کر کے اسکو کچھ اور دیا (۳) جب ملک شام سے واپس ہوئے تو ایک روز تنہا نکلے ایک بڑھیا ملی اُس سے آپ نے حالات پوچھنا شروع کئے کہ عمر جو تمہارا امیر المومنین ہے کیسا آدمی ہے۔ بڑھیا نے بُرائی بیان کی اور کہا جب سے وہ خلیفہ ہوا مجھے ایک پیسہ بھی نہ ملا فرمایا عمرؓ کو تمہارا حال کیا معلوم تم نے اس کو اطلاع کیوں نہ دی بڑھیا نے کہا وہ امیر المومنین ہے اس کو خود مشرق سے مغرب تک ہر مقام کا حال معلوم کرنا چاہیے یہ سُن کر آپ رونے لگے اور فرمایا کہ مجھے عمر پر رحم آتا ہے اچھا تمہارے اوپر جو اُس نے ظلم کیا ہے اُس کا کیا لوگی بڑھیا نے کہا میرے ساتھ تمسخر نہ کرو آپ نے فرمایا میں تمسخر نہیں کرتا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سامنے سے حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ آ گئے اور انھوں نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین اب بڑھیا کے ہواس گم ہو گئے کہ میں نے امیر المومنین کو اُنکے منہ پر بُرا کہا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں پھر ایک چمڑے کے ٹکڑے پر ایک تحریر لکھوائی کہ عمرؓ نے اپنا ظلم اس بڑھیا سے پچیس اشرفی کے عوض میں معاف کرا لیا ہے اب یہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے دعویٰ نہیں کر سکتی اور اسپر حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ کی گواہی کرائی۔ (۴) ایک شب کو گشت کر رہے تھے ایک گھر سے رونے کی آواز آئی پشت کی دیوار سے چڑھ کر آپ گھر کے اندر گئے تو دیکھا کہ ایک شخص ہے اُسکے پاس ایک عورت بھی بیٹھی ہوئی ہے اور شراب بھی رکھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ اے دشمن دین کیا تو یہ سمجھتا تھا کہ باوجود ان معاصی کے اللہ تیری ستر پوشی کریگا اُس نے کہا کہ امیر المومنین سزا دینے میں جلدی نہ کیجیے میں نے تو صرف ایک گناہ کیا لیکن آپ نے تین گناہ کیے اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی کے عیب کو تلاش نہ کرو اور آپ نے کیا۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے[1]

[1] اس شخص کی تینوں باتوں کا جواب آسان تھا مگر آپکی عادت تھی کہ آپکی ذات پر کوئی شخص اعتراض کرتا تو آپ سکوت فرماتے یہ تینوں حکم حاکم وقت کے لیے نہیں ہیں وہ تو بلا تجسس تحقیق کر سکتا ہے گھر کے اندر پشت کی جانب سے اور بغیر اجازت بھی جا سکتا ہے ۱۲۔

فرمایا ہے کہ دروازوں کی طرف سے جاؤ اور آپ میرے مکان میں پشت کی دیوار سے آئے سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کے گھر میں بغیر اسکی اجازت کے نہ جاؤ اور آپ میرے گھر میں بغیر میری اجازت کے آئے یہ سُن کر آپ نے کہا اچھا اگر میں معاف کردوں تو پھر تجھ سے کچھ نیکی ظاہر ہوگی اُس نے کہا ہاں یا امیر المومنین پھر کبھی ایسا نہ کروں گا۔

(۵) ایک شب کو گشت کرتے ہوئے ایک گھر کے قریب پہونچے تو سُنا کہ ایک ضعیفہ اپنی لڑکی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملادے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ امیر المومنین کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر نہ بیچا جائے بڑھیا نے کہا اسوقت نہ امیر المومنین یہاں ہیں نہ اُن کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ بات ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ظاہر میں تو اطاعت کریں اور باطن میں مخالفت۔ یہ سُن کر آپ بہت خوش ہوئے اور اپنے غلام اسلم جو اسی وقت ہمراہ تھے فرمایا کہ اس مکان پر کوئی نشان بنادو۔ دوسرے دن آپ نے وہاں ایک شخص کو بھیجا اور اس لڑکی کو اپنے صاحبزادے عاصم کے لیے پیغام دیا اور فرمایا اس نکاح میں برکت ہوگی۔ عمر بن عبد العزیز اسی لڑکی سے ہیں۔

(۶) ایک شب میں گشت کر رہے تھے ایک گھر کی طرف سے گذر ہوا جہاں ایک عورت تھی اور اسکے گرد کچھ بچے بیٹھے ہوئے رو رہے تھے اور چولھے پر ایک دیگچی چڑھی ہوئی تھی آپ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں۔ اُس عورت نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے آپ نے پوچھا کہ دیگچی میں کیا چیز پک رہی ہے اُس نے کہا اس میں تو میں نے پانی بھر دیا ہے ان لڑکوں کو بہلا رہی ہوں کہ کسی طرح سو جائیں یہ سُن کر آپ کے آنسو نکل آئے اور فوراً اللہ کے بیت المال میں تشریف لے گئے اور وہاں سے آپ نے کچھ آٹا کچھ گھی اور کچھ چربی اور کچھ چھوہارے اور کچھ کپڑے اور کچھ روپے لیے اور فرمایا کہ اے اسلم ان سب چیزوں کو میری پیٹھ پر لادو۔ اسلم نے کہا کہ اے امیر المومنین میں لے چلوں گا۔ فرمایا کہ نہیں باز پرس تو مجھ سے ہوگی غرض کہ اپنی پیٹھ پر لادکر اُس عورت کے مکان تک لے گئے اور دیگچی لیکر خود ہی کچھ آٹا کچھ چربی اور کچھ چھوہارے ڈال کر اپنے ہاتھ سے گھوٹا کیا اور خود ہی چولھے میں آگ پھونکی ریش مبارک آپ کی بڑی تھی اُسکے بالوں میں دھواں بھر گیا تھا جب وہ پک کر تیار ہوا تو اپنے ہاتھ سے نکال کر بچوں کے سامنے رکھا جب وہ کھا کر سیر ہوگئے اُس وقت وہاں سے ہٹے (۷) جب اپنے آخری حج سے لوٹنے لگے تو اثنائے راہ میں ایک مقام پر پہونچ کر فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ جسکو جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے۔ یہ وادیٔ ضجنان وہی مقام ہے جہاں میں اپنے والد خطاب کے اونٹ کو چرانے آتا تھا ان کا مزاج بہت سخت تھا مجھ سے کچھ قصور

ہو جاتا تھا تو مجھے وہ مارتے تھے اور اب خدا نے اس رتبہ پر پہونچایا کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کا خوف مجھے ہو سکے۔ (۸) ایک مرتبہ مسجد سے نکلے جارود بھی آپ کے ساتھ تھے کہ ایک عورت ملی آپ نے اس کو سلام کیا اسنے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ لے عمر مجھے تمہارا وہ وقت یاد ہے جب بازار عکاظ میں لوگ تم کو عمیر کہتے تھے پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد لوگ تم کو عمر کہنے لگے اور اب تو تم امیر المومنین ہو خدا سے ڈر کے کام کرنا۔ جارود کہتے ہیں میں نے اس عورت سے کہا کہ تو نے امیر المومنین سے بہت گستاخی کی باتیں کیں تو آپ نے مجھے منع فرمایا کہ تم ان کو نہیں پہچانتے یہ خولہ بنت حکیم رضی ہیں جسکی بات خدا نے سات[1] آسمانوں کے اوپر سے سنی ہو لہذا عمر تو زیادہ مستحق اس بات کا ہے کہ ان کی بات سنے۔ (۹) جب اپنی خلافت کے زمانے میں ملک شام تشریف لے گئے تو ایک عیسائی راہب جو دیر قدس کا متولی تھا آپ کے پاس آیا اور اسنے ایک تحریر آپ کو دی اس تحریر کو دیکھ کر بہت تعجب کیا اور فرمایا کہ لیس لعمر ولا لابنہ یعنی یہ مال نہ عمر کا ہے نہ عمر کے بیٹے کا پھر آپ نے اسکا قصہ بیان فرمایا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ ملک شام میں آیا تھا لوٹتے وقت مجھے اپنی ایک ضرورت یاد آگئی لہذا میں راستہ سے لوٹ آیا اور دل میں خیال کیا کہ قافلہ سست رفتار سے چلتا ہے میں تیزی سے چل کر پھر اپنے قافلہ سے مل جاؤنگا میں ایک بازار میں چلا جا رہا تھا کہ ایک عیسائی پادری آیا اور اسنے میری گردن پکڑ لی میں اس سے چھوٹنے کی کوشش کر رہا تھا یہاں تک کہ وہ مجھ کو ایک گرجا کے اندر لے گیا کچھ مٹی وہاں ڈھیر تھی اسنے مجھے ایک پھاوڑا دیا کہ یہ مٹی یہاں سے اٹھا کر وہاں ڈالو اور اس نے دروازہ بند کر کے چلا گیا جب دوپہر کو وہ آیا اور اس نے دیکھا کہ میں نے جو کام نہیں کیا تو اسنے ایک گھونسا میرے سر پر مارا میں نے وہی پھاوڑا اٹھا کر اسکے سر پر مار دیا اس کا بھیجا بہہ گیا پھر میں وہاں سے نکل کر چلا تمام دن اور پوری رات چلتا ہی رہا تھا کہ اتنی صبح جو ہوئی تو ایک گرجا کے دروازہ پر میں اسکے سایہ میں کچھ آرام کیلئے بیٹھ گیا اس گرجا سے یہی شخص نکلا جسنے یہ تحریر مجھے دی ہے۔ پھر یہ میرے لئے کھانا پانی لایا اور یا مجھے کھلایا پلایا۔ اور ایک تیز نیچے سے اوپر تک مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ سب اہل کتاب جانتے ہیں کہ

---

[1] یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا ترجمہ اللہ نے عورت کی بات سن لی جو کہ نبی تجھ سے اپنے شوہر کی بابت جھگڑ رہی تھی۔ (سورہ مجادلہ ۱/۲ پ۲۸)

اب روئے زمین پر مجھ سے زیادہ کوئی عالم کتب سماویہ کا نہیں ہے میں تم میں اس شخص کے تمام علامات پاتا ہوں جو مجھکو
اس دیر سے نکالیگا اور اس شہر پر قابض ہو گا میں نے اس سے کہا کہ تم کیسی بہکی باتیں کرتے ہو اس نے کہا کہ
اچھا اپنا نام بتاؤ میں نے کہا عمر بن خطاب، اس نے کہا خدا کی قسم تمھیں ہو اس میں کچھ شک نہیں پھر مجھ سے کہنے لگا
کہ مجھے ایک تحریر لکھدو کہ اس گرجا کے متعلق جسقدر معافی ہے وہ میں نے برقرار رکھی میں نے کہا کہ تم نے میرے ساتھ
احسان کیا ہے اب مسخراپن کر کے اس کو مکدر نہ کرو اس نے کہا اچھا لکھدیجیے اگر میرا خیال غلط ہے تو لکھدینے میں آپ کا
کچھ نقصان نہیں چنانچہ میں نے ایک تحریر اسکو لکھکر دی وہی تحریر آج اس نے میرے سامنے پیش کی ہے اور کہتا ہے
کہ اپنا وعدہ پورا کیجیے میں نے اسکو جواب دیا یہ مال نہ میرا ہے نہ میرے بیٹے کا میں کیسے دے سکتا ہوں (۱۵) یمن کے
لوگ جب آتے تو آپ ایک ایک سے جاکر پوچھتے کہ تم میں اویس قرنی کوئی شخص ہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ اویس قرنی خود
آئے ہوئے تھے اُن سے ملاقات ہو گئی آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم قبیلۂ مراد کی شاخ قرن سے ہو انھوں نے کہا جی ہاں
آپ نے فرمایا تمھارے سفید داغ تھا وہ اچھا ہو گیا ہے اب صرف ایک درم کے برابر باقی رہ گیا ہے انھوں نے کہا ہاں
آپ نے پوچھا تمھاری والدہ بھی ہیں انھوں نے کہا ہاں تو پھر آپ نے فرمایا مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے
متعلق یہ سب باتیں بیان فرمائی تھیں اور فرمایا تھا کہ اللہ کے یہاں اسکی عزت ہے کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر کسی
بات کی قسم کھالے تو اللہ اسکی قسم کو پورا کرے گا۔ اے عمر اگر ہو سکے تو تم اس سے اپنے لیے استغفار کرانا چنانچہ اویس
قرنی نے آپ کے لیے استغفار کیا پھر آپ نے ان سے دریافت کیا کہ اب تم کہاں جانا چاہتے ہو انھوں نے کہا کہ کوفہ میں آپ نے
کہا کہ کہو تو میں حاکم کوفہ کو تمھارے لیے کوئی فرمان لکھدوں انھوں نے کہا کہ جی نہیں میں تو گمنام لوگوں میں رہنا چاہتا
ہوں سال آئندہ میں انکے قبیلہ کے کچھ اشراف لوگ حج کرنے کو آئے تو حضرت فاروق اعظم نے اُن سے پھر دریافت
کیا کہ اویس قرنی کو تم نے کس حال میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا ہم نے ان کو نہایت شکستہ حالت میں اور بہت مفلسی کی
حالت میں چھوڑا پھر آپ نے اُنکے متعلق حدیث بیان کی اور فرمایا کہ اب تم انکے پاس جانا تو اپنے لیے اُن سے استغفار کرانا۔
چنانچہ وہ لوگ جب لوٹ کر گئے تو اویس قرنی سے ملے اور اپنے لیے استغفار کی درخواست کی۔ اویس قرنی نے کہا
کہ تم ابھی حج کر کے آرہے ہو تم میرے لیے استغفار کرو جب ان لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو انھوں نے کہا؛
معلوم ہوتا ہے تم حضرت عمرؓ سے مل کر آئے ہو اور اُن لوگوں کے لیے استغفار کیا مگر یہ خیال اُن کو ہوا کہ اب میری

شہرت ہوگئی اور کہیں چلے گئے۔ اسکے بعد سے پھر آپ کا پتہ نہیں چلا (صفوۃ الصفوۃ صـ ۲۱۱)

مکاشفات و کرامات

احادیث نبویہ میں حضرت فاروق اعظمؓ کے لیے جسطرح اور کمالات بیان فرمائے گئے ہیں اسیطرح آپ کا صاحب خوارق عادت ہونا بھی ارشاد فرمایا گیا ہے چنانچہ جسقدر خوارق عادات اور مکاشفات کا ظہور آپ سے ہوا کسی صحابی سے منقول نہیں ہے۔ سب سے بڑی کرامت آپ کی وہ عظیم الشان فتوحات ہیں جو نہایت قلیل مدت میں نہایت بے سروسامانی کی حالت میں حاصل ہوئیں جنکا مجمل تذکرہ اوپر ہوا۔ سب سے بڑی کرامت آپ کی وہ اسلامی خدمات ہیں جن کا ظہور آپ سے ہوا۔ آپکی فوج کے لیے جو غیبی تائیدات کے واقعات پیش آئے وہ بھی آپ ہی کی کرامت میں شمار کیے جائینگے مگر میں اس مقام پر ان سب کے علاوہ چند امور مثال کے طور پر درج ذیل کرتا ہوں۔

(۱) ایک روز آپ مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک بلند آواز سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا یا ساریۃ الجبل الجبل اور اسکے بعد پھر خطبہ شروع کیا تمام حاضرین کو حیرت تھی کہ یہ بے ربط جملہ آپکی زبان مبارک سے کیسا نکلا حضرت عبد الرحمن بن عوف سے بے تکلفی زیادہ تھی آپ نے ان سے دریافت کیا کہ آج آپ نے خطبے کے درمیان میں یا ساریۃ الجبل الجبل کیسے فرمایا تو آپ نے اپنے ایک لشکر کا ذکر کیا جو عراق میں بمقام نہاوند جہاد میں مشغول تھا اس لشکر کے سردار ساریہ تھے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن کی فوج سامنے سے آرہی ہے اور پیچھے سے بھی آرہی ہے جسکی ان لوگوں کو خبر نہیں یہ دیکھ کر میرا دل قابو میں نہ رہا اور میں نے آواز دی کہ اے ساریہ پہاڑ سے مل جاؤ۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب ساریہ کا قاصد آیا تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگ لڑائی میں مشغول تھے کہ یکایک آواز آئی کہ یا ساریۃ الجبل الجبل اس آواز کو سن کر ہم لوگ پہاڑ سے مل گئے اور ہم کو فتح ملی۔ (۲) جب مصر فتح ہوا تو اہل مصر نے حضرت عمرو بن عاصؓ فاتح مصر سے کہا کہ ہمارے ملک میں کاشتکاری کا دار و مدار دریائے نیل پر ہے اور دریائے نیل کا یہ دستور ہے کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی جو حسن و جمال میں سب سے ممتاز ہوتی ہے دریا میں ڈالی جاتی ہے۔ اگر کسی سال ایسا نہ کیا جائے تو دریا نہیں چڑھتا اور قحط پڑ جاتا ہے حضرت عمرو بن عاصؓ نے یہ واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کو لکھ کر بھیجا آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اسلام ایسی رسموں کی اجازت نہیں دیتا اور آپ نے ایک خط دریائے نیل کے نام لکھ کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب رض کی طرف سے نیل مصر کے نام ہے۔ اما بعد اگر تو اپنے اختیار سے جاری ہے تو ہم کو تجھ سے کچھ کام نہیں اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہے تو اب اللہ کے نام پر جاری رہنا"۔ اس خط کے ڈالتے ہی دریائے نیل بڑھنا شروع ہوا اور سالہائے ماسبق کی نسبت چھ گز زیادہ بڑھا اور اس دن سے یہ رسم بد موقوف ہو گئی۔

(۳) زمانہ قحط میں جب حضرت فاروق اعظم رض نے پانی برسنے کی دعا مانگی اور پانی برسا تو کچھ بدو لوگ باہر سے آئے اور انھوں نے بیان کیا کہ امیر المومنین ہم لوگ فلاں دن فلاں وقت اپنے جنگلوں میں تھے کہ یکایک ایک ابر اٹھا اور اس سے یہ آواز آرہی تھی آتاک الغوث ابا حفص آتاک الغوث ابا حفص یعنی اے ابوحفص عمر رض تیرے لیے بارش آگئی (۴) اسود عنسی نے جب نبوت کا دعوی کیا تو ایک شخص عبداللہ بن ثوب رض تھے ان سے اس کذاب نے کہا کہ میری نبوت کا اقرار کرو انھوں نے کہا میں ہرگز تجھکو نبی نہیں مانتا اسود نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی مانتے ہو عبداللہ بن ثوب رض نے کہا ہاں" یہ سن کر اسود ایسا برافروختہ ہوا کہ آگ روشن کرنے کا حکم دیا اور اس میں عبداللہ رض کو ڈلوا دیا مگر آگ نے ان پر کچھ اثر نہ کیا۔ آخر اسود نے انکو شہر بدر کیا یہ مدینہ آئے جیسے ہی مسجد کے دروازہ میں داخل ہوئے حضرت فاروق اعظم رض نے انکو دیکھتے ہی یہ فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جسکو اسود نے آگ میں جلانے کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ نے بچا لیا اس قصہ کو نہ حضرت عمر رض نے کسی سے سنا تھا نہ مدینہ میں کوئی اس حال سے واقف تھا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر عبداللہ بن ثوب رض سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مشابہ اس امت میں میں نے آنکھوں سے دیکھا۔ (۵) مسلمانوں کا لشکر جب عراق میں کوہ حلوان کے دامن میں پہونچا اور نماز عصر کے لیے اذان دی گئی تو پہاڑ سے اذان کا جواب آیا جب موذن نے کہا اللہ اکبر تو پہاڑ سے آواز آئی کہ لَقَدْ كَبَّرْتَ كَبِيرًا یعنی اے موذن تو نے بڑی ذات کی بڑائی بیان کی اور جب موذن نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو پہاڑ سے آواز آئی کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسی ع نے دی تھی اس طرح ہر کلمہ کا جواب پہاڑ سے آیا جب اذان سے فراغت ہوئی تو مسلمانوں نے کہا کہ اے شخص اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے تو فرشتہ ہے یا جن یا خدا کا کوئی بندہ ہے تو نے اپنی آواز تو ہم کو سنا دی اب اپنی شکل بھی ہم کو دکھا دے کیونکہ ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے ہیں یہ کہنا تھا کہ پہاڑ ایک جگہ سے شق ہوا اور ایک بڈھے شخص نمودار ہوئے

اور انھوں نے بعد سلام کے کہا کہ میرا نام زریب بن برثملا ہے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صحابی ہوں انھوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور میرے لئے اپنے نزول تک درازی عمر کی دعا کی ہے۔ اچھا حضرت عمر بن خطاب رضی سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ قیامت قریب آ گئی ہے اور بھی اس قسم کی چند باتیں کر کے نظر سے غائب ہو گئے پھر ہر چند تلاش کیا گیا کچھ پتہ نہ چلا۔ (اصابہ جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

(۷) ایک روز خواب سے بیدار ہو کر آپ نے فرمایا کہ اس وقت میں اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو عمر بن خطاب کی نسل سے ہوگا اور عمر بن خطاب کی روش اختیار کریگا۔ یہ اشارہ عمر بن عبدالعزیز کی طرف تھا کہ وہ آپ کے صاحبزادے حضرت عاصم کے نواسے ہیں۔ (۸) ایک روز حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے خواب میں دیکھا کہ فجر کی نماز میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور آپ محراب سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے ایک لڑکی ایک طبق چھوہاروں کا لائی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھدیا آپ نے چھوہارا اٹھا کر میرے منھ میں رکھدیا اور پھر دوسرا چھوہارا اٹھا کر میرے منھ میں ڈالا اسکے بعد ہی آنکھ کھل گئی اور دل میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق اور زبان پر ان چھوہاروں کی حلاوت باقی تھی اسکے بعد میں وضو کر کے مسجد گیا اور حضرت عمر رضی کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی وہ بالکل اسی طرح محراب سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خواب بیان کروں لیکن قبل اسکے کہ میں کچھ بولوں ایک عورت آئی اور اسکے ہاتھ میں ایک طبق چھوہاروں کا تھا وہ مسجد کے دروازہ پر کھڑی ہو گئی اور وہ طبق حضرت عمر رضی کے آگے لاکر رکھا گیا انھوں نے اسی طرح دو چھوہارے یکے بعد دیگرے میرے منھ میں رکھے اور باقی دوسرے صحابہ کرام کو تقسیم کرا دیئے میرا دل چاہتا تھا کہ مجھے اور دیں تو فرمایا کہ اے علی اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کو تمہیں اس سے زیادہ دیئے ہوتے تو میں بھی زیادہ دیتا حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوا کہ جو خواب میں نے رات کو دیکھا تھا وہ سب انکو معلوم تھا تو فرمایا کہ اے علی مومن تو اپنے نور سے دیکھ لیتا ہے میں نے کہا کہ امیر المومنین آپ سچ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی خواب دیکھا تھا اور آپ کے ہاتھ سے ان چھوہاروں کی وہی لذت پائی جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ملی تھی۔ (۹) ایک روز جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی کا ذکر کر کے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے تین چونچیں ماریں اور اسکی تعبیر یہی سمجھتا ہوں کہ میری موت اب قریب ہے۔ (۱۰)

(۱۰) ایک مرتبہ آپ کے زمانہ میں زلزلہ آیا بار بار زمین ہلتی تھی تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور ایک دُرّہ زمین پر مارا اور فرمایا کہ ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا فوراً زلزلہ موقوف ہوگیا۔ (۱۱) حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت زید بن خارجہؓ کی جب وفات ہوئی اور اُن کو کفن پہنایا گیا تو اُنکے سینے سے گنگناہٹ محسوس ہوئی اُسکے بعد اونھوں نے کلام کیا کہا کہ احمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسہ القوی فی امر اللہ فی الکتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوی الامین فی الکتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم مضت اربع وبقیت سنتان اتت الفتنۃ وکل الشدید الضعیف وقامت الساعۃ وسیأتیکم خبر بئر اریس وھو بئر عظیم (۱) اسکے بعد قبیلہ بنی خطم کے ایک شخص کی وفات ہوئی اونھوں نے بھی کفن پہنانے کے بعد کلام کیا اونھوں نے کہا کہ ان اخا بنی الحارث بنی الخزرج صدق (۲) (۱۲) حابس بن سعد طائی نے خواب دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب میں باہم جنگ ہوئی اور ہر ایک کے ساتھ کچھ کچھ ستارے ہیں یہ خواب اونھوں نے حضرت فاروق اعظمؓ سے بیان کیا آپ نے پوچھا کہ تم کس کے ساتھ تھے اونھوں نے کہا میں چاند کے ساتھ، حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا اب میں تم کو کسی کام پر مقرر نہ کروں گا تم تاریک نشانی کے ساتھ تھے چنانچہ یہ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے (۱۳) ایک پہاڑ کی کھوہ سے آگ نکلا کرتی تھی اور جہاں تک پہونچتی تھی سب کو جلا کر خاکستر کر دیتی تھی حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں بھی وہ آگ نمودار ہوئی تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ یا حضرت تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ جاؤ اس آگ کو اسی کھوہ کے اندر داخل کرا دو چنانچہ وہ گئے اور اونھوں نے اپنی چادر سے اس آگ کو ہنکانا شروع کیا یہاں تک کہ

سلہ (احمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگلی کتاب میں سچے ہیں ابوبکر صدیق جو اپنے کاموں میں کمزور اور اللہ کے کام میں طاقتور ہیں اگلی کتاب میں سچے ہیں عمر بن خطاب جو بڑے طاقتور اور امانت دار ہیں اگلی کتاب میں سچے ہیں سچے ہیں عثمان بن عفان انھیں تینوں کی روش پر ہیں چار سال گزر چکے ہیں دو باقی ہیں فتنے قریب آ گئے اور طاقت ور نے کمزور کو کھا لیا قیامت قائم ہوگی اور عنقریب تمھارے پاس اریس نامی کنوئیں کی خبر آئیگی اور وہ بڑی خبر ہے (اس کنوئیں میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے انگشتری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گر گئی تھی)

سلہ بنی حارث بن خزرج کے آدمی یعنی زید بن خارجہ نے جو کچھ کہا سچ کہا ۱۲۔

وہ کھو جب جاتی کہیں پھر کبھی بعد وہ لوگ نمودار نہیں ہوئی۔ (۱۴) ایک مرتبہ ایک عجمی شخص مدینہ منورہ میں آیا حضرت فاروق اعظمؓ کو وہ تلاش کر رہا تھا کسی نے بتا دیا کہ وہ کہیں جنگل میں سو رہے ہونگے چنانچہ وہ جنگل کی طرف گیا دیکھا تو آپ زمین پر لیٹے ہوئے درہ سر کے نیچے رکھے ہوئے سو رہے ہیں اس عجمی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ سارے جہان میں اس شخص کی وجہ سے فتنہ برپا ہے اس کا قتل کر دینا تو بہت آسان ہے یہ خیال کر کے اس نے تلوار نکالی تو فوراً دو شیر نمودار ہوئے اور اس عجمی کی طرف لپکے عجمی فریاد کرنے لگا حضرت فاروق اعظمؓ بیدار ہو گئے اس عجمی نے سارا قصہ آپ سے بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ (۱۵) ایک مرتبہ ایک لشکر آپ کا کسی دور دراز مقام میں مشغول جہاد تھا ایک دن مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے آپ نے بلند آواز سے فرمایا لبیکاہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا بات ہے یہاں تک کہ وہ لشکر واپس آیا اور سردار لشکر نے فتوحات کا بیان شروع کیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ ان باتوں کو رہنے دو اس شخص کا حال بیان کرو جس کو تم نے جبراً پانی میں بھیجا تھا اس پر کیا گزری سردار لشکر نے کہا کہ امیر المومنین اللہ کی قسم میں نے اس کے ساتھ بدی کا ارادہ نہیں کیا تھا بات یہ ہوئی کہ ہم لوگ ایک پانی پر پہونچے جس کی گہرائی کی حد معلوم نہ تھی کہ اس سے عبور کیا جا سکے لہذا میں نے اس شخص کو برہنہ کیا اور پانی میں بھیجا چونکہ بہت ٹھنڈی تھی اس شخص پر ہوا کا اثر ہو گیا اور اس نے فریاد کی واعمراہ واعمراہ اسکے بعد وہ شخص سردی سے ہلاک ہو گیا جب لوگوں نے اس قصہ کو سنا تو سمجھا کہ وہ اس دن کی لبیک ان کی اسی مظلوم کے جواب میں تھی حضرت فاروق اعظمؓ نے سردار لشکر سے فرمایا کہ یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے بعد ایک دستور قائم ہو جائے گا تو یقیناً میں تیری گردن مار دیتا اچھا جا اس مقتول کے اہل و عیال کو خوں بہا ادا کر اور کبھی اپنی صورت مجھے نہ دکھانا۔ ایک مسلمان کا قتل ہو جانا میرے نزدیک بہت کافروں کے قتل سے زیادہ ہے۔ (۱۶) جس روز آپ کی وفات ہوئی اس دن یہ اشعار (ہاتف غیبی) کے سنے گئے مگر کہنے والا نظر نہ آیا۔

لیبک علی الاسلام من کان باکیا فقد اوشکوا ہلکی وما قدم العہد

وادبرت الدنیا وادبر خیرہا وقد ملہا من کان یوقن بالوعد

ترجمہ: جسکو اسلام پر رونا ہو وہ اسلام پر روئے ابھی زیادہ مدت نہیں ہوا کہ لوگ ہلاکت کو پہونچ گئے۔ دنیا ختم ہونے کو ہوگئی اور اسکی خیر و برکت جا رہی اور یہ دنیا ان پر پریشان ہوگئے

عبدالقیوم ندوی ٹکسال بازار چوک لکھنؤ

نظام خلافت پر اجمالی تبصرہ

لَا خِلَافَۃَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَۃٍ یعنی خلافت بغیر مشورہ کے نہیں ہے
آپ کا قول حکومت تھا (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۳۹) آپ کے تمام زمانہ خلافت میں
ایک واقعہ بھی نہ مل سکے گا کہ کسی ایک ادنیٰ فرد پر کوئی ادنیٰ ظلم ہونے پایا ہو۔
یہ اتنی بڑی خوبی ہے جس کی مثال تاریخ عالم میں نہ مل سکے گی دس سال کے
قلیل عرصہ میں مسلمانوں نے ایران اور روم کی عظیم الشان سلطنتوں کو زبردست
شکستیں دیں مسلمانوں نے اپنی بہادری جرأت شرافت سیر چشمی کا سکہ
بھی دنیا کے دلوں میں بٹھا دیا۔ حضرت عمرؓ کی دانائی اور عقل خداداد کا یہ
عالم تھا کہ فوجیں مدینے سے ہزاروں کوس کے فاصلہ پر لڑ رہی ہیں آپ کو کبھی ان
ان علاقوں میں جانے کا موقع نہیں ملا میدان جنگ سے جو اطلاعات آتی تھیں
انہیں کی بنا پر میدان جنگ کا نقشہ آپ تیار کر کے بھیجا کرتے تھے اور مزید ہدایات
بھی پہونچاتے رہتے تھے فوج کا محکمہ اس حسن انتظام سے ساتھ قائم کیا گیا تھا کہ
آپ کے وقت میں گو ہر طرف جنگ جاری تھی مگر سب جگہ وقت پر کمک بھی پہونچتی
تھی اور سامان حرب و رسد کی کبھی کبھی شکایت نہ ہوئی سرحدی علاقوں میں
زبردست چھاؤنیاں ڈالی گئیں اور نئے مفتوحہ علاقوں کا عمدہ انتظام کر دیا
گیا تھا۔ (ازالۃ الخفا صفحہ ۔۔۔)

اسلامی فوج میں غیر مسلم فوجی

فوج میں غیر مسلم لوگ بھی لئے جاتے تھے سامان
حرب میں بہت سی اصلاحات ہوئے نئیں آلات قلعہ شکن بھی حضرت عمرؓ سے
ایجاد کئے، ملکی نظام حکومت کا یہ حال تھا کہ باوجود اتنی وسعت کے ہر جگہ
ایک قابل و معتبر عامل مقرر کیا جاتا تھا اور خلیفہ کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم
تھا کہ گویا حضرت عمرؓ بنفس نفیس ہر گاؤں اور ہر شہر میں موجود ہیں۔

گورنروں کو سزائیں

آپ نے کئی گورنروں کو ایک معمولی انسان کو بلا خوف و
خطر قصاص دلایا کسی کو آپ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی

تمام رعایا کو حکم تھا کہ جس جس عامل کے خلاف کوئی شکایت ہو حج کے موقعے پہ بے خوف و خطر پیش کی جائے اور عاملوں کو حکم تھا کہ حج کے موقعے پر آیا کریں تاکہ وہیں تقرری تبدیلی معزولی اور سزا و جزا کا فیصلہ ہوسکے۔

(ابن جریر طبری ص ۱۹۲۹)

رعایا کا آرام | محاصل کے حساب و کتاب میں اس قدر احتیاط برتتے تھے کہ جب ملک فتح ہوتا سب سے پہلے اس کے محاصل رقبہ اور آبادی کا حساب لگاتے اور اس بات کی خاص احتیاط فرماتے تھے کہ کہیں کوئی خیانت تو نہیں ہوئی

(ابن سعد جلد دوم ص ۲۲)

ملکی زبان برقرار رہنے دی | شہر ایران اور مصر میں محاصل کے دفتر فارسی اور رومی زبان میں قائم کیے گئے تھے تاکہ محاسبوں و محرروں کی تلاش میں وقت نہ ہو آج کی حکومتیں عبرت حاصل کریں کہ کس بیدردی سے مغلوب قوموں کی زبان اور تہذیب کو کچلتی ہیں اور ظلم و ستم کو شیوہ کرتی ہیں۔

قومی کا انتظام | غرض کہ انسانی عروج و کمال کے لیے جس قدر شعبہ جات ضروری ہوسکتے ہیں آپ کے دس سالہ دور خلافت میں وہ سب بدرجہ کمال کو پہونچ چکے تھے، حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ ابی ابن کعب رضؓ زید بن ثابت رضؓ ابو ہریرہ رضؓ وغیرہ مفتی تھے۔

پولیس کا محکمہ | عوام کی حفاظت کے لیے پولیس اور خفیہ پولیس کا نہایت اچھا انتظام تھا، مجرموں کو سزا دینے کے لیے جیل خانے بنائے گئے تھے مقریزی ص ۲۲۷

رفاہ عام کے انتظامات | بعض صورتوں میں جلا وطنی کی سزا آپ ہی نے مقرر فرمائی تعمیرات کا مستقل محکمہ آپ نے قائم فرمایا جس کے تحت سڑکیں مسجدیں سرائیں، پل، ہسپتال اور نہریں تعمیر ہوئیں بچوں کی مذہبی تعلیم کا آپ نے خاص اہتمام فرمایا، مردم شماری کا دفتر تبلیغ دین کا محکمہ بچوں کے وظائف کا صیغہ ٹکسال اور دوسرے ضروری شعبہ جات آپ ہی کی یادگار ہیں (تمدن اسلامی جرجی زیدان مصری ص ۲۹)

اخلاق و عادات | شروع میں نہایت سخت تھے لیکن اسلام لانے کے بعد

اس سختی میں بہت کمی ہوگئی اور جب خلافت کا بوجھ آپ پر پڑا تو یہ سختی رحمت و شفقت میں بدل گئی، آپ تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دیتے تھے، جسوقت رومی سرداروں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کا ارادہ کیا اور آپ کو روم جانا پڑا تو سارے راستے میں ایک منزل غلام اونٹ پر سوار ہوتا اور آپ کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار ہوتی اور ایک منزل آپ سوار ہوتے اور اس کے ہاتھ میں مہار ہوتی پھر جسوقت روم میں آپ کا داخلہ ہوا تو غلام سوار تھا اور آپ اس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی، آپ کا عدل و انصاف ضرب المثل ہے ایک بار ایک صحابی اور آپ میں کسی معاملہ میں نزاع ہوگئی قاضی کے ہاں دونوں پیش ہوئے، قاضی آپ کا ادب کرنے لگے آپ نے فرمایا یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم کر رہے ہو، یعنی فریق ثانی کا ادب تونے نہ کیا اور میرا ادب کیوں کیا؟

عدل فاروقی کا ایک اور واقعہ

ایک دن حضرت فاروقؓ نے منبر پہ کہا
ایک نے اٹھ کے کہا یہ تو نہ باتیں کے کبھی
چادریں مال غنیمت کی جو آپ کے آئیں
ان میں ہر اک کے حصہ میں فقط ایک آئی
اب جو جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس
مختصر ہی وہ پڑا اور ترا قد ہے دراز
اپنے حصہ سے زیادہ جو لیا تو نے تو اب
روک دے کوئی کسی کو یہ نہ رکھتا تھا مجال
بولے یہ ابن عمرؓ سب سے مخاطب ہو کر
اپنے حصہ کی بھی میں نے انہیں چادر دیدی

"میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کرو گے منظور؟
کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
صحن مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
تھا تمہارا بھی یہی حق کہ یہی ہے دستور
یہ اسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور
فرش عدل و مساوات سے تھے سب مخمور
انہیں کچھ [illegible] کا نہیں جسم و قصور
واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور

([illegible])

تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ ایک بار شاہ روم کی بی بی نے آپکی زوجہ محترمہ ام کلثوم کے پاس عطر کی چند شیشیوں میں جواہرات بھر کر بھیجے آپ نے ان سب کو بیت المال میں داخل کر لیا اور فرمایا کہ چونکہ قاصد بیت المال کا تھا جس کے اخراجات بیت المال نے ادا کئے تھے لہذا حق بھی بیت المال کا ہے (نصری) غرض کہ آپکے دس سالہ حکومت نے تمام دنیا پر ثابت کر دیا کہ اسلام نے دنیا کو کیا دیا اور اسلام کس طرز کی حکومت کا خواہش مند ہے۔

(۱) چادر

فضل وکمال آپ کے فضل وکمال کے متعلق جس قدر لکھا جائے کم ہے، حضورؐ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتے اور تمام عالم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو تم میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی تابعداری کرنا، اکثر حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نے یہ کیا (سیرت ابن ہشام مسند احمد جلد ۳ صفحہ) اس سے آپ کی عظیم الشان شخصیت کا اندازہ لگائیے آپ بہت بڑے عالم قرآن و حدیث بہت بڑے فقیہ بہت بڑے مقرر اور تمام کمالات انسانی کے جامع تھے قرآن شریف کی جو آیت آپ پڑھتے اس پر پہلے عمل کرتے پھر تعلیم دیتے، سورہ بقرہ کو آپ نے پانچ سال میں ختم کیا، اس کا سبب آپ نے یہ بتایا کہ کسی آیت کے بعد دوسری آیت کو اس وقت تک میں نے شروع نہیں کیا جبتک کہ اس پر پہلے عمل نہ کر لیا۔

جامع صفات حضرت عمرؓ کا سب سے زبردست کارنامہ حکومت آسمانی کے نقشہ کی تکمیل ہے، جس کو حضورؐ کی سچی پیروی میں انجام دی، آپ نے سچی جمہوریت اور آزادی رائے کی حقیقی روح پھونک دی تھی، ایکبار آپ نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ میں مہر کی ایک تعداد مقرر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دولت کی زیادتی سے مہر زیادہ سے زیادہ بندھتے چلے جارہے ہیں جس سے ازدواجی زندگی میں تلخی کا امکان ہے۔ ایک ضعیف عورت کھڑی تھی بول اٹھی امیر المومنین! خدا نے تو فرمایا کہ اگر لوگ ڈھیر کے ڈھیر مہر باندھ دیں تو تم اس میں سے کچھ نہ لو (قرآن حکیم) لیکن آپ یہ فرماتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فوراً فرمایا، لقد اصابت الامرأة واخطاء عمرؓ یعنی البتہ عورت درستی پہ پہونچ گئی اور عمرؓ نے غلطی کی[1] (ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۲۴) مطلب یہ ہے کہ حیثیت ہوتے ہوئے اگر کوئی زیادہ مہر باندھنا چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں چونکہ ہر شخص کے حالات اور مالی حیثیتیں جدا جدا ہوتی ہیں اس لئے قرآن حکیم نے تعداد بھی مقرر نہیں کی البتہ حیثیت سے زیادہ باندھنے کو شریعت نے منع فرمایا ہے، اسی طرح ایکبار حضرت عمرؓ وعظ فرما رہے تھے اسی درمیان آپ نے فرمایا اگر میں راہ راست سے ہٹ جاؤں تو تم کیا کروگے؟ ایک شخص نے فوراً تلوار کھینچ لی کہ اس سے راہ راست پر لے آؤں گا، حضرت عمرؓ نے سنا اور فرمایا خدا کا

(۱) سرنگوں ہوکے کہا حضرت فاروقؓ نے آہ بجز میں نہ تھا اس سے جو واقف تو مری تقصیر (شبلی)

شکر ہے کہ میری قوم میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ اگر عمرؓ کبھی غلط روی اختیار کریں تو اسکو بھی درست کر دیا جائے۔ (اسد الغابہ تذکرہ عمرؓ)

روم کا سفیر دربار فاروقی میں | باریابی کے لیے حاضر ہوا اور اُس نے ایک چبوترا ہے پر صحابہ کرامؓ سے پوچھا اَیْنَ مَلِکُکُمْ؟ تمہارا بادشاہ کہاں ہے تو ان کی تیوری پر بل آ گئے اور انہوں نے جواب دیا لَیْسَ لَنَا مَلِکٌ بَلْ لَنَا اَمِیْرٌ الخ ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہمارا ایک امیر اور میر ضرور ہے، ہمارے یہاں کوئی شاہی محل نہیں امیر شہر سے باہر کہیں بکریاں چرا رہا ہوگا جا کر تلاش کر لو۔" جب سفیر شہر سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ دنیا کی نئی مملکت کا صدر ایک درخت کے نیچے ریت اور کنکریوں پر پڑا سو رہا ہے، سورج اپنی رفتار بدل کر دوسری سمت آ گیا ہے، اور دھوپ سونے والے کے اوپر چمک رہی ہے، جب فارس کی شہنشاہیت کا مال غنیمت مدینہ پہونچا تو فاروق اعظمؓ کے سونے چاندی کے ڈھیر دیکھ کر فرمایا اِمْنَعِی عَنِّی غَیْرِی اے دولت دنیا کسی اور کو دھوکا دینا میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں اور فارس کے شہنشاہ کی اس دولت کو عرب کے غریبوں پر تقسیم کر دیا۔ یہ تھے وہ فاروق اعظمؓ جو اسلام کے فتح کرنے کے لیے تلوار لیکر گھر سے چلے تھے اور قرآن کی ایک آیت سنکر اسلام کے ہاتھ پر فتح ہو گئے۔

اخلاص عمل | آپ کا ہر عمل خالص خدا کے لیے ہوتا تھا ایکبار ایک شخص کو آپ نے شراب کی سزا میں دُرّہ مارا۔ اُسنے اُسی حالت میں آپ کو ایک سخت گالی دی آپ نے درہ روک لیا لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین اب تو اس نے دوسرے جرم کیے ایک تو خلیفہ کو گالی دوسرا شراب آپ نے فرمایا لیکن اب میں سزا دیتا تو یہ سزا خالص خدا کے لیے نہ ہوتی بلکہ نفس کے انتقام کے لیے ہوتی (طبقات ابن سعد)

ہرمزان[1] کا واقعہ

کئی عجم کی غنیمت مدینہ کو جس وقت
کہ تھا وہ منتظر اس گنج شائگاں کیلیے

تو ہرمزان کے بارہ میں سعد نے لکھا
بلا یہ ایک ہے اسلامیوں کی جاں کیلیے

کیا جلالِ عمر نے یہ فیصلہ ناطق
سزائے موت ہے اس دشمنِ اماں کیلیے

(۱) یہ ایران کا رئیس تھا اور مسلمانوں اور اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے اخلاق سے دل سے مسلمان ہوگیا

یہ ہرمزان نے کہا پہلے قتل سے پانی
پلا گیا جب اُسے آبخورہ پانی کا
تشفی اُس کو جناب عمرؓ نے دی اسطرح
نہ تیرے حلق سے جب تک اترلے یہ پانی
تک کے اس نے پیالہ کہا کہ خوف سے اب
اماں مل گئی مجھ کو ہے فرض عہد کا پاس
فدا یہ جان گرامی ہو دین احمدؐ پر
بلا کہ مجھ کو خداوند انس و جان کیلئے
تامل اُس نے کیا شاید امتحان کیلئے
زبان ہو قول کو اور قول ہو زبان کیلئے
حرام خون ہو تیرا خنجر روان کیلئے
ملی نجات مجھے عمر جاودان کیلئے
حریم احمد مرسل کے پاسبان کیلئے
بنا ہے آج سے اسلام ہرمزان کیلئے

فیضان کرم | آپ کے اعلیٰ کردار کے چشمے صرف مسلمانوں ہی کے لیے مخصوص نہ تھے بلکہ ہر خاص و عام ان سے فیض یاب تھا، ایکبار آپ نے ایک غیر مسلم بوڑھے کو بھیک مانگتے دیکھا آپ نے اسی روز سے یہ حکم جاری کردیا کہ تمام مسلم و غیر معذور حکومت کے خزانوں سے زیر پرورش ہوں گے کیونکہ یہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے کہ جبتک طاقت ہے تو لوگوں سے کام لیا جائے اور جب وہ کام کے لائق نہ رہیں تو انہیں بھیک مانگنے کے لیے چھوڑ دیا جائے (تاریخ ابن اثیر کامل ص ۲)

شاہزادہ غسان کا واقعہ | جس طرح آپ مظلوموں کے ہمدرد تھے اسی طرح غیر منصفوں کے لیے سخت تھے آپ کی خلافت میں مساوات کی ٹھیک ٹھیک تصویر دیکھی جا سکتی ہے جبلہ بن ایہم غسان کا شاہزادہ تھا وہ اسلام لا چکا تھا اتفاق سے طواف کرتے ہوئے ایک معمولی مسلمان کا پاؤں اس کے دامن پر پڑ گیا جس سے وہ سخت برہم ہوا اور اس غریب کو طمانچہ مار دیا، حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ شاہزادہ کو قرآنی حکم کے مطابق اس مظلوم کا طمانچہ کھانا پڑے گا۔ شاہزادہ یہ سنکر نکل گیا بعض روایتوں میں ہے کہ مرتد ہوکر بھاگ گیا، سب ہو گیا مگر قانون اسلام میں حضرت عمرؓ نے کوئی تبدیلی گوارہ نہ کی اس سے اسلام کی انصاف پروری مساوات اور جمہوریت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے (۱) اس کے مقابل آج کی جعلی جمہوریت ہے اور اس کے دعوی اور روزمرہ واقعات؟

خشیت الٰہی | غالب تھی جب قیامت یاد آتی تو کھڑا اُٹھتے اور فرماتے کاش عمرؓ خطاب کی ماں پیدا نہ کرتی اور قیامت میں حساب و کتاب کے لیے کھڑا

(۱) اس مساوات پہ ہے معشر اسلام کو ناز — نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر (شبلی نعمانی)

نہ ہونا پڑتا۔ جب آپ شہید ہوئے تو قیامت کا بہت ڈر تھا، ایک صحابی نے آکر عرض کیا آپ کیوں بے چین ہو رہے ہیں، آپ کے یہ فضائل اور یہ مرتب ہیں فرمایا اگر میرے تمام اعمال حسنہ کو میری فروگذاشتوں کے عوض اللہ تعالےٰ برابر برابر کر دے تو بھی میں کامیاب ہوں۔ تہذیب التہذیب جلد ۳ صفحہ ۵۱)

نہایت نرم دل تھے | کمزوروں اور ضعیفوں کی مصیبت دیکھی دیکھی نہیں جاتی تھی، راتوں کو اٹھ اٹھ کر رعایا کی خبر گیری کرتے تھے اور نہیں معلوم کتنی اندھی بوڑھیاں تھیں جن کا سارا کام نہایت سلیقہ سے ان کو صحیح کرا کرایا ملتا تھا، وہ اس تاک میں رہ گئیں کہ معلوم کریں وہ کون خوش نصیب ہے جو اس محبت سے کام کر جاتا ہے جس کو کوئی جانتا تک نہیں ان کو کیا معلوم تھا کہ یہ امیر المومنین عمر فاروق تھے، آپ راتوں کو سوتے کم تھے، رعایا کی خدمت کرتے یا نمازیں اور تلاوت قرآن شریف فرماتے۔ نماز اور تلاوت سے بیحد عشق تھا فرماتے جس کا نماز میں حصہ نہیں اس کا اسلام میں حصہ نہیں۔ آپ نے اپنی مختصر سی خلافت میں دنیا کو بتا دیا تھا کہ دنیا میں صحیح معنوں میں رہنے سے کیا ملتا ہے اور اسلام کس زندگی کا پابند بناتا ہے، آپ نے بازار کے تاجروں سے لیکر کھیت کے کاشتکاروں تک غلاموں سے لیکر امیروں تک محکوموں سے لیکر حاکموں تک فقیروں سے لیکر مالداروں تک جاہلوں سے لے کر علماء تک سب کے دلوں میں سچے اسلام، اونچے اخلاق اور بلند انسانیت کی روح ڈال دی تھی، آپ کے عہد مبارک میں جو بھی تھا جہاں بھی تھا جیسا بھی تھا پہلے اسلام کا فدا دامان کا مبلغ، انسانیت کا خادم تھا اس کے بعد کچھ اور تھا، یہی وجہ تھی کہ دس سال کی قلیل مدت میں ۳۶ ہزار شہر اور ۴۳ ہزار قلعے مسلمانوں کے آگے سرنگوں تھے۔

حضرت عمرؓ کی اولیات | آپ نے اپنے دور خلافت میں حکومت کی جو اصلاحات کیں اور نئے نئے شعبے قائم کئے انکی فہرست یہ ہے (۱) باقاعدہ عدالتوں کا قیام (۲) سنہ اور تاریخ کا قیام (۳) خزانہ کا دفتر۔ (۴) فوجی دفتر کا قیام

(۵) امیر المومنین کا لقب۔ رضا کاروں کی تنخواہیں (۶) طریقہ پیمائش کا اجرا (۷) مردم شماری (۸) ذرائع آبپاشی۔ (۹) شہروں کی آباد و تعمیر۔ (۱۰) ملک کی صوبے داری تقسیم۔ (۱۱) دریائی پیداوار پر ٹیکس۔ (۱۲) ہر ملک کے تاجروں کو تجارت کی اجازت اور انکی دفتری نگرانی (۱۳) جیل خانوں کا قیام (۱۴) سزا کے تازیانہ کا اجرا (۱۵) راتوں کو گشت کر کے خدمت خلق کا طریقہ۔ (۱۶) محکمہ پولیس کا قیام (۱۷) فوجی چھاؤنیاں، (۱۸) گھوڑوں کی نسل کی ترقی۔ (۱۹) محکمہ سی آئی ڈی کا قیام۔ (۲۰) حرمین کے درمیان منزلوں کی تعمیر۔ (۲۱) غریب غیر مسلموں کے وظائف کا تقرر (۲۲) مدارس و مکاتب کا قیام۔ (۲۳) معلموں کے مشاہرے (۲۴) نماز تراویح باجماعت۔ (۲۵) شراب کی سزا ۸۰ درے۔ (۲۶) وقف کا طریقہ۔ (۲۷) نماز فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ۔ (۲۸) نماز جنازہ پر چار تکبیروں پر علما کا اتفاق (۲۹) مساجد میں وعظ کا طریقہ۔ (۳۰) اماموں اور موذنوں کے مشاہرے (۳۱) مسجدوں میں روشنی کا انتظام۔ (۳۲) ہجو کرنے والے کی سزا کا تقرر وغیرہ وغیرہ آپ کی اولیات ہیں۔

ذاتی حالات سب سے اہم بات یہ تھی کہ آپ اپنے نفس کا خود محاسبہ کرتے تھے۔

محاسبہ ایکبار خطبہ دے رہے تھے کہ فرمایا میں ایک زمانہ تھا۔ لوگوں کا پانی بھرا کرتا تھا اسکے عوض کچھ پیسے لیا کرتا تھا، پھر منبر سے اتر آئے لوگوں کو تعجب ہوا فرمایا مجھ کو کچھ غرور سا ہو گیا تھا، اسلئے اتر آیا (ابن سعد جلد ۳۔ صفحہ ۲۱۰)

ذریعہ معاش تجارت تھا۔ زمانۂ خلافت میں صحابہ کے بڑے اصرار سے عام صحابہ کے برابر وظیفہ لینا منظور فرمایا۔ جو صرف ۲ درہم روزانہ تھا یعنی ۹ آنے پیسے صرف یہ ایک عظیم تر حکومت کے صدر کا وظیفہ تھا مگر آج خلق خدا کا آخری قطرہ خون چوس لینا سب سے بڑی جمہوریت ہے

لباس نہایت معمولی تھا جس میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے ایک بار حضرت حفصہ رضی نے اس بارے میں بڑا اصرار کیا تو فرمایا مسلمانوں کے مال سے میں اس سے زیادہ نہیں لے سکتا ہوں عام مجلسوں اور دربار کے وقت بھی یہی لباس ہوتا تھا

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

غذا نہایت سادی تھی ایک بار عتبہ بن فرقد آپ کے کھانے میں شریک تھے، "ابلا ہوا بغیر گھی کا گوشت اور سوکھی روٹی تھی، عتبہ امیر گھرانے کے تھے حلق سے یہ کھانا نہ اتر سکا حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا نہیں مو تو نہ کھاؤ، عتبہ نے عرض کیا، امیر المومنین اگر آپ اپنے کھانے پینے میں کچھ اور صرف کریں تو اس سے خزانہ میں کمی نہ ہو گی آپ نے فرمایا افسوس تم مجھ کو عیش و عشرت کی ترغیب دیتے ہو (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴۳) ان واقعات سے اس جلیل القدر ہستی اور اس دور کی نفیس و پاکیزہ زندگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

(آغاز خلافت ۲۳ھ ۶۴۴ء تا ۳۵ھ ۶۵۶ء)

جب حضرت عمرؓ کو اپنی شہادت کا یقین ہوگیا تو آپ نے عبد الرحمان رضی بن عوف کو بلا کر کہا کہ "میں تم کو خدمت خلافت سپرد کرنا چاہتا ہوں" انہوں نے کہا "کیا علی رضی سے آپ نے پوچھ لیا ہے" آپ نے جواب دیا "نہیں"۔ یہ سن کر عبد الرحمان بن عوف نے کہا "تو پھر میں قبول نہ کروں گا"

اس کے بعد آپ نے چھ صحابہ کا نام لیا۔ علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، سعدؓ، عبد الرحمنؓ، طلحہؓ اور کہا کہ مشورہ کے بعد انہیں میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرو، اگر انمیں سے پانچ کسی پر متفق ہو جائیں اور چھٹے کو اختلاف ہو تو اسے قتل کر دو، اسیطرح اگر چار کا کسی فیصلہ پر اتفاق ہو اور دو کو اختلاف ہو تو ان دونوں کو قتل کرنا لیکن اگر رائیں برابر ہوں تو پھر عبد الرحمان بن عوف کی رائے فیصلہ کن سمجھی جائے

جب یہ چھ صحابہ مشورہ کے لیے اکٹھا ہوئے، تو عبد الرحمان بن عوف نے کہا کہ "تم میں سے کون دعوائے خلافت سے دست بردار ہونا چاہتا ہے، تیکہ

چار نے علیؓ اور عثمانؓ کے حق میں اپنی دست برداری کا اعلان کر دیا اور
عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت عثمانؓ کے والد کا نام عفان تھا۔ آپ سنہ ۶ عام فیل میں پیدا
ہوئے تھے اور رسول اللہؐ کے بڑے خصوصی مقربین میں سے تھے۔

بیعت کے بعد حضرت عثمانؓ نے اکثر ان افسروں کو جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تھے
اپنی جگہ پر قائم رکھا (انھیں میں معاویہؓ ابن ابی سفیان بھی تھے جو شام کے حاکم
تھے) اور حسب وصیت حضرت عمرؓ مغیرہ بن شعبہؓ کو کوفہ کی گورنری سے ہٹا کر
سعد بن ابی وقاصؓ کو ان کی جگہ متعین کیا۔ اس کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا
آپ نے اکثر پرانے افسروں کو ہٹا کر نئے عمال مقرر کئے جو ان کے اقربا میں سے تھے۔

فتوحات: آرمینیا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہو گیا تھا، لیکن جب حضرت عثمانؓ کے زمانہ
میں اس نے سرکشی اختیار کی تو آپ نے اس کے خلاف لشکر کشی کی اور اسی سلسلہ
میں اور متعدد مقامات پر بھی قبضہ ہو گیا (سنہ ۲۵ھ)

اسی سال امیر معاویہؓ روم پر حملہ کر کے عموریہ تک پہونچ گئے اور انطاکیہ
طرطوس کے درمیان بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

امیر معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جزیرۂ قبرص پر تاخت کی اجازت
چاہی تھی، لیکن حضرت عمرؓ نے اس بحری مہم کی اجازت نہیں دی، جب حضرت عثمانؓ خلیفہ
ہوئے تو انہوں نے اجازت لیکر بحری بیڑہ تیار کیا اور سنہ ۲۸ھ میں قبرص کا محاصرہ
کر لیا (عہد اسلام کا یہ پہلا بحری بیڑہ تھا)

شمالی افریقہ پر بھی آپ کے زمانہ میں حملہ کر کے رومی فوجوں کو شکست دی گئی اور
روم کا بادشاہ جرجیر قتل ہوا، اس کے بعد اندلس پر حملہ ہوا اور اسپین بھی کامیابی حاصل ہوئی
اسکندریہ پہلے فتح ہو چکا تھا لیکن اس دوران میں روم کا قبضہ پھر ہو گیا تھا
اسی لیے اسکندریہ پر دوبارہ حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا (سنہ ۳۱ھ)

سوڈان بھی منحرف ہو گیا تھا اس لیے اسی سال اسے دوبارہ زیر کیا گیا، لیکن
سب سے بڑی کامیابی فتح فارس کی تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بعض بلاد فارس پر

قبضہ ہو گیا تھا۔ لیکن یہ مہم پوری نہ ہوئی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں یہ کام تکمیل کو پہونچا اور یزدجرد کے قتل ہونے پر حکومت اکاسرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی اس فتح کے بعد ایران مسلمان ہو گیا اور وہاں عربوں نے ایک مضبوط حکومت کی بنیاد ڈالی ۳۲ھ میں امیر معاویہؓ نے قسطنطنیہ کا بھی محاصرہ کیا۔ چونکہ حضرت عثمانؓ نے ولایت و امارت پر زیادہ تر اپنے ہی اعزہ و اقارب کو مامور کر رکھا تھا اس لئے لوگوں میں برہمی پیدا ہوئی اور حضرت عثمانؓ سے ان کو معزول کرنے کا مطالبہ کیا گیا لیکن آپ نے توجہ نہ کی اور آخر کار عبداللہ ابن سبا کی قیادت میں باقاعدہ شورش شروع ہوئی۔ یہ عہد اسلام کی پہلی بغاوت تھی اور بنو ہاشم اور بنو امیہ کا پہلا اختلاف اور ظہور تشیع کی ابتدا یہ جھگڑا رفتہ رفتہ بہت طول پکڑ گیا۔ اور مدینہ، کوفہ، بصرہ اور مصر سے متعدد جماعتیں مدینہ پہونچ گئیں اور اپنے مطالبات پر زور دینے لگیں انہیں سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ مصر کی ولایت سے عبداللہ ابن سرح کو ہٹا کر محمد بن ابی بکر کو مامور کیا جائے۔

حضرت عثمانؓ نے مطالبات تسلیم کر لئے اور وعدہ کیا کہ موجودہ عمال کو ہٹا کر دوسرے عمال مقرر کئے جائینگے چنانچہ آپ نے والی مصر کی معزولی کے لئے ایک تحریر بھی روانہ کردی۔ لیکن جب راستہ میں اس قاصد کو پکڑ کر یہ تحریر دیکھی گئی تو اس میں حاکم مصر ابن ابی سرح کے نام یہ حکم لکھا ہوا پایا گیا کہ محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا جائے یہ دیکھ کر برہمی اور زیادہ بڑھ گئی اور مدینہ پہونچ کر انھوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا حضرت عثمانؓ نے کہا کہ یہ تحریر میری نہیں ہے جعلی ہے لیکن کسی نے یقین نہ کیا اور آخر کار ۳۵ھ میں انھیں شہید کر دیا۔

آپ نے ۸۲ سال کی عمر پائی اور ایک دن کم بارہ سال تک آپ نے خلافت کی

اسباب شہادت | حضرت عثمانؓ نہایت بردبار اور متحمل مزاج تھے اور انکی نرمی ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ دشمنان اسلام کو فتنہ و فساد کرنے کا موقع ملا اور خلافت کی ہیبت و عظمت جو حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں لوگوں پر چھائی ہوئی تھی وہ اٹھ گئی یہاں تک کہ ایک روز کسی شخص نے اس عصا کو توڑ کر پھینک دیا جس کو ہاتھ میں لیکر حضرت عثمانؓ مسجد نبویؐ میں خطبہ

ارشاد فرمایا کرتے تھے، یہ وہ عصا تھا جسے حضور ہاتھ میں لیکر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حتی المقدور کوشش کی کہ انکی ذات سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو امت میں فتنہ و فساد کا باعث ہو، آپ اکثر امور میں چشم پوشی سے کام لیتے تھے۔

آپکو اہل شوریٰ نے کئی دفعہ مشورہ دیا کہ اس شورش کو سختی سے دبا دینا چاہیے لیکن آپنے سکوت نہ کیا، عبداللہ بن سبا نے سادہ دل عوام کو رسول خدا اور انکی آل کی محبت کا فریب دیکر اپنے دام میں پھنسا لیا تھا اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اس پروپیگنڈے کا بڑے بڑے لوگوں پر اثر ہوا، اس اثر کا نتیجہ یہ تھا کہ بالمس روز تک حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ رہا باغیوں نے پانی تک کی بندش کر دی لیکن مدینہ والوں میں سے کسی کو انکے خلاف آواز بلند کرنیکی بھی جرأت نہ ہوئی سب سے افسوسناک یہ بات تھی کہ باغیوں نے قتل کرنیکے بعد انکے دفن کرنیکی بھی اجازت نہ دی، آخر خفیہ طور پر چند آدمیوں نے انکو دفن کیا، حضرت جبیر بن مطعمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مسلمانوں کے عام قبرستان بقیع غرقد کے دوسرے کنارے پر بمشکل تمام سپرد خاک کیا (تاریخ خضری جلد اول)

علم و کارنامے تذکرۃ الحفاظ کے یہ الفاظ ہیں۔ کان ممن جمع بین العلم والعمل یعنی آپ ان میں سے تھے جنہوں نے علم و عمل کی دولت سمیٹ لی تھی (تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۸)

حضرت عثمان غنیؓ بڑے حلیم الطبع باحیا اور انصاف دوست تھے حسن صورت و سیرت اور دانائی میں مشہور اور قریش میں ہر دلعزیز تھے۔ **تقویٰ و عبادت** خوش خلقی عبادت اور تقویٰ میں بہت ممتاز تھے اصحابؓ میں کتاب اللہ کا حافظ ان سے بہتر کوئی نہ تھا (اسد الغابہ) **قرآن سے محبت** قرآن سے انکو سیری نہ ہوتی تھی، ساری ساری رات تلاوت میں بسر کر دیتے تھے (تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۸) **خدمت قرآن** آپنے قرآن کریم کے کئی صحیح نسخے مرتب کرا کر ہر صوبہ میں بھیجے جن میں سے بعض قلمی ابتک موجود ہیں **سخاوت** کوئی سائل حضرت عثمانؓ کے در سے خالی نہیں پھرا (اسد الغابہ جلد ۳) **اسلام کی خدمات** ابتدائے اسلام میں جب بھی پیسے کی ضرورت پیش آئی آپنے اسمیں بیدریغ روپیہ صرف کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی حیات پاک میں آپکو تین دفعہ جنتی ہونے کی بشارت دی (مستدرک حاکم جلد ۳ ص۱۰۳)

ایک تو وقت جب آپنے مسجد نبوی کے ارد گرد زمین خرید کر وقف کی، مسلمانوں کیلئے پانی کی تکلیف تھی دوسری دفعہ جب ایک کنواں ایک لاکھ روپے میں خرید کر وقف کیا اور غزوہ تبوک میں تیسرے غزوہ تبوک میں بیشمار زر و مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کیا۔ **ذوالنورین کا شرف** آنحضرتؐ کو حضرت عثمانؓ سے اسقدر محبت تھی کہ آنحضرتؐ کی جب دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ بھی انتقال کر گئیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری کوئی اور لڑکی شادی کے قابل ہوتی تو میں اسکا نکاح عثمانؓ سے

کرتا، (زاد المعاد) **قدیم مسلمان** جو لوگ سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے انمیں حضرت عثمان رضی
کا پانچواں نمبر ہے (اصابہ جلد اول) **حضورؐ کی جانشینی کا مرتبہ** آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ میں دو دفعہ
آپکو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو
حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا، نماز جمعہ سے قبل اذان دینا آپنے قائم کیا تکبیر کو آہستہ آواز میں کہنا
آپ ہی کے زمانہ میں جاری ہوا، **مفت خدمات** ساری عمر کسی سے ایک پائی نہیں لی۔
یہانتک کہ عہد خلافت میں بھی بیت المال سے کوئی وظیفہ نہ لیتے تھے (اسد الغابہ) **غلاموں کی آزادی**
آپنے ہزاروں غلاموں کو آزاد کیا مدینہ کی کوئی گلی ایسی نہ تھی جہاں آپکا خرید کردہ غلام آزاد چلتا
پھرتا نظر نہ آئے، ہر جمعہ کے روز ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے، (اصابہ جلد اول) **مہمان نوازی**
بہت مہمان نواز تھے اور ہمیشہ مہمانوں کو اچھے اچھے کھانے کھلاتے تھے، مگر خود سرکہ اور روغن زیتون
سے روٹی کھاتے تھے، شام کا کھانا انکے نام تھا، (طبری ص۲۱۷) **عوام کی مصیبت سے پریشانی**
جب مدینہ منورہ میں قحط پڑا تو آپنے اپنے خرچ پر ایک عام لنگر جاری کرا دیا جہاں سے ہزاروں
لوگ مفت کھانا مہینوں تک بلا وقت حاصل کرتے رہے آپنے ہمیشہ موٹے جھوٹے لباس میں
زندگی بسر کی سفر میں ہوتے تو آپ اپنے غلام کو پیچھے بٹھا لیا کرتے تھے۔ **خوف خدا** کا یہ عالم تھا
کہ جب آپکا سکہ تین براعظموں پر چل رہا تھا اور روم و ایران کے بادشاہ آپکے غلام تھے تو ایک
رات آپ تہجد کے وقت اٹھے، غلام نے کوئی غلطی کی آپنے اسکے کان پکڑ لیے اُسنے کہا خدا سے
ڈریئے، آپ یہ لفظ سنتے ہی کانپ گئے اور قسم دیکر غلام سے فرمایا تو بھی میرے کان پکڑ اُسنے
انکار کیا تو فرمایا تو عدول حکمی کرتا ہے اُسنے کان پکڑ لیے آپنے فرمایا زور سے دبا اُسنے زور سے
دبایا آپنے فرمایا اور زور سے دبا اب اُسنے کہا میں بھی اس لئے ڈرتا ہوں جس سے آپ ڈرتے ہیں
(تاریخ خمیس) آپنے دنیا کے حکمرانوں کے حالات پڑھے ہونگے مگر یہ عدل و انصاف یہ خوف خدا
اور یہ کیفیت کہیں کبھی دیکھی سنی؟ **اپنے ہاتھ سے اپنا کام** راتوں کو اٹھتے تو اپنے ہاتھ سے پانی گرم
فرماتے ایکبار کسی نے عرض کیا حضرت آپکے ذاتی غلام سامنے ہیں انمیں سے کسی سے خدمت لیا کیجئے
فرمایا انکو آرام کا حق ہے میں خدا کی عبادت میں کسی کی مدد نہیں چاہتا ہوں (صحابہ تذکرہ عثمان غنیؓ)
محبت نبوی ادب نبوی اور محبت نبوی کی آپ مثال تھے ایکبار آپ نے اپنے آخری ایام میں فرمایا خدا
کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے جس دن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر
بیعت کی ہے اپنے داہنے ہاتھ کو جسم زیریں پر نہیں لگایا (اصابہ فی تذکرہ صحابہ عثمان غنیؓ) **فضائل**
آپکے فضائل بہت زیادہ ہیں ایکبار حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کوہ احد پر تشریف فرما
تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنے لگا، حضورؐ نے فرمایا مت ہل تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور

دو شہید ہیں (بخاری شریف) آپکو متعدد مرتبہ جنت کی بشارت عطا فرمائی گئی جیسا کہ اوپر گذر چکا
حضور ﷺ نے فرمایا آسمان کے نیچے عثمان بن عفان جیسا باحیا نہیں پیدا ہوا (دیلمی) ایک اور موقع
پر حضور نے فرمایا عثمانؓ حیا اور ایمان میں کامل ہیں (جامع صغیر) محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ
حیائے دو عالم کسی صحابی کا اسقدر لحاظ نہ فرماتے جسقدر حضرت عثمانؓ کا فرماتے، حضرت عائشہ صدیقہ
بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ صحابہ کے سامنے سادگی اور بے تکلفی سے تشریف رکھا کرتے تھے لیکن جب حضرت
عثمانؓ آتے تو کپڑے سمیٹ کر بیٹھ جاتے ایکبار کسی صاحب نے اسکا سبب دریافت فرمایا تو ارشاد ہوا کہ جس سے
فرشتے حیا کرتے ہیں اس سے میں کیوں نہ حیا کروں (مسند امام احمد حنبل) فرمایا میں علم کا شہر ہوں حضرت عثمانؓ
اسکی چھت ہیں (تمہید ابو شکور سالمی) فرمایا اے عثمانؓ خدا تجھ کو خلافت کی قبا پہنائے گا تو تو اسکو
ہرگز نہ اتارنا تو حق پر ہوگا اور حق سے لگیگا۔ (جامع صغیر) —— رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضؓ (آغاز خلافت ۳۵ھ / ۶۵۶ء تا ۴۰ھ / ۶۶۱ء)

حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد مہاجرین انصار اور باغی مخالفین حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے پاس گئے
اور ان سے بیعت خلافت لینے پر اصرار کیا، آپنے انکار کیا لیکن بعد کو مان گئے، طلحہؓ اور زبیرؓ نے بھی اس شرط سے بیعت کی
کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر حدود شرعی جاری کیجائے، قتل حضرت عثمانؓ سے تمام افراد بنو امیہ میں برہمی پیدا
ہوگئی تھی اور شام میں جہاں معاویہ بن ابی سفیانؓ گورنر تھے یہ لوگ حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص لیکر پہونچ
گئے اور اسطرح شام اس تحریک کا مرکز بنگیا۔ اسطرف حضرت علیؓ نے عہد حضرت عثمانؓ کے تمام عمال کو تبدیل
کر دینے کا ارادہ کرلیا، اور مغیرہ بن شعبہ سے مشورہ کیا، انہوں نے کہا کہ اگر یہ ضروری ہے تو کم از کم معاویہؓ
کو نہ ہٹاؤ، مگر علیؓ نے نہ مانا اور ابن عباسؓ کو شام کا گورنر متعین کیا معاویہؓ نے یہ معلوم کرکے فوجیں
جمع کرنا شروع کردیں، ادھر حضرت علیؓ بھی فوج لیکر شام کیطرف روانہ ہوئے، ۳۶ھ اسی دوران
میں اہل بصرہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور خون حضرت عثمانؓ کے مطالبہ میں انکو بھی اپنا ہمنوا بنالیا اور
ساتھ لیکر علیؓ کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوگئے اور خریبہ کے مقام پر (بصرہ کے قریب) دونوں فوجوں کا
مقابلہ ہوا اس لڑائی میں حضرت علیؓ کو کامیابی ہوئی اور حضرت عائشہؓ کے اونٹ کا ہودہ کاٹ کر گرادیا
گیا، اسی نسبت سے اسکو جنگ جمل کہتے ہیں، اسکے بعد علیؓ نے شام کا قصد کیا، اسوقت آپکے پاس
۹۵ ہزار فوج تھی صفین میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا (ذی الحجہ ۳۶ھ) اس جنگ میں دونوں طرف کے
بہت سے آدمی کام آئے اور جب معاویہؓ کا پلہ ہلکا ہوتا نظر آیا تو عمرو بن العاص کے مشورہ سے معاویہ نے نیزوں پر
کلام مجید اٹھا کر مطالبہ کیا کہ اس نزاع کے فیصلہ کیلئے قرآن پر عمل کیا جائے" یہ دیکھ کر جیش علیؓ نے
اپنے ہاتھ روک لیے، علیؓ نے کہا بھی یہ سب مکر و فریب ہے، لیکن وہ نہ مانے اور آخر کار یہ طے پایا

کہ ایک آدمی دونوں طرف سے منتخب کیا جائے اور ان دونوں کے ہاتھ میں فیصلہ دیدیا جائے بڑی بحث و گفتگو کے بعد دومۃ الجندل میں دونوں فریق کے نمائندوں کا اجتماع ہوا لیکن بالآخر فیصلہ معاویہؓ کے حق میں ہوا ۳۷ھ میں جنگ صفین کے سلسلہ میں جو ثالثی عمل میں آئی تھی اس میں حضرت علیؓ کے حامی ثالثی فیصلہ کی قبولیت کی وجہ سے مخالف ہو گئے خوارج کا خروج سب سے پہلا فتنہ تھا جس سے اسلام کی جامعیت کو سخت نقصان پہنچا اور حضرت علیؓ و معاویہؓ دونوں سے جنگ کرکے انہوں نے انارکی پیدا کی۔ خوارج کا اثر نہروان میں بہت بڑھ گیا اور یہاں انہوں نے سازش کی کہ علیؓ، معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ تینوں کو قتل کر دینا چاہیے اور اس کام کے لیے تین آدمی منتخب کئے گئے اور یہ طے کیا گیا کہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کی رات میں تینوں کو بیک وقت قتل کر دینا چاہیے انہیں سے ایک ابن ملجم بھی تھا جسنے حضرت علیؓ کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا۔ تینوں نے حملہ کیا اور حضرت علیؓ کے سر پر اپنی زہر بجھی ہوئی تلوار سے حملہ کیا مگر اسکے بعد ابن ملجم قتل کر دیا گیا لیکن حضرت علیؓ بھی جانبر نہ ہو سکے اور دو دن کے بعد انتقال کر گئے۔ آپ نے ۶۳ سال کی عمر پائی اور ۴ سال نو مہینے خلافت کی۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت شمال میں لشکر [illegible] ترکستان تک، مغرب میں تونس (شمالی افریقیا) اور [illegible] ایشیائی قسطنطنیہ تک پہنچ چکا تھا اور بلاد اسلامیہ کے حدود یہ تھے، مشرق میں نہر سندھ، مغرب میں مراکش، الجزائر، شمال میں [illegible] جنوب [illegible]

جامع تبصرہ آپ کے اور خلفائے ثلاثہ کے تعلقات نہایت اچھے تھے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں آپ قاضی تھے آپکے فتاوی پر عالم اسلام کو چلنے کا حکم تھا، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قاضی بھی تھے اور مشیر و وزیر بھی اسی طرح حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی (دہنا ہاتھ) رہے

فضل و کمال علوم و معرفت خصائل و شمائل میں یگانہ روزگار تھے، حضرت امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ جس قدر حدیثیں آپکے بارے میں وارد ہوئی ہیں اتنی کسی کے حق میں نہیں۔ نہایت منکسر المزاج حلیم الطبع، ذاتی معاملات میں نہایت صابر اور دین کے معاملہ میں سخت تر، نہایت عادل، بے حد مروت، نہایت مہمان نواز، سیر چشم اور دنیا سے بے رغبت، نہایت زہد و عفت مآب تھے۔ عمر بن سعد کا بیان ہے کہ بنی ہاشم میں آپ سے زیادہ کوئی عبادت گذار نہ تھا حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آپ ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے۔ زمانہ خلافت میں بازار میں جا کے بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاتے، کمزوروں کی مدد کرتے [illegible] اور [illegible] کو نصیحت کرتے تھے۔ عادلانہ فیصلہ کرتے تھے، باہمت اور بلند حوصلہ تھے آپکے ہر طرح سے علم بھرا ہوا تھا اور حکمت ٹپکتی تھی، دنیا کی دلفریبیوں سے نفرت اور رات کی تاریکیوں سے محبت فرماتے تھے۔ بہت غور و فکر کرنیوالے، بہت عبرت لینے والے تھے، موٹا کھانا اور موٹا لباس پسند فرماتے تھے، معمولی لوگوں میں معمولی لوگوں کی طرح رہتے تھے، ہر بات کا جواب دیتے تھے، دیندار لوگوں کی عزت فرماتے اور غریبوں کو نزدیک کرتے تھے، طاقتور آپکے سامنے ناحق کی امید اور کمزور حق سے ناامید نہ ہوتا تھا، واللہ کو بہت روتے تھے اکثر رات کو دیکھا ہے آپکو [illegible] کہتے سنا گیا اے دنیا تو کسی اور کو فریب دے میں تجھ کو تین طلاقیں دے چکا ہوں تیری عمر تھوڑی ہے راستہ طویل اور زادِ راہ کم ہے۔ کاش اگر مسلمان ان اقوال سے سبق لیں تو قوم کی بگڑی بھی بن سکتی ہے۔ ان اللہ علی کل شیئ قدیر

خلاصہ۔ [illegible]

حضرت امام حسن رضؓ (آغاز خلافت سنہ ۴۰ھ / ۶۶۱ء)

شہادت حضرت علیؓ کے بعد بنو ہاشم نے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کی (رمضان سنہ ۴۰ھ) جب معاویہؓ کو یہ خبر پہونچی تو کوفہ کیطرف لشکر کشی کی، حضرت امام حسنؓ نے بھی مقابلہ کیلئے اپنی فوج روانہ کی۔ جب مدائن میں فوج نے قیام کیا تو لشکر میں یہ خبر اڑادی کہ قیس بن سعد (سپہ سالار لشکر) قتل کردیئے گئے (حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف تھا) اس پر لشکر میں ہیجان پیدا ہوا اور جراح بن سنان اسدی نے حسنؓ پر خنجر سے حملہ کیا۔ یہ حالات دیکھ کر حضرت امام حسنؓ کو اپنے ساتھیوں سے نفرت ہوگئی اور معاویہؓ کو تحریر بھیجی کہ میں بعض شرائط پر خلافت سے دستبردار ہونے کے لیے تیار ہوں — بنو ہاشم کو معلوم ہوا تو انہوں نے اور خصوصیت کے ساتھ حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر نے بہت لعنت ملامت کی لیکن حضرت امام حسنؓ نے کہا کہ میں ایک کرسی کے لیے مسلمانوں کا خون بہانا پسند نہیں کرتا۔ اسی دوران میں معاویہؓ نے ایک سادہ کاغذ اپنی مہر کرکے حضرت امام حسنؓ کے پاس بھیجا کہ تم جو شرائط چاہو لکھدو مجھے منظور ہیں۔ حضرت امام حسنؓ نے اس کاغذ پر بہت سی شرطیں لکھ دیں جنمیں خاص خاص یہ تھیں (۱) کوفہ کے بیت المال میں جو رقم ۵۰ لاکھ کی جمع ہے وہ مجھے دیدیجائے (۲) فارس کے دارابجرد کا خراج مجھے ملتا رہے (۳) معاویہؓ کے بعد خلافت پھر مجھ کو دیجائے (۵) خون حضرت عثمانؓ کا مطالبہ ترک کردیا جائے (۴) جسوقت مجھے جس قدر ضرورت ہو بیت المال سے لے سکوں (۶) حضرت علیؓ کو برا بھلا نہ کہا جائے — جب معاویہؓ کے پاس حضرت امام حسنؓ کی یہ تحریر پہونچی تو وہ خوش ہوگئے لیکن چند ابتدائی شرطوں کے علاوہ کسی پر عمل نہیں کیا۔ اس طرح حضرت امام حسنؓ کی خلافت کل ۶ ماہ رہی اور اسکے بعد معاویہؓ کو منتقل ہوگئی (سنہ ۴۱ھ) — اسکے بعد حضرت امام حسنؓ اپنے گھر مدینہ چلے گئے اور کہا جاتا ہے کہ سنہ ۴۹ھ میں معاویہ کی سازش سے زہر دیکر شہید کردیئے گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ زہر دینے کا واقعہ غلط ہے بلکہ وہ طبعی موت سے مرے، انہوں نے ۴۷ سال عمر پائی۔

فضل و کمال: ان بہنوں کی مثال نہیں پیش کیجا سکتی ہے حضرتؐ کیسے صورۃً و سیرۃً مشابہ تھے یہی دلیل آپکی بزرگی اور فضل و کمال کے لیے کافی ہے۔ آنحضورؐ کے اور خلفائے اربعہ کے آپ تربیت یافتہ تھے کیونکہ حضورؐ بچپنے میں ہی آپ سے جدا ہوگئے تھے اسلیے صرف ۱۳ حدیثیں روایت کرنے کا موقع ملا انہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ الیسی صاحب عزیمت آپ سے روایت کرتی نظر آتی ہیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، خطابت، شاعری اور دوسرے علوم دینی و دنیاوی میں یگانہ روزگار تھے۔ معقول و فراست کے بادشاہ تھے۔ معاویہؓ ساری زندگی مہم مسائل میں آپ سے مشورہ لیتے رہے، عموماً بعض دینی مشکلات بھی آپ ہی حل کرتے تھے۔

عہد خلفائے راشدین (سنہ ۱۱ھ / ۶۳۲ء سے سنہ ۴۱ھ / ۶۶۱ء تک)

حضرت ابوبکرؓ	"	سنہ ۱۱ھ / ۶۳۲ء	۲ سال ۳ ماہ	۶۳ سال
حضرت عمرؓ	"	سنہ ۱۳ھ / ۶۳۴ء	۱۰ سال ۶ ماہ	۶۳ سال
حضرت عثمانؓ	"	سنہ ۲۳ھ / ۶۴۴ء	۱۲ سال	۸۲ سال
حضرت علیؓ	"	سنہ ۳۵ھ / ۶۵۶ء	۴ سال ۹ ماہ	۶۳ سال
حضرت امام حسنؓ	"	سنہ ۴۰ھ / ۶۶۱ء	۶ ماہ	۴۷ سال

(۳) حصہ (سوم)

بنو امیہ، ترکیہ اور اسپین

بنو امیہ امویوں کی حکومت عرب میں تقریباً ۹۰ سال تک قائم رہی اور ۱۴ چودہ فرماں روا اس خاندان میں ہوئے سب سے پہلے فرماں روا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آخری مروان ثانی، امیر معاویہ بڑے دور اندیش، مدبر شخص تھے اور اسی لیے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اقربا نوازی پالیسی ترک نہیں کیا اور اہم خدمات زیادہ تر غیر اموی افسران کے سپرد کیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کو دار الحکومت قرار دیا اور حکومت کے پہلے ہی سال خوارج نے سر اٹھایا اور کئی سال کی کوششوں کے بعد یہ فتنہ فرو ہو سکا، عراق والے زیادہ تر شیعہ تھے انہوں نے بھی اول اول اطاعت سے انکار کیا لیکن بعد کو انہوں نے بھی بیعت کر لی، جب امیر معاویہ اندرونی انتظام سے فارغ ہوگئے تو انہوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اگرچہ ناکام رہا لیکن بحر روم کے کئی جزیروں پر قبضہ ہو گیا، شمالی افریقہ پر لشکر کشی کی اور اموی فوجیں بحر اوقیانوس تک پہونچ گئیں، بربر نے اسلام قبول کیا، اس کے بعد سندھ میں جزیرہ، روڈس بھی فتح ہو گیا اور سندھ بھی قبضہ میں آگیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا بیٹا یزید تخت نشین ہوا جو قتل حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا کی وجہ سے بہت بدنام ہوا، واقعہ کربلا کے بعد ابن زبیر کی سیادت میں جب اہل حجاز نے یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید نے مدینہ پر حملہ کیا، اور کعبہ پر سنگ باری کی، اس کے زمانہ میں بخارا اور مغرب اقصیٰ کی مہم تکمیل کو پہونچی۔ یزید کی وفات کے بعد معاویہ ثانی تخت نشین ہوا لیکن چند ماہ بعد تخت سے دستبردار ہو گیا اور مروان بن الحکم تخت نشین ہوا، لیکن اہل حجاز نے ابن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کی، معاویہ بن یزید کے بعد عبد الملک بن مروان تخت نشین ہوا، یہ بڑا سخت گیر اور سیاسی سوجھ بوجھ کا فرمانروا تھا اور اس کے عہد میں حکومت بنی امیہ کافی مضبوط ہو گئی، حجاج اسی کے عہد کا جنرل تھا جس نے ابن زبیر کو قتل کر کے حجاز پر بھی قبضہ کر لیا، اندرونی فتنہ و فساد کے استیصال کے بعد افریقہ کے بربری فتنوں کو دور کیا اور تیونس میں ایک بہت بڑا کارخانہ جنگی کشتیاں تیار کرنے کا قائم کیا اور تمام دفتروں میں عربی زبان سرکاری کر دی، عبد الملک کے بعد اس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا، اس کے زمانہ میں متعدد مقامات فتح ہوئے اور سلطنت بہت وسیع ہو گئی بخارا، سمرقند، بلاد روم، بلاد اندلس، جزیرہ سارڈینیا، جزیرہ اسی کے عہد میں فتح ہوئے اور اموی

فوجیں بلاد ہند و چین تک پہونچیں۔ اس نے متعدد شفاخانے تعمیر کرائے، سڑکیں بنوائیں، خیرات خانے قائم کیے، دمشق کی مشہور مسجد جامع اموی اسی کے زمانہ میں تعمیر ہوئی، ولید کے بعد سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا، اس نے تقریباً تین سال حکومت کی، قسطنطنیہ کی مہم اس کے عہد کا خاص واقعہ ہے، سلیمان کے بعد عمر بن العزیز کا عہد شروع ہوا، یہ بڑے دیندار و مرتاض شخص تھے اور خاندان بنی امیہ میں سب سے زیادہ منصف و عادل خلیفہ خیال کیے جاتے تھے، انھوں نے قسطنطنیہ کی طرف سے فوجیں واپس بلالیں، حضرت علیؓ کا علانیہ برا کہنے کی رسم بند کی، عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا، اس کے زمانہ میں عباسی دعوت کا آغاز ہوا، اور والی خراسان یزید بن المہلب جو باغی ہو گیا تھا قتل کیا گیا، فرانس کے شہر طولون کا محاصرہ بھی اسی کے عہد میں کیا گیا، عبدالملک کے بعد ہشام بن عبدالملک تخت نشین ہوا، اس نے ۲۰ سال حکومت کی، اس کے عہد میں فرغانہ و خوقند فتح ہوئے، بلاد روم کے متعدد قلعے قبضہ میں آئے خراسان میں دعوت عباسیہ نے زیادہ قوت پکڑی اور زیدیہ جماعت وجود میں آگئی۔ ہشام کے بعد ولید ثانی، یزید ثالث اور ابراہیم کی حکومتیں دو سال کے اندر ختم ہو گئیں اور آخری خلیفہ مروان ثانی کو بھی صرف پانچ سال حکومت کرنے کا موقع ملا، یہ زمانہ بنی امیہ کے انحطاط کا تھا اور عباسی خاندان کے طرفدار زیادہ پیدا ہو گئے تھے، بنو امیہ کی حکومت ایک طرف بحر اٹلانٹک سے سندھ تک اور دوسری طرف بحر اخضر و کاسپین سے دریائے نیل تک وسیع تھی جو بعد کو بنو عباس کے ہاتھ آگئی۔ یہاں مختصر مختصر حالات لکھے گئے ہیں تفصیلات میری تاریخ اسلام جلد اول طبع اول میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں ذیل میں خلفائے بنو امیہ کی ترتیب دیکھیے۔

۱۴ خلفاء بنو امیہ — مدت خلافت ۹۱ سال

سنہ ۴۱ ہجری مطابق سنہ ۶۶۱ء سے سنہ ۱۳۲ ہجری مطابق سنہ ۷۵۰ء تک

(۱) معاویہ اول	سنہ ۴۱ھ	سنہ ۶۶۱ء
(۲) یزید	سنہ ۶۰ھ م	سنہ ۶۸۰ء
(۳) معاویہ ثانی	سنہ ۶۴ھ م	سنہ ۶۸۳ء
(۴) مروان اول	سنہ ۶۴ھ م	سنہ ۶۸۴ء
(۵) عبدالملک	سنہ ۶۵ھ م	سنہ ۶۸۵ء
(۶) ولید اول	سنہ ۸۶ھ م	سنہ ۷۰۵ء
(۷) سلیمان	سنہ ۹۶ھ م	سنہ ۷۱۵ء
(۸) عمر بن عبدالعزیز	سنہ ۹۹ھ م	سنہ ۷۱۷ء
(۹) یزید ثانی	سنہ ۱۰۱ھ م	سنہ ۷۲۰ء
(۱۰) ہشام	سنہ ۱۰۵ھ م	سنہ ۷۲۴ء

(۱۱) ولید ثانی ۱۲۵ھ / ۷۴۳ء — (۱۳) ابراہیم ۱۲۶ھ / ۷۴۴ء

(۱۲) یزید ثالث ۱۲۶ھ / ۷۴۴ء — (۱۴) مروان ثانی ۱۲۷ھ / ۷۴۴ء سے ۱۳۲ھ / ۷۵۰ء تک

ان کے بعد بغداد میں بنو عباس کی خلافت شروع ہوئی، لیکن قرطبہ میں بنو امیہ کا خاندان حکمراں رہا۔

بنو عباس

عباسیہ خلفائے بغداد کا نہایت مشہور حکمراں خاندان تھا، نسباً یہ رسول اللہ کے چچا عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم سے تعلق رکھتے تھے چوں کہ بنو عباس اور بنو امیہ دونوں خاندانوں میں عرصہ سے مخالفت چلی آرہی تھی اس لیے خلافت بنو امیہ کے زمانہ میں خاندان کے اکثر افراد مختلف مقامات میں منتشر ہوگئے، لیکن چونکہ یہ رسول اللہ کے چچا کی اولاد ہونے کی وجہ سے زیادہ مستحق خلافت سمجھے جاتے تھے اس لیے یہ جہاں پہونچتے تھے لوگوں کی ہمدردی حاصل کر لیتے تھے خصوصیت کے ساتھ خراسان میں ان کے طرفدار زیادہ پیدا ہوگئے اور بنو امیہ کے ہاتھ سے منصب خلافت چھیننے کی کوشش انھوں نے شروع کردی چونکہ علائین (خاندان علی کے افراد) بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے تھے، اس لیے آہستہ آہستہ ان کے طرفدار بڑھنے لگے اور انھوں نے اپنے مبلغ ملک کے مختلف حصوں میں بھیج کر بنو امیہ کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں بیزاری پیدا کرنا شروع کی۔

محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس (عباس کے پرپوتے) نے اس پروپگنڈا میں بڑا نمایاں حصہ لیا، ان کی وفات کے بعد ۱۲۴ھ اور ۱۲۶ھ کے درمیان ان کے بیٹے ابراہیم نے اس مہم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آخر کار رمضان ۱۲۹ھ (جون ۷۴۷ء) میں خراسان کے اندر بنو امیہ کی فوجوں سے ان کا مقابلہ ہوگیا، گو اس جنگ میں مروان ثانی نے ابراہیم کو گرفتار کرلیا، لیکن کامیابی بنو عباس ہی کو ہوئی اس کے بعد جب ابراہیم کے دو بھائی ابوالعباس اور ابو جعفر نے ۱۳۲ھ میں افواج بنی امیہ کو شکست دیکر کوفہ پر قبضہ کرلیا تو ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کردیا اور مروان ثانی (خاندان بنی امیہ کا آخری خلیفہ) کو قتل کرادیا۔ اس کے بعد ابوالعباس نے خاندان بنو امیہ کے جتنے افراد جہاں جہاں ملے ان کو قتل کرادیا اور اسی رعایت سے اس نے سفاح (خون آشام) کا لقب اختیار کیا، خاندان بنی امیہ کا ایک فرد عبدالرحمان بن معاویہ، البتہ اس کے ہاتھ نہیں آیا اور اس نے ہسپانیہ پہونچ کر وہاں قرطبہ میں پھر خلافت کی بنیاد ڈالی، سفاح کے بعد اس کا بھائی ابو جعفر المنصور تخت نشین ہوا اور اس نے بغداد کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اس کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی ہارون الرشید (پانچویں خلیفہ) کے عہد تک اس

خاندان نے بڑی ترقی کی اور قیام امن و سکون کے ساتھ علوم و فنون کی اشاعت میں بھی بڑا حصہ لیا لیکن اس کے بعد حکومت میں انتشار شروع ہوا اور ۱۷۲ھ (۷۸۸ء) میں ادریس بن عبداللہ نے جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے تھے مراکش میں اپنی حکومت علیحدہ قائم کر لی۔ اس کے بعد قیروان میں بغاوت شروع ہوئی جسے ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) میں ابراہیم بن اغلب نے فرو کیا اور ہارون الرشید کو مصلحتاً ابراہیم ہی کو وہاں کا مستقل موروثی جاگیردار بنانا پڑا۔ اس کے بائیس سال بعد ۲۰۵ھ (۸۲۰ء) گورنر طاہر ذوالیمینین نے صوبہ خراسان میں اپنی حکومت قائم کر لی اور پھر ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں احمد بن طولون گورنر مصر نے خلیفہ سے سرتابی شروع کی۔ سرزمین شام تک اپنے اثرات وسیع کر لیے۔ ہر چند طولونی خاندان صرف ۳۸ سال قائم رہا لیکن اس کے بعد بھی مصر پر بنی عباس کا تسلط پوری طرح نہ ہو سکا اور ایک صدی کے اندر اندر بالکل ختم ہو گیا۔ اس کے بعد خلافت بنی عباس کو خلیفہ معتصم (۲۱۸ھ - ۲۲۷ھ) (۸۳۳ء - ۸۴۲ء) کی اس غلطی نے زیادہ متزلزل کر دیا کہ اس نے ایک پوری فوج ترکوں کی بھرتی کر لی اور انھوں نے رفتہ رفتہ اتنا اقتدار پیدا کر لیا کہ سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے اور عزل و نصب اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ المقتدر مجبور کیا گیا کہ وہ ترک کپتان مونس (خواجہ سرا) کو امیر الامراء کا لقب دے کر سول انتظامات بھی اسی کے سپرد کر دے۔ اس کے بعد فاطمیین نے خلیفہ کی روحانی سیادت کو بھی ضعیف کر دیا۔ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) میں بویہ خاندان حاوی ہو گیا اور اس کے ایک صدی کے بعد ۱۰۵۵ء (۴۴۷ھ) میں سلجوقی خاندان چھا گیا۔ ان ترکی خاندانوں کے اثرات کم ہوئے تو عباسیہ خاندان نے اطمینان کا سانس لیا لیکن پھر بھی وہ صرف بغداد اور جوار بغداد کے شہنشاہ رہ گئے تھے۔ اس کے بعد جب ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) میں مغلوں نے ہلاکو کی سرکردگی میں بغداد پر حملہ کیا اور آخری خلیفہ المستعصم کو قتل کر دیا، تو بعض افراد خاندان عباسیہ کے جان بچا کر بھاگ نکلے۔ انھیں میں سے ایک مصر پہونچا اور وہاں کے مملوک سلطان بیبرس نے المستنصر کے نام سے اسے قاہرہ کا خلیفہ بنا دیا۔ اس طرح عباسیہ خاندان کی خلافت بغداد سے مصر میں منتقل ہو گئی اور تقریباً ۳۰۰ سال تک قائم رہی۔ لیکن یہ خلافت محض نام کی یا روحانی تھی۔ دربار خلافت کا کام صرف یہ تھا کہ وہ مصر کے مملوک سلاطین کی حکومت کو سند عطا کرتے رہیں۔ جب ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں ترک سلطان سلیم اول نے مملوک حکومت کو مصر میں ختم کر دیا تو آخری عباسی خلیفہ المتوکل کو قسطنطنیہ لے گیا اور اس کو مجبور کیا کہ منصب خلافت اور تمام [illegible] سلیم اول کے سپرد کر دے۔ یہ [illegible] کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد سلیم نے المتوکل کو قاہرہ واپس جانے کی اجازت دے دی [illegible] ۹۴۵ھ (۱۵۳۸ء) میں اس کا انتقال ہوا اور اس طرح عباسی خاندان بغداد و مصر [illegible] ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

عہد بنی عباس کے اہم واقعات

عہد مروان میں ابو مسلم خراسانی نے مرو میں داخل ہو کر سفاح کی بیعت لوگوں سے لی، سفاح نے ۱۳۲ھ میں بمقام کوفہ اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ مروان سے لڑائی ہوئی اور اسے قتل کیا گیا۔ بنو امیہ کا استیصال شروع ہوا۔ عبدالرحمان ابن معاویہ بھاگ کر اندلس چلا گیا اور وہاں اس نے ۱۳۸ھ میں اپنی حکومت قائم کی۔ سفاح کے مرنے پر ۱۳۶ھ میں اس کا بھائی منصور عباسی خلیفہ ہوا۔ اس نے ابو مسلم کو قتل کیا۔ بغداد کی بنا ڈالی اور یونانی و فارسی کتابوں کا ترجمہ شروع ہوا۔ الروم پر حملہ کیا اور قسطنطنیہ تک پہنچ گیا (قسطنطنیہ پر چوتھا حملہ تھا ابتدائے اسلام سے اس وقت تک)۔ ۱۶۹ھ میں اس کی وفات پر اس کا بھائی موسیٰ ہادی خلیفہ ہوا اس کے بعد ۱۷۰ھ میں ہارون رشید خلیفہ ہوا جو عباسی عہد کا گل سرسبد تھا اس نے بغداد کو علوم و فنون کا مرکز بنا دیا۔ اسی عہد میں افریقہ میں اغلبی خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ روم سے متعلق لڑائیاں ہوئیں۔ ۱۹۳ھ میں امین خلیفہ ہوا لیکن اس کے بھائی مامون نے جنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا اور ۱۹۸ھ میں خلیفہ ہو گیا اس کے عہد میں علوم و فنون کی بڑی ترقی ہوئی اور بغداد تمدن اسلامی کا مرکز بن گیا۔ اس نے چاہا کہ خلافت کو علویین کی طرف منتقل کر دے لیکن بعد کو اس ارادے سے باز آ گیا۔ اس نے خلق قرآن کا مسئلہ اٹھایا۔ بہرحال حکومت کرنے کے بعد ۲۱۸ھ معتصم کا زمانہ آیا اس نے تاتاری اور ترکمانوں کو لا کر رکھا۔ سامرا بسایا اور عموریہ فتح کیا۔ ۲۲۷ھ میں مر گیا اور واثق کا عہد آیا۔ ۲۳۲ھ میں متوکل خلیفہ ہوا۔ اس نے ممالک اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ آرمینیا فتح کیا ۱۴ سال کے بعد اس کے بیٹے المنتصر نے اسے قتل کر دیا (۲۴۷ھ) اور اس کی جگہ خلیفہ ہوا لیکن ۶ ماہ بعد مر گیا۔ اس کے بعد المستعین کی خلافت ہوئی۔ اسی کے عہد میں طبرستان میں علوی خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ ۲۵۲ھ میں معزول ہو گیا۔ معتز خلیفہ ہوا۔ اس کے زمانہ میں خلافت عباسی زیادہ کمزور ہو گئی۔ ایران میں صفاری حکومت، مصر میں طولونی حکومت قائم ہوئی۔ ۲۵۵ھ میں قتل کر دیا گیا۔ مہتدی خلیفہ ہوا اس کے زمانہ میں بصرہ کے اندر زنگی شورش ہوا، ۱۱ ماہ کے بعد قتل کر دیا گیا۔ المعتمد خلیفہ ہوا، زنگیوں سے جنگ کی۔ اسی کے عہد میں سامانی حکومت قائم ہوئی، قرامطہ کا ظہور ہوا، ۲۳ سال کی حکومت کے بعد ۲۷۹ھ میں انتقال کیا۔ معتضد خلیفہ ہوا جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے سفاح ثانی کہلاتا ہے اس نے بغداد کو

کو سختی سے فرو کیا اور ابن طولون سے بہت سے مقامات واپس لے لیے۔ ۲۸۹ھ میں انتقال کیا۔ المکتفی
خلیفہ ہوا، اس نے قرامطہ کو زیر کیا اور مصر طولونی خاندان سے واپس لے لیا۔ اس کے زمانہ میں موصل کے
اندر بنو حمدان کی حکومت قائم ہوئی۔ ۲۹۵ھ میں انتقال کیا۔ المقتدر خلیفہ ہوا لیکن خلافت سے معزول
کر دیا گیا اور عبداللہ بن المعتز خلیفہ ہوا لیکن اس کے قتل کے بعد پھر المقتدر خلیفہ ہوا۔ اسی کے عہد میں
دولت فاطمیہ قائم ہوئی۔ اغلبیہ و ادریسیہ حکومتیں ختم ہوئیں، قرامطہ نے حجر اسود ہٹا دیا اور حاجیوں
کو قتل کیا۔ ۳۲۰ھ میں قتل ہوا، اور قاہر خلیفہ ہوا، اس کے عہد میں آل بویہ خاندان کی حکومت قائم
ہوئی۔ ۳۲۲ھ میں معزول ہوا اور راضی خلیفہ ہوا، اس کے عہد میں مصر کے اندر حکومت اخشیدی
قائم ہوئی اور شان خلافت بہت گھٹ گئی، مملکت گورنروں میں تقسیم ہو گئی اور اس کی حیثیت امیر الامراء
کی رہ گئی۔ اس کے مرنے پر (۳۲۹ھ) المتقی خلیفہ ہوا، اس کے بعد ۳۳۳ھ میں المستکفی خلیفہ ہوا اس
کے عہد میں سیف الدولہ نے حلب، حمص پر قبضہ کر لیا اور بغداد میں آل بویہ خاندان کے قدم جم گئے اور معز الدولہ
بویہ نے اسے معزول کر دیا۔ اس کے بعد مطیع خلیفہ ہوا اور چند ماہ کی خلافت کے بعد خود ہٹ گیا اور ۳۶۳ھ
میں طائع خلیفہ ہوا اور معز الدولہ بویہ کو ملک کا خطاب دیا (اسلام میں ملک کا یہ پہلا خطاب تھا) اسی
کے عہد میں ہندستان میں آل سبکتگین کا ظہور ہوا، حلب میں دولت بنی مرداس قائم ہوئی۔ ۳۸۱ھ
میں طائع معزول ہوا اور القادر خلیفہ ہوا، اس نے کچھ اقتدار پیدا کیا، اسی کے عہد میں دولت
بنی حماد قائم ہوئی اور بنو حمدان کی حکومت ختم ہوئی۔ بنو المسیب، بنو مزید اور مرداس نے ظہور کیا
سامانی حکومت اور اندلس کی اموی حکومت ختم ہوئی جس نے ۲۸۴ سال حکومت کی۔ جب ۴۲۲ھ میں اس
کا انتقال ہوا تو القائم خلیفہ ہوا، اس کے زمانہ میں سلجوقی حکومت قائم ہوئی، آل بویہ کی ختم ہوئی۔ ۴۶۷ھ
میں اس کے مرنے پر المقتدی خلیفہ ہوا، اس نے اپنے عہد میں ملک شاہ سے بلاد شام واپس لیے، سمرقند
حجاز اور یمن کو زیر کیا۔ ۴۸۷ھ میں اس کی موت پر المستظہر خلیفہ ہوا، اس کے عہد میں خوارزم شاہی
حکومت قائم ہوئی اور صلیبی جنگیں شروع ہوئیں، اندلس اور مغرب میں دعوت عباسی قائم ہوئی۔
۲۵ سال خلافت کی ۵۱۲ھ میں اس کی موت کے بعد المسترشد خلیفہ ہوا، اس نے حقوق خلافت واپس
لینے کے لیے عماد الدین زنگی (بانی زنگی حکومت) اور سلطان مسعود سے جنگ کی، مسعود نے اسے مقید
کر کے ۵۲۹ھ میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد راشد خلیفہ ہوا، مسعود نے ۵۳۰ھ میں اسے بھی
معزول کر دیا۔ اس کے بعد المقتفی خلیفہ ہوا، اس کے زمانہ میں نور الدین زنگی نے ظہور کیا اور بلاد

شام پر قابض ہو گیا اور غوری حکومت افغانستان و ہند میں قائم ہوئی ۵۵۵ھ میں اس کے مرنے پر المستنجد خلیفہ ہوا۔ اس کے عہد میں دولت فاطمی کمزور ہوئی اور دولت ایوبی قائم ہوئی۔ ۵۶۶ھ میں اس کے بعد المستضی خلیفہ ہوا اس کے عہد میں فاطمی حکومت ختم ہوئی اور ایوبی حکومت کا عروج صلاح الدین کے زمانہ سے شروع ہوا۔ اس کے بعد ۵۷۵ھ میں الناصر خلیفہ ہوا اور اس کا عہد حکومت سب سے زیادہ طویل ثابت ہوا۔ اسی کے زمانہ میں صلیبی اور تاتاری جنگیں ہوئیں، دولت سلجوقی ختم ہوئی، چنگیز خاں نے بلاد اسلامیہ پر حملے شروع کیے اس کا انتقال ۶۲۲ھ میں ہوا اور ۴۶ سال گیارہ مہینے خلافت کی۔ اس کے بعد الظاہر خلیفہ ہوا لیکن چند ماہ بعد ۶۲۳ھ میں مرگیا اس کے بعد المستنصر خلیفہ ہوا۔ اس کے عہد میں تاتاریوں نے اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا اور دولت ایوبی ختم ہوگئی۔ اس کا ۶۴۱ھ میں انتقال ہو گیا اور المستعصم آخری خلیفہ کا عہد شروع ہوا اسی کے زمانہ میں تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کر کے دولت عباسی کو ختم کر دیا (۶۵۶ھ) تعداد خلفاء ۳۷، حکومت ۵۲۴ سال آبادی ۱۰ کروڑ۔ عباسی خلافت مصر میں منتقل ہوئی اور یہاں ۲۵۵ سال تک قائم رہی اس کے بعد خلافت ترکی حکومت (عثمانی) میں منتقل ہوگئی جن کا بیان آگے آتا ہے ان واقعات میں، ہمارے لیے بڑے سبق پوشیدہ ہیں جب تک مسلمان تبلیغ دین میں مصروف رہے اور مبلغ اسلام کے فرائض ادا کرتے رہے غیب سے ان کی مدد ہوتی رہی اور وہ روزافزوں ترقی کرتے چلے گئے لیکن جب ان کی تلوار محض دنیا طلبی کے لیے اٹھنے لگی تو خدا پاک نے اپنی حکومت ان سے چھین کر دوسرے مسلم خاندانوں کو حوالہ کر دی پھر جب انھوں نے بھی تبلیغ دین کو چھوڑ دیا تو دوسری اقوام کو غالب کر دیا اور ان کو محکوم و غلام بنا دیا جیسا کہ آج ہو رہا ہے بہرحال اس جہان میں جب بھی بہار آئی محض اسلامی تبلیغ اور خدمت سے اور جب پھر کبھی بھی بہار آئے گی تو صرف اسی ذریعہ اور اسی راستے سے ذیل میں خلفائے عباسیہ کا ایک نقشہ ملاحظہ ہو

۳۷ خلفاء - بنو عباس (۱۳۲ھ / ۷۵۰ء - ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء)

مدت خلافت ۵۲۵ سال

(۱) سفاح	۱۳۲ھ / ۷۵۰ء	(۳) مہدی	۱۵۸ھ / ۷۷۵ء
(۲) منصور	۱۳۶ھ / ۷۵۴ء	(۴) ہادی	۱۶۹ھ / ۷۸۵ء

(۵) رشید	۱۷۰ھ	۷۸۶ء	(۲۱) متقی	۳۲۹ھ	۹۴۰ء
(۶) امین	۱۹۳ھ	۸۰۹ء	(۲۲) مستکفی	۳۳۳ھ	۹۴۴ء
(۷) مامون	۱۹۸ھ	۸۱۳ء	(۲۳) مطیع	۳۳۴ھ	۹۴۶ء
(۸) معتصم	۲۱۸ھ	۸۳۳ء	(۲۴) طائع	۳۶۳ھ	۹۷۴ء
(۹) واثق	۲۲۷ھ	۸۴۲ء	(۲۵) قادر	۳۸۱ھ	۹۹۱ء
(۱۰) متوکل	۲۳۲ھ	۸۴۷ء	(۲۶) قائم	۴۲۲ھ	۱۰۳۱ء
(۱۱) منتصر	۲۴۷ھ	۸۶۱ء	(۲۷) مقتدی	۴۶۷ھ	۱۰۷۵ء
(۱۲) مستعین	۲۴۸ھ	۸۶۲ء	(۲۸) مستظہر	۴۸۷ھ	۱۰۹۴ء
(۱۳) معتز	۲۵۱ھ	۸۶۶ء	(۲۹) مسترشد	۵۱۲ھ	۱۱۱۸ء
(۱۴) مہتدی	۲۵۵ھ	۸۶۹ء	(۳۰) راشد	۵۲۹ھ	۱۱۳۵ء
(۱۵) معتمد	۲۵۶ھ	۸۷۰ء	(۳۱) مقتفی	۵۳۰ھ	۱۱۳۶ء
(۱۶) معتضد	۲۷۹ھ	۸۹۲ء	(۳۲) مستنجد	۵۵۵ھ	۱۱۶۰ء
(۱۷) مکتفی	۲۸۹ھ	۹۰۲ء	(۳۳) مستضی	۵۶۶ھ	۱۱۷۰ء
(۱۸) مقتدر	۲۹۵ھ	۹۰۸ء	(۳۴) ناصر	۵۷۵ھ	۱۱۸۰ء
(۱۹) قاہر	۳۲۰ھ	۹۳۲ء	(۳۵) ظاہر	۶۲۲ھ	۱۲۲۵ء
(۲۰) راضی	۳۲۲ھ	۹۳۴ء	(۳۶) مستنصر	۶۲۳ھ	۱۲۲۶ء

(۳۷) مستعصم ۶۴۰ھ (۱۲۴۲ء) سے ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) تک

پھر خلافت بنی عباس شکستہ ہو کر متعدد ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ ادریسی، اغلبی، طولونی، طاہری، صفاری، بویہ، سامانی، غزنوی، سلجوقیوں [?] ... مصر میں ... عباسیہ کا ایک نقشہ [?] حکومت [illegible]

مصر کے خلفاء بنی عباس

المستنصر باللہ ابو القاسم احمد ۶۵۹ھ (۱۲۶۱ء) الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد ۶۶۰ھ (۱۲۶۱ء) المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان ۷۰۱ھ (۱۳۰۲ء)

(۱) [illegible]

الواثق باللہ ابو اسحاق ابراہیم سنہ ٧٤١ھ (١٣٤٠ء) ۔ الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد سنہ ٧٤٢ھ (١٣٤١ء) ۔ المعتضد باللہ ابو الفتح ابو بکر سنہ ٧٥٣ھ (١٣٥٢ء) المتوکل علی اللہ ابو عبد اللہ محمد سنہ ٧٦٣ھ (١٣٦٢ء) ۔ المعتصم (المستعصم) باللہ ابو یحییٰ زکریا سنہ ٧٧٩ھ (١٣٧٧ء) ۔ المتوکل علی اللہ (دوبارہ تخت نشین ہوا) ٧٧٩ھ (١٣٧٧ء) الواثق باللہ عمر سنہ ٧٨٥ھ (١٣٨٣ء) ۔ المعتصم باللہ (دوبارہ تخت نشین ہوا) سنہ ٧٨٨ھ (١٣٨٦ء) ۔ المتوکل علی اللہ ابو عبد اللہ محمد سنہ ٧٩١ھ (١٣٨٩ء) ۔ المستعین باللہ ابو الفضل العباس سنہ ٨٠٨ھ (١٤٠٦ء) ۔ المعتضد باللہ ابو الفتح داؤد سنہ ٨١٦ھ (١٤١٤ء) ۔ المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان سنہ ٨٤٥ھ (١٤٤١ء) القائم بامر اللہ ابو البقا حمزہ سنہ ٨٥٥ھ (١٤٥١ء) ۔ المستنجد باللہ ابو المحاسن یوسف سنہ ٨٥٩ھ (١٤٥٥ء) ۔ المتوکل علی اللہ ابو العز عبد العزیز سنہ ٨٨٤ھ (١٤٧٩ء) ۔ المستمسک باللہ ابو الصبر یعقوب سنہ ٩٠٣ھ (١٤٩٧ء) ۔ المتوکل علی اللہ محمد سنہ ٩١٤ھ (١٥٠٨ء) المستمسک باللہ (دوبارہ تخت نشین ہوا) سنہ ٩٢٢ھ (١٥١٦ء) پھر خلافت ترکوں میں چلی گئی۔

ترکی حکومت (حکومت آل عثمان)

آغاز حکومت ٦٩٩ھ (١٢٩٩ء) ، افراد ۔ ٣٧

عثمانی ترک قبیلہ غز کی ایک چھوٹی سی شاخ تھی جس کے افراد کو تیرھویں صدی کے آغاز میں مغلوں نے خراسان سے نکال دیا تھا اور انھوں نے ارض روم میں پناہ لی تھی یہ زمانہ وہاں سلجوقی حکومت کا تھا۔ چنگیز خاں کے حملوں سے ... ایک جنگ میں سلجوقیوں کی مدد کی تھی اس لیے ان کو اجازت مل گئی تھی کہ صوبہ ... (جس کا نام بعد کو سلطان اونی ہو گیا) کی چراگاہوں میں اپنے مویشی چرا لیا کریں اور مقام (سغود) کو اپنا ... بنا لیں، اسی جگہ اسی قبیلہ میں ایک شخص عثمان پیدا ہوا (٦٥٦ھ ١٢٥٨ء) جو سلطنت ترکی کا بانی تھا اس کے باپ کا نام ارطغرل تھا اور دادا کا سلیمان شاہ اس نے ہوش سنبھالتے ہی ہاتھ پاؤں نکالے، اور سلجوقی سلطنت کی طرف بڑھنے لگے اور اس کے بیٹے اور

عثمان نے بروسہ اور نکایا پر قبضہ کرلیا، کیرامی حکومت کو ختم کیا اور ینی چری (نئی ترکی فوج) کی تنظیم شروع
کی۔ ۷۵۹ھ میں ترکوں نے گیلی پولی کو قلعہ بند کرکے بازنطینی حکومت کو زیر کرنے کے لیے بڑھنا
شروع کیا۔ چند سال میں اڈریانوپل (ادرنہ) اور فلپوپلس کو فتح کیا اور مراد اول (۱۳۶۲ء)
کو ۱۳۶۵ء ... نکوپلس (۱۳۹۶ء) کی فتوحات کے بعد ترک سوا قسطنطنیہ کے تمام
جزیرہ نمائے بلقان پر چھا گئے۔ اسی زمانہ میں تیمور نے ارض روم پر حملہ کردیا اور ۸۰۴ھ/۱۴۰۲ء میں
بمقام انگورہ تیمور اور ترکوں کی بڑی سخت لڑائی ہوئی جس میں ترکی کے سلطان بایزید اول کو
شکست ہوئی اور سلطنت متزلزل ہوگئی، محمد اول کے زمانہ میں حالت کچھ سنبھلی اور مراد ثانی نے ایک
طرف ہنگری کی فوج کو پسپا کرکے اور دوسری طرف قسطنطنیہ میں عیسائی مجاہدین صلیب کو شکست دیکر
(۱۴۴۴ء) کھویا ہوا اقتدار پھر حاصل کرلیا۔ اس کے بعد ۱۴۵۳ء میں محمد ثانی نے قسطنطنیہ فتح کرکے
بازنطینی حکومت کو بالکل ختم کردیا اس کے بعد کریمیا پر بھی قبضہ ہوگیا (۱۴۷۵ء) جزائر ایجین بھی
ہاتھ آگئے اور اوٹرانٹو (اٹلی) کے قلعہ پر ترکی پرچم لہرانے لگا۔ سلیم اول نے اپنے آٹھ سال کے عہد
حکومت میں شاہ فارس کو شکست دیکر کردستان اور دیار بکر کو بھی ترکی کی حکومت میں شامل کرلیا۔
شام، مصر اور عرب پر بھی قبضہ ہوگیا (۱۵۱۷ء) اور ترکی حجاز پر پہنچا۔ سلیم کے بعد سلیمان اعظم کا زمانہ
اور اس کے فتوحات نے سلیم کے زمانہ کو بھی بھلا دیا۔ ۱۵۲۲ء میں اس نے رھوڈس فتح کرلیا۔
۱۵۲۱ء میں شمال کی طرف بلغراد پر قبضہ ہوگیا اور ۱۵۲۶ء میں ہنگری کو شکست دیکر وہاں کے
بادشاہ لوئی ثانی اور اس کے دو ہزار سپاہیوں کو تہ تیغ کردیا اور ڈیڑھ صدی تک ہنگری، ترکی کا
باجگزار رہا۔ سلیمان نے ۱۵۲۹ء میں ویانا پر بھی حملہ کیا اور آرک ڈیوک فرڈیننڈ کو اپنا باجگزار
بنالیا۔ سلیمان اعظم کی شہرت کا انحصار محض اس کی مسلسل کامیابیوں پر نہ تھا بلکہ اس پر بھی کہ اس نے
اپنے اقتدار کو اس عہد میں بڑھایا جو چارلس اول، فرانسس اول، ملکہ الزبتھ کا زریں عہد تھا۔ چارلس ہی
کے زمانہ میں اس نے ہنگری کو فتح کیا اور ویانا کا محاصرہ کیا اور سواحل اسپین تک تاخت کرکے اس کے بحری
کمانڈر، باربروسہ، پیالی اور ڈراگت نے بحر روم کی تمام ساحلی سلطنتوں کو متزلزل کردیا۔ اس نے
[illegible] والوں کو نکال دیا۔ اور ۱۵۳۸ء کی بحری جنگ میں دشمن کو شکست
فاش دی۔ سلیمان اعظم کی حکومت دریائے ڈینیوب کے سواحل [illegible] سے الجزائر اسماعیل و دریائے
[illegible] اور دریائے فرات سے جبرالٹر (جبل الطارق) تک وسیع ہوگئی تھی۔ ترکی کے اس وسیع

اقتدار کو سب سے پہلی ضرب اس وقت پہونچی جب آسٹریلیا کے ڈان جان نے لپانٹو کی بحری جنگ (۱۵۷۱ء) میں ترکوں کو شکست دیکر یورپ کے دل سے خوف نکال دیا۔ مراد چہارم نے ۱۶۳۸ء میں بغداد بھی لے لیا اور ۱۶۴۵ء میں کینڈیا (یعنی کریٹ) جزیرہ فتح کر لیے، لیکن اخیر سترھویں صدی میں یورپ کے بہت سے مقامات ترکی کے ہاتھ سے نکل گئے یہاں تک کہ ۱۶۸۶ء میں ہنگری بھی نکل گیا۔ ۱۶۹۷ء میں بمقام زنٹا پرنس یوجین نے ترکی کو شکست دی اور ۱۷۱۸ء تک پوڈولیا اور ٹرانسلوینیا بھی ترکی کے قبضہ سے نکل گئے۔ اس کے بعد انیسویں صدی کے آخر تک کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا۔ روس کی پیش قدمیاں ۱۷۶۸ء سے شروع ہو گئی تھیں اور ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ازوف کو، ازدو، روس نے لے لیے اور ۱۷۸۳ء میں کریمیا پر بھی قبضہ کر لیا۔ ترکی کی ان ناکامیوں کا سبب فوج کی بدنظمی تھی اور ہرچند مراد ثانی نے ینی چری فوج کو جس نے بغاوت کر دی تھی ختم کر دیا، لیکن سلطنت میں جو انتشار و اختلال پیدا ہو گیا تھا وہ بڑھتا ہی رہا مصر میں محمد علی نے تقریباً خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ۱۸۸۳ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط یہاں قائم ہوا تو ترکی کا رہا سہا اثر بھی ختم ہو گیا۔ ۱۰۷۶ھ (۱۶۶۵ء) میں الجزائر اور ۱۱۱۶ھ (۱۷۰۵ء) میں تیونس بھی نیم خود مختار ہو گئے۔ بعد کو الجزائر اور تیونس میں فرانس کا اقتدار قائم ہو گیا (۱۸۳۰ء، ۱۸۸۱ء) صرف طرابلس کا تعلق ترکی سے رہ گیا۔ ایشیا میں بھی حکومت ترکی کا انحطاط مراد چہارم کے زمانہ سے شروع ہو گیا اور ۱۸۷۸ء میں عہدنامہ برلن کی رو سے فارس اور باطوم روس کو مل گیا اور جزیرہ قبرص برطانیہ کو۔ ترکی کو سب سے زیادہ نقصانات یورپ میں ہوئے۔ ۱۸۲۸ء میں یونان علیحدہ ہو گیا، دریائے ڈینیوب کا علاقہ رومانیہ میں شامل ہو گیا (۱۸۶۶ء) اور ۱۸۶۷ء میں سربیا بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ جنگ کریمیا (۱۸۵۴-۱۸۵۵ء) میں انگلستان و فرانس نے روس کو ترکی کے مقابلے میں بڑھنے نہ دیا تھا، لیکن ۱۸۷۷ء میں پھر روس نے پیش قدمی کی اور یورپ کی مداخلت کی وجہ سے روس پھر ناکام رہا۔ اس کے بعد ۱۸۷۸ء میں معاہدہ برلن ہوا تو ترکی کے ٹکڑے ہو گئے، رومانیہ اور سربیا کو خود مختار کر دیا گیا، مانٹی نگرو کی بھی علیحدہ حکومت قائم ہو گئی۔ یونان کو تھسلی دیدیا گیا، بوسنیا اور ہرزیگووینا آسٹریا کو مل گئے اور بلغاریہ کی بالکل ایک نئی حکومت قائم کر دی گئی جس میں بعد کو ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا بھی ملا دیا گیا۔ اس طرح ترکی کے تمام مقبوضات شمالی بلقان ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔

(۱) عثمان اول ۶۹۹ھ مطابق ۱۲۹۹ء
(۲) اورخان ۷۲۶ھ " ۱۳۲۶ء
(۳) مراد اول ۷۶۱ھ مطابق ۱۳۵۹ء
(۴) بایزید ۷۹۱ھ " ۱۳۸۹ء

(۵) محمد اول سنہ ۸۰۵ھ مطابق سنہ ۱۴۰۲ء
(۶) مراد ثانی سنہ ۸۲۴ھ 〃 سنہ ۱۴۲۱ء
(۷) محمد ثانی سنہ ۸۵۵ھ 〃 سنہ ۱۴۵۱ء
(۸) بایزید ثانی سنہ ۸۸۶ھ 〃 سنہ ۱۴۸۱ء
(۹) سلیم اول سنہ ۹۱۸ھ 〃 سنہ ۱۵۱۲ء
(۱۰) سلیمان اول سنہ ۹۲۶ھ 〃 سنہ ۱۵۲۰ء
(۱۱) سلیم ثانی سنہ ۹۷۴ھ 〃 سنہ ۱۵۶۶ء
(۱۲) مراد ثالث سنہ ۹۸۲ھ 〃 سنہ ۱۵۷۴ء
(۱۳) محمد ثالث سنہ ۱۰۰۳ھ 〃 سنہ ۱۵۹۵ء
(۱۴) احمد اول سنہ ۱۰۱۲ھ 〃 سنہ ۱۶۰۳ء
(۱۵) مصطفیٰ اول سنہ ۱۰۲۶ھ 〃 سنہ ۱۶۱۷ء
(۱۶) عثمان ثانی سنہ ۱۰۲۷ھ 〃 سنہ ۱۶۱۸ء
(۱۷) مصطفیٰ اول (دوبارہ) سنہ ۱۰۳۱ھ 〃 سنہ ۱۶۲۲ء
(۱۸) مراد چہارم سنہ ۱۰۳۲ھ 〃 سنہ ۱۶۲۳ء
(۱۹) ابراہیم اول سنہ ۱۰۴۹ھ 〃 سنہ ۱۶۴۰ء
(۲۰) محمد چہارم سنہ ۱۰۵۸ھ 〃 سنہ ۱۶۴۸ء
(۲۱) سلیمان ثانی سنہ ۱۰۹۹ھ مطابق سنہ ۱۶۸۷ء
(۲۲) احمد ثانی سنہ ۱۱۰۲ھ 〃 سنہ ۱۶۹۱ء
(۲۳) مصطفیٰ ثانی سنہ ۱۱۰۶ھ 〃 سنہ ۱۶۹۵ء
(۲۴) احمد ثالث سنہ ۱۱۱۵ھ 〃 سنہ ۱۷۰۳ء
(۲۵) محمود اول سنہ ۱۱۴۳ھ 〃 سنہ ۱۷۳۰ء
(۲۶) عثمان ثالث سنہ ۱۱۶۸ھ 〃 سنہ ۱۷۵۴ء
(۲۷) مصطفیٰ ثالث سنہ ۱۱۷۱ھ 〃 سنہ ۱۷۵۷ء
(۲۸) عبدالحمید اول سنہ ۱۱۸۷ھ 〃 سنہ ۱۷۷۳ء
(۲۹) سلیم ثالث سنہ ۱۲۰۳ھ 〃 سنہ ۱۷۸۹ء
(۳۰) مصطفیٰ رابع سنہ ۱۲۲۲ھ 〃 سنہ ۱۸۰۷ء
(۳۱) محمود ثانی سنہ ۱۲۲۳ھ 〃 سنہ ۱۸۰۸ء
(۳۲) عبدالمجید سنہ ۱۲۵۵ھ 〃 سنہ ۱۸۳۹ء
(۳۳) عبدالعزیز سنہ ۱۲۷۷ھ 〃 سنہ ۱۸۶۱ء
(۳۴) مراد خامس سنہ ۱۲۹۳ھ 〃 سنہ ۱۸۷۶ء
(۳۵) عبدالحمید ثانی سنہ ۱۲۹۳ھ 〃 سنہ ۱۸۷۶ء
(۳۶) محمد خامس سنہ ۱۳۲۷ھ 〃 سنہ ۱۹۰۹ء
(۳۷) محمد سادس سنہ ۱۳۳۶ھ مطابق سنہ ۱۹۱۸ء سے سنہ ۱۳۴۵ھ تک ۱۹۲۲ء

پھر قیام جمہوریت مصطفیٰ کمال پاشا کی سیادت میں ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء عمل میں آئی۔ مصطفیٰ کمال نے ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۳۸ء میں انتقال کیا۔ اس کے بعد عصمت انونو صدر ہوئے۔ اب جلال بایار ہیں اور ترکیہ اور اتحادی حکومتوں سے بڑی دوستی ہے اور ابھی اکتوبر سنہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان سے بھی معاہدہ دوستی ہوا ہے جس کی رو سے ایک دوسرے کے حلیف ہو گئے ہیں۔ تو عثمانی، فارسی، البانی اور فوجی طاقت میں دنیا کی چوتھی طاقت مانی جاتی ہے۔ مزید تفصیلات میری کتاب تاریخ اسلام کامل جلد دہم طبع اول میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ترکی پر اس وقت مغربیت کا بڑا اثر ہے اور اسلامی ممالک سے اتحاد کا جذبہ بڑھتا جاتا ہے [illegible] سنہ ۱۹۵۴ء کو ترکوں کا ایک خاص وفد پاکستان میں بھی آیا جس سے دونوں اسلامی ملکوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ پاک مسلمانوں کو [illegible]

اندلس

اندلس وہ حصہ زمین ہے جسے انگریزی میں Iberian Peninsula (جزیرہ نمائے آئی بیریس) یا اسپین و پرتگال کہتے ہیں۔ اسپین یا اسپانیہ سے مسلمانوں کا تعلق اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں حکومت بنو امیہ نے اس طرف فاتحانہ اقدام کیا اور ۱۳۸ھ (۷۵۵ء) تک اس کے اثرات قلب فرانس تک وسیع ہو گئے۔ اس کے بعد شمالی و جنوبی علاقوں کے عربوں اور بربروں میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو ۱۳۸ھ (۷۵۶ء) میں عبدالرحمان اموی نے جو خلفاء بنی عباس کے ہاتھ سے بچ کر اسپین فرار ہو گیا تھا حکومت قرطبہ یا اندلس الگ قائم کر لی جو حکومت عباسیہ کے زیر اثر نہ تھی۔ اس خاندان نے تقریباً ۳۰۰ سال تک حکومت کی اور عبدالرحمان ثالث کے عہد میں (۳۰۰ھ/۹۱۲ء — ۳۵۰ھ/۹۶۱ء) انتہائی عروج کو پہونچ گئی۔ اس کے بعد زوال شروع ہوا اور ۴۲۲ھ (۱۰۳۱ء) میں متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستیں (ملوک الطوائف) قائم ہو گئیں جنھیں بعد کو مرابطین نے ختم کیا۔ اس کے بعد مرابطین کو موحدین نے ختم کیا، اور موحدین کو [illegible] نے یہاں تک کہ ۶۳۶ھ کے بعد اندلس کی عرب حکومت صرف غرناطہ کے اندر محدود ہو گئی اور ۸۹۷ھ (۱۴۹۲ء) میں یہ بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ حکومت اندلس کے انتشار کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ [illegible] سے [illegible] تک بارہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوئیں اور فنا ہو گئیں۔ ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔

(۱) امویین (قرطبہ) ۱۳۸ھ/۷۵۶ء سے ۴۲۲ھ/۱۰۳۱ء تک
(۲) عبادیین (اشبیلیہ) ۴۱۴ھ/۱۰۲۳ء سے ۴۸۴ھ/۱۰۹۱ء
(۳) بنو جہور (قرطبہ) ۴۲۲ھ/۱۰۳۱ء سے [illegible]
(۴) حمودیین (مالقہ) ۴۰۷ھ/۱۰۱۶ء سے ۴۴۹ھ/۱۰۵۷ء
(۵) زیریین (غرناطہ) ۴۰۳ھ/۱۰۱۲ء سے ۴۸۳ھ/۱۰۹۰ء
(۶) [illegible] (قرمونہ) ۴۰۴ھ/۱۰۱۳ء سے [illegible]/۱۰۶۶ء
(۷) بکریین (ولبہ) [illegible]/۱۰۱۲ء سے [illegible]/۱۰۵۱ء
(۸) بنو [illegible] (بطلیوس) [illegible]/۱۰۲۲ء سے [illegible]/۱۰۵۱ء
(۹) بنو [illegible] (شنت مریہ)
(۱۰) صقالبہ [illegible] اور ان کے [illegible] محمد و سلطان [illegible] (المریہ) [illegible]/۱۰۱۴ء سے [illegible]/۱۰۵۱ء
(۱۱) [illegible] (بلنسیہ) [illegible]/۱۰۲۱ء سے [illegible]/۱۰۹۲ء
(۱۲) بنو ذی النون (طلیطلہ) [illegible]/۱۰۳۵ء سے [illegible]/۱۰۸۵ء
(۱۳) عامریین (بلنسیہ) [illegible]/۱۰۲۱ء سے [illegible]/۱۰۶۵ء
(۱۴) بنو ہود (سرقسطہ) [illegible]/۱۰۳۹ء سے [illegible]/۱۱۱۰ء
(۱۵) بنو ذی [illegible] (البونت) [illegible]/۱۰۱۱ء سے [illegible]/۱۰۹۱ء
(۱۶) بنو قاسم (البونت) [illegible]/۱۰۲۹ء سے [illegible]/۱۰۹۲ء
(۱۷) بنو [illegible] (المریہ) [illegible]/۱۰۴۲ء سے [illegible]/۱۰۹۱ء تک

اسپین

اسپین مسلمانوں نے ۹۱ھ ۷۱۰ء اور ۹۳ھ ۷۱۲ء کے درمیان فتح کر لیا تھا اور ۱۳۸ھ ۷۵۶ء تک یہاں بنو امیہ کے گورنر رہے لیکن جب بغداد میں بنو امیہ کے بعد بنو عباس کی خلافت شروع ہوئی اور بنو امیہ کے لیے وہاں رہنا مشکل ہو گیا تو ان کا ایک فرد عبد الرحمٰن (ہشام کا پوتہ) جان بچا کر اسپین کی طرف بھاگ گیا اور کئی سال پریشان پھرتا رہا، اس وقت یہاں اقوام بربر اور عربوں میں شدید اختلافات پائے جاتے تھے اس لیے یہ خود اپنی حکومت قائم کرنے کی فکر میں لگ گیا اور آخر کار ۱۳۸ھ ۷۵۶ء میں اسپین کے مسلمانوں نے اس کی یہ حیثیت تسلیم کر لی، یہ واقعہ ایسا نہ تھا کہ بنو عباس خاموش رہتے چنانچہ المنصور نے عبد الرحمان کی قائم کی ہوئی حکومت اکھاڑنے کے لیے فوج روانہ کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اور اس طرح عبد الرحمان کے اموی خاندان نے تقریباً تین سو سال قرطبہ میں حکومت کی۔ اول اول اس خاندان کے حکمراں افراد اپنے آپ کو صرف امیر یا سلطان کہتے تھے لیکن عبد الرحمٰن ثالث نے خلیفہ کا لقب بھی اختیار کر لیا (۳۱۶ھ ۹۲۹ء) یہ اس خاندان کا سب سے زیادہ کامیاب فرماں روا تھا، اس نے شمالی اسپین کی عیسائی حکومت کو بھی آگے بڑھنے نہ دیا، اور ایک زبردست بحری بیڑا بنا کر بحر روم پر بھی اقتدار قائم کر لیا، اس کے بعد کوئی دوسرا حکمراں اس سطوت و شہرت کا نہیں ہوا، لیکن کچھ عرصہ تک کام چلتا رہا، آخر کار اس حکومت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور مختلف خاندانوں نے اس کو ختم کیا ان میں سب سے زیادہ مشہور اشبیلیہ کا عبادیین خاندان تھا جس نے عرصہ تک اسپین کی عیسائی حکومتوں کا مقابلہ کیا لیکن بعد کو اس نے المرابطین کی مدد چاہی تو یہاں پہونچ کر خود مالک بن بیٹھے اور بنو امیہ کی حکومت ختم ہو گئی۔

بنو امیہ (قرطبہ)

۱۴ فرماں روا — مدت حکومت ۲۸۵ سال

۱۳۸ھ مطابق ۷۵۶ء سے ۴۲۲ھ مطابق ۱۰۳۱ء تک

(۱) عبد الرحمان اول ۱۳۸ھ مطابق ۷۵۶ء	(۳) حکم اول ۱۸۰ھ مطابق ۷۹۶ء
(۲) ہشام اول ۱۷۲ھ " ۷۸۸ء	(۴) عبد الرحمن ثانی ۲۰۶ھ " ۸۲۲ء

(۵) محمد اول سنہ ۲۳۸ھ مطابق سنہ ۸۵۲ء
(۶) منذر سنہ ۲۷۳ھ " سنہ ۸۸۶ء
(۷) عبداللہ سنہ ۲۷۵ھ " سنہ ۸۸۸ء
(۸) عبدالرحمٰن ثالث سنہ ۳۰۰ھ " سنہ ۹۱۲ء
اس نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔
(۹) حکم ثانی المستنصر سنہ ۳۵۰ھ مطابق سنہ ۹۶۱ء
(۱۰) ہشام ثانی المؤید سنہ ۳۶۶ھ " سنہ ۹۷۶ء
(۱۱) محمد ثانی المہدی سنہ ۳۹۹ھ " سنہ ۱۰۰۹ء
(۱۲) سلیمان المستعین سنہ ۴۰۰ھ " سنہ ۱۰۰۹ء
(۱۳) محمد ثانی (دوبارہ) سنہ ۴۰۰ھ " سنہ ۱۰۱۰ء
(۱۴) ہشام ثانی سنہ ۴۰۳ھ " سنہ ۱۰۱۳ء
(۱۵) سلیمان (دوبارہ) سنہ ۴۰۳ھ مطابق سنہ ۱۰۱۳ء
(۱۶) علی بن حمود سنہ ۴۰۷ھ " سنہ ۱۰۱۶ء
(۱۷) عبدالرحمٰن رابع (المرتضیٰ) سنہ ۴۰۸ھ " سنہ ۱۰۱۸ء
(۱۸) قاسم بن حمود سنہ ۴۰۸ھ " سنہ ۱۰۱۸ء
(۱۹) یحییٰ بن علی سنہ ۴۱۲ھ " سنہ ۱۰۲۱ء
(۲۰) قاسم (دوبارہ) سنہ ۴۱۳ھ " سنہ ۱۰۲۲ء
(۲۱) عبدالرحمٰن خامس المستظہر سنہ ۴۱۴ھ " سنہ ۱۰۲۳ء
(۲۲) محمد ثالث المستکفی سنہ ۴۱۴ھ " سنہ ۱۰۲۴ء
(۲۳) یحییٰ (دوبارہ) سنہ ۴۱۶ھ " سنہ ۱۰۲۵ء
(۲۴) ہشام ثالث سنہ ۴۱۸ھ مطابق سنہ ۱۰۲۷ء
سے سنہ ۴۲۲ھ مطابق سنہ ۱۰۳۱ء تک

یہ خاندان ختم ہو کر متعدد چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں بٹ گیا پھر سنہ ۱۴۹۲ء میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں سے مسلمانوں کا بالکل وہاں سے خاتمہ ہو گیا۔ وہ نظام تہذیب کا [illegible]

اسپین کا ایک مشہور حکمران خاندان

افطسین

بداجوز کے بربر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا دور حکومت سنہ ۴۱۳ھ سے سنہ ۴۸۷ھ تک رہا۔ اس کا مورث اعلیٰ عبداللہ بن الافطس تھا یہ مکناسہ کے قبیلہ بربر سے تعلق رکھتا تھا اور المنصور کی بربری فوج کے ساتھ اسپین گیا تھا۔ جب افطسین کا عروج ہوا تو یہ اپنے آپ کو عرب نژاد اور یمن کے قبیلہ تجیب سے منسوب کرنے لگے۔ پہلا فرمانروا اس خاندان کا عبداللہ اسپین میں پیدا ہوا تھا۔ جب سنہ ۴۱۳ھ (سنہ ۱۰۲۲ء) میں بداجوز کے گورنر سابور نے خلافت قرطبہ سے بغاوت کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تو اس نے عبداللہ بن الافطس کو اپنا مشیر خاص بنا لیا اور اپنے بعد اس کی جانشینی کا اعلان کر دیا۔ اس خدمت کے سبب سنہ ۴۱۳ھ میں سابور کا انتقال ہوا تو عبداللہ حکمران ہو گیا، لیکن ابتداء ہی سے اس کو طلیطلہ کے والی سے واسطہ پڑا اور ابن عباد امیر اشبیلیہ اور محمد البرزالی امیر کارمونا کے مقابلہ میں اس کو شکست

ہوئی۔ اس کا لڑکا المظفر جو فوج کی کمان کرتا تھا مقید ہو گیا اور ۴۲۱ھ تک محبوس رہا۔ عبد اللہ نے
اس کے چار سال بعد ابن عباد سے اس طرح بدلہ لیا کہ پہلے تو اس نے ابن عباد کی فوج کو جو اس کے بیٹے
اسماعیل کی سرکردگی میں تھی، اپنے ملک سے گزر جانے کی اجازت دی اور جب وہ گزر رہی تھی تو اچانک حملہ
کر کے فوج کا بڑا حصہ تباہ کر دیا۔ عبد اللہ کی وفات ۱۰ / جمادی الثانی ۴۳۷ھ [illegible]
کے بعد اس کا بیٹا ابوبکر محمد المظفر تخت نشین ہوا۔ اس وقت اس کے دو دشمن تھے، ایک ابن عباد اور دوسرا ابن
ذوالنون فرمانروائے طلیطلہ۔ اس خطرہ سے بچنے کے لیے ابوبکر نے ابن عباد سے مصالحت کر لی تا کہ یہ
دونوں مل کر ذوالنون کا مقابلہ کریں۔ لیکن [illegible] ختم ہو گیا اور ابن عباد نے اور المظفر نے
لڑائی شروع ہو گئی جس میں المظفر کو دو بار شکست ہوئی [illegible] ۴۴۳ھ / ۱۰۵۱ء [illegible] اولیٰ نے
[illegible] شروع کی اور المظفر کے [illegible] قلعہ [illegible] چھین کر [illegible] المظفر عربی ادب کا
بڑا شائق تھا۔ اس نے ادب پر ایک ضخیم کتاب لکھی جس کا نام المظفری ہے۔ المظفر کی وفات کے
بعد ۴۶۰ھ [illegible] اس کا بیٹا [illegible] تخت نشین ہوا [illegible] لیکن اس وقت
[illegible] کے بھائی عمر نے [illegible] کا گورنر تھا [illegible] کا اعلان کر دیا اور اس طرح سلطنت دو حصوں
میں بٹ گئی۔ مغربی حصہ [illegible] قابض رہا [illegible] چند سال کے بعد یحییٰ [illegible] ۴۶۴ھ / ۱۰۷۲ء [illegible] ہو گیا
اور عمر [illegible] المتوکل کا لقب [illegible] تھا [illegible] مشرقی دونوں حصوں کا مالک ہو گیا
[illegible] باپ کی طرح [illegible] ادبی ذوق رکھتا تھا [illegible] مشہور شاعر [illegible]
[illegible] خاندان کے زوال کا [illegible] بنا دیا۔ اس خاندان کے
زوال [illegible] الفنسو [illegible] کی سلطان
[illegible] ایک سلسلہ لڑائیوں کا [illegible] ۴۷۸ھ [illegible] فتح کر لیا۔ اس کے
[illegible]
[illegible] خاندان [illegible] کو [illegible]
[illegible] شکست دی [illegible] چند سال بعد
[illegible] ۴۸۶ھ [illegible]
[illegible] ۴۸۷ھ [illegible]
[illegible] ۴۸۸ھ [illegible]
[illegible]

حصہ چہارم ۔ دیگر اسلامی حکومتیں

ادریسی (مراکش)، اغلبی (تیونس وغیرہ)، زیاری (تیونس)، حمادی (الجزائر)، المرابطون (مراکش، الجزائر، اسپین)، الموحدون (شمالی افریقہ، اسپین)، مرینی (مراکش)، زیانی (الجزائر)، حفصیین (تیونس)، شریفی (مراکش)

شمالی افریقہ

شمالی افریقہ سنہ ۲۶ھ / ۶۴۷ء اور سنہ ۹۱ھ / ۷۱۰ء کے درمیان عربوں کے قبضہ میں آگیا تھا اور خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کے گورنر یہاں رہتے تھے۔ جب تک یزید بن حاتم (عباسی گورنر) قیروان میں رہا اقوام بربر کو بغاوت کرنے کی جرأت نہیں ہوئی لیکن سنہ ۱۷۰ھ میں جب اس کا انتقال ہوا تو وہاں طوائف الملوکی شروع ہوگئی اور متعدد خاندانوں نے اپنی اپنی خود مختار حکومتیں قائم کر لیں، یہاں تک کہ سنہ ۱۸۴ھ / ۸۰۰ء تک عباسی خلفاء کا اثر وہاں سے بالکل مٹ گیا۔

ادریسی حکومت

ادریسی سنہ ۱۷۲ھ / ۷۸۸ء سے سنہ ۳۷۵ھ / ۹۸۵ء تک، مدت حکومت ۲۰۳ سال، فرمانروا ۱۰۔ سنہ ۱۶۸ھ / ۷۸۵ء میں علویین کے طرفداروں نے مدینہ پر قبضہ کر لیا، ان میں ایک شخص ادریس بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب بھی تھا، اس بغاوت کے فرو ہونے پر ادریس بھاگ کر مصر گیا اور وہاں سے مراکش پہونچ کر علوی خاندان کی حکومت قائم کی۔ سنہ ۲۴۶ھ / ۸۶۰ء تک اس خاندان نے بڑا عروج حاصل کیا، اس کے بعد زوال شروع ہوا اور سنہ ۳۷۵ھ / ۹۸۵ء میں مکناسا (MIKNASA) کی اقوام نے اسے ختم کر دیا۔

اغلبی حکومت

اغلبیین سنہ ۱۸۴ھ / ۸۰۰ء سے سنہ ۲۹۶ھ / ۹۰۹ء تک، مدت حکومت ۱۱۲ سال، فرمانروا ۱۱۔ جب تیونس (افریقیہ) کے عباسی گورنر جنرل کا سنہ ۱۷۸ھ میں انتقال ہوا اور وہاں بہت انتشار و بدنظمی پھیل گئی تو عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے سنہ ۱۸۴ھ میں ابراہیم بن اغلب کو جو اس وقت صوبہ زاب کا گورنر تھا تمام افریقی علاقہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے انتظام ہاتھ میں لے کر یہاں کی بدنظمی کو دور کیا اور اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی۔ لیکن ادریسی حکومت سے جو مغربی افریقہ میں قائم تھی کوئی تعرض نہ کیا۔ اس حکومت کے حدود کیا تھے، اس کی تعیین مشکل ہے لیکن مغربی سمت میں وہ ٹونا تک وسیع تھی اور کوناما کا سارا علاقہ اس میں شامل تھا۔ شمال مغرب کی طرف وہ زاب اور سلطنت عبادیین کے حدود سے ملحق تھی اور جنوب مشرق میں طرابلس تک۔ اس حکومت کا بڑا زمانہ ظاہری و خارجی جماعتوں کے ساتھ جنگ کرنے میں صرف ہوا، اور جب اس کا آخری فرمانروا زیادۃ اللہ فاطمیین کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا تو اس خاندان کی حکومت ختم ہوگئی۔ یہ خاندان اس قدر آزاد تھا کہ اس نے اپنے سکوں میں خلفاء کا نام بھی نہ رہنے دیا۔ اس خاندان کے فرمانروا بڑے بڑے دار مغزہ اور منتظم تھے انھوں نے بحر روم میں ایک بیڑہ بھی طیار کر لیا تھا اور فرانس، کارسیکا اور سارڈینیا کے سواحل تک ان کی تاخت کا سلسلہ قائم تھا، انھوں نے جزیرہ صقلیہ (سسلی) بھی فتح کر لیا تھا اور مالٹا و سارڈینیا بھی، لیکن بعد کو اس خاندان کے کمزور فرمانرواؤں کے زمانہ میں ادریسی خاندان (شیعہ) کے اثرات بڑھنے لگے یہاں تک کہ سنہ ۲۹۶ھ / ۹۰۹ء میں

یہ حکومت ختم ہوگئی اور فاطمیین نے ان کی جگہ لے لی، خود اس کا مذہب شیعی تھا اور شافعی فقہ بھی وہاں رائج تھی،
زیاریین، حمادئین اغلبی حکومت کی جگہ جب فاطمی حکومت نے لے لی جس کا ذکر مصر کی حکومتوں کے سلسلہ میں آئے
گا، تو وہ بڑھتے بڑھتے تمام شمالی افریقہ میں مصر سے لے کر اٹلانٹک تک پھیل گئی جس میں جزیرہ صقلیہ (سسلی)
اور سارڈینیا بھی شامل تھے لیکن جب وہ کمزور ہوئی اور پایہ تخت مصر منتقل کیا (۳۶۲ھ / ۹۷۳ء) تو افریقہ کے مغربی
علاقوں سے اقتدار اٹھ گیا اور چھوٹی آزاد حکومتیں قائم ہو گئیں۔ چنانچہ ان کے گورنر یوسف بلوکین نے جو بربرہ
صنہاجہ کا سردار تھا اپنی حکومت علیحدہ قائم کرلی، مراکش میں مختلف بربری قبائل مکناسہ، مغروا وغیرہ خودمختار
ہوگئے اور اسپین میں خلافت کی جگہ اپنی حکومتیں قائم کرلیں، بعد میں مرابطون نے ان قبائلی حکومتوں کو بھی ختم
کیا۔ حمادئین (الجزائر) کے ملک کا بھی ایک بڑا حصہ چھین لیا ان کے بعد موحدین کی حکومت ہوئی جنہوں نے
حمادئین اور زیاوئین کو بھی ختم کردیا۔ المرابطون (مراکش، الجزائر کا ایک حصہ اور اسپین) مدت حکومت
۹۰ سال۔ فرمانروا ۶۔ ۴۴۸ھ سے ۵۴۱ھ تک۔ رباط خانقاہ کو کہتے ہیں چونکہ یہ خاندان
مذہبی مجاہدین کا سا تھا جو پہلے خانقاہوں میں بیٹھتے تھے اس لیے مرابطون کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا تعلق
صنہاجہ کے ایک لمتونی قبیلہ سے تھا جنہوں نے مجاہدانہ طور پر پانچویں صدی ہجری کے پہلے نصف حصہ میں مغرب
اور اندلس کو فتح کر کے حکومت قائم کی۔ یہ لوگ آنکھوں کے نیچے سے گردن تک تمام چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے اس
لیے انہیں ملثمون بھی کہتے تھے۔ یہ صحرائے مغرب میں ایک بادیہ نشین قوم تھی۔ ابتدائی پانچویں صدی ہجری میں
ان کا ایک سردار یحییٰ بن ابراہیم (جدالہ قبیلہ کا) چند معزز رفقاء کے ساتھ حج کے لیے گیا واپسی میں وہ قیروان
کے فقیہ (مالکی) ابو عمران سے ملا اور اس سے کہا کہ اپنا کوئی شاگرد ساتھ کردے تاکہ وہ یحییٰ کے قبیلہ کے جاہل
افراد کو تعلیم دے، لیکن یہاں اسے کوئی معقول شخص نہ ملا اور نفیس سے ابو عمران کے ایک شاگرد عبداللہ ابن
یاسین کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے نائجر (NIGER) کے ایک جزیرہ میں خانقاہ یا رباط بنائی اور وہیں
اپنے رفقاء کے ساتھ رہنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کے زہد و ورع کی شہرت اتنی پھیلی کہ لوگ دور سے آ آکر اس
کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ اس طرح اس نے ایک ہزار افراد جنگجو قبائل کے مرید کرلیے اور صنہاجہ کے مخالف
قبائل کے خلاف جہاد کرنا شروع کیا چونکہ اس طرح اس کے مریدوں کے ہاتھ مال غنیمت بھی کافی آجاتا
تھا اس لیے رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھتی گئی اور اس نے ایک فوج کی صورت اختیار کرلی جس کی کمان
ابن یاسین نے اپنے ایک مقرب مرید یحییٰ بن عمر کے ہاتھ میں دیدی۔ جب صحرائی قبائل پر تسلط قائم ہوگیا
تو انہوں نے وادی درعہ پر حملے شروع کردیے جہاں کے فرمانروا مسعود بن وانودین المغراوی نے مقابلہ کیا

لیکن وہ مارا گیا اور اس کا پایۂ تخت ابن یاسین کے قبضہ میں آگیا (۴۴۷ھ/۱۰۵۵ء)۔ یحییٰ بن عمر کی وفات کے بعد (۴۴۸ھ/۱۰۵۶ء) اس کا بھائی ابوبکر فوج کا کمانڈر مقرر ہوا اور اس نے سوس کا پایۂ تخت تارودنت بھی فتح کرلیا۔ اس کے بعد اغمات کا صوبہ بھی اس کے ہاتھ آگیا اور یہاں کے فرماں روا کی بیوہ زینب سے جو بہت خوبصورت عورت تھی شادی کرلی۔ اس کے بعد ابوبکر اور ابن یاسین نے برغواطہ بربریوں کے علاقہ پر حملہ کیا جو ساحل اٹلانٹک تک پھیلا ہوا تھا یہاں کی آبادی نے جو صالح پیغمبر کی ماننے والی تھی مقابلہ کیا اور ابن یاسین مارا گیا (۴۵۱ھ/۱۰۵۹ء) اس کے بعد ابوبکر بن عمر نے لڑائی جاری رکھی اور (۴۵۲ھ/۱۰۶۰ء) میں اس علاقہ کو فتح کرلیا۔ اسی وقت اسے خبر پہنچی کہ قبیلہ بنو حماد کا سردار بلکین بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے آرہا ہے۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ صنہاجہ قبیلے کے لوگ جو وہاں رہ گئے تھے آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے ہیں۔ یہ فوج کی کمان یوسف بن تاشفین کو دے کر خود صنہاجہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنی بیوی زینب کو طلاق دیدی جس نے یوسف بن تاشفین سے شادی کرلی۔ یہ عورت حسن کے ساتھ ذہن و فراست بدرجہ اتم رکھتی تھی اس لیے یوسف نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کے ارشاد و مشورہ سے یوسف کو مغرب میں نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔ ابھی ابوبکر صنہاجہ کا انتظام کرکے واپس آیا تھا کہ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو زینب کے اشارے سے یوسف نے اس کو قیمتی تحائف دے کر رخصت کیا۔ یہ سوڈان چلا گیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا (۴۸۰ھ/۱۰۸۷ء) اس کے بعد یوسف نے مراکش آباد کرکے اسے اپنا پایۂ تخت بنایا اور پھر وسط مغرب الجزائر تک فتح کرتا چلا گیا۔ جب اس کی قوت بہت بڑھ گئی تو امرائے اندلسیہ اور خصوصیت کے ساتھ فرمانروائے اشبیلیہ معتمد بن عباد کے کہنے سے اس نے اسپین میں الفانسو چہارم کے خلاف فوج کشی کی اور زلاقہ کے مقام پر عیسائی فوجوں کو سخت شکست دی۔ یہ کامیابی گویا المرابطین کے لیے اسپین کی فتح کا پیش خیمہ تھی اس کے بعد یوسف نے امیر المومنین کا لقب اختیار کرکے اندلسیہ کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو بھی لے لیا اور اسپین میں مرابطی فوج اور گورنر مقرر کیے۔ جس وقت یوسف کا انتقال ہوا (۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء) تو اس کے بیٹے کو ایک بڑی وسیع سلطنت ملی جو مغرب کے علاقوں کے علاوہ افریقیہ اور اسپین کے بعض حصوں پر مشتمل تھی۔ یوسف کے بعد نصف صدی تک اسی کی اولاد کا مراکش کے پایۂ تخت پر قبضہ رہا۔ یہاں تک کہ الموحدین نے مراکش فتح کرکے وہاں کے آخری فرمانروا اسحاق بن علی بن یوسف کو قتل کردیا (۵۴۱ھ/۱۱۴۶ء)۔

الموحدون ۴۴۰ھ/۱۰۴۸ء کے قریب جب افریقیہ نے فاطمی حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار دیا تھا تو وہاں کا مذہبی رجحان بالکل مالکی فقہ کی طرف تھا اور مغرب کا سارا علاقہ مالکی مذہب

رکھتا تھا اور عقل و اجتہاد کا دروازہ بالکل بند ہوگیا تھا یہ زمانہ المرابطین کی حکومت کا تھا جو مالکی فقہ کے بڑے علمبردار تھے اور اسلام صرف امام مالکؒ کی کورانہ تقلید اور فروع کی مالکی کتابوں کے مطالعہ کا نام رہ گیا تھا، چونکہ امام غزالیؒ اس تحریک کے مخالف تھے اور انھوں نے اپنی تصنیف احیاء العلوم میں مالکی مذہب پر سخت تنقید کی تھی اس لیے مغرب و اسپین میں غزالی کے خلاف بھی غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی اور فرمانروائے المرابطین نے غزالی کی تصانیف کو ممنوع الاشاعت قرار دے کر انھیں جلانا شروع کر دیا تھا۔ یہ زمانہ تھا جب بربر کے قبیلہ مصمودہ کا ایک نوجوان طالب علم "ابن تومارت" نمودار ہوا۔ یہ علم کا بڑا اشتیاق تھا اس نے امام غزالیؒ کی تصانیف اور اصول فقہ کا بھی گہرا مطالعہ کیا تھا۔ یہ اشعری اصول مذہب سے بھی واقف تھا اور علامہ ابن حزمؒ کی تصانیف سے بھی بہت متاثر تھا اس نے مروجہ فقہ و عقائد کے خلاف محاذ قائم کرکے اسلام کو "قرآن، و حدیث اور اجماع صحابہ" کی روشنی میں پیش کیا اور نہایت سختی سے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی عملی تبلیغ شروع کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ہر طرف سے اس کی مخالفت ہونے لگی تو اس نے اپنے قبیلہ مصمودہ میں جا کر پناہ لی اور وہاں قرآن کی تعلیم و تبلیغ اپنے نقطہ نظر سے شروع کر دی۔

(۵۱۵ھ / ۱۱۲۱ء) چند دن کے بعد جب بربری قبائل کے سردار اس کے زیر اثر آگئے تو اس نے مہدی کا لقب اختیار کیا اور اسی وقت سے اس کی سیاسی زندگی شروع ہوئی اور سلطنت الموحدین کی بنیاد پڑ گئی (۵۱۵ھ) گو المرابطین کے پایہ تخت پر اس کا قبضہ اس کے ۲۵ سال بعد ہو سکا۔ اس کا سب سے زیادہ معتمد علیہ پیرو عبدالمومن تھا۔ یہ بھی ایک بربر قوم کومیا سے تعلق رکھتا تھا اور ابن تومارت کا بڑا معتقد تھا۔ جب ابن تومارت نے مہدی کا لقب اختیار کیا تو بہت سے بربری سردار اس کے مرید و شاگرد ہو چکے تھے جنھیں وہ طلبہ کے نام سے پکارتا تھا اور جو لوگ اس کی تعلیم کی تبلیغ کرتے تھے انھیں الموحدین کہتا تھا۔ اس نے اپنے مسلک کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ بربری قوموں کو ان کی معاشی زبوں حالت کی طرف توجہ دلائی اور سمجھایا کہ یہ سب المرابطین کی زیادتی کا نتیجہ ہے، جنھوں نے بھاری بھاری ٹیکس لگا کر ان کو مفلس و مفلوک الحال بنا رکھا ہے اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ ان کا "قلع قمع" نہ کیا جائے۔ ابن تومارت نے اب علاقہ تین مال میں اپنا مستقر بنایا تھا جو بہت دشوار گزار کوہستانی علاقہ تھا اور جہاں المرابطین آسانی سے نہ پہنچ سکتے تھے۔ یہی جگہ بعد کو الموحدین کا پایہ تخت قرار پائی ۵۲۴ھ / ۱۱۳۰ء میں ابن تومارت نے فیصلہ کیا کہ اب مدافعت کی بجائے اسے جارحانہ اقدام بھی شروع کرنا چاہیے اس لیے وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ مراکش پر حملہ آور ہوا۔ اس فوج کا سردار عبدالمومن تھا اور اسی نے سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا تھا۔ یہ حملہ ناکام رہا

اور اس کے بہت سے سپاہی المرابطین کی فوج نے قتل کر دیئے لیکن ابن تومرت نے ہمت نہیں ہاری اور اس
شکست کو رسول اللہ کی شکست جنگ احد کے مماثل قرار دیکر لوگوں میں ور جوش پیدا کر دیا اور اس کے بعد بھی
وہ برابر المرابطین کا مقابلہ کرتا رہا جب ۵۲۴ھ/۱۱۳۰ء میں اس کا انتقال ہوا تو اسی کی نامزدگی سے عبدالمومن
اس کا جانشین قرار پایا اور بربر قوموں نے اس کو اپنا سردار تسلیم کیا، اس نے تقریباً ۳۳ سال حکومت کی اور اس
دوران میں اس نے المرابطین کی قوت کو بالکل ختم کر دیا اور ہسپانیہ و شمالی افریقہ تک اپنے اثرات پیدا کر لیے
عبدالمومن کے بعد نسلاً بعد نسل اس خاندان کے تیرہ ۱۳ افراد نے ۶۶۸ھ/۱۲۶۹ء تک ایک صدی سے زیادہ حکومت کی،
لیکن اس سلسلے میں ایک اور حکمران خاندان کا ذکر ضروری ہے جو الموحدین ہی کی شاخ تھا، اس خاندان کا مورث اعلیٰ
ابو حفص عمر تھا یہ ابن تومرت کا بڑا معتمد علیہ رفیق تھا اور حکومت الموحدین قائم کرنے میں اس کی بڑی
مدد کی تھی اور اسے افریقیہ کی گورنری سونپ دی تھی، جو نسلاً بعد نسل اس کے خاندان میں منتقل ہوتی رہی اور
الموحدین کے زوال کے بعد اس خاندان نے حفصیین کے نام سے تیونس میں عرصہ تک حکومت کی۔ مغرب میں
اسلامی اثرات پیدا ہونے کے بعد الموحدین کی پہلی حکومت تھی جس نے پورے شمالی افریقہ اور مسلم ہسپانیہ کو ایک
شیرازہ سے وابستہ رکھا، ڈیڑھ صدی تک حکومت کرنے کے بعد اس کا زوال اس وقت شروع ہوا جب
۶۳۳ھ/۱۲۳۵ء میں یغمراسن بن زیان نے الموحدین کے خلاف خروج کیا اور اس کو ختم کر کے وسط مغرب
میں اپنی حکومت قائم کی جسے حکومت "بنی عبدالواد" کہتے ہیں۔ ۶۲۷ھ میں الموحدین کے گورنر
افریقیہ ابوذکریا نے خود بھی اپنی خود مختاری کا اعلان کر کے تیونس کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔

الموحدین (تمام شمالی افریقہ) ۵۲۴ھ/۱۱۳۰ء سے ۶۶۸ھ/۱۲۶۹ء تک، مدت حکومت ۱۳۹ سال، فرمانروا ۱۳، ان کو
الموحدین (وحدانیت کے معتقد) اس لیے کہتے تھے کہ وہ اس عقیدے کے خلاف تھے کہ خدا کسی انسان کے
اندر حلول کر سکتا ہے (غالی شیعہ فرقے کا عقیدہ تھا کہ خدا اپنے ائمہ اطہار میں حلول کیا تھا) اس جماعت کا
مورث اعلیٰ ابو عبداللہ محمد بن تومرت تھا جو مصمودہ (قبیلہ بربر) سے تعلق رکھتا تھا اس نے بارھویں
صدی عیسوی کے آغاز میں "مہدی" کا لقب اختیار کر کے درس توحید کی تبلیغ شروع کی، جب ۵۲۴ھ/۱۱۳۰ء میں
اس کا انتقال ہوا تو اس نے یہ خدمت اپنے ایک دست راست عبدالمومن کے سپرد کی اس نے ۵۴۱ھ/۱۱۴۶ء
میں تابع کر کے اس کے ساتھ فاس کا اقتدار بھی شروع کیے۔ ۵۴۰ھ/۱۱۴۶ء میں المرابطین کو شکست دے
کر دو سال کے اندر اس نے اندلس، تلمسان، فیز، سبتہ، اغمات اور سلی پر قبضہ کر لیا اور ۵۴۱ھ/۱۱۴۷ء
میں مراکش کا محاصرہ کر کے المرابطین کو ختم کر دیا، اسی کے ساتھ اس نے ۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء میں اٹلس لے لئے؛

اسپین کی طرف بھی پیش قدمی کی اور ۵ سال کے اندر اسپین کا تمام موحدی علاقہ لے لیا۔ اس کے بعد اس نے
مشرق کی طرف توجہ کی اور سنہ ۵۴۷ھ (۱۱۵۲ء) میں الجزائر سے حمادی خاندان کو نکالا۔ سنہ ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں تونس سے
نارمن حکمرانوں کو باہر کیا جنھوں نے زیاری خاندان کی حکومت لے لی تھی۔ اس طرح طرابلس پر قبضہ کر کے وہ مصر
سے لے کر پورے اسپین تک تمام سواحل اٹلانٹک کا فرماں روا ہو گیا۔ اس کے جانشینوں کے لیے سب سے
بڑا مسئلہ اسپین کے عیسائیوں کا مقابلہ تھا اور وہ اس جہاد میں برابر مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ جب
سنہ ۶۰۹ھ (۱۲۱۲ء) میں انھیں جنگ لاس نواس میں شکست ہوئی تو ان کے قدم اکھڑ گئے اور آخر کار ان کی سلطنت
عیسائیوں اور چھوٹی چھوٹی مسلم حکومتوں میں بٹ گئی جن میں نصری حکومت خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر
ہے۔ نصری حکومت نے موحدین کے ساتھ مل کر عیسائی حکومتوں کا پورا مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہوئی
اور آخر کار اسپین خالی کر دینا پڑا۔ اس واقعہ کے بعد افریقہ میں بھی موحدین کی حکومت کمزور ہونے لگی
طرابلس پہلے ہی صلاح الدین نے سنہ ۱۱۳۵ء میں لے لیا تھا اور اب حفصی خاندان نے بھی جو تیونس میں
گورنری کے عہدہ پر ممتاز تھے موحدین سے اپنا رشتہ توڑ کر سنہ ۱۲۲۸ء میں اپنی حکومت الگ قائم کر لی۔ ان کی
دیکھا دیکھی مغربی الجزائر میں تلمسان کے زیانی خاندان نے بھی یہی کیا (سنہ ۱۲۳۵ء) اور تخت مراکش کے بہت سے
دعویدار پیدا ہو گئے اور آخر کار مرینی خاندان نے حملہ کر کے مراکش فتح کر کے موحدین کی حکومت ہمیشہ کے
لیے ختم کر دی (سنہ ۱۲۶۹ء)۔ **دارفور** مشرقی سوڈان کی ایک سلطنت ہے، جس پر اب برائے نام انگریزوں
کا اثر ہے۔ دارفور کی آبادی حبشیوں، عربوں، بربروں اور مخلوط نسل کے حبشیوں پر مشتمل ہے۔ اس کا
بانی سلیمان سولونگ تھا۔ لیکن اصل حکومت کی بنیاد اس کے پوتے احمد کے زمانہ میں پڑی۔ دارفور محمد علی
پاشا فاتح سوڈان کے زمانہ تک طاقتور حکومت رہی لیکن اس کے بعد ترکی، مصر اور مہدی سوڈانی کی باہمی رقابت
سے اسے بھی ان خانہ جنگیوں میں مبتلا رہنا پڑا۔ **رستمیین** یہ تاہرت کے اباضی خارجیوں کا ایک
خاندان تھا۔ جب جبل نفوسہ کے بربری خارجیوں نے ابو الخطاب معافری کی سیادت میں قیروان پر قبضہ
کر لیا اور (سنہ ۱۴۱ھ) میں عبد الرحمن بن رستم (ایرانی النسل) کو یہاں کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اس سے تین سال
بعد سنہ ۱۴۴ھ میں محمد بن اشعث نے عربوں کی ایک زبردست فوج کے ساتھ پھر قیروان پر قبضہ کر لیا
ابن رستم مغرب کی طرف ایسے علاقہ میں بھاگ گیا جہاں خوارج کا اثر زیادہ تھا اور یہاں ایک شہر تاہرت
کی بنیاد ڈال کر اپنا مرکز قرار دیا۔ اس کے ۱۱ سال بعد اباضی خارجیوں نے اس کو امام کا لقب دیا
اور اس کے بعد سلسلہ اس کے خاندان کے ۷ افراد نے حکومت کے فرائض انجام دیئے۔ ہر چند تاہرت

کا علاقہ چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا تھا یعنی ایک طرف اغلبی حکومت تھی اور دوسری طرف ادریسی
لیکن ۱۵۰ سال تک اس کی طرف کسی نے دھیان نہیں کیا۔ لیکن جب اس خاندان کے دوسرے امام عبدالوہاب نے
بربری خوارج کے ساتھ مل کر طرابلس پر حملہ کیا جو اغلبی حکومت میں شامل تھا تو اس خاندان کے وجود کو خطرناک
سمجھ کر اغلبی حکومت (جو عباسی خلافت کی باجگزار تھی) اس کی سرکوبی پر آمادہ ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
عبدالوہاب قرطبہ کی اموی حکومت سے مل گیا اور دونوں کی بڑی آویزش ہوئی۔ عبدالوہاب کے بعد افلح
اس کا جانشین ہوا اور ادریسیوں سے اس کی جنگ ہوئی جس میں یہ کامیاب ہوا لیکن بہت عرصہ بعد جب ۲۹۶ھ/۹۰۸ء
میں کتامہ بربریوں ابوعبداللہ (شیعی) کی سرکردگی میں تاہرت پر حملہ کیا تو رستمی خاندان کے بہت سے افراد
قتل ہوئے اور یہ خاندان ختم ہو گیا۔

حفصیین (تیونس) ۶۲۵ھ/۱۲۲۸ء سے ۹۸۱ھ/۱۵۷۳ء تک حکومت
۳۵۰ سال فرمانروا رہا۔ یہ ایک بربری خاندان تھا جس نے شمالی افریقہ میں ۳۰۰ سال تک حکومت کی
اس کا مورث اعلیٰ شیخ ابوحفص عمر تھا۔ یہ عبدالمومن فرمانروائے خاندان موحدین کا بڑا معتمد علیہ شخص
تھا اور اس خاندان کے اکثر افراد حکومت موحدین کے زمانہ میں بڑے ذمہ دار عہدوں پر ممتاز تھے بعد کو اسی
خاندان کے ایک فرد ابوزکریا نے جو تیونس کا گورنر تھا اپنی حکومت علیحدہ قائم کر لی۔ یہ شمالی افریقہ
کی ایک قدیم قوم تھی جس کے متعدد قبائل افریقہ کے ریگستان میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے عربوں کے
حملہ سے قبل یہ زیادہ تر حکومت روما کے زیر اثر تھے۔ پہلی صدی ہجری کے آخر تک مسلمانوں کے قدم یہاں اچھی
طرح جم گئے اور دوسری صدی ہجری میں قوم بربر نے اسلام قبول کیا۔ چونکہ یہ جری لوگ تھے اس لئے مسلمانوں
نے انھیں اچھے اچھے فوجی عہدے دیئے اور ان کی مدد سے افریقہ و اسپین کی وسیع فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بعد
کو عربوں سے ان کے تعلقات خراب ہو گئے اور رفتہ رفتہ ان کا اقتدار اتنا بڑھا کہ خود انھوں نے اپنی خود مختار
حکومتیں قائم کر لیں۔ حفصی خاندان کے افراد تیونس میں موحدین کے گورنر تھے اور یہ گورنری باپ سے بیٹے کو منتقل
ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ خود مختار بن بیٹھے۔ تین صدی تک اس خاندان نے بڑی شان سے حکومت کی۔ ۱۵۳۴ء
میں خیرالدین باربروسہ نے ترکی سلطنت کے نام سے تیونس فتح کر لیا۔ اس کے بعد شہنشاہ چارلس پنجم نے حفصی
خاندان ہی کو برقرار رکھنا چاہا اور اس کے ساتھ ہی لاگولیٹا میں اسپینی فوج بھی متعین کر دی لیکن اس کے بعد
۱۵۶۸ء میں تیونس اور ۱۵۷۴ء میں لاگولیٹا پھر ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کے بعد یہ صوبہ سلطنت ترکی
سے متعلق ہو گیا لیکن ۱۸۸۱ء میں فرانس کے اقتدار میں آ گیا۔ طرابلس جسے اسپین والوں نے ۱۵۱۰ء
میں حکومت تیونس سے چھین لیا تھا پھر ۱۵۵۱ء میں ترکی سلطنت کا حصہ ہو گیا۔

عبدالوادیین (بنو عبدالواد)

حفصی حکومت

یہ بربر خاندان تھا جس نے وسط مغرب میں تین سو تیس سال ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء سے ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء تک
حکومت کی ان کا پایہ تخت تلمسان تھا اس خاندان کا مورث اعلیٰ عبدالواد تھا اس خاندان میں ۲۷ فرمانروا ہوئے
بعض مؤرخین ان کو بنو زیان بھی لکھتے ہیں کیونکہ اس خاندان کے پہلے خود مختار بادشاہ کا باپ زیان کے نام سے مشہور تھا
جیسا کہ ابن خلدون نے لکھا ہے یہ خاندان مغرب میں ظہور اسلام سے قبل آباد ہو گیا تھا بربر کا یہ معمولی خاندان
تھا لیکن جب ۶۳۳ھ میں اس نے حکومت حاصل کی تو مشہور ہو گیا۔ تیرھویں صدی عیسوی کے آغاز میں اس
خاندان نے شمالی افریقہ کی سیاسی تاریخ میں حصہ لینا شروع کیا اور الموحدین کی قوت توڑ کر اپنی حکومت
قائم کرلی۔ اس خاندان نے بہت سے مدارس، محلات اور مسجدیں تعمیر کرائیں جن کے آثار (کھنڈر) اب بھی
تلمسان میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ **زیانی خاندان** ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء سے ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء تک۔ مدت حکومت
۱۵۹ سال۔ فرمانروا۔ ۹۔ (الجزائر) یہ خاندان موحدین کی طرف سے الجزائر کا گورنر تھا، لیکن بعد کو
حفصی خاندان کی دیکھا دیکھی آزاد ہو گیا ان کا پایہ حکومت تلمسان تھا ان کی حکومت کو مراکش کے مرینی
خاندان نے ختم کیا۔ **مجاہدین بربر اور ترکی حکومت** سولہویں صدی سے الجزائر، تیونس، طرابلس،
(شمالی افریقہ کے صوبوں) کا تعلق ترکی سے شروع ہوا۔ خیرالدین باربروسہ نے ترکی کی طرف سے ان صوبوں
کو فتح کیا۔ باربروسہ سے پہلے اسپین والوں نے ساحل افریقہ کے متعدد مقامات (بوجایا، وہران، طرابلس
وغیرہ) پر فوجی مراکز بنا رکھے تھے تاکہ الجزائر کے بربری قزاق جہازوں کو نہ لوٹ سکیں۔ ۱۵۰۴ء میں اروج
باربروسہ نے (جو لیسبیا کا مغلہ شخص تھا) ساحل طرابلس کے قریب جزیرہ جربا پر قبضہ کیا اور اسپین
والوں کے خلاف مہم شروع کردیں چنانچہ ۱۵۱۴ء میں اس نے جیجل لے لیا ۱۵۱۶ء میں الجزائر
پر قبضہ کرلیا اور ۱۵۱۸ء میں تلمسان، تنس، مرینی خاندان سے چھین لیے ۱۵۱۹ء میں اس کے
بھائی خیرالدین باربروسہ کو حکومت ترکی نے الجزائر کا بگلر بیگ (گورنر جنرل) مقرر کیا۔ ۱۵۳۴ء میں
خیرالدین نے حفصی حکومت سے تیونس بھی لے لیا لیکن اس کے دوسرے سال چارلس پنجم نے شہر تیونس
پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ۱۵۶۹ء میں پھر ترکی حکومت میں شامل ہو گیا ۱۵۷۳ء میں آسٹریا کے ڈان جان
کا قبضہ ہو گیا لیکن دوسرے سال ۱۵۷۴ء میں کوچ علی نے آخری بار اسے فتح کر لیا۔ اسی دوران میں
ایک دوسرا بڑا سردار درغوت تھا اور طرابلس کو مستقلاً ترکی سے وابستہ کردیا۔ اس طرح الجزائر، تیونس
اور طرابلس ۱۵۱۹ء، ۱۵۷۴ء اور ۱۵۵۱ء میں ترکی سلطنت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد
الجزائر میں ترکی پاشا کے لقب سے یہاں اپنے گورنر مقرر کیے جن کی تعداد ۲۶ تھی ۱۶۷۱ء تک

میں یہاں کی ترکی فوج نے خود اپنی فوج سے ایک سردار منتخب کیا جس نے پاشا ان کی حکومت کو کمزور کر دیا لیکن
بعد کو یہ دونوں ملکر کام کرنے لگے ۱۷۰۵ء اور یہ سلسلہ ۱۸۳۰ء تک جاری رہا یہاں تک کہ ۱۸۳۰ء میں
فرانس نے اسے فتح کر لیا تیونس کا بھی تعلق ترکی سے ۱۸۸۱ء تک رہا اور اس کے بعد فرانس میں شامل ہو گیا
طرابلس پر بدستور ترکی کا قبضہ رہا اور شمالی افریقہ میں مراکش ہی ایک ایسا صوبہ تھا جہاں عیسائیوں کی حکومت
اب تک قائم نہ ہوئی تھی۔ **خاندان مرینی** (مراکش) ۵۹۱ھ/۱۱۹۵ء سے ۸۶۹ھ/۱۴۶۵ء تک۔ مدت حکومت ۲۷۶
سال فرمانروا ۲۸۔ یہ بربری خاندان تھا اس کی حکومت مراکش میں ۵۹۱ھ/۱۱۹۵ء سے شروع ہوئی لیکن
موحدین کے پایہ تخت پر ان کا قبضہ ۶۶۸ھ/۱۲۶۹ء میں ہو سکا ۶۹۳ھ/۱۲۹۳ء کے بعد اس نے مغربی الجزائر کی زیانی
سلطنت کو بھی اپنے میں شامل کر لیا ان کی حکومت کو وطاسیین نے ختم کیا۔ **شرفاء مراکش** ۹۵۱ھ/۱۵۴۴ء
سے ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء تک۔ شریف سے مراد ہے رسول اللہ کی نسل سے تعلق رکھنے والا اور شرفاء مراکش بھی حسن
بن فاطمہ کی نسل سے تھے۔ یہ ۱۵۱۵ء میں تارودنت پر قابض تھے اور اس کے بعد مراکش اور فیز پر بھی ان
کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن صحیح معنی میں ان کی حکومت ۹۵۱ھ/۱۵۴۴ء سے شروع ہوتی ہے۔ ان کے دو خاندان تھے
ایک حسنی دوسرے فلالی اور ان دونوں خاندانوں کی حکومتوں کے درمیان چھ سال ایسے بھی گزرے جب کسی کی حکومت
نہ تھی اور ان دونوں میں جنگ جاری رہی۔ **مصر و شام** شام عربوں نے ۱۴ھ/۶۳۵ء اور ۱۸ھ/۶۳۹ء
کے درمیان فتح کر لیا تھا اور مصر ۲۱ھ/۶۴۲ء میں مصر فتح ہونے کے بعد ہی ایک صوبہ قرار دیا گیا اور بنو امیہ اور
بنو عباس کے عہد میں اس کا انتظام ۹۸ گورنروں کے سپرد رہا لیکن ۲۵۴ھ/۸۶۸ء میں یہاں کے گورنر احمد بن
طولون نے اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی جو ۳۷ سال تک اس کے خاندان میں رہی۔ اس خاندان کے
بعد اخشیدیوں کی حکومت ہوئی اور فاطمیین کی جو مصر کی بہت بڑی حکومت تھی ان کے زمانہ میں شام
کے اندر کئی خود مختار حکومتیں قائم ہوئیں، مرداسی، ابوبیہ، زنگی لیکن بعد کو صلاح الدین ایوبی نے ان سب کو
مصر کی ایوبی حکومت میں شامل کر لیا، لیکن سلاطین ترکی کے زمانہ میں شام اور مصر کے دونوں صوبے ۱۵۱۶ء
کر دیئے گئے [illegible] ۱۸۳۲ء میں محمد علی پاشا کے بیٹے ابراہیم پاشا نے شام کو مصر سے ملا دیا لیکن ۱۸۴۰ء
میں پھر ترکی کے پاس چلا گیا۔ **طولونیین** ۲۵۴ھ/۸۶۸ء سے ۲۹۲ھ/۹۰۵ء تک مدت حکومت ۳۷ سال فرمانروا
۵۔ طولون ایک ترک غلام تھا جسے سامانی فرمانروا نوح بن اسد نے خلیفہ مامون کے پاس
بھیجا تھا [illegible] بغداد [illegible] کے دربار میں بڑی عزت حاصل کی۔ [illegible]
[illegible] احمد کی طرف منتقل ہو گئی [illegible]

دیا گیا۔ اس نے یہاں پہنچ کر اپنی خود مختار حکومت قائم کرلی اور بعد کو شام کا علاقہ بھی اس کے ہاتھ آگیا

اخشیدیین

جب طولونی حکومت کے ختم ہونے کے بعد مصر و شام پھر خلافت عباسی سے متعلق ہو گئے تو اسی زمانہ
میں محمد الاخشید نے ایک نیم خود مختار حکومت قائم کی۔ اخشید فرغانہ کے فرمانرواؤں کا لقب تھا اور محمد کا باپ
طغج فرغانہ کے ایک افسر کا بیٹا تھا جو دربار بغداد کا ملازم تھا۔ طغج رفتہ رفتہ ترقی کر کے دمشق کا گورنر ہو گیا لیکن
بعد کو اس پر زوال آیا اور قید کی حالت میں اس کا انتقال ہوا لیکن اس کے بیٹے کو ۳۱۸ھ میں دمشق کی گورنری
مل گئی اور ۳۲۱ھ میں مصر کی گورنری۔ ۳۲۳ھ میں اس نے اپنے عہدہ کا چارج لیا۔ ۳۲۷ھ میں
اخشید کا لقب اختیار کیا اور ۳۳۱ھ میں شام، مکہ اور مدینہ پر بھی اس کا اقتدار قائم ہو گیا۔

فاطمیین

۲۹۷ھ / ۹۰۹ء سے ۵۶۷ھ / ۱۱۷۱ء تک۔ مدت حکومت ۲۶۲ سال، فرمانروا ۱۴۔ فاطمی تحریک کا آغاز اسماعیلی جماعت
سے ہوتا ہے۔ تیسری صدی ہجری کے وسط میں اس کا مرکز (حماۃ اور حمص کے درمیان) ایک مقام سلمیہ
تھا۔ ان کے داعی دور دراز مقامات عراق، ایران اور یمن وغیرہ کا دورہ کیا کرتے تھے۔ ایک شخص ابو عبد اللہ
شیعہ تھا جس نے کتامہ کے قبیلہ بربر میں اثر پیدا کر کے حکومت اغلبیہ کو متزلزل کر رکھا تھا۔ اس
وقت اسماعیلیہ جماعت کا سردار عبید اللہ تھا، اس نے یہ دیکھ کر کہ مغرب میں اب پاؤں جمانے کا موقعہ
ہے، سب سے پہلے ۲۸۹ھ / ۹۰۲ء میں مصر کا قصد کیا اور وہاں سے مغرب کی طرف گیا، یہاں عباسیہ حکومت کے
اشارہ سے زیادۃ اللہ (اغلبی فرمانروا) نے اسے مقید کر لیا لیکن جب ابو عبد اللہ کی سازشوں سے اغلبی حکومت
ختم ہوئی تو عبید اللہ بھی قید سے چھوٹا اور المہدی کے نام سے امیر المومنین کا لقب اختیار کر کے رقادہ پہنچا،
(۹ ربیع الثانی ۲۹۷ھ، ۵ جنوری ۹۱۰ء) اور شیعی مذہب کی ترویج شروع کی۔ اسی کے ساتھ
المہدیہ کو (جو رقادہ کے قریب ہے) ۳۰۸ھ / ۹۲۰ء میں اپنا مرکز قرار دیا اور اسی وقت سے فاطمی خاندان کی
حکومت کا آغاز ہوا۔ عبید اللہ کے فاطمی النسل ہونے کے بابت یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا، بعض نے
اس کو میمون یہودی کی نسل سے بتایا ہے جو ایران کا ساکن اور رافضی شیعہ تھا، لیکن یہ زیادہ صحیح نہیں
معلوم ہوتا، کیونکہ اول تو ایک مجہول الاصل شخص کو ایسی مذہبی حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی تھی کہ مسلمانوں
کی جماعت اس کی تحریک کی حامی ہو جاتی اور پھر خلفائے عباسیہ کو اس کی طرف سے کوئی اندیشہ پیدا
ہو سکتا تھا۔ خود علویین نے بھی اس کے فاطمی النسل ہونے سے انکار کیا ہے۔ بہرحال وہ فاطمی النسل ہو یا
نہ ہو لیکن چونکہ اس نے مذہب شیعہ کی ترویج کی جس کا زیادہ تر تعلق آل فاطمہ سے ہے اس لئے اس کی قائم
کی ہوئی حکومت کو ہم بھی فاطمی حکومت کہہ سکتے ہیں۔ عبید اللہ نے اس اقتدار کے حصول کے بعد

عبداللہ الشیعی سے بگاڑ کر لیا اور اسے قتل کرادیا، لیکن اسی کے ساتھ زناتہ اور کتامہ میں بغاوت ہو گئی اور وہ بڑی مشکل سے مغرب میں فاطمی اثرات کو قائم رکھ سکا۔ ۳۲۲ھ (۹۳۴ء) میں اس کا انتقال ہوا تو ابن ابی العافیہ، اس کا جانشین ہوا اور تمام مغرب اپنے تصرف میں لے آیا۔ اس کے بعد عبید اللہ کا بیٹا القائم تخت نشین ہوا اور اس کے عہد حکومت (۳۲۲ھ/۹۳۴ء سے ۳۳۴ھ/۹۴۶ء تک) کا اہم ترین واقعہ ابو یزید خارجی کا خروج تھا۔ (۳۳۲ھ/۹۴۳ء) اس کی امداد کے لیے متعدد بربری قبائل اکٹھے ہو گئے اور اسے اتنی کامیابی ہوئی کہ فاطمی پایہ تخت مہدیہ کا محاصرہ کر لیا۔ ہرچند یہ محاصرہ تو ایک سال کے بعد ختم ہو گیا لیکن اس کے بعد سوسہ کے محاصرہ میں اس کو اپنی جان دینا پڑی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا المنصور تخت نشین ہوا (۳۳۴ھ/۹۴۶ء سے ۳۴۱ھ/۹۵۲ء تک) اور اس نے خانہ جنگیوں کا خاتمہ کر کے ابو یزید کو بھی قتل کرادیا۔ فاطمیین ابتدا ہی سے اس فکر میں تھے کہ مصر کی طرف پیش قدمی کی جائے لیکن اس کوشش میں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ ابو القاسم کے زمانہ میں مصر کی جانب تیسری بار فوج کشی کی گئی (۳۲۳ھ/۹۳۵ء) لیکن وہاں کی اخشیدی حکومت نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور فاطمی فوجوں کو ناکام واپس آنا پڑا۔ سسلی (صقلیہ) میں اغلبی حکومت ختم ہونے کے بعد فاطمی حکومت نے وہاں ایک اپنا گورنر مقرر کر دیا تھا لیکن ابن قرہب نے اسے نکال کر اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ فاطمیین اول اس طرف بھی توجہ نہ کر سکے، لیکن بعد کو جب خود سسلی والوں نے ابن قرہب کو گرفتار کر کے فاطمی حکومت کے سپرد کر دیا تو سسلی میں ان کا اقتدار پھر قائم ہو گیا لیکن ۳۳۶ھ/۹۴۸ء کے زمانہ میں ایک سردار کلب حسن بن علی یہاں کا خود مختار فرمانروا بن بیٹھا۔ الغرض فاطمیین کا ابتدائی دور خانہ جنگیوں کا دور تھا اور چین سے حکومت کرنا انھیں نصیب نہ ہوا۔ لیکن جب المنصور کے بعد المعز تخت نشین ہوا (۳۴۱ھ/۹۵۲ء سے ۳۶۵ھ/۹۷۵ء تک) تو حکومت کا رنگ بدلا اور اس نے اپنے فوجی جنرل جوہر کی مدد سے ۱۷ شعبان ۳۵۸ھ (۶ جولائی ۹۶۹ء) کو فسطاط پر قبضہ کر کے مصر فتح کر لیا۔ قاہرہ کی بنیاد بھی اسی زمانہ میں پڑی اور جامع ازہر کی تعمیر بھی اسی وقت ہوئی۔ اس کے بعد مکہ و مدینہ میں بھی المعز کی اطاعت قبول کر لی۔ لیکن شام ابھی تک قبضہ میں نہ آیا کیونکہ وہاں پر قرامطہ قابض تھے اور گو دمشق پر قبضہ ایک بار ہو بھی گیا لیکن آل بویہ کی مدد سے (جو بغداد پر حکمران تھے) قرامطہ نے پھر اسے چھین لیا۔ اس کے بعد ۳۶۴ھ میں قرامطہ میں پھوٹ پڑ جانے کی وجہ سے فاطمیین نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ لیکن یہ قبضہ بالکل عارضی تھا کیونکہ اس کے بعد جلد ہی ترک افتگین نے فتح کر لیا (۳۶۴ھ/۹۷۵ء) یعنی خلیفہ العزیز (۳۶۵ھ/۹۷۵ء سے ۳۸۶ھ/۹۹۶ء) نے شکست دیکر دمشق فتح کر لیا لیکن اس کے بعد بھی، برائے نام حکومت سے اس کا تعلق رہا یہاں تک کہ ۳۸۸ھ/۹۹۸ء میں خواجہ سرا منیر نے اسے مستقلاً

فاطمی حکومت میں شامل کر لیا، اس کے بعد پھر حلب کی مہم شروع ہوئی، شمالی افریقہ کے جھگڑے شروع ہو گئے
باہم العزیز کے آخری ایام حکومت تک فاطمی سلطنت بڑی حد تک مضبوط ہو گئی تھی، اس کے بعد خلیفہ حاکم
(سنہ ۳۸۶ھ/۹۹۶ء — سنہ ۴۱۱ھ/۱۰۲۱ء) تخت نشین ہوا، اس کے زمانہ میں شریف مکہ ابو الفتوح اکبر اور اس نے
شام کا بڑا حصہ فتح کر لیا، حاکم کے بعد الظاہر تخت نشین ہوا (سنہ ۴۱۱ھ/۱۰۲۱ء — سنہ ۴۲۷ھ/۱۰۳۶ء) اور حلب فلسطین
و دمشق کے جھگڑے پھر شروع ہو گئے اور خلیفہ کے اقتدار کو ہر جگہ کافی صدمہ پہنچا اور فاطمی حکومت کا زوال
شروع ہو گیا، یہاں تک کہ المستنصر کے عہد خلافت (سنہ ۴۲۷ھ/۱۰۳۶ء — سنہ ۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء) تب سلطنت تباہی کی حد تک
پہنچ گئی، اس کے عہد میں ترکوں، بربر اور حبشیوں کی باہمی جنگ نے حکومت کو بالکل دیوالیہ کر دیا،
بدقسمتی سے اسی زمانہ میں بڑا زبردست قحط پڑ گیا اور المستنصر کی جمع کی ہوئی دولت سب ختم ہو گئی لیکن
بدر جمالی نے حکومت کو سنبھالے رکھا، اس کے بعد اس کا بیٹا شہنشاہ وزیر ہوا جو الملک الافضل کے نام
سے مشہور ہے، اس نے اتنا اقتدار پیدا کر لیا کہ جب المستنصر کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا المستعلی (۴۸۷ھ/۱۰۹۵ء —
سنہ ۴۹۵ھ) خلیفہ ہوا تو تمام اختیارات الملک الافضل کے ہاتھ میں تھے، اس کے بعد خلیفہ الآمر
تخت نشین ہوا (۴۹۵ھ/۱۱۰۱ء — سنہ ۵۲۴ھ/۱۱۳۰ء) اور اس نے اپنے وزیر الملک الافضل کو قتل کروا دیا، یہ بڑا
منتظم وزیر اور جابر خلیفہ تھا، یہ سنہ ۵۲۴ھ میں حشیشیوں کے ہاتھ سے قتل ہوا، چونکہ اس کے کوئی اولاد
نہ تھی اس لیے چند دن تک الافضل کے بیٹے نے حکومت کی اور پھر الحافظ (الآمر کا بھتیجا) تخت نشین
ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا الظافر (سنہ ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء — سنہ ۵۴۹ھ/۱۱۵۴ء) تخت پر بیٹھا، اس کے عہد میں
فوجوں کی بغاوت نے حکومت کو اور زیادہ کمزور کر دیا، اور الظافر قتل کر دیا گیا اور الفائز تخت
نشین ہوا لیکن اب فاطمی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور یہاں تک کہ آخری خلیفہ العاضد

الایوبیین

کے زمانہ میں یہ حکومت بالکل ختم ہو گئی، پھر ان کی حکومت ایوبی خاندان میں منتقل ہوئی
(سنہ ۵۶۷ھ/۱۱۷۱ء سے سنہ ۶۴۸ھ/۱۲۵۰ء) تک مدت حکومت ۸۰ سال فرمانروا — مصر، شام و یمن کا ایک
مشہور حکمران خاندان تھا، اس خاندان کا مورث اعلیٰ ایوب بن شاذی تھا لیکن اصل بانی حکومت
اس کا بیٹا صلاح الدین تھا، صلاح الدین کی وفات پر حکومت اس خاندان کی مختلف شاخوں میں
تقسیم ہو گئی، ایک شاخ مصر میں تھی جس نے سنہ ۶۴۸ھ/۱۲۵۰ء تک حکومت کی، دوسری دمشق و حلب
میں تھی جو سنہ ۶۵۸ھ/۱۲۶۰ء تک حکمران رہی، تیسری عراق میں جو سنہ ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء تک [illegible] حکومت کرتی رہی
چوتھی یمن میں سنہ ۶۲۶ھ/۱۲۲۸ء تک [illegible] اقتدار پر تھی
حصن کیفا میں سنہ ۷۴۲ھ/۱۳۴۱ء تک قائم رہی

کے بھائی شیرکوہ کی اولاد ۱۲۶۲ء تک حمص میں حکمران رہی۔ شادی (ایوب کا باپ) کرد تھا اور آرمینیا
کے ایک قصبہ دوین کا رہنے والا تھا۔ یہ اپنے دو بیٹوں نجم الدین ایوب اور اسد الدین شیرکوہ کو لے کر بغداد
آگیا اور ایک دوست کی سفارش سے جس کا اثر دربار سلجوق میں کافی تھا قلعہ تکریت کی فوج کا کماندار
ہوگیا۔ اس کی وفات کے بعد ایوب اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ جب ۱۱۳۲ء ۵۲۶ھ میں موصل کے سردار اتابک
زنگی کو تکریت کے پاس بغداد کی سلجوقی فوجوں نے شکست دی اور اتابک ایوب کی مدد سے جان
بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا تو سلجوقی دربار کو یہ بات ایوب کی بہت ناگوار ہوئی لیکن بات دب گئی
اس کے چند سال بعد شیرکوہ (ایوب کے بھائی) نے سلجوقی فوج کے ایک ممتاز افسر کو قتل کر دیا اور
اب ان دونوں بھائیوں کو نکل جانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ جس رات یہ نکلنے کی تیاری کر رہے
تھے اسی رات یا بروایت دیگر اس سے چند دن قبل قلعہ تکریت میں صلاح الدین پیدا ہوا ۱۱۳۷ء ۵۳۲ھ
جب ایوب اور شیرکوہ یہاں سے نکل کر اتابک زنگی کے پاس پہونچے تو اس نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی
کچھ عرصہ تک یہ موصل میں مقیم رہے اور پھر زنگی کی فوجی مہموں میں اس کی بڑی مدد کی۔ چنانچہ زنگی نے
بعلبک فتح کیا تو اس نے ایوب کو یہاں کا انتظام سپرد کر دیا۔ زنگی کی وفات کے بعد اس کے جانشینوں
نے چاہا کہ بعلبک کو ایوب سے چھین لیا جائے۔ ایوب یہ دیکھ کر کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتا بعلبک چھوڑ کر
نورالدین کے پاس چلا گیا اور بڑا فوجی عہدہ حاصل کر لیا۔ اس وقت ایوب کا بھائی نورالدین محمود بن زنگی
کا ملازم تھا جسے اس کے باپ نے حلب کی حکومت سپرد کر دی تھی۔ نورالدین کو اب دمشق لینے کا خیال
بھی پیدا ہوا جو ایوب کی کمان میں تھا اور شیرکوہ کو مامور کیا کہ وہ اپنے بھائی ایوب کے خلاف فوج کشی
کرکے دمشق لے لے لیکن ایوب نے جنگ نہیں کی اور قلعہ خالی کر دیا۔ اس کے بعد یہ دونوں بھائی نورالدین
کے پاس چلے گئے اور اس نے ایوب کو دمشق کا حاکم مقرر کیا اور شیرکوہ کو علاقہ حمص دے دیا جہاں اس کی
اولاد کا عرصہ تک موروثی قبضہ رہا۔ اس کے بعد جب نورالدین نے مصر کے معاملات میں بھی دخل دینا
چاہا تو شیرکوہ کو اپنا نمائندہ بنا کر وہاں روانہ کیا اور صلاح الدین کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ شیرکوہ نے
بڑی دشواریوں کے بعد مصریوں اور فرمانروائے یروشلم سے معاملات خوش اسلوبی سے طے کیے اور آخری
فاطمی خلیفہ عاضد نے اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو صلاح الدین کو وزیر بنایا گیا۔ اس
نے غالباً وزارت ہاتھ میں لیتے ہی نورالدین کے اشارہ سے فاطمی خلیفہ عاضد کی معزولی کا اعلان
کرکے عباسی خلیفہ کا نام خطبہ میں داخل کر دیا اور اپنی حکومت قائم کر لی۔ اس واقعہ سے نورالدین

کے تعلقات صلاح الدین سے خراب ہو گئے لیکن اتفاق سے اسی دوران میں نور الدین کا انتقال ہو گیا اور یہ کانٹا نکل جانے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا۔ اس کے بعد صلاح الدین نے شام پر بھی قبضہ کر لیا اور حدود عراق تک اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ اسی کے بعد صلیبی جنگوں میں اس نے حصہ لینا شروع کیا اور حطین میں عیسائیوں کو شکست فاش دیکر ۱۱۸۷ء ۵۸۳ھ میں یروشلم پر بھی قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۱۹۳ء ۵۸۹ھ میں صلاح الدین کا انتقال ہوا لیکن موت سے پہلے ہی وہ اپنی سلطنت کو اپنے بیٹوں اور اپنے بھائی العادل میں تقسیم کر گیا تھا العادل کو عراق، الافضل کو دمشق، العزیز کو مصر اور الظاہر کو حلب دیدیا یمن بدستور صلاح الدین کے بھائی تو تغان کے قبضہ میں رہا۔ لیکن صلاح الدین کی آنکھ بند ہوتے ہی اس کے لڑکوں میں باہم لڑائی شروع ہو گئی اور اس اختلاف سے العادل نے فائدہ اٹھا کر صلاح الدین کے لڑکوں سے ان کے مقبوضات چھین کر پوری سلطنت پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ لیکن اس نے بھی وہی غلطی کی جو صلاح الدین نے کی تھی، یعنی حکومت اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دی، الکامل کو مصر سونپ دیا، معظم کو دمشق اور فائض کو عراق، رفاطلمین کے بعد اس کا جانشین اوحد ہوا اور اس کے بعد الاشرف، حلب البتہ صلاح الدین کی اولاد کے پاس رہا اور یہاں الظاہر کے بعد العزیز تخت نشین ہوا۔ ایوبی خاندان کی دوسری چھوٹی چھوٹی شاخیں مختلف اضلاع میں حکمران تھیں لیکن وہ سب العادل کے زیر اثر تھیں۔ العادل کا ٹھیک اسی وقت انتقال ہو گیا جب صلیبی لڑائی کے سلسلہ میں دمیاط پر فوج کشی جاری تھی۔ العادل کا بیٹا الکامل جو مصر کا فرمانروا تھا اس مہم میں کامیاب نہ ہوا اور دمیاط ہاتھ سے نکل گیا لیکن اس سے زیادہ صلیبی فوجوں کو اور کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی اور الکامل نے اپنے بھائی المعظم (حاکم دمشق) کی خفیہ سازشوں سے تنگ آکر فریڈرک ثانی سے صلح کی بات چیت شروع کی اور دونوں میں یہ معاہدہ ہو گیا کہ یروشلم فریڈرک کو واپس دیا جائے گا اور فریڈرک وقت ضرورت الکامل کی فوجی مدد کرے گا۔ یہ معاہدہ سنہ ۱۲۲۹ء ۶۲۶ھ میں ہوا تھا۔ الکامل نے ایوبی خاندان کی چھوٹی چھوٹی منتشر حکومتوں میں اتحاد پیدا کرنے کی یہ تدبیر کی کہ ان سب کو صلیبی جنگوں کی طرف متوجہ کر دیا اور اس میں ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن بعد کو الاشرف فرمانروائے دمشق نے پھر پھوٹ ڈالدی اور الکامل کو دمشق پر چڑھائی کرنا پڑی۔ [illegible] دمشق الکامل کے ہاتھ آ گیا لیکن اتفاق سے اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا اور پھر آپس میں لڑائیاں چھڑ گئیں۔ العادل (الکامل کا بیٹا) جو العادل کی وفات پر مصر میں تخت نشین ہوا تھا معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کا بڑا بھائی الصالح ایوب تخت نشین ہوا۔ دمشق پر

صالح اسماعیل نے قبضہ کر لیا اور آخر کار مصر کی مملوک فوجوں نے ایوبیوں کی سلطنت کا بڑا حصہ چھین لیا اسی دوران میں سینٹ لوئی نے چھٹی صلیبی جنگ بیت المقدس پر حملہ کر دیا اور قبضہ بھی کر لیا۔[1] اس کے بعد جب فرانسیسی فوجیں آگے بڑھیں تو وہ سب کی سب تباہ کر دی گئیں۔ اتفاق سے اسی وقت الصالح کا انتقال ہو گیا اور اس کی بیوی شجرۃ الدر نے اس خبر کو اس وقت تک ظاہر نہ کیا جب تک الصالح کا ولی عہد توران شاہ واپس نہ آ گیا لیکن چونکہ امراء مملوک اس کے خلاف تھے اس لیے اس کی جگہ شجرۃ الدر کو تخت نشین کیا گیا اور اس کے بعد مملوک ایبک کو جو سلاطین بحری مملوک کا پہلا فرمانروا تھا۔ حلب میں العزیز کے بعد اس کا بیٹا الناصر یوسف تخت نشین ہوا (۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ء) اور اس نے دمشق بھی لے لیا۔ اس پر مصر کے مملوک بادشاہوں سے لڑائی ہو گئی اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک مغلوں نے حملہ کر کے اس کو ختم نہ کر دیا۔ عراق کی سلطنت پر بھی جس کا آخری فرمانروا المظفر غازی تھا مغلوں نے ۶۴۲ھ / ۱۲۴۴ء میں قبضہ کر لیا۔ حلب و دمشق بھی ۶۵۸ھ / ۱۲۶۰ء میں چھین لیے اور حماۃ کے فرمانروا المظفر نے بھی مغلوں کی اطاعت قبول کر لی۔ ایوبی حکومت تاریخ اسلام میں صلیبی جنگوں کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور صلاح الدین ایوبی اس خاندان کا سب سے زیادہ مقتدر حکمران تھا لیکن افسوس ہے کہ جس زمانہ میں یہ عالم وجود میں آیا جب عباسیوں کی حکومت ختم ہو چکی تھی، فاطمین دم توڑ رہے تھے۔ مصر میں مملوک سلطنت ابھر رہی تھی اور ہر جگہ طوائف الملوکی اور انتشار پیدا ہو چکا تھا یہاں تک کہ خود ایوبی حکومت کے بھی ٹکڑے ہو گئے اور آخر کار مغلوں نے اس کو بھی ختم کر دیا۔ جس حد تک اصلاح و انتظام کا تعلق ہے ایوبی حکومت بڑی نیک نفس تھی۔ زراعت اور آبپاشی کی طرف اس نے خاص توجہ کی اور مدرسے، [illegible] تجارت کو بھی وسیع کیا۔ فوجی نظام زیادہ تر مملوک سپاہیوں پر مشتمل تھا جن کو ترکی، کرد اور مصری [illegible] اور جنھوں نے آخر کار خود اپنی سلطنت قائم کر لی۔ [illegible] بڑی حد تک متاثر کیا اور آداب دربار میں بھی نمایاں تبدیلیاں [illegible] مملوک سلاطین نے بھی ایوبی عہد کے کلچر کو برقرار رکھا [illegible] ۲۷۰ سال فرمانروا رہے ۶۴۸ھ – ۹۲۳ھ / ۱۲۵۰ء – ۱۵۱۷ء

سلاطین مملوک (بحری) [1]

[illegible] سلاطین مملوک [illegible] یا سرکیشیا کے ان غلاموں کی جماعت سے تھے [illegible] اپنا بادشاہ بنا لیتی تھی اور جنھوں نے بعد کو مصر [illegible] حکومت قائم کی۔ اس حکمران خاندان [illegible] کا نام شجرۃ الدر ہے جو سلطان صالح کی بیوہ تھی۔ [illegible] ایک ترکی مملوک

(۱) صلیبی جنگوں اور ان کے نتیجوں سے تفصیلی [illegible] عبد الحلیم ندوی [illegible]

اور دوسرا برجی مملوک جنھوں نے مصر و شام میں حکومت کی باوجود اس کے کہ ان کے عہد میں برابر خانہ جنگیوں کا بازار گرم رہا انھوں نے انتظام سلطنت قابلیت کے ساتھ کیا چنانچہ قاہرہ میں ان کے بہت سے آثار [illegible] بھی پائے جاتے ہیں۔ صلیبی جنگوں میں بھی انھوں نے اپنی مردانگی کا کافی ثبوت دیا ہے اور تاتاری فتنہ کا بھی پوری طرح مقابلہ کیا جو تیرھویں صدی میں مصر کے لیے سخت خطرہ کا باعث ہو گیا تھا۔ **سلاطین**

بحری مملوک = سنہ ۶۴۸ھ ۱۲۵۰ع تا سنہ ۷۹۲ھ ۱۳۹۰ع مدت حکومت = ۱۴۱ سال فرمانروا ۲۴۔ ان کے بعد برجی مملوک آئے۔ سنہ ۷۸۴ھ ۱۳۸۲ع تا سنہ ۹۲۲ھ ۱۵۱۷ع مدت سلطنت ۱۳۶ سال فرمانروا ۲۴۔

خاندان خدیو (مصر)

جب سنہ ۹۲۲ھ ۱۵۱۶ع میں ترکی سلطان سلیم اول نے مصر فتح کیا تو اس کے بعد سے سنہ ۱۲۱۱ھ ۱۷۹۷ع سنہ ۱۲۲۰ھ ۱۸۰۵ع تک ترکی کے گورنر (پاشا) یہاں مامور ہوتے رہے گو مملوک سرداروں کی کونسل کی وجہ سے پاشاؤں کو زیادہ اختیارات حاصل نہ تھے۔ سنہ ۱۷۹۸ع میں یہاں نپولین آیا تو یہ سلسلہ ختم ہو گیا لیکن سنہ ۱۸۰۱ع میں انگلستان کی فوجوں نے فرانسیسیوں کو یہاں سے نکال کر اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تو پھر یہاں وہی باہمی اختلافات شروع ہو گئے جو امراء مملوک اور مصر کے پاشاؤں میں پائے جاتے تھے۔ سنہ ۱۸۰۵ع میں ایک شخص محمد علی جو مصر میں ترکوں کی البانی سپاہ کا افسر تھا سامنے آیا اور مملوک امراء کو ختم کر کے یہاں کا مالک بن بیٹھا۔ سنہ ۱۸۱۱ع میں اس نے پھر مملوک سرداروں کو بلا کر قتل کیا اور اس کے بعد سے محمد علی کے خاندان کی حکومت شروع ہوئی اور ترکی سے صرف نام کا تعلق رہ گیا۔ اس خاندان کے چوتھے فرمانروا نے خدیو کا لقب اختیار کیا۔ سنہ ۱۸۳۱ع میں اس نے شام پر بھی قبضہ کر لیا لیکن سنہ ۱۸۴۱ع میں انگریزوں کے زور دینے سے پھر ترکی کو واپس دیدیا۔ سوڈان بھی اسماعیل کے زمانہ تک فتح کر لیا گیا تھا لیکن سنہ ۱۸۸۵ع میں جنرل گارڈن کی وفات کے بعد اسے خالی کر دیا گیا۔ محمد علی کے خاندان میں فرمان سنہ ۱۸۴۱ع کی رو سے پاشا کا لقب نسلاً بعد نسل چلا آ رہا تھا لیکن اسماعیل پاشا نے دوسرے گورنروں کے مقابلہ میں خاص امتیاز حاصل کرنے کے لیے [illegible] اور لقب کا اضافہ چاہا اور اس طرح عبد العزیز سلطان ترکی نے اسے خدیو کے لقب سے سرفراز کیا۔ یہاں کے حکمران اسی لقب سے یاد کیے جاتے رہے لیکن جب سنہ ۱۹۱۴ع میں مصر انگریزوں کے زیر اثر آیا تو [illegible] کو سلطان کا لقب دیا گیا۔ مصریوں کا یہ خدیو خاندان دراصل البانی تھا [illegible] ترکی نسل کا سمجھا گیا۔ مصر پر سنہ ۱۹۱۴ع سے قبل چار دور گزر چکے ہیں۔ (۱) فرانسیسی تاخت سنہ ۱۷۹۸ع سے [illegible] سنہ ۱۸۰۵ع تک (۲) محمد علی پاشا کا زمانہ حکومت سنہ ۱۸۰۵ع سے سنہ ۱۸۴۱ع (۳) محمد علی پاشا کے [illegible] فرمانرواؤں کا زمانہ برطانوی تسلط تک سنہ ۱۸۸۲ع

(حصہ پنجم مسلمانوں کی بعض اہم اور چھوٹی حکومتیں)

عرب کی اسلامی حکومتیں از ۱ رمضان ۸ھ تا رمضان ۱۳۴۳ھ
۶۳۰ء مسیحی تا ۱۹۲۵ء مسیحی

امرائے مکہ | مکہ ہجرت نبوی کے آٹھ سال بعد تک | مکہ کی تاریخ ایک مسلسل جنگ و جدل کی تاریخ ہے جو رسول اللہ اور اہل مکہ میں جاری رہی اس دوران میں بہت سے خاندان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے جو فتح مکہ سے قبل مرکز اسلام بن چکا تھا۔ اول تین خلفاء کے زمانے میں بھی [illegible] مدینہ ہی کی طرح رہا۔ حضرت علیؓ نے البتہ کوفہ کا انتخاب کیا۔ | **مکہ بنو امیہ کے عہد میں** | بنو امیہ کے عہد میں حالت بدلی مکہ امیر معاویہؓ کا وطن تھا اس لئے انہوں نے اسکی تعمیر و ترقی میں بڑا حصہ لیا انہوں نے یہاں متعدد مکانات بنوائے کنوئیں کھدوائے پانی کے ذخیرہ کے [illegible] قائم کئے زراعت کو ترقی دی اور یہ سلسلہ ان کے جانشینوں کے عہد میں بھی جاری رہا یہاں تک کہ مکہ ارباب فن کا مرکز بن گیا اور ارباب ثروت یہاں آکر بسنے لگے مسجد الحرام کی تعمیر بھی ولید اموی ہی کے زمانہ میں ہوئی۔ بنو امیہ کے عہد میں حجاز کی گورنری بڑی اہم خدمت تھی کیونکہ اس میں مکہ، مدینہ اور طائف تینوں شہر شامل تھے اور یہ خدمت حتی الامکان حکمران خاندان ہی کے کسی فرد کے سپرد ہوتی تھی اسلئے بنو امیہ کے عہد میں حجاز کا مرکز حکومت سے علیحدہ نہیں ہوا | **مکہ عہد بنی عباس میں** | گو بنو امیہ کے عہد میں حجاز کا مرکز [illegible] رہا اور بنو عباس کے زمانہ میں بھی یہ خصوصیت بغداد کو حاصل رہی لیکن مکہ کی اہمیت اس لحاظ سے کہ وہاں کی گورنری بدستور حکمران خاندان ہی سے متعلق رہی [illegible] قائم رہی کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ مدینہ کا گورنر علیحدہ مقرر کیا گیا [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی ایک [illegible] جو [illegible] تھی اپنا [illegible] بلند کر کے بغاوت پر بھی آمادہ ہو جاتے تھے [illegible] حکومت [illegible] ہو جاتے [illegible] حج کے لئے [illegible] آتے تھے ان کو لوٹنا انکا معمول تھا [illegible] کے آخری عہد [illegible] حکومت میں [illegible] خاندان کے ایک فرد حسین بن علی نے [illegible] کر دیا اور قتل ہوا۔ [illegible] الرشید [illegible] گیا تو وہاں [illegible] دولت [illegible] خاندان کی اولاد تو وہاں رہ گئی [illegible] لوگوں کی [illegible] اور [illegible] اور اس سلسلہ میں [illegible] حالات کی بنا پر اکثر [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] نے مدینہ مکہ اور [illegible] حکومت قائم [illegible] لیا [illegible] خاندان کا [illegible]

ادکو مکہ کا گورنر بنانا پڑا جب مامون کے بعد عباسی حکومت کا زوال شروع ہوا تو مکہ میں بدنظمی سی پھیل گئی اور
جس کو موقع ملتا تھا اپنا علم بلند کر کے سیادت حج کا دعویدار ہو جاتا تھا مختلف جماعتیں آپس میں دست و گریبان رہتی
تھیں اور حج کے قافلوں کو لوٹنے کے لیے علویین سب سے زیادہ پیش پیش نظر آتے تھے اتفاق سے اسی زمانہ
میں طبرستان میں حسنی خاندان کی حکومت قائم ہو گئی جس سے علویین کو اور زیادہ تقویت پیدا ہو گئی اور مدینہ منورہ
وغیرہ کو آزادی سے لوٹا جانے لگا علویین کی یہ تباہ کاریاں جاری ہی تھیں کہ ایک اور فتنہ قرامطہ کا اٹھ کھڑا
ہوا اور سنہ ۹۳۰ء میں انہوں نے مکہ پر حملہ کر کے قتل عام کر دیا۔ سنگ اسود اٹھا کر بحرین لے گئے اور بیس ۲۰
سال کے بعد سنہ ۹۵۱ء میں اسے پھر مکہ واپس پہنچایا۔ اس کے بعد مصر میں فاطمی حکومت کی اور بغداد میں آل
بویہ کی حکومت کی وجہ سے علویین کا زور پھر بڑھا اور اسی وقت سے مکہ کے علوی حکمرانوں نے اپنے لیے
لقب شریف اختیار کیا جو اب تک قائم ہے (ایام شرافت کہتے تھے قتادہ تک) موسوی خاندان
کے ایک فرد جعفر نے سنہ ۳۵۸ھ اور سنہ ۳۶۱ھ کے درمیان یا سنہ ۹۶۶ء یا سنہ ۹۶۷ء یا سنہ ۹۶۸ء میں
مکہ پر قبضہ کر لیا اور اس طرح حسنی خاندان کی حکومت کا یہاں آغاز ہوا جسے شرفاء مکہ کہتے ہیں (حسینی
خاندان کے افراد جو مدینہ میں حکمران تھے انھیں شرفاء مدینہ کہتے تھے) اس خاندان نے اتنا اقتدار
حاصل کر لیا کہ اول اول اس نے فاطمی حکومت کی بھی اطاعت نہ کی اور ابو الفتوح اس خاندان کے تیسرے
حکمران نے سنہ ۱۰۱۱ء میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا ابو الفتوح کے بعد اس کا بیٹا شکر حکمران ہوا اس کے
کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لیے حسنی خاندان کی اولاد میں جھگڑا شروع ہوا اور مکہ پھر لوٹا گیا آخر کار یمن
(کے) صلیحی نے بیچ میں پڑ کر جھگڑا ختم کرایا اور اس نے ابو ہاشم محمد کو یہاں کا شریف اعظم مقرر کیا یہ صرف
چند سال سنہ ۴۵۵ھ سے ۴۶۲ھ تک شریف مکہ رہا لیکن اتنے ہی مختصر زمانہ میں اس نے اتنی لوٹ مار
کی کہ ابو لی حادث کو بار بار اس کی گوشمالی کرنا پڑی اتفاق سے اسی زمانہ میں ایک اور شخص قتادہ ابن
جو موسوی خاندان ہی کا ایک فرد تھا اس نے مکہ پر قبضہ کر لیا اور کل سات سو سال تک سیادت مکہ اس
کے خاندان میں قائم رہی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس زمانہ میں ہلاکو نے بغداد پہنچ کر عباسی حکومت
کو ختم کر دیا تھا اور مصر کی ایوبی حکومت نے اس کے تغیر کو مناسب نہیں سمجھا اس خاندان کا آخری شریف
حسین تھا جس نے پہلی جنگ عظیم کے وقت ترکی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر سنہ ۱۹۱۶ء میں
اپنے سلطان ہونے کا اعلان کر دیا لیکن اسی زمانہ میں سلطان نجد عبد العزیز ابن سعود نے سنہ ۱۹۲۴ء میں مکہ
پر حملہ کیا اور شریف حسین بھاگ کر قبرص چلا گیا۔ ابن سعود دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء تک مکہ و مدینہ دونوں پر قابض ہو گیا

اور اس طرح جنوری ۱۹۲۶ء میں مکہ کی سیادت نجدیوں کے ہاتھ آگئی ۹ نومبر ۱۹۵۳ء کو ابن سعود نے انتقال کیا اور اب ان کے بیٹے امیر سعود حکمران ہیں جو ۹۲۷۰۰۰ مربع میل کے حکمران ہیں آبادی ایک کروڑ پچاس لاکھ ہے ۔ مکہ، مدینہ، طائف، جدہ، رابغ وغیرہ مشہور شہر ہیں ارب کا زخائر اور پیٹرول پر رکھا ہے ۲۴ فروری ۱۹۵۰ء کی خبر ہے کہ اب حجاز ریلوے پھر سے جاری ہونے والی ہے پٹرول کی وجہ سے سعودی عرب اب بہت خوشحال ہے

یمن عربوں میں اسلام لانے کے بعد جب طوائف الملوکی شروع ہوئی تو اگرچہ وہی حالت عود کر آئی جو قبل اسلام پائی جاتی تھی اور آپس میں شدید اختلافات رونما ہوگئے خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہ حالت دبی البتہ کبھی کبھی .... قبائل اپنے شیوخ کی سرکردگی میں ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے خلفا کے عہد میں یمن کے اندر ایک گورنر رہا کرتا تھا اور مکہ یا مدینہ میں ایک نائب گورنر۔ لیکن آس پاس کی دوسری آبادیوں پر وہی شیوخ کا اقتدار قائم تھا۔ تیسری صدی ہجری میں جب حکومت اسلام میں انتشار پیدا ہوا اور مختلف مقامات میں جو آزاد حکومتیں قائم ہوئیں تو یمن میں بھی محمد بن زیاد نے زبید میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شمالی افریقہ میں ادریسی اور اغلبی اور خراسان میں طاہری خاندان اپنی آزاد حکومتیں قائم کر رہے تھے زبید کو خود محمد بن زیاد ہی نے تمام علاقہ میں آباد کیا اور اسی کو اپنا مرکز قرار دیا۔

زیادیین زبید ۲۰۴ھ – ۴۰۹ھ	مدت حکومت ۲۰۵ سال فرمانروا

ہیں۔ زیادیین یا بنو زیاد نے دو سو سال تک زبید میں حکومت کی اور ان کی حکومت میں یمن کا بڑا حصہ شامل تھا جب اس خاندان پر زوال آیا تو مختلف خاندانوں کی آزاد حکومتیں قائم ہوگئیں۔ یعفوریوں کی صنعاء اور جند میں اور سلیمان بن طرف کی یمن کے شمالی حصہ میں علی بن زیاد نے ۴۰۳ھ کے بعد خود زبید کو لوٹا اور زیاد کے خاندان کے آخری فرمانروا کے عہد میں حبشہ کے ایک غلام مرجان نے اپنے خاندان میں حکومت منتقل کر لی جیسے نجاحی خاندان کہتے ہیں۔

یعفوریین (صنعاء و جند) ۲۴۷ھ – ۳۸۷ھ	حکومت ۹۵ سال فرمانروا

۱	نجاحیین (زبید) ۴۱۲ھ – ۵۵۳ھ	حکومت ۱۴۱ فرمانروا ۸	نجاح زیادی خاندان

کے آخری امیر کا حبشی غلام تھا جس نے زبید میں اپنے آخری وقت تک (۴۵۲ھ) حکومت کی ۴۵۲ھ میں صلیحیین نے زبید پر قبضہ کر کے اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا لیکن نجاح کے بیٹے سعید الاحول نے پھر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بھی کئی بار یہ نجاحیین کے ہاتھ سے نکلا لیکن ۴۸۲ھ کے بعد آخر تک انہیں کے قبضہ میں رہا۔ نجاحیین کے بعد یہاں مہدیوں کی حکومت قائم ہوئی۔

صلیحیین (صنعاء) ۴۲۹ھ – ۵۳۲ھ	حکومت ۱۰۳ سال فرمانروا – ۳	– بنو ثعلب شیعہ یا فاطمی

صلیحی خاندان تھا جس کا مورث اعلیٰ علی بن محمد تھا اس نے ۴۳۹ھ میں سار میں اپنی حکومت قائم کی اور نجاح کے مرنے کے بعد ۴۵۲ھ میں زبید پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس نے صنعاء اور یمن بھی ۴۵۵ھ میں فتح کر لیا اور اس کے بعد ہی مکہ بھی لے لیا۔ اس کا مرکز حکومت صنعاء تھا۔ اس کے مرنے پر زبید تین بار ہاتھ سے نکلا۔ دو مرتبہ تو اس کے بیٹے مکرم نے ۴۷۵ھ اور ۴۸۱ھ میں واپس لے لیا لیکن اس کے بعد یہ تیسری مرتبہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے نکل گیا اور مکرم نے اپنا مرکز حکومت صنعاء سے ذوجبلہ منتقل کر دیا

ہمدانی یمن (صنعاء) ۴۹۲ھ/۱۰۹۸ء سے ۵۶۹ھ/۱۱۷۳ء حکومت = ۷۷ سال فرمانروا = ۸

قبیلہ بنو ہمدان کی کئی شاخیں قبائل حاشد اور بکیل سے تعلق رکھتی تھیں اور یمنی عربوں میں ان کی بڑی عزت تھی صلیحیین کے بعد پون صدی تک صنعاء میں انہوں نے حکومت کی اور ان کے بعد ایوبی خاندان نے ان کو ختم کر دیا۔

مہدیین (زبید) ۵۵۴ھ/۱۱۵۹ء سے ۵۶۹ھ/۱۱۷۳ء حکومت ۱۵ سال فرمانروا ۳

نجاحیین کے بعد بنو مہدی زبید پر قابض ہو گئے اس خاندان کا مورث اعلیٰ علی بن مہدی تھا جس نے تہامہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے متبعین پیدا کر لیے تھے۔ انہیں یہ انصار اور مہاجرین کہا کرتا تھا ۵۴۵ھ/۱۱۵۰ء میں اس نے حملہ کر کے مختلف مقامات پر قبضہ کر لیا اور ۵۵۴ھ/۱۱۵۹ء میں زبید بھی فتح کر لیا اس کے جانشینوں نے تہامہ کے علاقہ میں چند سال حکومت کی اور پھر ایوبی خاندان نے انہیں ختم کر دیا۔

زریعین (عدن) ۴۷۶ھ سے ۵۶۹ھ

صلیحی خاندان کے فرمانروا المکرم نے اپنے دو بیٹوں عباس اور مسعود کو ۴۷۶ھ میں عدن کا مشترک گورنر مقرر کیا اور یہ مشترکہ گورنری کئی نسل تک چلتی رہی۔ بعد کو امراء عدن ابو سعود ابو [illegible] نے صنعاء میں آزاد حکومت کا اعلان کر دیا لیکن وہ اپنی آزادی کو ہمیشہ قائم نہ رکھ سکے۔ صلیحی خاندان کے بعد یہ خاندان یمن کا بڑا ذی اثر خاندان تھا اور ایوبی حکومت قائم ہونے کے وقت تک برسر اقتدار رہا۔ اس خاندان کی دو شاخیں (بنو مسعود اور بنو زریع) تھیں اور عرصہ تک ان دونوں نے مل کر یہاں حکومت کی۔

ایوبیین (یمن) ۵۶۹ھ سے ۶۲۶ھ حکومت = ۵۶ سال افراد = ۷

جس طرح ایوبیوں نے مصر، شام و عراق میں اپنی حکومت قائم کی اسی طرح وہ یمن پر بھی قابض ہو گئے صنعاء کے ہمدانی خاندان، زبید کے مہدیین اور عدن کے زریعین کو ایوب کے بیٹے توران شاہ نے ختم کر کے نصف صدی تک یمن میں حکومت کی۔

رسولیین (یمن) ۶۲۶ھ سے ۸۵۸ھ حکومت = ۲۳۲ سال افراد ۱۷

محمد عباسی کا ایک سفیر یعنی رسول تھا جس کے بیٹے علی کو [illegible] ایوبی خاندان کے آخری فرمانروا مسعود

نے ۶۱۹ھ میں مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا مسعود کے مرنے پر (وفات ۶۲۶ھ) علی کے بیٹے نورالدین عمر نے یمن میں اپنی حکومت قائم کر لی [طاہریہ یمن (یمن)] رسولی خاندان کے بعد بنو طاہر یا طاہریین نے ۴۲ سال یمن میں حکومت کی جب ۹۲۳ھ میں مصر کے مملوک سلطان قانصوہ غوری نے یمن فتح کیا تو ترکی کا قبضہ ہو گیا لیکن بعد کو یہ علاقہ اماموں کے سپرد کر دیا گیا [ائمہ یمن (صعدہ) [illegible]] القاسم الرسی کے پوتے الہادی یحییٰ نے یمن میں بمقام صعدہ ایک خاندان امامت مامون عباسی کے زمانہ میں قائم کیا یہ زیدی شیعہ تھے۔ [ائمہ صنعا] رسی اماموں کا مرکز امامت صعدہ تھا لیکن انہوں نے بارہا صنعا بھی لے لیا جب ۱۰۴۵ھ میں ترکی حکومت یہاں ختم ہوئی تو صنعا مستقل طور پر امامت یمن کا مرکز قرار پایا۔ یہاں کے فرمانروا امام کہلاتے ہیں اور ائمہ صعدہ ہی کے سلسلہ کی ایک کڑی ہیں کیونکہ ان کا بانی القاسم منصور ہیں جو کہ مورث اعلیٰ الہادی یحییٰ کا پوتا تھا [عمان یعروبیہ] یہ خاندان عمان کا تھا اس کا مورث اعلیٰ یعرب بن مالک تھا۔ اس کے مرکز حکومت [illegible] تھے۔ رستاق نیز یبرین الحزم اس خاندان نے ۱۰۳۴ھ سے ۱۱۵۱ھ تک حکومت کی اس کے آخری فرمانروا سیف بن سلطان کے خلاف اسی خاندان کے ایک فرد سلطان بن مرشد نے خروج کیا اور عمان کا بڑا حصہ اس کے قبضہ میں آگیا۔ سیف کا قبضہ صرف مسقط تک محدود ہو گیا لیکن بعد کو فارس والوں نے اس کی مدد کی اور سلطان بن مرشد قتل ہو گیا۔ جب سیف کا انتقال ہوا تو اس کا داماد احمد بن سعید عمان کا امام ہو گیا (۱۱۵۴ھ) [سلاطین نجد] بنو سعد کی ایک حکومت جس کا صدر مقام نجد ہے (نجد دلدلی نشیبی علاقہ کو کہتے ہیں) جس وقت [illegible] اول اول عربوں کا قبضہ ہوا تو نجد بھی ایک صوبہ قرار پایا مامون عباسی کے زمانہ میں ابراہیم بن زیاد [illegible] نے عباسی گورنر اسحاق بن [illegible] کو یہاں سے نکال کر اپنی آزاد حکومت قائم کر لی ۲۰۳ھ میں مامون نے یمن کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ایک حصہ [illegible] تک جس کا گورنر محمد بن عبداللہ بن زیاد کو مقرر کیا گیا۔ اس نے بنو زیادی خاندان کی حکومت قائم کر لی) دوسرا حصہ ..... جو [illegible] حضرموت وغیرہ پر مشتمل تھا۔ یہ حصہ حبشی غلاموں کے عہد میں خاندان بنو نجاح کے قبضہ میں چلا گیا جو زیادی خاندان کا جانشین تھا اس کے بعد یہ علاقہ جنگوں کا مرکز رہا۔ یہاں تک کہ ۱۰۴۵ھ میں [illegible] یہاں کا خود مختار امام ہو گیا اور اس نے نجد کو اپنا مرکز قرار دیا۔ اس کے بعد ترکوں اور انگریزوں کے درمیان عرصہ تک کشمکش رہی لیکن یہ امامت بدستور قائم رہی

شام و عراق | ایشیا کی مسلم حکومتیں کئی دور میں تقسیم کی جا سکتی ہیں: عرب خلیفاؤں کی حکومت سلاجقہ کے حملے سے قبل سلاجقہ سے پہلے ایران اور ماوراء النہر کے خاندانوں کی حکومتیں سلجوقی فوجوں کی قائم کی ہوئی حکومتیں جو سلاجقہ کے زوال کے بعد رونما ہوئیں اور مغلوں کے حملے تک باقی رہیں سلاجقہ کے مغربی جانشین اور خصوصیت کے ساتھ ترکی کے سلاطین عثمانیہ کی حکومتیں چنگیز خاں کی مغل حکومت اور اس کی شاخیں ایران کی وہ حکومتیں جو مغلوں کے انحطاط کے بعد قائم ہوئیں۔ تیموری نسل کی یا وہ حکومتیں جو مغلوں کے سابق خاندان کے زوال کے بعد ماوراء النہر میں قائم ہوئیں ہندوستان و افغانستان کی مسلم حکومتیں۔

حمدانیین (موصل، حلب وغیرہ) یہ خاندان عرب کے قبیلہ تغلب سے تعلق رکھتا ہے اور موصل کے جوار میں آباد تھا اس کے ایک فرد حمدان بن حمدون نے سنہ ۲۶۰ھ میں یہاں کی سیاسیات میں نمایاں حصہ لیا اور سنہ ۲۸۱ھ میں شہر ماردین پر قابض ہو گیا لیکن سنہ ۲۹۲ھ میں خلیفہ المعتضد نے اسے یہاں سے نکال کر عبداللہ بن حمدان کو صوبہ موصل کا گورنر مقرر کیا اور اسی وقت سے حمدانیوں کی قوت بڑھنے لگی۔ سنہ [illegible]ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کا گورنر بنایا گیا اور اس کی موت پر (سنہ [illegible]ھ) اس کے بھائی داؤد کو یہ عہدہ دیا گیا سنہ ۳۰۱ھ میں سعید بن حمدان نہاوند کا گورنر مقرر ہوا اور اس خاندان کے دوسرے افراد کو بھی معزز عہدے دیے گئے۔ عبداللہ نے اپنے بیٹے حسن کو موصل میں اپنا نائب مقرر کیا اس نے موصل کے علاوہ دیار ربیعہ اور دیار بکر پر بھی اپنا اقتدار قائم کیا۔ سنہ ۳۳۰ھ میں دربار خلافت کی طرف سے اسے ناصر الدولہ کا خطاب عطا ہوا اور اس کے بھائی علی کو سیف الدولہ کا جو واسطہ کا گورنر تھا۔ اس نے اخشیدیوں سے سنہ ۳۳۳ھ میں حلب چھین لیا اور رومیوں سے ٹکر لیتا رہا یہ حمدانی شیعہ تھے اور سیف الدولہ فاطمی خاندان کا مطیع تھا ان دونوں بھائیوں کے مرنے پر فاطمیین نے سیف الدولہ کے پوتے سے شام کا علاقہ لے لیا اور بویہ خاندان نے عبداللہ کے پوتے اور حسن کے بیٹے ابوتغلب سے عراق لے لیا (سنہ [illegible]ھ)۔

مرداسیین (حلب) سنہ ۴۱۴ھ – سنہ ۴۷۲ھ حکومت = ۵۸ سال۔ فرمانروا = ۹

سنہ ۱۰۲۳ء اور سنہ [illegible]ء کے درمیان اسد الدولہ ابو علی صالح بن مرداس نے جو قبیلہ بنی کلاب سے تعلق رکھتا تھا جوار حلب میں تاخت کا سلسلہ جاری رکھا اور وہاں کے لوگوں نے فاطمی گورنر سے بغاوت کر کے حلب کا شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ جب سنہ ۴۲۰ھ میں مصری فوجوں کے ہاتھ سے قتل ہوا تو اس کا بیٹا شبل الدولہ نصر اس کا جانشین ہوا لیکن سنہ ۴۲۹ھ میں فاطمی فوج نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پانچ سال کے بعد صالح کے دوسرے بیٹے معز الدولہ ثمال نے جو رحبہ کا گورنر تھا مصر کی فاطمی حکومت سے حلب لے لیا۔ سنہ [illegible]ھ میں ثمال کو حلب

چھوڑنا پڑا اور اس کے بھائی عطیہ نے رحبہ پر قبضہ کر لیا مگر اس سنی فاطمی حکومت کو بھی رشید الدولہ (شبل الدولہ کے
بیٹے) نے ختم کر دیا۔ دوسرے سال اس کے چچا معز الدولہ نے رشید الدولہ کو نکال کر حلب اس کے بھائی عطیہ کے
سپرد کر دیا۔ رشید الدولہ نے اسی سال پھر حلب پر قبضہ کر لیا اور عطیہ نے رحبہ لے لیا مگر ۴۷۲ھ میں عطیہ کو
عقیلی خاندان کے ایک سردار مسلم بن قریش نے نکال دیا۔ ۴۶۸ھ میں رشید الدولہ کی جگہ اس کا بیٹا جلال الدولہ
تخت نشین ہوا جس نے بوزنطینیوں سے [illegible] لے لیا اور جلال الدولہ کا بھائی سابق [illegible]
حلب پر قابض رہا یہاں تک کہ عقیلی خاندان نے اسے فتح کر لیا۔

عقیلی خاندان (موصل وغیرہ) ۳۸۰ھ تا ۴۸۹ھ (۹۹۰ء تا ۱۰۹۶ء) حکومت ۱۰۰ سال فرمانروا ۷

قبیلہ بنی کعب کی پانچ شاخوں میں ایک شاخ عقیلی بھی تھی جب قبیلہ بنی کعب اسلام لے آیا تو اس کی شاخیں شام، عراق، شمالی
افریقہ اور اندلس تک پہنچ گئیں۔ عہد عباسیہ میں عراق عقیلیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی ایک شاخ بنو منتفق [illegible]
کے جوار میں ایک دلدلی علاقہ بطیحہ میں آباد ہو گئی تھی۔ [illegible] ایک سردار حسام الدولہ کو [illegible]
[illegible] آل بویہ [illegible] [illegible] کے زمانہ
میں عقیلیوں کی حکومت بغداد سے حلب تک [illegible] ان کے [illegible] موصل کو ایک ترکی سردار قوام الدولہ
کربوقا نے ۴۸۹ھ میں فتح کر کے سلجوقی حکومت میں شامل کر دیا۔ جب عراق میں عقیلی خاندان کی قوت ختم ہو گئی
تو وہ پھر اپنے اصلی مقام بحرین چلے آئے۔

مروانی (دیار بکر) ۳۸۰ھ تا ۴۸۹ھ (۹۹۰ء تا ۱۰۹۶ء) حکومت ۱۰۶ سال فرمانروا ۵

جب ۳۸۰ھ میں [illegible] کے گورنر باذ کا انتقال ہوا تو اس کا بھانجا ابو علی حسن بن مروان الکردی
(النسل) اس کا جانشین ہوا جس کی ریاست میں دیار بکر کے متعدد مقامات مثلاً آمد، ارزن، میافارقین اور [illegible] شامل تھے
اس کے جانشین نے مصر کی فاطمی خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد [illegible] حلب
کی حکومت بھی [illegible] کی سرداری [illegible] آل بویہ کے اقتدار کو بھی تسلیم کر لیا تھا لیکن آل سلجوق کے حملہ کے بعد یہ حکومت
ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

مزیدی (بنو اسد) ۳۵۰ھ تا ۵۴۵ھ حکومت ۱۹۵ سال فرمانروا ۸

بنو مزید قبیلہ بنو اسد کی ایک شاخ تھی جو [illegible] سے دریائے دجلہ کے [illegible] سال تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس
خاندان کے [illegible] صدقہ اول نے ۴۹۵ھ (۱۱۰۱ء) میں ایک شہر حلہ کے نام سے [illegible] اسے اپنا مرکز بنایا۔
اس نے بڑی خوبصورت [illegible] عمارات [illegible] تعمیر کیں [illegible] تاریخ [illegible] کا ایک [illegible] سپرد
جس کی شاعروں اور مورخوں نے بڑی تعریف کی ہے۔ [illegible] بعد اس خاندان کا زوال شروع ہو گیا اور

۲۵۵ھ میں خلیفہ مستنجد نے قبائل بنی اسد پر حملہ کر کے چار ہزار افراد قتل کر دیئے اور وزارت سے لیکر عراق تک میدان
صاف کر دیا۔ اس خاندان کے بعد بطیحہ کا خاندان آل بو منتفق ملک کے ایک حصہ پر قابض ہو گیا لیکن بعد کو ترکوں
نے اسے بھی ختم کر دیا۔ **ایران و ماوراء النہر (ایرانی دور)** جیسا کہ مامون رشید (عباسی خلیفہ نے) جس کی ماں ایرانی
تھی اپنے بھائی امین الرشید کو خراسانی فوجوں کی مدد سے معزول کر کے عنان خلافت خود اپنے ہاتھ میں لی تو اسکے
دربار میں ایرانیوں کا اثر بہت بڑھ گیا اور تمام صوبوں کی گورنری ایرانی سرداروں اور سپہ سالاروں کے ہاتھ آ گئی اور
رفتہ رفتہ انہوں نے اتنی قوت حاصل کر لی کہ بعد کو مامون اور اس کے جانشینوں کو قابو رکھنا دشوار ہو گیا اور ان کے
مختلف خاندان حکمران بن بیٹھے جو برائے نام خلافت کے ماتحت تھے۔ ان میں بعض خاندان مثلاً آل بویہ شیعہ تھے
یہ دور اگرچہ ایرانی دور تھا لیکن تمام خاندان ایرانی النسل نہ تھے خاندان ابو دلف عرب تھا حسنویہ کرد تھے الپ
خانی ترک تھے لیکن زیادہ حکمران خاندان ایرانی ہی تھے۔ **دلفیین (کردستان) سنہ ۲۱۰ھ تا ۲۸۵ھ حکومت**
۷۴ سال (افراد ۵) ابو دلف عجلی خلیفہ امین الرشید کے زمانہ میں ہمدان کا گورنر تھا اس کے بعد اسکا بیٹا عبدالعزیز
اور پھر اس کے پوتے پڑپوتے جانشین ہوئے عمر بن عبدالعزیز نے ۲۸۵ھ میں اصفہان اور نہاوند تک اپنی حکومت وسیع
کر لی اس خاندان کے بعد خلافت کی طرف سے دوسرے خاندان کے گورنر مقرر کئے گئے۔ **ساجیین (آذربیجان)**
۲۷۶ھ تا ۳۱۸ھ حکومت ۴۲ سال افراد ۴ ابو ساج دیوداد کوفہ اور اہواز کا گورنر تھا جب اس کا
۲۶۶ھ میں انتقال ہوا تو اس کا لڑکا محمد افشین حجاز کا گورنر تھا لیکن بعد کو ۲۷۶ھ میں انبار سپرد کیا گیا ۲۷۹ھ
میں آذربیجان بھیج دیا گیا اور ۲۸۵ھ میں آرمینیا بھی اس کی گورنری میں دے دیا گیا اس کے مرنے پر اس کے بھائی
یوسف نے جو ۳۰۱ھ میں والی مکہ تھا محمد کے بیٹے دیوداد کو ہٹا کر آرمینیا اور آذربیجان کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے
لی یوسف نے ۳۰۴ھ میں رے پر حملہ کیا تو خلیفہ نے اسے قید کر دیا لیکن بعد کو ۳۱۰ھ میں اس نے دوبارہ بحال کر دی
اس کے بعد اس خاندان [illegible] ۳۱۸ھ [illegible] ۳۱۹ھ میں آذربیجان کی حکومت
مفلح کے سپرد کر دی گئی جو یوسف کا غلام تھا۔ **(طولونین)** اموی خلافت کے دور میں عمر بن عبدالعزیز ایک
[illegible] نے طغرل کو تسلیم کیا اور اس نے دس ہزار دینار [illegible] تقسیم کرنے کے لیے
[illegible] عباسی خلافت میں [illegible] مامون الرشید [illegible] علی الرضا کو اپنے بعد [illegible]
[illegible] المتوکل [illegible] **طاہرین (طبرستان) ۲۰۵ھ تا ۲۵۹ھ**
حکومت ۵۴ سال افراد ۷ [illegible] ان کے دوسرے
[illegible]
[illegible]

یہاں جب انہوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تو وہ وہاں کے حکمران ہو گئے۔ اپنے نام کے سکے جاری کئے اور ۲۶ سال تک یہاں حکومت کی جب سامانیوں نے انہیں یہاں سے نکالا تو علوی خاندان کے دوسرے افراد کا جھگڑا دیلم میں زیادہ اقتدار قائم تھا کہ ابو الفضل جعفر ثائر فی اللہ نے اپنے نام کا سکہ بھی جاری کر دیا۔

طاہری خاندان (خراسان) ۲۰۵ھ تا ۲۵۹ھ حکومت ۵۴ سال افراد ۵ [illegible]

طاہر ذوالیمینین، مامون رشید کا مشہور جرنیل تھا جسے خلیفہ نے ۲۰۵ھ میں خراسان کا گورنر بنا دیا تھا اس نے یہاں ایک آزاد حکومت قائم کی اس خاندان نے صوبہ خراسان میں کسی اور صوبہ کو شامل کرنے کی کوشش نہیں کی اور خراسان ہی کے اندر ان کی سلطنت محدود رہی یعقوب صفاری کی حکومت کے بعد یعقوب [illegible] صفاری نے اس خاندان کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔

صفاریین (فارس) ۲۵۴ھ تا ۲۹۰ھ حکومت ۳۶ سال افراد ۳ | یعقوب بن لیث صفار

قزاقوں کا ایک سرگروہ تھا جو قسمت سے صوبہ سیستان کا [illegible] اسکے گورنر کے یہاں [illegible] پہنچ گیا اور [illegible] ۲۵۴ھ [illegible] ہو گیا۔ پہلے ہی سال اس نے ہرات شیراز کو اپنے قلمرو میں شامل کر لیا [illegible] ۲۵۹ھ میں طاہری خاندان سے خراسان بھی لے لیا۔

خاندان سامانی (فارس و ماوراء النہر) ۲۶۱ھ تا ۳۸۹ھ حکومت ۱۲۸ سال افراد ۱۰

سامانی نسل کا ایک سردار [illegible] سامان [illegible] اسلام اختیار کیا اور اپنے بیٹے کا نام [illegible] خلیفہ مامون کے زمانے میں [illegible] پیدا کیا اور [illegible] [illegible] نوح کے بعد [illegible] میں صفاریوں سے خراسان [illegible] اعظم سے [illegible] حکومت [illegible] جانشین [illegible] لگے اور [illegible]

اور دربار میں ترکی غلاموں کا اثر بڑھنے لگا انھیں میں سے ایک الپ تگین تھا جس نے غزنوی حکومت کی بنیاد ڈالی اور ۳۸۹ھ میں ماوراء النہر کے جنوبی حصہ پر قابض ہو گیا دوسرا ترکستان کا ایلک خانی خاندان تھا جس نے شمالی حصہ پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی حکومت فرغانہ سے لیکر سرحد چین تک وسیع کر لی اس نے پھر ماوراء النہر پر حملہ کر کے ۳۸۲ھ میں بخارا بھی لے لیا اور ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) میں سامانی حکومت کو ختم کر دیا مگر اس کا تمام مستقبل اس کے بعد بھی ۵۹۵ھ تک حصول تخت و تاج کے لئے لڑتا رہا۔

ایلک خانی (ترکستان) ۳۲۰ھ — ۵۹۵ھ (۹۳۲ء — ۱۱۹۹ء) مدت ۲۳۴ سال افراد ۱۶

اس خاندان کے حالات بہت کم معلوم ہیں ان کا پایہ حکومت کاشغر تھا اور انہوں نے ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) میں سامانیوں سے ماوراء النہر لے لیا تھا انہوں نے جنوبی ماوراء النہر کا علاقہ لینے کی بھی کوشش کی لیکن محمود غزنوی نے ۳۹۸ھ (۱۰۰۸ء) میں ان کو شکست دی پھر ماوراء النہر کاشغر اور مشرقی تاتار سے آگے بڑھے منگولوں کے زمانہ تک ماوراء النہر کے متعدد قبائل نے اپنی اپنی حکومتیں قائم کر لی تھیں انھیں میں سے ایک سلجوقی خاندان بھی تھا۔

زیاریین (جرجان) ۳۱۶ھ — ۴۳۴ھ (۹۲۸ء — ۱۰۴۲ء) حکومت ۱۱۸ سال افراد ۹

بحر خزر (کاسپین) کے جنوبی ساحل پر خلفاء کا اثر ہمیشہ کم رہا علویین نے البتہ اس علاقہ میں اپنا اقتدار بار بار قائم کیا۔ سامانیوں کا بھی یہاں اثر کبھی رہا ان حالات سے فائدہ اٹھا کر مرداویج بن زیار نے طبرستان اور جرجان میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اصفہان و ہمدان پر بھی قبضہ کر لیا اور حلوان تک بڑھتا چلا گیا (۳۱۶ھ/۹۲۸ء — ۳۲۳ھ/۹۳۵ء) یہ بویہ خاندان کا سرپرست تھا اس لئے اس نے علی بن بویہ کو کرج کا پہلا گورنر بنایا اور آخر کار جب بویہ خاندان نے عروج کیا (۳۲۳ھ) تو زیاریوں کی حکومت جرجان اور طبرستان کی حدود تک محدود ہو گئی اور قابوس کو اٹھارہ سال کے لئے جلاوطن کر دیا گیا جب یہ جلاوطنی سے لوٹا تو اس نے گیلان اور اپنا کھویا ہوا صوبہ بھی واپس لے لیا اور یہاں اس کی اولاد نے غزنویوں کی آمد تک حکومت کی۔

حسنویہ (کردستان) ۳۴۸ھ — ۴۰۶ھ (۹۵۹ء — ۱۰۱۵ء) حکومت ۵۸ سال افراد ۳

حسنویہ بن حسین کرد قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جنوبی ہمدان کے پہاڑی علاقہ میں اس قبیلہ نے اپنا اقتدار قائم کر کے کردستان کے بڑے حصہ پر جس میں دینور، ہمدان، نہاوند اور قلعہ سرماج شامل تھے قبضہ کر لیا اور اتنا اثر پیدا کیا کہ آل بویہ بھی اسے چھیڑنے کی ہمت نہ کرتے بلکہ بویہ خاندان کے دوسرے فرمانروا عضد الدولہ نے بدر بن حسنویہ کو اپنے باپ کے صوبہ کا گورنر بھی بنا دیا اس کے بعد جب بویہیوں کا اقتدار ہمدان اور اصفہان میں ختم ہو گیا یہاں تک کہ

دربار خلافت کی طرف سے اسے ناصر الدولہ کا خطاب ملا یہ دیکھ ہوشیار تھا اس کے بعد جانشین ہوا لیکن جو خاندانی روایات کو قائم نہ رکھ سکا اور ایک سال کے بعد ہی عضد الدولہ بویہ نے اسے قتل کرا دیا۔

خاندان بویہ ۳۲۰ھ تا ۴۵۴ھ حکومت ۱۳۵ سال افراد = ۲۱ یہ ایرانی خاندان تھا۔ اس کا بانی ابو شجاع بویہ تھا جو قبیلہ دیلم کا ایک معمولی فرد تھا اور ابو شجاع اسی قبیلہ کا سردار تھا جس نے علویوں اور سامانیوں کی باہمی جنگ میں نمایاں حصہ لیا تھا لیکن بویہ حکومت کی بنیاد اس کے تین بیٹوں نے ڈالی یعنی علی حسن اور احمد۔ ۳۲۰ھ میں جب زیاری حکومت عروج پر تھی مرداویج بن زیار کے عہد حکومت میں علی کرج کا گورنر مقرر ہوا جب اس نے عباسی خلیفہ قاہر کی فوج کو شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا تو مرداویج ڈر گیا کہ کہیں یہ خود اس پر حاوی نہ ہو جائے اور اصفہان پر خلیفہ کو واپس کر دیا یہ بات علی کو ناگوار ہوئی اس وقت حالت یہ تھی کہ ایران کو عباسی [illegible] خالی کر چکی تھیں اور بویہ خاندان ۳۲۲ھ میں علی قبضہ کر چکا تھا دوسری طرف اس کا بھائی حسن عرب فوجوں کو کرمان سے نکال چکا تھا اس لئے ان دونوں بھائیوں نے مل کر شیراز پر قبضہ کر لیا اور مرداویج کو قتل کرا دیا (۳۲۳ھ) اس کے بعد سب سے علاقہ پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارس کی حکومت مل گئی تب بائی حسن اور احمد نے کرمان فتح کر کے دسمبر ۳۳۴ھ میں بغداد کے اندر داخل ہو گیا خلیفہ مستکفی باللہ نے اس کو معز الدولہ کا خطاب دے کر امیر الامراء بنا دیا اس کے ساتھ اس کے ایک بھائی علی کو عماد الدولہ اور دوسرے بھائی حسن کو رکن الدولہ کا خطاب عنایت کیا اس کے چند ہفتہ بعد جمادی الثانی ۳۳۴ھ میں معز الدولہ نے خلیفہ کو اندھا کر کے المقتدر کے بیٹے ابو القاسم الفضل کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ ۳۳۸ھ میں عماد الدولہ کا انتقال ہوا اور چونکہ اس کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے رکن الدولہ خاندان کا سربراہ تسلیم کیا گیا اور اس کے بیٹے عضد الدولہ کو فارس کا حکمران بنا دیا گیا لیکن اس کے بعد خاندان کے اندر [illegible] شروع ہو گئی۔ جب معز الدولہ کا انتقال ہوا (۳۵۶ھ) تو اس کا بیٹا [illegible] تسلیم کر لیا لیکن یہ اتنی [illegible] کوئی بھی نہ رکھ سکا اور مجبوراً اسے [illegible] عضد الدولہ [illegible] حاصل کرنا پڑی۔ اس نے فوج بھیجی [illegible] بختیار کو قید کر کے اس کی حکومت پر بھی قبضہ کر لیا تاہم رکن الدولہ نے بیچ میں پڑ کر بختیار کو دوبارہ حکومت دلا دی۔ چونکہ رکن الدولہ اپنی وفات کے وقت (۳۶۶ھ) [illegible] سلطنت اپنے بیٹوں [illegible] فخر الدولہ اور مؤید الدولہ میں تقسیم کر گیا تھا اس لئے ان بھائیوں [illegible] پوری سلطنت [illegible]

...... مؤید الدولہ کو اصفہان کا گورنر بنا دیا
نے قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنے ایک بھائی مؤید الدولہ کو اصفہان کا گورنر بنا دیا لیکن جب عضد الدولہ نے اختیار کی تو چاہا
اور دوسرے بھائی معز الدولہ کو میدیا دے دیا ......
کو شکست دے کر سارے عراق پر قبضہ کر لیا تو فخر الدولہ سے میدیا بھی لے لیا جو بعد کو بھاگ کر خراسان
چلا گیا اس طرح عضد الدولہ کا اقتدار ساری حکومت پر قائم ہو گیا اس نے ۳۷۲ھ (۹۸۲ء) میں انتقال کیا
اور اپنے بعد اپنے تین بیٹے چھوڑے شرف الدولہ، صمصام الدولہ، بہاؤ الدولہ اور جب باپ کے
مرنے پر ان میں بھی لڑائی ہوئی تو لوگوں نے فخر الدولہ کو خراسان سے واپس بلایا اور اسے میدیا
طبرستان اور جرجان کا فرمانروا بنا دیا اور عضد الدولہ کے بیٹوں میں جو لڑائی شروع ہوئی تھی اس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ بہاؤ الدولہ کامیاب ہوا (۳۸۰ھ / ۹۹۰ء) بہاؤ الدولہ نے بھی اپنے بعد (۴۰۳ھ / ۱۰۱۲ء) چار بیٹے
چھوڑے سلطان الدولہ، مشرف الدولہ، قوام الدولہ، جلال الدولہ اور سلطنت ان میں تقسیم ہو کر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس دوران میں ترکی اور دیلمی فوجوں میں باہمی کشمکش شروع ہو گئی جس نے خلفا کو بہت
کو اور زیادہ کمزور کر دیا۔ یہاں جلال الدولہ کی حکومت ختم ہوئی اس کے بعد فخر الدولہ کا اقتدار ختم ہوا
اور ۳۸۸ھ (۹۹۸ء) میں قابوس بن وشمگیر نے جرجان اور طبرستان فتح کر لیا اور دس سال بعد کاکویہ کے کرد خاندان
نے اصفہان و ہمدان لے لیا اور ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) میں فخر الدولہ کے بیٹے مجد الدولہ کو محمود غزنوی گرفتار کر کے
خراسان لے گیا۔ سلطان الدولہ کے بعد اس کا بیٹا عماد الدولہ تخت نشین ہوا اس کا زمانہ غنیمت گزرا لیکن
اس کے انتقال پر (۴۴۰ھ / ۱۰۴۸ء) پھر آپس میں آویزش شروع ہو گئی۔ بغداد میں اس وقت شیعہ سنیوں کی
لڑائی چھڑی ہوئی تھی اور دوسری طرف عماد الدولہ کے دو بیٹے (خسرو فیروز اور فولاد سلطان) ایک دوسرے
سے دست و گریباں تھے فولاد سلطان بھاگ کر سلجوقیوں سے مل گیا اور خسرو فیروز کو امیر عراق تسلیم کیا گیا
اس کے بعد ۴۴۷ھ (۱۰۵۵ء) میں سلجوقی سلطان طغرل بیگ بغداد میں داخل ہوا اور بویہ خاندان کی حکومت ہمیشہ
کے لیے ختم ہو گئی اور بویہ خاندان کے آخری امیر خسرو فیروز نے قید خانہ میں جان دی۔ بویہ خاندان
میں صرف عضد الدولہ ایسا امیر گزرا ہے جس نے ملک کی بہبود و فلاح کی طرف توجہ کی اس نے مساجد تعمیر
کرائیں شفاخانے بنوائے نہریں اور گنبدوں کی درستی کرائی خانقاہیں قائم کیے شاعروں اور
ادیبوں کی بھی قدر کی لیکن اس کے بعد جلد ختم ہو گیا اور اس کے بعد ہی یہ خاندان کا زوال شروع ہو گیا
حکمران
بویہ خاندان کے حکمرانوں کے صرف نام درج کیے جاتے ہیں
بویہ خاندان دیلمیان ......

فارس | عضد الدولہ، شرف الدولہ، صمصام الدولہ، بہاء الدولہ تا ۱۰۵۵ء

آل کاکویہ (کردستان) ۳۹۸ھ - ۴۴۳ھ حکومت ۴۵ سال فرمانروا ۲ | محمد بن دشمن

زیار المعروف بہ ابن کاکویہ مجد الدولہ بویہی فرمانروائے ہمدان کا چچا زاد بھائی تھا اس نے ۳۹۸ھ میں بہاء الدولہ (بویہی) کو معزول کرکے اسکی سلطنت پر قبضہ کرلیا۔ اس سے قبل ۳۸۸ھ میں وہ اصفہان بھی لے چکا تھا۔ اس خاندان نے اصفہان، ہمدان، شیراز، نہاوند وغیرہ میں حکومت کی حتی کہ طغرل بیگ نے ۴۴۳ھ میں اسے ختم کردیا

سلجوقیان (مغربی ایشیا) ۴۲۹ھ - ۵۵۲ھ حکومت ۱۲۶ سال

اسلامی حکومت کی تاریخ میں ترک سلجوقوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے جس وقت یہ رونما ہوئے حکومت خلافت ختم ہو چکی تھی اور متعدد خاندانوں نے اپنی اپنی حکومتیں قائم کرلی تھیں اور مصر کی فاطمی حکومت کے سوا کوئی دوسری حکومت ایسی نہ تھی جو واقعی شاہانہ اقتدار رکھتی ہو۔ اسپین، افریقہ اور مصر عرصہ ہوا خلافت بغداد کے ہاتھ سے نکل چکے تھے شمالی شام اور عراق عرب سرداروں کے قبضہ میں تھے اور فارس آل بویہ میں بٹ گیا تھا یہی وقت تھا کہ ترک سلجوقیوں کا حملہ شروع ہوا یہ خانہ بدوش لوگ تھے جو تہذیب و تمدن سے نا واقف تھے اور مذہب کا بھی کوئی صحیح تصور ان کے سامنے نہ تھا۔

جب یہ مسلمان ہوگئے تو تازہ مذہبی جوش کے زیر اثر انہوں نے اسلامی حکومت کے تمام افتراق و انتشار کو دور کرنے کا عزم کیا اور فارس، عراق، شام اور ارض روم کی تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ختم کرکے دور طوائف الملوکی کو مٹایا اور افغانستان کے مغربی حدود سے لیکر روم تک ایک وسیع سلطنت قائم کردی جس کا فرمانروا ایک ہی تھا انہوں نے مسلمانوں میں نئی زندگی پیدا کردی اور مجاہدین کی ایک زبردست پرجوش جماعت پیدا کرکے بازنطینی حکومت کی خلاف ایک آہنی دیوار قائم کردی اور صلیبی جنگوں کو عیسائیوں کے لئے ناکام بنا دیا۔ سلجوق بن یکاک ایک ترکمانی سردار تھا جو خان ترکستان کا ملازم تھا اس نے اپنے تمام افراد قبیلہ کے ساتھ جند کے ایک مقام کی طرف ہجرت کی اور یہیں پر قبیلہ اسلام لایا۔ سلجوق اس کے بیٹوں اور پوتوں نے ان لڑائیوں میں نمایاں حصہ لیا جو سامانیوں، آل سامانیوں اور غزنویوں میں ہو رہی تھی اور سلجوق کے پوتوں طغرل بیگ اور چغر بیگ نے خراسان پر حملہ کرکے غزنوی فوجوں کو شکست دی اور بہت سے اہم مقامات پر قبضہ کرلیا اور ۴۲۹ھ میں مرو کی مسجد میں چغر بیگ داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور نیشاپور میں طغرل بیگ

...نام کا اس کے بعد ہی فتح جرجان، طبرستان اور خوارزم پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا، اور جبال، ہمدان، ہواز، حلوان، رے اور اصفہان بھی ۴۳۴ھ اور ۴۴۷ھ کے درمیان اس کی حکومت میں شامل ہو گئے طغرل بیگ ۴۴۷ھ میں بغداد میں داخل ہوا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ الغرض سلاجقہ کی کامیابی ایک سیلاب کی طرح آئی اور تمام مغربی ایشیا افغانستان کی سرحد سے لیکر ارض روم کی یونانی حکومت اور مصر کی فاطمی حکومت تک ۴۷۰ھ سے پہلے ہی زبردست اسلامی حکومت قائم ہو گئی لیکن طغرل بیگ الپ ارسلان اور ملک شاہ کے بعد ملک شاہ کے دو بیٹوں برکیارق اور محمد میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور اس طرح یہ وسیع سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر متعدد خاندانوں میں تقسیم ہو گئی۔ ہر چند مرکزی حکومت کا اقتدار جو صرف خراسان تک محدود تھی، کسی نہ کسی حد تک پھر بھی قائم رہا لیکن جب آخری فرمانروا سنجر کا انتقال ہوا (۵۵۲ھ / ۱۱۵۷ء) تو یہ رہا سہا اقتدار بھی ختم ہو گیا۔ اس خاندان کی شاخوں میں کرمان، عراق، شام اور ارض روم کے خاندان زیادہ اہم تھے۔ ان کے علاوہ آذربیجان، ترکستان میں بھی چھوٹے چھوٹے خاندان حکمران تھے مشرق میں سلجوقی حکومت کو خوارزم شاہ نے ختم کیا، آذربیجان، فارس، عراق اور دیار بکر میں جو [illegible] افسروں اور اتابکوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنا لیں۔ ارض روم کی حکومت عثمانی ترکوں کی آمد ۷۰۰ھ تک قائم رہی۔

سلاجقہ عظام ۴۲۹ھ/۱۰۳۷ء ... ۵۵۲ھ/۱۱۵۷ء حکومت = ۱۲۳ سال افراد = ۸

سلاجقہ کرمان ۴۳۳ھ/۱۰۴۱ء – ۵۸۳ھ/۱۱۸۷ء حکومت – ۱۴۸ سال افراد = ۱۱ ✚

سلاجقہ شام ۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء – ۵۱۱ھ/۱۱۱۷ء حکومت ۲۴ سال افراد = ۴ ✚

سلاجقہ عراق و کردستان ۵۱۱ھ/۱۱۱۷ء – ۵۹۰ھ/۱۱۹۴ء حکومت = ۷۹ سال افراد ۹

سلاجقہ ارض روم ۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء – ۷۰۰ھ/۱۳۰۰ء حکومت = ۲۲۴ سال افراد = ۱۸

شاہان حشیشین ۴۸۳ھ/۱۰۹۰ء – ۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء حکومت = ۱۶۶ سال افراد = ۸ ✚ یہ نام اس اسماعیلی جماعت کا ہے جس نے سلجوقیوں کے زمانہ میں شام وغیرہ میں بعض کوہستانی قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا یہ نام ان کا اس لئے پڑا کہ یہ اپنے فدائیوں یا مریدوں کو حشیش یا بھنگ پلا کر ترغیب و جہاد کی طرف مائل کرتے تھے ان کی تاریخ اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب حسن بن الصباح نے ۴۸۳ھ/۱۰۹۰ء میں قلعہ الموت پر قبضہ کر کے اپنے مسلک کی تبلیغ شروع کی اور ایران کے متعدد کوہستانی قلعوں پر قبضہ کر لیا اس کا طریق کار یہ تھا کہ اپنے مخالفوں کو کسی نہ کسی طرح سے فدائی کے ذریعہ قتل کرا دیتا تھا چنانچہ اسی سلسلہ میں اس نے سلجوقی وزیر نظام الملک کو بھی قتل کرا دیا (۴۸۵ھ/۱۰۹۲ء) اس کے بعد ہی جب ملک شاہ سلجوقی کی وفات ہوئی تو سلجوقی حکومت

حکومت سے دلوں میں پیدا ہو گئے۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں سلجوقی جنگوں کی وجہ سے دوسری مسلم حکومتوں میں بھی انتشار رونما ہوا اور ان تمام حالات سے حسن بن صباح نے فائدہ اٹھایا اور ایک زبردست قوت پیدا کر لی۔ جب سلجوقی سلطان محمد اول تخت نشین ہوا تو اس نے جماعت حشیشین کی قوت توڑنے میں بڑی سرگرمی دکھائی اس وقت قلعہ دیزکوہ (اصفہان کے قریب) اس جماعت کے ایک مشہور لیڈر ابن عطاش کے قبضہ میں تھا (حسن بن صباح اس کے مریدوں میں تھا) سلجوقی فوجوں نے بڑی دقت سے قلعہ فتح کر کے قلعہ الموت کا محاصرہ کیا لیکن اتفاق سے اسی وقت محمد کا انتقال ہو گیا (۵۱۱ھ) اور قلعہ کا محاصرہ اٹھا لیا گیا اس کے بعد سات سال تک حسن بن صباح زندہ رہا جب ۵۱۸ھ میں اس کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنا جانشین بزرگ امید رودباری کو مقرر کیا اور اس طرح الموت کی حکومت رودباری کے خاندان میں منتقل ہو گئی

(۱) خوارزمی خاندان [illegible] حکومت ۷۹ سال (ازادہ)

ترکانی خاندان تھا اس کا مورث اعلیٰ نوشتگین غرجہ [illegible] سلجوقی سلاطین کے ساقی کی حیثیت سے ابتدا کی اور اپنی ایک خود مختار حکومت قائم کر لی جس کا پایۂ تخت خیوا تھا [illegible] میں اس کا انتقال ہوا (حسب بیان ابو الفتوح اصفہانی؛ سالنامہ صاحب [illegible] کے بیان کے مطابق اس کا انتقال اس سے کچھ پہلے ہو گیا تھا) اس کے بعد اس کا بیٹا [illegible] تخت نشین ہوا اس نے سلجوقی جنگوں میں بڑا کامیاب حصہ لیا اور [illegible] حکومت کے بعض اضلاع [illegible] اس کے بعد اس کا بیٹا تکش [illegible] میں اس نے [illegible] کر کے [illegible] حکومت [illegible] اور روانہ ہو گیا [illegible] علاؤ الدین محمد تخت نشین ہوا [illegible] کے فرمانروا [illegible] ارسلان [illegible] کی حکومت تھی [illegible] اس کی وفات ہوئی اور اس کی حکومت [illegible] سلطنت [illegible] ارسلان [illegible] سلجوقی [illegible] کی حکومت فوجی حکومت تھی [illegible] سے تعلق نہ رکھتا تھا [illegible] اپنے ساتھ رکھی اور [illegible] ترکوں کا اثر بہت بڑھ گیا اور جب سلجوقیوں کی حکومت میں [illegible] اور سرگرم تو انہوں نے خود اپنی حکومتیں قائم کرنا شروع کیں [illegible] سلجوقی [illegible]

اور اس کے ولیعہد دقاق کا اتالیق بھی تھا توتوش کے مرنے پر دمشق کی حکومت کا مالک بن بیٹھا اسی
طرح عماد الدین زنگی نے جو ملک شاہ سلجوقی ثالث کے ایک مملوک کا بیٹا تھا موصل و حلب وغیرہ کی
حکومت پر قبضہ کر لیا عراق کے سلجوقی سلطان مسعود کا ایک مملوک آذربیجان پر قابض ہو گیا۔ خوارزم شاہی
سلطنت کا بانی انوشتگین سلطان ملک شاہ سلجوقی کا خادم تھا ارتوق اور تغلق اسی مملوک سپاہ کا افسر
تھے جنھوں نے دیار بکر اور فارس میں اپنی اپنی حکومتیں قائم کر لیں اسی طرح سبکتگین شہزادہ ایبک اور
اتابک کی تمام حکومتیں سب کی سب انھیں مملوکوں نے قائم کیں یہاں تک کہ بارہویں صدی عیسوی میں
اتابطوں چھوڑ کر تمام سلجوقی حکومت ترک مملوک کے پاس چلی گئی۔ (بوریہ) دمشق کا ایک حکمران خاندان
جس نے ۴۹۷ھ سے ۵۴۹ھ تک حکومت کی اس کا بانی دراصل طغتگین تھا لیکن حکومت اس
کے بیٹے تاج الملوک بوری کے نام سے چلی دمشق سلجوقی حکومت میں شامل تھا اور یہاں گورنر رہا کرتا تھا
دقاق (تابع سلجوقی شہزادہ) اور اس کے بھائی بکتاش کے زمانہ میں طغتگین دمشق کا گورنر تھا۔
۴۹۷ھ سے ۵۴۹ھ اس نے سلجوقی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر خود مختاری کا اعلان کر دیا
اس کا بیٹا تاج الملوک بوری بڑا جری شخص تھا اور عنفوان شباب سے اپنے باپ کی معیت میں اس
نے صلیبی جنگوں میں حصہ لینا شروع کیا جب یہ ۵۲۲ھ میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا تو اس کے
وزیر طاہر المزدقانی کے ذریعہ اسماعیلیہ جماعت نے ... حکومت میں کافی رسوخ حاصل کر لیا یہاں تک
کہ اسماعیلیہ جماعت کے سردار ابو الوفا نے طاہر کو اس بات پر راضی کر لیا کہ دمشق فرنگیوں کو دے دیا جائے
اور اس کے عوض TYRE لے لیا جائے جب بوری کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے وزیر طاہر کو قتل
کرا دیا اور اسی کے ساتھ دس ہزار اسماعیلیوں کو بھی جو اس وقت دمشق میں پائے جاتے تھے اسی کے ساتھ
اس نے دمشق کی مدافعت کا پورا انتظام کیا اور فرنگی فوجوں کو پسپا کر دیا لیکن اسماعیلی جماعت کے ایک
فرد نے دھوکے سے اس کو زخمی کیا (۵۲۵ھ) اور ایک سال بعد وہ انھیں زخموں کی وجہ سے مر گیا
اس خاندان کا آخری فرمانروا بوری کا پوتا مجیر الدین ابق تھا (۵۳۴ھ — ۵۴۹ھ) یہ بڑا نا اہل تھا
اور اپنے سچے خیر خواہوں کے بجائے وہ افرنگیوں پر زیادہ اعتبار کرتا تھا نور الدین زنگی حلب کے
گورنر نے یہ رنگ دیکھ کر دمشق پر قبضہ کر لیا تاکہ ایک فرنگیوں کے حوالہ نہ کر دے طغتگین سلجوقی
بوریہ اتابک دمشق) ۴۹۷ھ — ۵۴۹ھ مدت ۵۲ سال افراد ۶
دقاق کا اتالیق تھا اور سلطان توتش کا ... شہزادہ دقاق کا دمشق میں اتابک

اتابک مقرر کیا تھا۔ وفات کے بعد دمشق پر قابض ہو گیا

زنگی خاندان: اتابک [illegible] موصل و حلب [illegible] اتابک عماد الدین زنگی [illegible]

کے ترکی غلام [illegible] حلب کا گورنر تھا [illegible]

جب اس نے بغاوت کی تو اسے قتل کر دیا [illegible] زنگی موصل [illegible] کا گورنر بنا دیا گیا [illegible]

اس نے اسی سال موصل [illegible] دوسرے سال [illegible]

شام پر قبضہ کر لیا [illegible] حکومت [illegible] اس کے دو بیٹے

نور الدین محمود اور سیف الدین [illegible] سیف الدین [illegible]

عراق [illegible] بعد کو نور الدین کی [illegible] شام [illegible]

دن بعد اس کی دوسری [illegible] میں ایوبی خاندان کے

پاس چلا گیا اور دوسری [illegible] زنگی خاندان کے آخری [illegible]

کا ملک دو دور [illegible] حکومت [illegible] کے ہاتھ آئی۔

زنگی خاندان (اتابک موصل) [illegible] حکومت [illegible] سال افراد = ۱۱

زنگی خاندان اتابک شام	[illegible]	حکومت [illegible] سال	افراد [illegible]
زنگی خاندان اتابک سنجار	[illegible]	حکومت [illegible] سال	افراد [illegible]
زنگی خاندان اتابک جزیرہ	[illegible]	حکومت [illegible] سال	افراد [illegible]
بکتگین خاندان اتابک [illegible]	[illegible]	حکومت [illegible] سال	افراد [illegible]

[illegible] میں عماد الدین [illegible]

مقرر کیا۔ اس کے بعد [illegible]

کر دیے۔ جب زین الدین [illegible]

بھاگ کر حران چلا گیا اور [illegible] یوسف

کے حوالے کیا [illegible] مظفر الدین [illegible]

بھائی کی جگہ اربل [illegible] حکومت [illegible]

تقی الدین عمر کے سپرد کی [illegible] حکومت ختم ہو گئی

خاندان ارتوق (دیار بکر) ارتوق بن اکسب ترکمانی سلجوقی فوج کا ایک افسر تھا جب دمشق کے سلجوقی سلطان تتوش (فرمانروائے دمشق) نے یروشلم فتح کیا تو ارتوق کے مرنے پر (۴۸۴ھ / ۱۰۹۱ء) اس کے دو بیٹے سکمان اور ایلغازی اس کے جانشین ہوئے جب ۴۸۹ھ / ۱۰۹۶ء میں یروشلم فاطمی حکومت میں شامل ہو گیا تو سکمان رہا چلا گیا اور ایلغازی عراق پہنچ گیا۔ ۴۹۵ھ / ۱۱۰۲ء میں سلطان سلجوق محمد نے ایلغازی کو بغداد کا حاکم مقرر کیا اور سکمان کو حصن کیفا (دیار بکر) کا گورنر بنا کر بعد کو ماردین بھی اسکے سپرد کیا لیکن ۵۰۲ھ میں ماردین پھر ایلغازی کو مل گیا اور اس طرح دو ارتوقی خاندان کی دو شاخیں حصن کیفا اور ماردین میں قائم ہوئیں حصن کیفا کی شاخ نے جب بعد کو صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی تو ۵۸۱ھ میں اسے شہر عامد بھی دے دیا گیا اس خاندان کو الکامل ایوبی نے ۶۲۹ھ / ۱۲۳۲ء ختم کر دیا لیکن اس کی ایک شاخ دیار بکر میں خرت پرت پر ۵۲۱ھ / ۱۱۲۷ء سے ۶۳۱ھ / ۱۲۳۳ء تک حکومت کرتی رہی ایلغازی نے ۵۱۱ھ / ۱۱۱۷ء میں حلب پر قبضہ کر لیا اور ۵۱۵ھ / ۱۱۲۱ء میں سلجوقی سلطان محمود نے میافارقین (دیار بکر) کی گورنری بھی اسکے سپرد کر دی اس طرح ماردین اور میافارقین دونوں جگہ اس کے خاندان کی حکومت قائم ہو گئی میافارقین ۵۸۰ھ / ۱۱۸۴ء میں تیمور کے پاس چلا گیا اور ماردین کی حکومت بعد کو ایوبی خاندان میں منتقل ہو گئی ۵۱۷ھ / ۱۱۲۳ء میں حلب ایک دوسرے ارتوقی سردار ملک بن بہرام نے فتح کر لیا خرت پرت اس سے دو سال قبل پہلے ہی اس نے لے لیا تھا

آل ارتوق کیفا ۴۹۵ھ / ۱۱۰۱ء – ۶۲۹ھ / ۱۲۳۲ء

آل ارتوق (ماردین) ۵۰۲ھ / ۱۱۰۸ء – ۸۱۱ھ حکومت ۳۰۹ سال

حکومت ۱۳۱ سال افراد = ۸

شاہان آرمینا ۴۹۳ھ / ۱۱۰۰ء – ۶۰۴ھ / ۱۲۰۷ء حکومت = ۱۰۹ سال افراد = ۸ افراد = ۱

سکمان القطبی نے جو سلجوقی گورنر آذربیجان قطب الدین اسماعیل کا مملوک تھا) ۴۹۳ھ / ۱۱۰۰ء میں مردانیوں کے ہاتھ سے آرمینا کا قبضہ اخلاط چھین لیا اور اسکے خاندان میں یہ حکومت تقریباً ایک صدی تک قائم رہی۔ یہاں تک کہ ۶۰۴ھ / ۱۲۰۷ء میں ایوبیوں نے فتح کر لی۔

اتابک (آذربیجان) ۵۳۱ھ / ۱۱۳۶ء – ۶۲۲ھ / ۱۲۲۵ء حکومت = ۸۸ سال افراد = ۵

عراق کے سلجوق سلطان مسعود کا ایک ترجمان مملوک ایلدگز تھا مسعود نے اپنی بیوہ سالی کی شادی اس سے کر دی اور آذربیجان کی حکومت بھی دے دی اس کے بیٹے محمد نے عراق کی سلجوقی حکومت پر بھی اقتدار قائم کر لیا اس کے بعد اس کا بھائی قزل ارسلان نائب آذربیجان اس کا جانشین ہوا لیکن یہ قتل کر دیا گیا اور اسکے دو بھتیجے اس کی جگہ فرمانروا ہوئے

سلغری خاندان (اتابک فارس) ۵۴۳ھ / ۱۱۴۸ء – ۶۸۶ھ / ۱۲۸۷ء حکومت ۱۴۰ سال افراد = ۹

سلغر ایک ترکمانی سردار تھا جو خراسان چلا آیا تھا اور لوٹ مار کی زندگی بسر کرتا تھا بعد کو سلجوق طغرل بیگ کا ملازم ہو گیا۔ اسی خاندان کا ایک فرد سنقر بن مودود ۵۴۳ھ / ۱۱۴۸ء میں فارس پر قابض ہو گیا اور اسکے خاندان سے یہاں


نقشهٔ عالم اسلام

تقریباً دورہ سعدی تک حکومت کی۔ اس خاندان کے ایک فرمانروا اتابک سعد نے شاہ خوارزم کی باجگزاری قبول کرکے اصطخر اور اسکو زبان بھی حوالہ کر دیا۔ دوسرے فرمانروا اتابک ابوبکر نے، شیخ سعدی اسی کے دربار سے وابستہ تھے، چنگیز خان مغل کی اطاعت قبول کرکے قتلغ خان کا خطاب حاصل کر لیا بعد کو اس خاندان کے افراد مغلوں کی حکومت میں آگئے۔ اس خاندان کی آخری فرمانروا ایک خاتون آبش خاتون تھی جس سے ہلاکو کے بیٹے منگو تیمور نے شادی کر لی

خاندان ہزار اسپی (اتابک لورستان) سنہ ۵۴۳ھ - سنہ ۷۴۰ھ حکومت = ۱۹۲ سال افراد

۱۴ ابو طاہر ایک جنرل تھا جسے سلغری اتابک نے لورستان کو زیر کرنے کے لیے سنہ ۵۴۳ھ میں مامور کیا تھا اس نے لورستان فتح کرکے یہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔ بعد کو مغل اباقا نے خوزستان بھی دیدیا۔ اتابک افراسیاب نے ارغون کے مرنے پر اصفہان بھی لے لیا تھا لیکن جلدی ہاتھ سے نکل گیا۔ اس خاندان نے سنہ ۸۲۷ھ تک حکومت کی اس کا پایۂ حکومت ایذج تھا۔ اس کے ایک فرمانروا یوسف شاہ ثانی نے شوشتر، حویزہ اور بصرہ بھی فتح کر لیا تھا

لورستان کے چھوٹے حصہ میں ایک اور چھوٹا خاندان اتابکوں کا بارہویں صدی سے سولہویں صدی تک حکمراں رہا۔

خوارزم شاہی سنہ ۴۷۰ھ - سنہ ۶۲۸ھ حکومت = ۱۵۵ سال افراد = ۸

بلکاتگین غزنوی کا ایک ترک غلام تھا انوشتگین یہ ملک شاہ سلجوقی کے زمانہ میں اس کے آبدار خانہ کا مہتمم ہو گیا اور بعد کو خوارزم (خیوا) کا گورنر بنا دیا گیا اس کے بعد اس کا بیٹا خوارزم شاہ کا لقب اختیار کرکے اس کا جانشین ہوا اس خاندان کا سب سے پہلا شخص جس نے خود مختاری کا اعلان کیا اتسز تھا۔ سلطان سنجر نے اس کو خوارزم سے نکال دیا تھا مگر یہ پھر واپس آیا اور خوارزم کا مالک ہو گیا اور دریائے سیحون کے اصلی مقام جند تک اپنی حکومت وسیع کر لی اس کے بعد تکش نے خراسان رے اور اصفہان بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیے (سنہ ۵۸۹ھ - سنہ ۵۹۰ھ) اور اس کے بیٹے علاؤالدین محمد نے خراسان میں غوریوں سے جنگ کرکے سنہ ۶۰۲ھ تک فارس کے بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا بخارا و سمرقند بھی لے لیا اور گور خان والی قرہ ختائی کے خلاف فوج کشی کرکے اس کے پایۂ تخت اترار پر بھی قابض ہو گیا سنہ ۶۱۱ھ میں وہ افغانستان میں داخل ہوا اور غزنہ فتح کر لیا اور سنہ ۶۱۴ھ میں مذہب شیعہ اختیار کرکے عباسی خلافت کو بھی اس نے ختم کرنا چاہا لیکن اسی دوران میں چنگیز خان نمودار ہوا اور محمد اس کے مقابلہ سے بھاگ کر بحیرۂ خزر کے کنارے ۵ مہینہ تک روپوش رہا اور وہیں سنہ ۶۱۷ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس کے تینوں بیٹے فارس میں ادھر ادھر آوارہ زندگی بسر کرتے رہے ایک بیٹا جلال الدین دو سال تک ہندوستان میں آ کر رہا اور سنہ ۶۲۱ھ سے سنہ ۶۲۸ھ تک آذربائجان پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتا رہا آخر کار سنہ ۶۲۸ھ میں مغلوں نے اسے ہلاک کر دیا۔

قتلغ شاہی (کرمان) سنہ ۶۱۹ھ / ۱۲۲۲ء - سنہ ۷۰۳ھ / ۱۳۰۳ء حکومت = ۸۵ سال افراد = ۸ | براق حاجب (قرہ
خطائی) کا رہنے والا تھا اور علاؤ الدین (خوارزم شاہی) کا فوجی افسر تھا جب چنگیز خاں کے حملہ کے بعد خوارزم
شاہی حکومت ختم ہوئی تو اس نے سنہ ۶۱۹ھ میں کرمان پر اپنا اقتدار قائم کر لیا جسے مغل حکمرانوں نے بھی تسلیم کر لیا اور
قتلغ خان کا خطاب عطا کیا یہ خاندان کرمان کی حدود سے آگے نہ بڑھ سکا اور ہمیشہ فارس کے مغلوں کا تابع رہا اس
خاندان کے آخری فرمانروا کی لڑکی فارس کے مظفری خاندان کے فرمانروا محمد کو بیاہی گئی | **ذو القدر** | ایک
ترکمانی حکمران خاندان جس نے چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں تقریباً ڈیڑھ سو سال تک ملاطیہ اور عربستان میں
حکومت کی زین الدین قرہ جہ بن ذو القدر پہلا فرمانروا تھا اس کے بعد اسکا بیٹا خلیل جانشین ہوا سنہ ۷۸۰ھ یا ۷۸۲ھ
یا ۷۸۵ھ میں اس نے دمشق اور حلب کو جنگ کر کے لے لیا خلیل کے بعد اسکا بھائی سولی بیگ تخت نشین ہوا سنہ ۷۸۸ھ
سے سنہ ۸۰۰ھ تک اس نے مصریوں کو شکست دیکر اپنی سیادت عربستان سے تسلیم کرا لی لیکن بعد کو سلطان برقوق کے
ایک آدمی نے اسے قتل کر دیا سولی بیگ کے بعد ناصر الدین محمد خلیل کا بیٹا تخت نشین ہوا سنہ ۸۰۰ھ سے ۸۴۶ھ تک ناصر الدین
کے بعد اسکا بیٹا سنہ ۸۴۶ھ سے ۸۵۸ھ تک اسکے بعد اسکا بیٹا ملک ارسلان فرمانروا ہوا سنہ ۸۵۸ھ سے سنہ ۸۷۰ھ تک
اس کی وفات پر مملوک سلطان نے اسکے بھائی شاہ بدق کو تخت نشین کیا اور سلطان محمد ثانی نے سلیمان بیگ کے بیٹے شاہ سوار
کو ذو القدریہ اور بوزوقلی کے قبائلی علاقوں کا حکمران بنا دیا شاہ بدق جب سنہ ۸۷۲ھ میں بھاگ کر مصر چلا گیا تو شاہ سوار
اس کے علاقہ پر قابض ہو گیا لیکن مصریوں نے اسی سال اسکو پکڑ کر قتل کرا دیا اور پھر شاہ بدق نے تخت حاصل کیا لیکن
چند دن بعد ہی اسکے دوسرے بھائی علاؤ الدولہ نے سلطان محمد ثانی کی مدد سے اسکے خلاف فوج کشی کر کے اسے نکال دیا
سنہ ۸۸۴ھ میں مدت ہی حکومت کی جب علاؤ الدولہ نے ملایا تھا شاہ بدق کو گرفتار کر لیا اسکے بعد شاہ بدق نے بایزید
ثانی کی مدد سے پھر اپنی حکومت واپس لینا چاہی لیکن علاؤ الدولہ نے پھر اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اسکے بعد علاؤ الدولہ
اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے لگا وہ عثمانی خاندان سے اسکے تعلقات اچھے ہو گئے کیونکہ اسکی بہن بایزید ثانی کے نکاح
میں آگئی تھی جس سے سلطان سلیم اول پیدا ہوا جب کہ علاؤ الدولہ نے کچھ دیار بکر پر قبضہ کر لیا لیکن سنہ ۹۱۳ھ میں شاہ
اسمعیل نے اسے شکست دیکر دیار بکر چھین لیا اسکے بعد سلطان سلیم نے اسکی قوت بالکل توڑ دی اور اسکو مع اسکے چار
بیٹوں کے قتل کرا دیا اسکے بعد علی بیگ شاہ سوار کا بیٹا تخت نشین ہوا (سنہ ۹۲۱ھ) لیکن اس کی کچھ زمانہ بعد
حکومت ختم ہو گئی اور اسکی حیثیت ترکی حکومت کی ایک صوبہ داری کی رہ گئی ۔ ایضاً صفحہ ۲۹

فارس کی مغل حکومت سنہ ۶۵۴ھ / ۱۲۵۶ء - سنہ ۷۴۴ھ / ۱۳۴۳ء حکومت = ۹۰ سال افراد = ۱۰

ہلاکو کے بعد حکومت میں تولوئی شاخ اور ہلاکو کے زمانے میں فارس کی حکومت اتابک خاندان کے تحت تھی

ئم ہوئی ہلاکو کو اس نے زیر تفویض شدہ صوبہ پر اپنا اقتدار قائم کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ شاہ خوارزم کو
نگیز پہلے ہی ختم کر چکا تھا اب فارس کا بڑا حصہ بھی اس کے زیر نگیں آ گیا۔ فارس نے اس الک خانی دور حکومت میں
ص ترقی کی اور کوئی خاص علمی پیدا نہیں ہوئی ابو سعید کے عہد حکومت میں البتہ انہیں اسباب کی بنا پر جنہوں نے
بغداد اور سلاجقہ کی حکومت کو تباہ کیا تھا یہاں بھی تزلزل شروع ہوا۔ جنرلوں، امراء، وزراء میں باہم [illegible]
ملش شروع ہوئی یہاں تک کہ ابو سعید کی وفات کے بعد یہاں کا فرمانروا سرداروں کا کھلونا بن گیا اور آخر کار حکومت
ارس دو گھرانوں میں بٹ گئی ایک امیر چوپان خاندان کے جنرل کا گھرانہ دوسرا امیر حسین جلیر ایلکانی ان دونوں امیروں
کا ایک بیٹا تھا اور ان دونوں کا نام حسن تھا چوپان کے بیٹے کو امیر حسن کوچک کہتے تھے اور جلیر کے بیٹے کو امیر شیخ حسن بزرگ
سعید کی وفات پر ہلاکو کے بھائی اریک بوکا کے خاندان کا ایک شخص اربا خان تخت نشین ہوا لیکن اسی سال ۱۳۳۶ء
موسیٰ نے معزول کر دیا جو حسین جلیر کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس کے بعد شیخ حسن بزرگ کے نامزد کردہ فرد
موسیٰ کو ہٹا دیا مگر اس کی حکومت بھی ساتی بیگ (ایک خاتون) کی طرف سے ہوئی جو ابو سعید کی بہن تھی جس کی شادی
علی چوپان سے پھر اربا سے اور اس کے بعد سلیمان سے ہوئی تھی نوشیرواں کے مختصر دور کے بعد جلیر خاندان کا
تدار فارس میں بڑھ گیا اور ہلاکو کا خاندان ختم ہو گیا اس کے بعد یہاں تین خاندان جلیر، مظفری اور سربداری
ارس میں حکمران رہے اور تینوں نے کسی خوش انتظامی کا ثبوت نہیں دیا یہاں تک کہ تیمور اٹھا اور اس نے ان
تمام خاندانوں کو ختم کر دیا۔

خوانین (GOLDEN HORDE) ۶۲۱ھ – ۹۰۷ھ / ۱۲۲۴ء – ۱۵۰۲ء

حکومت ۲۸۶ سال۔ چنگیز کے بڑے بیٹے جوچی کو دریائے سیحون کے شمال میں ترک خانی کی قدیم ریاست
ملی تھی جس کا جانشین اس کا بڑا بیٹا اردا تھا جوچی کے دوسرے بیٹے باتو نے یورپ کی طرف تاخت کر کے اپنی
جاگیر مغرب کی طرف قپچاک کی ترکی ریاست تک وسیع کر لی تھی باتو کی جاگیر کے شمال میں اس کے دوسرے
خانی تکا تیمور کو دریائے والگا پر بلغاریہ کا حصہ ملا تھا جوچی کے چوتھے بیٹے شیبان کو وہ حصہ زمین ملا جسے
قرغز کہتے ہیں اور پانچویں بیٹے تول کو یورق اور ایبا کا درمیانی علاقہ تفویض ہوا تھا۔ محمد تغا تیمور، اور جہان

ور شیخ حسن بزرگ (خاندان جلیر کے نامزد کئے ہوئے تھے) ساتی بیگ اور سلیمان (اس کے شوہر) کو امیر حسن
کوچک (خاندان چوپان) نے نامزد کیا تھا۔ یہ سب ہلاکو ہی کے گھرانے اور نسل کے تھے سوا تغا تیمور کے جو چنگیز خان
کے ایک بھائی کی نسل سے تھا نوشیرواں کی نسل صحیح طور پر متعین نہیں ہو سکتی۔ یہ تمام خاندان ایک حد تک باتو خانا

کے ماتحت تھے جس نے زیادہ قوت حاصل کر لی تھی اور دریائے والگا پر سرائے سرائے کو اپنا پایہ تخت بنا لیا تھا یہ تمام قبائل صاحبان خیام زریں (GOLDEN HORDE) کے نام سے موسوم ہیں کیونکہ ان کے خیمے سنہرے رنگ کے ہوتے تھے اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ صرف حکمران خاندان اور فوج کے بڑے بڑے افسر مغل قوم کے تھے ورنہ اکثر قبائل جو جوجی کے لڑکوں کو تقسیم کیے گئے تھے ترکمان یا ترکی تھے جنہیں مغلوب کر لیا گیا تھا۔ جوجی خاندان سے جو حکمران شاخیں چلیں ان کی تفصیل یہ ہے :- (۱) خاندان باتو۔ ۱۲۲۷ء سے ۱۳۵۹ء تک (۲) خاندان اردا۔ ۱۲۲۶ء سے ۱۴۲۸ء تک (۳) خاندان تکہ تیمور۔ بلغاریہ و قازان پر ۱۴۳۸ء سے ۱۵۵۲ء تک۔ کریموف پر ۱۴۵۰ء سے ۱۷۸۳ء تک کلیمار پر ۱۴۲۰ء سے ۱۵۸۱ء تک (۴) خاندان شیبان۔ تیمور و بخارا میں ۱۵۰۰ء سے ۱۵۹۸ء تک

فارس کی ریاستیں مغل حکومت کے زوال کے بعد فارس پر مختلف سردار اور گورنر حکمران رہے ان میں جلیر خاندان سب سے مشہور رہا جو ۷۳۶ھ سے ۸۱۴ھ تک ۷۸ سال حکمرانی کرتے رہے۔ اسی طرح مظفری خاندان فارس۔ کرمان کردستان میں ۷۱۳ھ سے ۷۹۵ھ تک ۸۰ سال حکمران رہا | سربداری خاندان (خراسان) ۷۳۷ھ سے ۷۸۳ھ تک حکومت کی مدت حکومت ۴۵ سال تعداد حکمران ۱۱ | خاندان کرت (ہرات) ۶۴۳ھ سے ۷۸۸ھ تک مدت حکومت ۴۵ سال تعداد حکمران ۸ | ترکمانی خاندان قرہ قیونلی (آذربیجان) ۷۸۲ھ سے ۸۷۴ھ مدت سلطنت ۹۰ سال تعداد حکمران ۶ | ترکمانی خاندان آق قیونلی ۷۸۰ھ سے ۹۰۸ھ تک مدت حکومت ۱۲۵ سال تعداد حکمران ۱۳ | شاہان فارس ۹۰۷ھ سے ۱۳۴۴ھ

شاہان فارس پانچ مختلف خاندانوں اور قوموں سے تعلق رکھتے تھے :- صفوی خاندان افاغنہ افشاریہ۔ زندیہ قاچار۔ ان میں صفوی خاندان عربی النسل تھا کیونکہ ان کا سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظم سے ملتا تھا جو حسینؓ کی اولاد میں تھے اس خاندان کے بہت سے شیوخ اپنے زہد و ورع کے لیے مشہور تھے اور منجملہ ان کے ایک شیخ صفی الدین اردبیلی بھی تھے انہیں کی چوتھی نسل میں ایک شخص حیدر پیدا ہوا جو سپاہیانہ ذوق بھی رکھتا تھا اس نے اوزون حسن سے جو آق قیونلی (ترکمانی) خاندان کا فرمانروا تھا لڑائی چھیڑ دی اور اس کے تیسرے بیٹے اسماعیل نے اس لڑائی کے سلسلہ کو اس طرح ختم کر دیا کہ جنگ شرور میں ترکمانوں کو شکست دیکر شیروان پر قبضہ کر لیا (۹۰۷ھ) اور تبریز کو اپنا پایہ تخت قرار دیکر فارس فتح کرنے کے لیے آگے بڑھا اس وقت فارس تیموری گورنروں اور دوسری چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں

بنا ہوا تھا اس نے ان کو شکست دیکر جنہوں نے خراسان، ہرات اور دوسرے جنوبی علاقوں پر قبضہ کر لیا
اور اس کی حکومت ایک طرف دریائے آمو (OXUS) سے خلیج فارس تک اور دوسری طرف افغانستان سے
دریائے فرات تک پہنچ گئی، چونکہ اب اس کے حدود سلطنت ترکی حکومت سے مل گئے تھے اور شاہ اسماعیل
صفوی ارض روم میں مذہب شیعہ کی تبلیغ کر رہا تھا اس لئے ترکی سلطنت سے لڑائی چھڑ گئی جو سنی مذہب رکھتی تھی
اس وقت ترکی کا فرمانروا سلیم تھا۔ اس نے اپنے ایشیائی مقبوضات سے ۴۰ ہزار شیعی افراد کو قتل یا محبوس کر کے … ہزار
سوار اور … ہزار پیادہ فوج لیکر شاہ اسماعیل پر چڑھائی کر دی اس لڑائی میں (۱۵۱۴ء) ترکی کے توپچی کمان
سنان پاشا کی جرات و قابلیت سے ینی چری ترکی سپاہ کو نمایاں کامیابی ہوئی اور سلیم فاتحانہ تزک و احتشام کے
ساتھ تبریز میں داخل ہوا اور دیار بکر اور دوسرے اضلاع کو اپنی حکومت میں شامل کر کے واپس آیا کیونکہ بر بنائے
حالات مصر پر حملہ کرنا اس کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایرانی و ترکی سرحد پر … جھگڑا ہمیشہ
ہوتا رہا جاری رہا جو آرمینیا پر کبھی فارس کا قبضہ ہو گیا کبھی ترکوں کا یہانتک کہ سلطان مراد چہارم (ترکی) نے
۱۶۳۸ء میں بغداد و عراق فتح کر لیا اور مغرب کی طرف سرحدی جھگڑا ختم ہو گیا فارس کی شمالی سرحد قفقاز اور کوہ
کے جھگڑے سے محفوظ رہتی اور ادھر افغانستان کا بھی یہ حال تھا کہ کبھی وہ فارس کی حکومت میں آجاتا تھا اور کبھی
ہندوستان میں یہانتک کہ احمد شاہ درانی نے ۱۷۴۷ء میں اپنے خاندان کیساتھ مستقل کر لیا ۔ ہر حال جس نے ہندوستان
میں سلطنت مغلیہ کی بنیاد ڈالی شاہ اسماعیل کا علمبردار تھا شاہ اسماعیل کے بیٹے طہماسپ نے بابر کے بیٹے ہمایوں کو ہندوستان
کی حکومت شیر شاہ سے حاصل کرنے میں مدد دی تھی صفوی خاندان میں شاہ عباس (۱۵۸۷ء - ۱۶۲۹ء) بڑی اولو
العزم فرمانروا تھا اس نے سر انتھونی شرلی (SIR ANTHONY) کی مدد سے جس نے ایرانی
فوج کی تنظیم کی تھی مغرب کی جانب کئی صوبے ترکوں سے چھین لئے … شاہ … کے لحاظ
سے بہت مشہور تھا شاہ عباس کے بعد صفوی خاندان کے … خاندان کے
حکومت کرتے رہے … محمود کی سرکردگی میں افاغنہ نے شاہ حسین کو … ہرات …
کر لیا اور اصفہان لے لیا (۱۷۲۲ء) اس کے بعد … [illegible]
گیا تھا لیکن … [illegible] … صفوی
خاندان کو ختم کر کے اپنی حکومت فارس میں قائم کر لی نادر نے … قبضہ نہیں کیا بلکہ
افغانستان کو … ۱۷۳۹ء … اور مغل … پانی پت کے میدان میں
… [illegible] … لیکن ان کا

زمانہ بدنظمی اور انتشار کا زمانہ تھا افغان آزاد آذربیجان پر قابض ہو گیا تھا علی مردان بختیاری نے اصفہان لے لیا تھا محمد حسین قاچار استر آباد پر قابض تھا اور کریم خاں زند شاہ رخ افشاری سے تخت ایران کے لیے برسرِ پیکار تھا آخر کار زند کو کامیابی ہوئی اور اس کے خاندان نے ۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰ء سے ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء تک خراسان چھوڑ کر پورے ایران پر حکومت کی خراسان میں شاہ رخ افشاری کا تھوڑا سا اقتدار اس کے ضعیف و نابینا ہو جانے کے باوجود باقی رہ گیا تھا) کریم خاں زند کی وفات پر اس کے جانشینوں اور آقا محمد قاچار میں عرصہ تک لڑائی جاری رہی جس میں قاچاریوں کو کامیابی ہوئی اور زند خاں کے بعد ایران میں قاچاری دور شروع ہوا اس کے بعد رضا شاہ پہلوی حکمران ہوئے جو پہلے ایک معمولی انسان تھے اب ان کے بیٹے علی رضا شاہ فرمانروا ہیں آپ نے ملک کی بہت سی اصلاحیں کیں اپنی جائداد غریبوں کاشتکاروں میں تقسیم کیا انہیں کے کاروبار میں بہت سی اصلاحیں کیں ڈاکٹر مصدق وزیر اعظم ایران نے برطانی اور ایرانی معاملہ میں ... [illegible] کو شاہ سے بغاوت کی ۱۶ اگست ۱۹۵۳ء کو بادشاہ معہ ملکہ ملک سے بذریعہ ہوائی جہاز باہر چلے گئے لیکن تیسرا ہی دن پورا نہیں ہوا تھا کہ ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ۲۲ اگست ۱۹۵۳ء کو شاہ معہ ملکہ اپنے ملک میں واپس آگئے ڈاکٹر مصدق کو پہلے پھانسی کا حکم ہوا لیکن بعد کو شاہ کی مداخلت سے یہ سزا تین سال قید با مشقت میں تبدیل ہو گئی جیسا کہ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۳ء کے اخبارات سے ظاہر ہے حکمرانوں کا نقشہ حسب ذیل ہے

صفوی خاندان ۹۰۶ھ/۱۵۰۲ء سے ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۶ء تک مدت حکومت ۲۴۳ سال افراد = ۱۱			
آقا محمد ۱۱۲۲ھ/۱۷۲۲ء سے ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء تک تعداد حکمران ۳		افشاری ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۶ء سے ۱۲۱۰ھ/۱۷۹۶ء تک	
تعداد حکمران ۳	خاندان زند ۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰ء سے ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء تعداد حکمران = ۸		قاچار ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء
سے ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء تک	آل تیمور		

تیمور چنگیز خاں کے خاندان سے تھا تیمور کے اجداد چغتائیوں کے وزیر ہوتے تھے یہ ۷۳۶ھ/۱۳۳۶ء میں پیدا ہوا تھا تیمور نے اسے گورنری دی بعد کو یہ وزیر اعظم ہو گیا ۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء میں اس نے چغتائی خاں بادشاہ کو اور اس کے لڑکے محمود کو معزول کر کے خود بادشاہ بن گیا ۷۸۲ھ میں ... [illegible] سال کے عرصہ میں فارس، خراسان، جرجان، مازندران، کردستان، اصفہان، آذربیجان فتح کر لیے ۷۸۹ھ میں توقتامش نے تیمور کی حکومت پر حملہ کیا لیکن ۷۹۵ھ میں تیمور نے اسے شکست فاش دی ۷۹۵ھ میں جلیر خاندان سے بغداد و عراق لیا ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملہ کر کے دہلی لے لیا ۸۰۴ھ میں اناطولیہ پر قابض ہوا انگورہ میں ترکی فوجوں کو شکست دے کر سلطان بایزید کو قید کر لیا ۸۰۳ھ میں روم کی ریاستوں کو فتح کر کے دمشق و حلب بھی لے لیا پھر چین کی طرف بڑھا لیکن افسوس

دورِ حاضرہ ایران

خاندان تیمور

عمر نے وفا نہ کی اور ۸۰۷ھ میں بمقام اوترار ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون
(۱۴۰۵ء)

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا نہ گل ہیں نہ غنچے نہ بوٹے نہ پتے	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے ہوئے باغ نذر خزاں کیسے کیسے

آتش

تیمور کے بعد تیمور کی عظیم الشان سلطنت کا پایہ تخت سمرقند تھا تیمور کے بعد اسکی اولاد میں مخالفت پیدا ہوئی اور یہ سلطنت مختلف حصوں میں بٹ گئی شاہ رخ نے البتہ عظمت رفتہ کو قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن ۸۵۰ھ میں جب اس نے وفات پائی تو یہ شاندار حکومت چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹ کر اور بھی کمزور ہوگئی اور صفویوں اور شیبانیوں نے اسکو ختم کردیا لیکن اسکے عوض اللہ تعالیٰ نے ظہیرالدین بابر کو اس سے بھی زیادہ شاندار حکومت ہندوستان میں عطا فرمائی جس کا ذکر آگے آتا ہے ۔ تیمور اور اسکی اولاد کی حکومت ماوراء النہر میں ایک سو چھبیس (۱۲۶) سال تک قائم رہی تھی ۹ بادشاہوں نے ۷۷۱ھ سے ۹۰۰ھ تک فرمانروائی کی اسکے بعد شیبانیوں نے ختم کردیا۔

شیبانی خاندان ۹۰۶ھ سے ۱۰۰۷ھ تک حکومت ۱۰۰ سال

افراد ۱۲ یہ چنگیزی سلسلہ کا آخری مجاہد اعظم محمد شیبانی اور اسکا خاندان تھا جن کا اصلی وطن سائبیریا تھا وہ زار تیومن (CZARTiuMEN) کے لقب سے حکومت کرتے تھے محمد شیبانی ماوراء النہر میں بس گیا تھا تیموری حکومت کے زوال کے بعد ازبک حکومت کی اس نے بنیاد ڈالی جو کسی نہ کسی صورت میں ۱۸۶۸ء تک قائم رہی بالآخر روس نے اسکو لے لیا

استراخانی حکومت ۱۰۰۷ھ سے ۱۲۰۰ھ (۱۵۹۹ء سے ۱۷۸۵ء)

مدت حکومت ۱۹۷ سال افراد ۱۲ جب استراخان پر روس کا قبضہ ہوگیا تو سولہویں صدی کے وسط میں معزول شدہ سردار یار محمد اور اسکے بیٹے جان نے اسکندر شیبانی کے پاس بخارا میں پناہ لی اسکندر نے اپنی لڑکی کی شادی جان سے کردی اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا باقی محمد جو اپنے ماموں عبداللہ ثانی کا جانشین ہوا اور اس کے خاندان نے سترہویں صدی میں بخارا فرغانہ بدخشاں اور بلخ پر حکومت کی جب ان کی قوت گھٹ گئی تو ازبکوں نے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا اور خوقند (فرغانہ) میں ایک خود مختار ریاست علیحدہ قائم ہوگئی ۔ (۱۷۴۷ء اور ۱۷۵۸ء میں قبیلہ منگت نے جو وہاں برسر اقتدار ہوگئے تھے جانی حکومت کے آخری فرمانروا ابوالغازی کو معزول کردیا تاریخ ترکی صفحہ ۵۱۰)

منگت خاندان ۱۲۰۰ھ سے ۱۲۸۳ھ مدت حکومت ۸۴ سال افراد ۶ قبیلہ منگت

(چنگیز خان والا) چنگیز سے تعلق رکھتا تھا سولہویں صدی میں یہاں سے نکل کر استراخانی دور میں پھیل گئے اور اٹھارویں صدی کے دوسرے نصف حصہ میں پہلے فرمانروایان بخارا کے وزیر ہوئے اور پھر وہاں کے حکمران بن بیٹھے اور ۱۸۶۸ء میں روس کے باجگزار ہو گئے

خوانین خیوا ۹۲۱ھ سے ۱۲۹۰ھ مدت حکومت ۳۶۹ سال افراد ۲۶

خیوا یا خوارزم جوجی کے خاندان کی جاگیر تھی اور حکومت ماوراء النہر سے بھی اس کا باقاعدہ تعلق نہیں رہا۔ تیمور کے وقت تک اسپر خوانین خیام زرین کا قبضہ تھا تیموری دور کے اختلال پر محمد شیبانی کے ازبکوں نے خیوا اور ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا اور ۱۵۱۵ء کے قریب اپنی حکومت قائم کر لی نادر شاہ نے اسے ۱۷۴۰ء میں فتح کر لیا اور ۱۸۷۳ء میں روس نے لے لیا۔ تاریخ مغلیہ

خوانین خوقند (یا فرغانہ) ۱۲۰۰ھ سے ۱۲۹۳ھ حکومت ۷۶ سال حکمران ۱۹

۱۸۰۰ء میں شاہ رخ نے (جو چنگیز خان کی اولاد میں تھا) فرغانہ یا خوقند میں اپنی خود مختار حکومت قائم کی ۱۸۰۹ء میں تاشقند بھی اس میں شامل ہو گیا اور ۱۸۷۶ء میں اس پر روس کا قبضہ ہو گیا۔

خاندان اچیہ ۱۲۰۰ھ سے ۱۳۲۲ھ مدت حکومت ۳۰۰ افراد ۳۴ اچیہ جزیرہ سماٹرا کے شمالی حصہ کا ساحلی مقام ہے یہاں ۱۲۰۰ء سے ۱۸۷۳ء تک ایک زبردست مسلم حکومت رہی ہے اچیہ ہمیشہ سے چھوٹے چھوٹے اضلاع میں بٹا ہوا تھا اور ہر ضلع کا ایک موروثی سردار ہوتا تھا یہ آپس میں لڑتے رہتے تھے لیکن خاندان اچیہ کا سب احترام کرتے تھے اچیہ کے باشندوں کی کیا اصلیت ہے اسکا حال بہت کم معلوم ہے زبان کے لحاظ سے ان کو ملایا کی اقوام میں شامل کیا جا سکتا ہے سرکاری کاغذات میں یہاں کے فرمانروا کو سلطان لکھا جاتا ہے لیکن عوام انہیں راجا یا پوٹو کہتے ہیں چونکہ بندرگاہ ہونے کی حیثیت سے سلاطین اچیہ کو محصول درآمد بہت کافی ملتا تھا اور متعلقہ اضلاع کے سرداروں سے وہ خراج بھی وصول کرتے تھے اس لئے انکی آمدنی بہت تھی اور وہ پوری شاہانہ شان و شوکت کے مالک تھے ۱۳۴۵ء میں جب ابن بطوطہ یہاں پہنچا تو اچیہ کی اکثر آبادی مسلمان تھی اس نے لکھا ہے کہ یہ لوگ شافعی مسلک کے ہیں اور تصوف میں قادریہ نقشبندیہ ان میں رائج اور تعلیم قرآن کا بہت رواج ہے ــــ) اس خاندان کا پایۂ تخت شاہ تھا اور سترہویں صدی کے شروع میں بہ زمانہ اسکندر مدا یہ حکومت بہت عروج پہ تھی۔ اخیر سترہویں صدی میں اس خاندان کی

چار خواتین نے بھی حکومتیں کیں لیکن بعد کو عورتوں کی حکومت خلاف مذہب سمجھ کر یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا اسکے بعد اٹھارہویں صدی کے آغاز میں تخت حکومت کے لیے آپس میں لڑائیاں بھی ہوئیں سنہ ۱۹۰۳ء میں ڈچ حکومت کا پورا تسلط قائم ہو سکا اب یہ مسلم اقتدار میں پھر ہے جس کا ذکر آگے آئیگا انڈونیشیا کے بیان میں

افغانستان

افغانستان کی آزادی کی تاریخ ۱۷۴۷ء سے شروع ہوتی ہے غوریوں کے جانے کے بعد وہاں کسی خاندان کی حکومت علیحدہ قائم نہیں ہوئی بلکہ وہ فارس کی الکسفاقی حکومت کا صوبہ رہا اس کے بعد تیموری حکومت کا ۔ جب مغلوں کی حکومت ہندستان میں قائم ہوگئی تو وہ کبھی فارس کی حکومت کا صوبہ رہا کبھی مغل حکومت کا اور کبھی دونوں میں بٹ گیا کابل قندھار زیادہ تر اورنگ زیب کی وفات تک مغلوں کے قبضہ میں رہے اور ہرات فارس کے قبضہ میں ۱۷۳۸ء میں نادر شاہ افشاری (شاہ فارس) نے حملہ کرکے کابل فتح کر لیا اور ہندستان پر حملہ کیا جب وہ قتل ہوا تو ۱۷۴۷ء میں افغانوں نے فارس سے علیحدہ ہوکر اپنی حکومت علیحدہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور احمد شاہ ابدالی یا درانی کو اپنا فرمانروا منتخب کیا اور وزارت کا عہدہ جمال خان کو دیا گیا جو بارک زئی قبیلہ کا سردار تھا اس کے بعد ایک صدی تک یہی سلسلہ جاری رہا کہ بادشاہ درانی قبیلہ کا ہوتا تھا اور وزیر بارک زئی قبیلہ کا ۔ احمد شاہ درانی نے رفتہ رفتہ تمام افغانستان کو اپنے اثر میں لیا ہرات و خراسان فتح کیا متواتر ہندستان پر حملہ کیا کچھ عرصہ دہلی پر بھی قابض رہا لیکن اسکا ہندستانی علاقہ سکھوں کی بڑھتی ہوئی قوت سے کمزور ہوگیا جو اٹھارہویں صدی کے اختتام تک تمام پنجاب پر قابض ہوگئے تھے احمد کے پوتے زمان شاہ نے بارک زئی قبیلہ کے بڑھتے ہوئے اثرات دیکھ کر اس کے بہت سے افراد کو قتل کرادیا لیکن اس سے موروثی وزیر خاندان کا اثر اور بڑھ گیا یہانتک کہ محمود شاہ اور شاہ شجاع کے عہد میں سب کچھ بارک زئی وزیروں کے ہاتھ میں تھا پھر چند اس خاندان کے اثرات ہٹانے کی بہت کوشش کی گئی یہانتک کہ فتح خاں بارک زئی کو ۱۸۱۸ء میں اندھا کرکے قتل کیا لیکن اس کا نتیجہ بالکل الٹا نکلا اور درانی خاندان کو بالکل معزول کر دیا گیا اور چند سال تک بدامنی رہی اس کے بعد دوست محمد خاں (فتح محمد کا بھائی) ۱۸۲۶ء میں تخت پر قابض ہوکر امیر افغانستان ہوگیا ۱۸۳۶ء میں ایرانیوں کو فتح محمد خاں نے شکست فاش دی ۱۸۳۸ء میں روس کی مدد سے بادشاہ ایران کو شکست کھانا پڑی ۱۸۴۱ء میں برطانیہ سے دوست محمد خاں جنگ میں جیت گیا جنرل مکناٹن اور برنس اور ۱۶ ہزار سپاہی قتل ہوئے صرف ایک آدمی بچ سکا ۱۸۶۳ء میں دوست محمد خاں نے انتقال کیا ان کی اولاد میں اختلاف رونما ہوا ۱۸۷۹ء میں امیر شیر علی برطانیہ کے اشارہ سے قتل ہوئے اور امیر عبدالرحمن تخت پر بیٹھے ۱۹۰۱ء میں حبیب اللہ خاں پھر ان کے بیٹے امان اللہ خاں بادشاہ ہوئے ۱۹۲۹ء میں انقلاب آیا جنرل نادر خاں بادشاہ

حصہ ششم ــ ہندوستان

ہندوستان میں اسلام پہلے پہل عرب مبلغین کے ذریعہ سے پہونچا سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ سندھ میں آئے تھے پھر لنکا، مدراس کے سواحل میں عرب آئے اور اس کے بعد بذریعہ سمندر بنگال و آسام میں یہی وجہ ہے کہ سندھ، پنجاب اور بنگال اور آسام اور مدراس کے علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان میں اسلام صرف بزرگان دین، صوفیاء اور علماء اور مبلغین کا رہین منت ہے ورنہ یہاں کے حکمرانوں نے باستثناء چند کبھی بھی دینی تبلیغ و اشاعت کا وہ اہتمام نہ کیا جسکے بحیثیت مسلمان وہ پابند تھے اور جو ان کا مذہبی فریضہ تھا اور یہی وجہ ہے کہ ہزار سالہ حکومت کے باوجود مسلمان اقلیت ہی میں رہے البتہ ان کی سرپرستی میں انفرادی اور اجتماعی طور پر دین کی خدمتیں ہوتی رہیں لیکن دولت کے ساتھ ہی باہمی رقابتیں اور خانہ جنگیاں اور بد اعمالیاں بھی آتی ہیں مسلمان جب ان میں مبتلا ہوگئے اور خدا پرستی کی جگہ خود پرستی شروع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حکومت کی نعمت عظمیٰ ان سے چھین کر غیروں کو دیدی اور وہ دوسروں کے دست نگر اور غلام بنکے رہ گئے

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تقدیریں نہ تدبیریں	جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم	جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

اقبال

سنہ ۹۲ھ ۷۱۱ء میں محمد بن قاسم نے سندھ کو حدود ملتان تک فتح کیا اور دو صدی تک عرب گورنر یہاں مامور کیے جاتے رہے ہندوستان کو مسلمانوں نے دراصل سندھ کی طرف سے نہیں بلکہ افغانستان کی طرف سے فتح کیا اس سے قبل ہندوکش کے جنوبی علاقہ میں عربوں کا قبضہ ہوگیا لیکن وہ برائے نام تھا اور بالکل عارضی۔ البتہ یعقوب بن لیث صفاری نے فرمانروا سیستان نے سب سے پہلے کابل میں مسلم حکومت قائم کی اس کے بعد سامانی حکومت آئی اور اس کے گورنر یہاں کا انتظام کرتے رہے اور انہیں گورنروں میں ایک البتگین تھا جس نے غزنہ میں سب سے پہلی خود مختار حکومت (غزنوی) قائم کی جو دو سو سال تک قائم رہی اسی دوران میں غزنوی خاندان نے ہندوستان کی طرف پیشقدمی کی اور لاہور پر قبضہ کرکے یہاں اولین مسلم حکومت کی بنیاد ڈالی غزنویوں کے بعد حکومت محمد بن سام غوری اور اسکی اولاد میں منتقل ہوگئی جنہوں نے ہندوستان کے پورے شمالی حصہ کو فتح کر لیا۔ غوریوں کے بعد غلام خاندان کی حکومت ہوئی اور اس کے بعد خلجیوں، تغلقوں، سیدوں اور لودیوں کی۔ آخر میں بابر نے حملہ کرکے مغل حکومت کی بنیاد ڈالی جو ہندوستان

کی سب سے بڑی سلطنت تھی۔

غزنوی حکومت سنہ ۳۵۱ھ سے ۵۸۲ھ تک (۹۶۲ء–۱۱۸۶ء) حکومت ۲۲۵ سال تعداد حکمران ۱۳

سامانی حکومت میں ترک غلاموں (غلاموں) کو بڑا عروج حاصل تھا اور تمام بڑے مناصب انہیں کے ہاتھ میں تھے انہیں میں سے ایک الپتگین تھا جو عبدالملک سامانی کے عہد میں والیٔ خراسان کا کمانڈر تھا جب عبدالملک کا انتقال ہوا تو یہ اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور سنہ ۳۵۱ھ میں خفا ہو کر غزنہ چلا گیا جہاں سامانی حکومت کی طرف سے اس کا باپ گورنر تھا۔ باپ کے انتقال کے بعد یہ خود گورنر بن بیٹھا یہ بات سامانی حکومت کو پسند نہ آئی اور اس نے الپتگین کو ہٹانا چاہا لیکن سامانی حکومت اس کا اقتدار غزنہ میں کم نہ کر سکی الپتگین کی عمر نے زیادہ وفا نہ کی اور نو برس حکومت کی آرزوئیں دل میں لیے ہوئے وہ الحبال کے اندر مر گیا اس کے بعد غزنہ کی حکومت اس کے بیٹے اسحاق کے ہاتھ آئی اور اسحاق کے بعد اس کے غلام بلکاتگین کے ہاتھ آئی لیکن یہ کوئی خاص قوت حاصل نہ کر سکا۔ اس لیے غزنوی حکومت کا اصل بانی الپتگین کا دوسرا غلام سبکتگین تھا جو اس کا داماد بھی تھا اس نے سلطنت کو بہت وسیع کر لیا ہندوستان میں راجپوتوں کو شکست دے کر پشاور میں حکومت قائم کی ایران کی طرف سے البتہ خراسان لے لیا جہاں سامانی فرمانروا نوح نے اسے گورنر مقرر کیا تھا اس میں شک نہیں کہ جب تک نوح سامانی زندہ رہا اس نے اپنے آپ کو ہمیشہ اس کا ماتحت ہی سمجھا اور رکھا لیکن سنہ ۳۸۷ھ تک اس نے یہاں بڑی قوت ا[illegible] کر لی اس کا بیٹا محمود غزنوی تھا جو تاریخ اسلامی میں غیر معمولی شہرت کا مالک ہوا سبکتگین نے اپنے بعد دو بیٹے چھوڑے ایک اسماعیل دوسرا محمود ان دونوں میں باپ کے مرنے کے بعد لڑائی ہوئی جس میں محمود کامیاب ہوا اور اسماعیل کو زیادہ حکومت کرنے کا موقع نہ ملا سامانی حکومت اب بھی باقی تھی لیکن بہت ضعیف و کمزور اس لئے محمود اس کے اثر سے بالکل آزاد ہو گیا اور غزنہ و خراسان پر حکومت کرنے کے حقوق براہ راست خلیفہ بغداد القادر باللہ سے حاصل کر لئے یہ وقت تھا جب سامانی حکومت کا چراغ گل ہو رہا تھا اور ایلک خانی خاندان اس کی جگہ لینا چاہتا تھا محمود نے اس نئے ابھرتے ہوئے خاندان سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور صلح کر لی اس طرح محمود ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے بالکل آزاد ہو گیا اور سنہ ۳۹۲ھ سے سنہ ۴۱۵ھ تک اس نے باقاعدہ حملے ہندوستان پر کیے (بالیٹ نے سترہ حملے بیان کئے ہیں) سنہ ۴۰۹ھ میں اس نے قنوج و متھرا پر حملہ کیا اور سنہ ۴۱۶ھ میں سومنات اور انہلواڑہ پر جو گجرات کا پایہ تخت تھا حملہ کیا۔ یہ حملے مستقل حکومت کے خیال سے نہیں کئے گئے تھے لیکن ان کا نتیجہ ضرور ہوا کہ پنجاب غزنوی حکومت میں شامل ہو گیا اور گجرات کا راجہ بھی اس نے

اپنی ہی مرضی سے مقرر کیا محمود نے اس کے علاوہ سنہ ۴۰۱ھ میں غور بھی فتح کر لیا سنہ ۴۰۲ھ میں سمرقند و بخارا بھی لے لیا محمود کو آخری زمانہ میں سلاجقہ کی بڑھتی ہوئی طاقت سے بہت اندیشہ ہو گیا تھا لہٰذا ہر چند اس نے طغرل اور چغر بیگ کو سنہ ۴۱۶ھ میں مغلوب کر دیا تھا لیکن وہ ادھر کی طرف سے مطمئن نہ تھا الغرض وہ ابھی غیر مطمئن حالت میں زندگی بسر کر رہا تھا کہ سنہ ۴۲۱ھ کے موسم بہار میں (جب وہ اصفہان فتح کر کے واپس آیا) غزنی میں اس کا انتقال ہو گیا ہر چند محمود نے اپنی سلطنت کو لاہور سے اصفہان و سمرقند تک وسیع کر لیا تھا لیکن اس کے بعد یہ بہت تنگ ہو گئی کیونکہ چند سال بعد ہی مابین سنہ ۴۲۹ھ و سنہ ۴۳۱ھ سلاجقہ نے محمود کے بیٹے مسعود کو مرو کے قریب شکست دے کر تمام مغربی صوبے بلخ اور خوارزم سے اصفہان اور رے تک فتح کر لئے اس کے بعد بدقسمتی سے غوریوں نے غزنی کو فتح کر لیا اور شاہان غزنی کو اپنا دارالسلطنت لاہور بنانا پڑا۔ لیکن غوریوں نے ہندوستان میں بھی انہیں نہ بیٹھنے دیا اور سنہ ۵۸۲ھ میں غزنوی خاندان کی حکومت غوریوں میں منتقل ہو گئی محمود کا زمانہ علم و ادب اور حکمت و فنون کی ترقی کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتا ہے اس نے غزنی میں ایک دارالعلوم قائم کیا اس نے یہاں مسجدیں، سڑکیں، پل اور مکانات وغیرہ کثرت سے تعمیر کرائے اور بہت سے امور عامہ جن کا تعلق رعایا کی فلاح و آسائش سے تھا وجود میں آئے

غوری خاندان سنہ ۵۴۳ھ – سنہ ۶۱۲ھ مدت حکومت ۶۹ سال تعداد حکمران

قدیم زمانہ سے غور کا کوہستانی علاقہ (ہرات و غزنی کے درمیان) ایک خود مختار ریاست کے قبضہ میں چلا آ رہا تھا اور قلعہ فیروز کوہ اس کا مرکز تھا محمود نے سنہ ۴۰۱ھ میں جبکہ محمد بن سوری یہاں کا والی تھا اس علاقہ کو بھی فتح کر لیا اس کے بعد محمد بن سوری کی اولاد حکومت غزنی کے زیر نگرانی فیروز کوہ اور بامیان میں حکومت کرتی رہی اور غزنی و غور میں باہم ازدواجی تعلقات قائم ہو گئے جب قطب الدین محمد والی فیروز کوہ کو اس کے خسر بہرام شاہ غزنوی نے قتل کر دیا تو مقتول کے بھائی سیف الدین سوری نے سنہ ۵۴۳ھ میں غزنی پر قبضہ کر لیا لیکن دوسرے سال بہرام شاہ پھر غزنی میں داخل ہوا اور سیف الدین کو قتل کرا دیا پھر جب تیسرے بھائی علاؤ الدین جہاں سوز کو معلوم ہوئی تو اس نے غزنی پر حملہ کر کے سارے شہر میں آگ لگا دی پھر ہرات اور بلخ پر بھی قبضہ کر لیا لیکن سنہ ۵۵۶ھ میں وفات پا گیا علاؤ الدین غوری کے دو بھتیجے غیاث الدین اور شہاب الدین تھے پہلے نے سنہ ۵۶۹ھ میں غزنی اور سنہ ۵۷۱ھ میں ہرات فتح کیا دوسرے نے خراسان فتح کیا سنہ ۵۷۱ھ سندھ و ملتان لیا سنہ ۵۸۲ھ میں غزنویوں کو لاہور سے بھی نکال دیا سنہ ۵۸۷ھ میں اجمیر کے راجہ پرتھوی راج سے مقابلہ کیا لیکن ناکام رہا لیکن دوسرے ہی سال تھانیسر کے میدان پرتھوی راج

اور اس کے بعد راجاؤں کو شہاب الدین محمد غوری نے بری طرح شکست دی۔ پرتھوی راج قتل ہوا۔ اور پورے شمالی ہند پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ ۱۱۹۵ء میں قنوج فتح ہو گیا۔ گوالیار، بہار، بنگال وغیرہ فتح ہوئے اور پہلی بار ہندوستان میں باقاعدہ اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی۔ ۱۲۰۲ء میں محمد غوری اپنے بڑے بھائی غیاث الدین کی وفات پر جانشین ہوا۔ خوارزمی سرداروں نے اس کے وطن افغانستان پر حملہ کر دیا تو محمد غوری کو ہندوستان سے ہٹ کر خوارزمیوں کے مقابلے کے لئے روانہ ہونا پڑا۔ ۱۲۰۶ء میں کھکھڑوں کی ایک جماعت نے اسے قتل کر دیا اور نظام سلطنت درہم برہم ہو گیا اور خوارزمیوں نے ۱۲۱۵ء میں اس کی سلطنت پر پوری طرح قبضہ کر لیا۔

شاہانِ دہلی

غلام خاندان، خلجی، تغلق، سید، لودھی، مغل — اب تک ان خاندانوں کا ذکر تھا۔ جو ہندوستان فتح کر کے اور ملکی انتظام کر کے اپنے اپنے وطن واپس چلے گئے تھے لیکن اب ان کا ذکر ہوگا جو یہاں آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

غلام خاندان — ۱۲۰۶ء سے ۱۲۹۰ء تک مدت حکومت ۸۴ سال افراد ۱۰

جب محمد غوری شمالی ہند کو جہاں تک فتح کر چکا تو اس نے اپنے غلام قطب الدین ایبک کو دہلی کا حاکم مقرر کیا لیکن جب محمد غوری کا انتقال ہوا تو ۱۲۰۶ء میں ایبک نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور اس طرح سب سے پہلے ہندوستان میں ایک مسلم حکومت قائم ہوئی اس وقت تک ہندوستان حکومت غزنی کا ایک صوبہ سمجھا جاتا تھا اور یہاں حاکم اکا دکا حکومتیں قائم تھیں۔ غلام خاندان میں التمش خاص شہرت رکھتا ہے اس نے سندھ کے گورنر ناصر الدین قباچہ کو بھی مغلوب کیا بنگال کے حاکم سے سلطنت دہلی کی سیادت کو تسلیم کرایا اور خلیفہ بغداد کی طرف سے دلی سلطنت کو پہلی مرتبہ اس کو سند خود مختاری عطا ہوئی۔ التمش کے بعد اس کی بیٹی رضیہ تخت نشین ہوئی۔ تاریخ ہندوستان میں تنہا یہی ایک خاتون تھی جو دہلی کے تخت پر متمکن ہوئی۔ رضیہ کے بعد جو بادشاہ اس خاندان میں ہوئے ان کا وقت زیادہ تر شورش و ہنگامہ دور کرنے میں صرف ہوا اور چونکہ غیاث الدین بلبن بھی جو غلام خاندان کا نواں فرمانروا تھا گورنری کے عہدے سے غلاموں کو برخاست کر دیئے تھے اس لئے نااہلی شروع ہو گئی جنہیں بلبن بھی مشکل دور کر سکا۔

خلجی خاندان — ۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۰ء حکومت ۳۱ سال تعداد حکمران ۶

غلام خاندان کے بعد خلجی ترکوں کا عہد شروع ہوا اور انہوں نے کوہستان وندھیا سے پرے کی ملک سلطنت کو وسیع کر دیا علاؤ الدین محمد نے ۱۲۹۷ء میں گجرات فتح کیا اور ۱۳۰۳ء میں چتوڑ پر قابض ہو گیا اس کے ایک فوجی سردار ملک کافور خواجہ سرا نے دیوگیر اور دکن فتح کر کے صوبہ دکن کو سلطنت دہلی میں شامل کر لیا سلطنت چونکہ وسیع ہو گئی تھی اس لئے سیر قابو رکھنا دشوار تھا

اور آخر کار ایک ترک ٹولک غیاث الدین تغلق نے خلجی حکومت ختم کر کے اپنے خاندان میں منتقل کرلی

خلجی قریباً پر دو	سنہ ۶۸۹ھ سے سنہ ۷۲۰ھ تک	مدت حکومت ۳۱ سال	تعداد حکمران ۶
خاندان تغلق	سنہ ۷۲۰ھ سے سنہ ۸۱۵ھ تک	مدت حکومت ۹۳ سال	تعداد حکمران ۱۰

خلجیوں کے بعد ہندوستان کی حکومت تغلق خاندان میں منتقل ہوئی اس کا پہلا بادشاہ غیاث الدین تھا اس کے بعد محمد تغلق کا دور شروع ہوا اس نے یہ دیکھ کر کہ دہلی میں بیٹھ کر دکن پر حکومت نہیں ہو سکتی کوشش کی کہ دیوگیر کو مرکز حکومت قرار دے (جس کا نام اس نے دولت آباد رکھا تھا) لیکن وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہوا اور جو طوائف الملوکی ملک میں پھیل رہی تھی اس کا سد باب دشوار ہو گیا اور محمد بن تغلق کے بعد صوبے یکے بعد دیگرے علیحدہ ہونے لگے اور سلطنت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اسی زمانہ میں تیمور نے حملہ کیا اور سنہ ۸۰۱ھ اور سنہ ۸۰۸ھ کے درمیان تمام شمالی ہندوستان میں قتل عام کر کے تغلق حکومت کو ختم کر دیا۔

((ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی مسلم حکومتیں))

محمد بن تغلق کی سلطنت میں نہ صرف سارا ہندوستان بلکہ تلنگانہ اور دکن کے اضلاع بھی شامل تھے لیکن اس کی موت سے قبل ہی دور دراز کے صوبے خود مختار ہونے لگے اور دسویں صدی ہجری سے پہلے ہی ملک کا بڑا حصہ متعدد خود مختار خاندانوں میں تقسیم ہو گیا۔ جب مغلوں کا عہد شروع ہوا تو ہندوستان کی حکومتیں عہد اکبری میں اور دکن کی ریاستیں عہد عالمگیری میں مغل حکومت میں شامل ہو گئیں۔

شاہان بنگال بنگال کا سب سے پہلا حاکم محمد بختیار خلجی تھا قطب الدین ایبک کے زمانہ میں یہ فوج کا کمانڈر ہو گیا ۵۹۵ھ میں اس نے بہار فتح کیا۔ سنہ ۶۰۰ھ میں بنگال کو صرف اٹھارہ آدمیوں کی مدد سے فتح کر لیا۔ سنہ ۷۴۴ھ تک فیروز آباد مرکز حکومت رہا پھر لکھنوتی اور بعد میں پانڈوہ ہوئے دہلی کی حکومت جب کمزور ہوئی تو ان لوگوں نے خود مختاری حاصل کر کے بادشاہی اختیار کی ان کے احاطۂ حکومت میں بنگال، بہار، چٹگام اور اڑیسہ کے علاقے داخل تھے ان میں غیاث الدین نامی بادشاہ بڑا مذہبی اور صاحب علم گذرا ہے جس نے مکہ اور مدینہ میں کئی مسافر خانے بنوائے اور حافظ شیرازی کو بنگال لایا سنہ ۸۰۰ھ میں انتقال کیا۔ ۴۰ بادشاہوں نے سنہ ۷۳۹ھ سے سنہ ۹۸۴ھ تک حکومت کی پھر اکبر نے سنہ ۹۸۴ھ میں فتح کر لیا (تاریخ ہند صفحہ ۱۰۱)

شاہان جونپور	سنہ ۷۹۶ھ سے سنہ ۸۸۱ھ تک	مدت حکومت ۸۵ سال	تعداد حکمران ۶

یہ حکومت علم و تہذیب کے لحاظ سے بہت مشہور ہے اس کا رقبہ بہار اور دوآبہ قنوج بہرائچ تک تھا اس کا بانی

خواجہ جہاں محمد تغلق کا وزیر تھا اور حسین شاہ بن محمود آخری بادشاہ سے سکندر لودی شاہ دہلی نے لڑ کے لے
لیا | **شاہان مالوہ** سنہ ۸۰۴ھ سے سنہ ۹۳۷ھ تک مدت حکومت ۱۳۳ سال حکمران ۷ | سنہ ۸۰۴ھ میں
دلاور خان غوری نے اس حکومت کی بنیاد رکھی ہوشنگ غوری اور محمود خلجی اس کے بہت مشہور فرمانروا گذرے
ہیں ان کے زمانہ میں بڑی بڑی عمارتیں بڑی کاریگری سے تیار ہوئیں یہ نہایت قدیم راجپوت حکومت تھی
اس کا پایہ تخت اجین تھا اجین ہوشنگ آباد اور چتوڑ اس میں شامل تھے عہد اسلامی میں اس کا پایہ تخت
مانڈو تھا اس کے آخری فرمانروا باز بہادر کو اکبر نے اپنے امیروں میں داخل کر لیا اور حکومت ختم کر دی سنہ ۹۶۹ھ
میں۔ (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۱۷) | **شاہان گجرات** سنہ ۷۹۹ھ سے سنہ ۹۸۰ھ تک مدت حکومت ۱۸۱
سال حکمران ۱۴ | ظفر خان ایک مسلمان راجپوت تھا سنہ ۷۹۳ھ میں حکومت دہلی کی طرف سے گجرات کا گورنر
مقرر ہوا چند سال بعد سنہ ۷۹۹ھ میں وہ خودمختار بادشاہ بن گیا اگرچہ راجپوتوں اور بھیلوں نے اسکو بہت
پریشان کیا لیکن وہ اپنی سلطنت کو بڑھاتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ سنہ ۸۱۰ھ میں مالوہ بھی فتح کر لیا۔ اس کے
بیٹے احمد شاہ اول نے احمد آباد بسایا جو ان کی راجدھانی رہا اور آج بھی ہندوستان کا مشہور کاروباری
شہر ہے اس کے ایک فرمانروا محمود شاہ اول نے سنہ ۸۶۳ھ میں نہ صرف مالوہ خاندیس فتح کیا بلکہ جوناگڑھ
اور چمپانیر بھی لے لیا یہ بادشاہ بہت علم دوست تھے مظفر دوم نے سنہ ۹۱۷ھ میں تجارت کو اسقدر ترقی
دی کہ حبشہ، ایران بغداد اور مصر کے تاجروں کا احمد آباد میں ہر وقت جمگھٹا رہنے لگا ان کے پاس ایک بہت
بڑا بحری بیڑا بھی تھا سنہ ۹۸۰ھ میں اعتماد خان وغیرہ نے باہمی خانہ جنگیوں کی وجہ سے سلطنت اکبر کو دیدی
(طبقات اکبری صفحہ ۱۹۹) | **شاہان خاندیس** سنہ ۸۰۱ھ سے سنہ ۱۰۰۸ھ تک مدت حکومت ۲۰۷ سال
حکمران ۱۱ — خان جہاں فاروقی محمد بن تغلق کا درباری امیر تھا اس کے بیٹے ملک راجہ کو فیروز تغلق نے
سنہ ۱۳۷۰ء میں خاندیس میں جاگیر دی بعد میں گورنری سنہ ۱۳۸۲ء کے بعد یہ خودمختار ہو گیا۔ ۱۹ اپریل ۱۳۹۹ء
میں ملک راجہ کا انتقال ہوا تو اسکا بڑا بیٹا ناصر خان تخت پر بیٹھا اور اس نے اسیر گڑھ کی ہندو ریاست
کو فتح کر کے برہان پور کو پایہ تخت بنایا یکم اکتوبر سنہ ۱۴۳۷ء کو اسکا انتقال ہوا اس کا بڑا بیٹا میران مبارک
گدی نشین ہوا ۵ جون سنہ ۱۴۴۱ء میں اس کی وفات ہوئی تو اسکا بیٹا عادل ثانی تخت پر بیٹھا یہ نہایت
طاقتور حکمران ہوا ہے اس نے شاہان گجرات سے کل خراج وصول کر لیا سنہ ۱۴۹۲ء میں اسکے مرنے
پر داؤد خان تخت نشین ہوا ۔ ۲۸ اگست سنہ ۱۵۰۸ء میں جب اس نے انتقال کیا تو خانہ جنگی شروع
ہو گئی آخر کار داؤد کے بھتیجے عادل خان ثالث یکم اپریل سنہ ۱۵۰۹ء میں وارث تخت ہوئے۔

۲۴ اگست سنہ ۱۵۶۶ء میں اس کا بھی انتقال ہو گیا تو اسکا بڑا بیٹا میراں محمد گدی نشین ہوا جو ۴ مئی سنہ ۱۵۷۶ء میں رخصت ہوا پھر چار بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی اور آخری بادشاہ بہادر شاہ کو اکبر نے لاہور میں قید کر کے اس کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

شاہان بہمنی سنہ ۷۴۸ھ (۱۳۴۷ء) سے سنہ ۹۳۴ھ (۱۵۲۷ء) مدت حکومت ۱۸۰ سال فرمانروا ۱۸

بہمن فارس کا مشہور بادشاہ تھا اسکی نسل میں حسن گنگو ایک سردار گذرا ہے جس نے محمد بن تغلق کے خلاف دکن میں بغاوتوں کو فرو کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ یہ سلطنت شمال میں برار مشرق میں تلنگانہ جنوب میں دریائے کرشنا اور مغرب میں سمندر تک پھیلی ہوئی تھی وجے نگر اور تلنگانہ کے راجہ اس کو خراج دیتے تھے سنہ ۸۶۷ھ میں محمد شاہ ثانی نے شمال میں اڑیسہ تک اور جنوب میں میسور تک کا علاقہ فتح کر لیا یہ حکومت ۵ صوبوں پر منقسم تھی جو سنہ ۹۳۴ھ (۱۵۲۷ء) میں حسب ذیل پانچ خود مختار ریاستوں میں بٹ گئی اس حکومت نے علمی مذہبی تمدنی اور رفاہ عام کے بہت سے کام انجام دیئے رصدخانہ بنے بیدر فیروز آباد احمد نگر آباد ہوئے میر فضل اللہ اور محمود گاواں اس کے مشہور وزیر اور مخدومہ جہاں اور ملکہ جہاں مشہور خواتین گذری ہیں۔

عماد شاہی سنہ ۸۹۰ھ (۱۴۸۴ء) سے سنہ ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) مدت حکومت ۸۹ سال حکمران ۵

یہ حکومت صوبہ برار پر چھائی ہوئی تھی اس کا مورث اعلیٰ فتح اللہ عماد الملک تھا جو وجے نگر کے ایک برہمن کا لڑکا تھا کمسنی میں اس نے عبد القادر خان جہاں کی ملازمت حاصل کی اور رفتہ رفتہ خان جہاں کی تربیت نے اس کو اس درجہ پر پہنچایا کہ خان جہاں کے انتقال کے بعد یہ اسکا جانشین قرار پایا اور صوبہ برار کا گورنر بن گیا پھر بعد میں خود مختاری کا اعلان کر دیا سنہ ۱۵۰۴ء میں اس کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا علاؤ الدین تخت پر بیٹھا پھر سنہ ۱۵۲۹ء میں جب اس کی وفات ہوئی تو اس کا بیٹا دریا پھر برہان پھر تفیل تخت نشین ہوئے لیکن بد نظمی کی وجہ سے سنہ ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں مرتضیٰ نظام نے حملہ کر کے اپنی سلطنت نظام شاہی میں داخل کر لیا۔

نظام شاہی سنہ ۸۹۶ھ (۱۴۹۰ء) سے سنہ ۱۰۰۴ھ (۱۵۹۵ء) تک مدت حکومت ۱۱۰ سال افراد حکومت ۱۰

صوبہ احمد نگر پر ان کی حکمرانی تھی احمد بحری اس کا بانی تھا جس نے نظام شاہ کا لقب اختیار کیا تھا دوسرے بادشاہ برہان سنہ ۱۵۳۷ء میں شیعہ ہو گئے اسکا بیٹا حسین سنہ ۹۶۱ھ (۱۵۵۳ء) میں تخت نشین ہوا اس نے مسلم حکومتوں کو ملا کر وجے نگر کی ہندو فوجی طاقت کو سنہ ۹۷۲ھ (۱۵۶۵ء) میں ختم کر دیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ تخت نشین ہوا اس نے پرتگالیوں کو ہندوستان سے نکالنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا سنہ ۱۶۰۰ء میں چاند بی بی کی مدافعت کے باوجود احمد نگر کو مغلوں نے فتح کر لیا۔

برید شاہی (بیدر) سنہ ۸۹۸ھ (۱۴۹۲ء) سے سنہ ۱۰۱۸ھ (۱۶۰۹ء) مدت حکومت ۱۱۲ سال حکمران

عادل شاہی (بیجاپور) سنہ ۸۹۵ھ (۱۴۸۹ء) سے سنہ ۱۰۹۷ھ (۱۶۸۶ء) مدت حکومت ۱۹۸ سال حکمران ۸

اس حکومت کا بانی یوسف عادل خاں تھا جس کو بہمنی حکومت میں محمد شاہ ثانی کی طرف سے بڑا عروج حاصل تھا بعض مورخوں کا خیال ہے کہ عادل خاں ترکی خلیفہ مراد ثانی کا بیٹا تھا جو اپنی ماں کے ساتھ بھاگ آیا تھا اور غلام کی حیثیت سے فروخت ہوا پھر ترقی کرکے اس درجہ پر پہنچا سنہ ۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء میں انتقال ہوا اسکی اولاد یکے بعد دیگرے تخت و تاج کی وارث ہوتی رہی سنہ ۱۰۴۶ھ میں شاہجہاں نے اس کو فتح کر لیا اس کے بعد شیواجی مرہٹا اس پر قابض ہوا سنہ ۱۰۹۷ھ ۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب نے حملہ کرکے اس کو فتح کر لیا۔

قطب شاہی گولکنڈہ سنہ ۹۱۸ھ ۱۵۱۲ء سے سنہ ۱۰۹۸ھ ۱۶۸۷ء تک مدت حکومت ۱۷۰ سال فرمانروا ۷

اس کا بانی سلطان قلی تھا محمود شاہ بہمنی نے سنہ ۱۴۹۵ء میں اس کو گورنری بخشی سنہ ۹۱۸ھ میں اس نے خود مختاری کا اعلان کیا اس کے بعد اسکی نسل حکومت کرتی رہی اس کے پانچویں بادشاہ محمد قلی نے گولکنڈہ سے شمال میں ایک نیا شہر بھاگ نگر آباد کیا جو بعد میں حیدرآباد ہوا اور اسی کو پایہ تخت بنایا — سنہ ۱۰۶۷ھ میں اورنگ زیب نے اس کا محاصرہ کیا لیکن شاہجہاں کے حکم سے واپس آیا لیکن پھر جب خود تخت نشین ہوا تو بیجاپور فتح کرکے سنہ ۱۰۹۸ھ میں پھر گولکنڈہ کا محاصرہ کیا اور آٹھ مہینے میں فتح کر لیا۔ **ملتان کے بادشاہ** یہ سلطنت پچاس برس تک قائم رہی سنہ ۸۴۷ھ ۱۴۴۳ء تک سومرو نامی ایک اسماعیلی شیعہ نے اسکی بنیاد رکھی قطب الدین لنگاہ اور حسین لنگاہ سنہ ۹۰۸ھ ۱۵۰۲ء اور محمود لنگاہ اس کے مشہور فرمانروا ہیں یہ لوگ علم کے بڑے قدردان تھے صوفیا اور بزرگوں سے وابستگی رکھتے تھے بہت سی مشہور درسگاہیں انہوں نے قائم کیں آخر بابر نے اسکو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا — **دوسری ریاستیں** ان کے علاوہ بہمنی کے پاس ہندو کی ریاست تھی جسکو جلال الدین محمد حسن نے قائم کیا تھا جہاں ہندو مسلمان مل کر رہتے تھے کچھ عرصہ کا خاتمہ ہوا جس میں مسلمانوں کی سلطنت تھی جو ۵۴ برس تک قائم رہا جس کا پایہ تخت مدورا تھا اور جنہوں نے بڑے بڑے کام انجام دیئے مگر آپس کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے تباہ ہو گئے یہ سنہ ۷۳۸ھ میں قائم ہوئی اور سنہ ۷۸۹ھ میں ختم ہوئی

چونکہ خاندان تغلق کے زمانہ میں یہ ریاستیں قائم ہوئی تھیں اس لئے ہم نے انکا ذکر اسی جگہ پر کر دینا مناسب سمجھا اب ہم پھر اصل سلسلہ شاہان دہلی کی طرف رجوع کرتے ہیں ان میں سید خاندان لودی اور مغل حکومت خاص طور سے قابل ذکر ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو —

سید خاندان سنہ ۸۱۷ھ ۱۴۱۴ء سے سنہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء مدت حکومت ۳۷ سال تعداد حکمران ۴

تغلق خاندان کے بعد سید خاندان حکمران ہوا اس خاندان کا بانی خضر خان تھا خضر خان سید سلیمان کا بیٹا تھا ملک سلیمان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں ملتان کا گورنر

اقامت کے مرنے پر خضر خان حاکم ملتان حاکم بن گیا اس نے ۸۱۷ھ میں دولت خان لودھی کو زیر کر کے دہلی پر قبضہ کر لیا اور ہندوستان کی حکومت سید خاندان میں منتقل ہو گئی اخیر میں سلطنت صرف دہلی کی حدود تک محدود ہو گئی تھی جسے بہلول لودھی نے ختم کر دیا۔

لودھی خاندان ۸۵۵ھ تا ۹۳۲ھ [illegible] حکومت

۷۶ سال تعداد حکمران ۳

اس خاندان کا بانی بہلول لودھی تھا لودھی افغان خاندان تھا جو سلسلہ تجارت ہندوستان آتا رہتا تھا سب سے پہلے بہلول کا دادا ملک بہرام ملتان آیا تھا اور یہاں کے حاکم مردان دولت کا ملازم ہو گیا تھا اس کے پانچ بیٹے تھے بہلول دوسرے بیٹے ملک کالا کا فرزند تھا جس کی تربیت اس کے چچا ملک سلطان شاہ اسلام خان نے کی تھی جو سرہند کا حاکم تھا اسلام خان نے اپنے بعد بہلول کو جانشین کر دیا [illegible] بہلول کا اقتدار [illegible] آخر کار دہلی فتح کر لیا ۸۵۵ھ میں وہ دہلی کا بادشاہ ہو گیا بہلول نماز کا عاشق علماء اور صوفیا کا عقیدت مند تھا نماز باجماعت ادا کرتا غرباء و مساکین سے محبت کرتا اور سائل کو کبھی واپس نہیں کرتا تھا خزانہ سے [illegible] کر لیا اور کبھی [illegible] پر بیٹھنے کی نوبت آجاتی اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سکندر لودھی ۸۹۴ھ میں تخت نشین ہوا یہ نہایت [illegible] عالم تھا اس کے دربار میں ہر وقت علمی چرچے [illegible] عہد تغلق کی طرح سکندر کے زمانہ میں بھی بہت ارزانی تھی [illegible] اور خوشحالی تھی [illegible]) دو [illegible] کو ہر [illegible] دولت تقسیم کرتا تھا [illegible]) اس کی وفات کے بعد ابراہیم لودھی ۹۲۳ھ میں تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں ارزانی و خوشحالی تھی کہ پورا ایک خاندان [illegible] افغانستان [illegible] آگرہ سے [illegible] اگر کوئی سوداگر [illegible]

[illegible]

گورنر تھا جب شیبانی ازبکوں نے اسے فرغانہ سے نکال دیا تو ۱۵۰۴ء میں افغانستان کا رخ کیا یہاں ۹۰۹ھ
میں بدخشان ۱۵۰۴ء میں کابل ۱۵۰۷ء میں قندھار پر قبضہ کر لیا پھر ترکوں اور مغلوں کی ۱۲ ہزار فوج
لیکر ہندوستان پر حملہ آور ہوا کیونکہ آجکل ہندوستان باہمی خانہ جنگیوں کا مرکز بنا ہوا تھا ۲۰ اپریل ۱۵۲۶ء
کو پانی پت کے میدان میں بابر نے فتح پائی اور دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا پھر دریائے سندھ سے لیکر بنگال
تک کا علاقہ اسکا فرمانبردار ہو گیا ۴ سال تک نہایت عمدہ حکومت کر کے ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء بتاریخ ۲۶ دسمبر اس
نے انتقال کیا یہ نہایت بہادر اور طاقتور حکمران تھا دو پہلوانوں کو ایک ساتھ بغل میں دبا کر باسانی زینہ پر
چڑھ جاتا تھا نہایت دیندار اور خدا ترس تھا ہر جمعہ کو یہ پابندی روزہ رکھتا تھا اور ساری زندگی اس
نے کبھی نماز قضا نہیں کی علماء کا قدردان تھا نہایت عادل اور غیر متعصب تھا (تاریخ فرشتہ جلد ۲ ص ۲۲۶)

ہمایوں اس کے بیٹے ہمایوں نے جس کی عمر صرف ۱۹ سال کی تھی گجرات و مالوہ پر حملہ کیا لیکن ناکام
رہا ۹۴۴ھ میں بنگال پر ضرور اس کا قبضہ ہو گیا لیکن شیر شاہ نے جو اس وقت بہار کا فرمانروا تھا ہمایوں
کو چوسا کے مقام پر ۹۴۶ھ ۱۵۳۹ء میں شکست دی اور دوسرے سال قنوج میں یہاں تک کہ ہمایوں کو پہلے
سندھ میں اور پھر ایران میں پناہ لینا پڑی اور شیر شاہ (گجرات چھوڑ کر) تمام ہندوستان کا بادشاہ
ہو گیا۔ پھر ہمایوں جب شیر شاہ کا انتقال ہوا تو ۹۶۲ھ ۱۵۵۵ء میں ۵ سال کے بعد پھر دہلی پر قابض
ہو گیا لیکن افسوس ایک ہی سال بعد جبکہ وہ اپنے کتب خانہ میں مطالعہ کتب میں مصروف تھا کہ اچانک
نماز کے لئے تکبیر کی آواز آئی وہ نہایت تیزی سے نماز کے لئے کوٹھے سے اترا لیکن پاؤں پھسل کر گر گیا اور شہید
ہو گیا یہ واقعہ ۹۶۳ھ کا ہے۔ نصیر الدین ہمایوں نہایت زبردست عالم باعمل تھا۔ حافظ قرآن
تھا جماعت میں تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہونے دیتا تھا اسی میں اس نے جان تک دیدی۔ حضورؐ کا اسم مبارک
کبھی بلا وضو نہیں لیتا تھا ہمیشہ باوضو رہتا نہایت عادل اور رعایا پرور تھا (تاریخ فرشتہ جلد ۲ ص ۲۴۲)

شیر شاہ سوری عہد مغلیہ چونکہ یہ ایک اہم واقعہ ہے اس لئے ضمناً ہم اختصاراً شیر شاہ کا ذکر کرتے
ہیں۔ شیر شاہ ایک معمولی سپاہی کا لڑکا تھا لیکن اپنی بلند ہمتی جفاکشی اور خدمت خلق کی وجہ سے ہندوستان
کا بادشاہ ہوا سب سے پہلے اس نے بنگال میں بغاوت کی قند قبضہ کیا پھر گجرات کا علاقہ اس نے حاصل کیا اور آخر
کار تخت دہلی پر قابض ہو گیا۔ اس نے رفاہ عام کے بہت بڑے بڑے کام کئے اور پشاور سے لیکر بنگال
تک تین ہزار میل لمبی نہایت مضبوط سڑک بنوائی جو جی ٹی سڑک کے نام سے آج تک مشہور ہے اس نے ہر
پانچ میل پر ایک مسافر خانہ، مدرسہ اور شفاخانہ قائم کیا تھا جہاں ڈاک و چوکی کا وجود باقی نہیں رہ گیا

تھا اور سارے ملک میں خوشحالی اور امن و امان کا دور دورہ تھا ۱۵۴۵ء میں کالنجر کی جنگ میں بارود خانہ میں
آگ لگ گئی اور یہ نیک دل بادشاہ شہید ہو گیا اس کے بعد ۱۰ برس تک اس کے وارث حکومت کرتے رہے
پھر ۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے اسکے تخت کو جیت لیا۔

اکبر

جس وقت ہمایوں کا انتقال ہوا
ہے تو اکبر کی عمر ۱۴ سال کی تھی یہ بحالت مسافرت بمقام امر کوٹ سندھ میں پیدا ہوا تھا اسکی والدہ کا نام
حمیدہ بیگم تھا ہمایوں کے بعد اکبر کا نگران بیرم خاں ہوا بیرم خاں نے ۱۵۵۶ء میں ہیموں بقال کی فوجوں
کو بمقام پانی پت شکست فاش دی اور ہیموں بقال کو قتل کر دیا جس سے اکبر بیرم خاں سے ناراض
ہو گیا بیرم خاں حج کے لئے روانہ ہو گیا لیکن راستہ میں اسکو کسی نے شہید کر دیا ۔ اکبر کو اسکا سخت صدمہ
ہوا اکبر نے ایک متحدہ ہندوستان کی بنیاد ڈالی ۱۵۵۸ء میں گوالیار ۱۵۵۹ء میں جونپور ۱۵۶۱ء
میں مالوہ خاندیس اور چتوڑ ۱۵۶۷ء میں گجرات ۱۵۷۲ء میں بنگال ۱۵۷۶ء میں کشمیر اور ۱۵۹۲ء
میں قندھار اکبر نے فتح کر لیا اور قندھار سے لے کر آسام تک ایک زبردست سلطنت قائم کرنے میں اکبر
کامیاب ہو گیا ۱۶۰۵ء میں اس نے انتقال کیا ۔ جلال الدین اکبر دنیا کے بادشاہوں میں نہایت
اہم درجہ رکھتا ہے تدبر اور سیاست بہادری اور عقلمندی اور انتظام سلطنت میں شاہان عالم میں اسکو
خاص درجہ حاصل ہے اس نے اپنے ملک کو ۱۵ صوبوں میں تقسیم کیا تھا اور مالیات کا اچھا انتظام کیا
تھا کہ ہندوستان میں اس سے پہلے ۔ کوئی مثال نہیں ملے گی انگریز اور موجودہ کانگریسی حکومت بھی اب
کاربند ہیں اکبر کو مصنوعات اور تعمیرات سے بہت شوق تھا چنانچہ محل کی صنعت اسی دور کی یادگار ہے
فتح پور سیکری اور آگرہ کی عمارتیں اسکی خوش ذوقی کی سند ہیں امن و امان خوشحالی اور فارسی ادبیات کی [illegible]
اور صنعت اس دور کی طرۂ امتیاز ہیں ۔ اکبر ان پڑھ تھا لیکن شروع شروع اسے علماء سے بڑی محبت
تھی بعد میں علماء کی باہمی مسابقت سے وہ بیزار ہو گیا اور بزرگان دین کا نہایت درجہ معتقد رہنے لگا
چنانچہ اجمیر جانے کے لیے دہلی ہی سے سواری سے پیدل ہو جاتا تھا بڑی دیگ اسی کی یادگار ہے
فتح پور سیکری میں سلیم چشتی کا شاندار مزار اسی نے بنوایا تھا اس نے اپنی کم علمی یا سیاست سے
ہندوؤں اور مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے دین الٰہی ایجاد کیا جس میں ہندو عورت سے شادی
کرنا جائز تھا علماء مسلمان کئے ہوئے) ابوالفضل فیضی ٹوڈرمل بیربل مان سنگھ وغیرہ اس کے
مشہور نورتن تھے ۔

جہانگیر

اکبر کے انتقال کے بعد ۱۶۰۵ء
میں تخت نشین ہوا اس نے بائیس برس تک حکومت کی اسکو فنون لطیفہ سے نہایت دلچسپی تھی چنانچہ اس کے

مانہ میں بہت سی عجیب و غریب چیزیں ایجاد ہوئیں تھیں یہ نہایت عادل بادشاہ گذرا ہے اہم مقدمات
کے فیصلے خود کرتا تھا اس کے محل کے نیچے ایک گھنٹہ لٹکتا رہتا تھا اور ہر مظلوم کو اجازت تھی کہ وہ اسکو
بجا کر بادشاہ کی توجہ اور انصاف حاصل کرے یہ نہایت بہادر اور مدبر تھا اس نے رانا پرتاب سنگھ کو جو اکبر
کے وقت سے باقی تھا زیر کر لیا تھا یہ بہت بڑا ادیب بھی تھا چنانچہ تزک جہانگیری اسکی مشہور تصنیف ہے جو
ادب و انشا پردازی کا نمونہ ہے - اسکے عہد میں تعصب کا نام تک نہ تھا ہندوؤں کو اعلیٰ افسر سمجھا جاتا تھا اور اسکے
ان گورنر بنے تھے - جہانگیر بہت زیادہ شراب پیتا تھا اور امور مملکت اس کی ملکہ نورجہاں انجام دیتی تھی
اس کے باوجود جب ملکہ نے ایک بے خطا شخص دھوبی کو اپنے تیر سے ہلاک کر دیا تو جہانگیر نے اسلامی حکم
کے مطابق نورجہاں کو قصاص کے طور پر قتل ہونے کے لئے مقتول کے ورثا کو سپرد کر دیا ...... بالآخر
جب انہوں نے معاف کیا تو نورجہاں کی جان بچی جہانگیر نے نورجہاں کو دوبارہ دیکھکر کہا تیرے بعد میں جی کر کیا
کرتا - تو اگر کشتہ شدی آہ چہ می کردم من ۱۶۲۷ء میں انتقال کیا

شاہجہاں اصل نام شہاب الدین تھا نورالدین جہانگیر کے بعد یہ تخت نشین ہوا - اس کے زمانہ
میں اسکے بھائیوں نے اور پرتگالیوں نے سر اٹھایا مگر مغلوب ہوئے یہ نہایت منکسر بادشاہ گذرا ہے فن موسیقی اور
خطاطی کا ماہر تھا - اہم مقدمات خود کرتا تھا - شاہجہاں نے ۳۲ برس تک نہایت شان و شوکت اور
امن و امان کے ساتھ حکومت کی یہ شاہی خزانہ سے بہت کم روپیہ لیتا تھا سارا خزانہ صرف رعایا
کی فلاح و بہبود کے لئے تھا اس کی سلطنت کا رقبہ قندھار سے لے کر آسام تک اور ہمالیہ سے لیکر دکن تک
تھا اسکو تعمیرات سے خاص ذوق و شغف تھا چنانچہ تاج محل آگرہ جامع مسجد دہلی اور لال قلعہ دہلی اسکی
بہترین یادگار ہیں تاج محل دنیا کے ہفت عجائبات میں سے ایک ہے جسکو اس نے اپنی محبوب ملکہ
ممتاز محل کی یاد میں تعمیر کرایا تھا جس میں کروڑ اشرفیاں لاگت آئی تھی اور دس ہزار مزدوروں کاریگروں نے
مل کر دس برس میں تیار کیا تھا اس کے عہد میں چند بغاوتیں ہوئیں لیکن ان کو بہت جلد فرو کر دیا گیا
ایک قحط پڑا لیکن چند ہی دنوں میں بادشاہ کی توجہ سے ختم ہو گیا ملک میں آٹھ سیر کا گیہوں اور پیسے کے سیر
بھر ... سارا ملک خوش تعمیری اور خوشحالی کا نمونہ تھا یہ نہایت مذہبی تھا ساری عمر نماز با جماعت قضا
نہیں ہونے دی باون جمعوری ۱۶۶۶ء میں رحلت کی ---- تاریخ مغلیہ ص ۲۰۱

اورنگ زیب محی الدین اورنگ زیب عالمگیر ۱۶۵۸ء میں تخت نشین ہوا اور پچاس سال تک

رعب و جلال سے حکومت کی نہایت دبدبہ اور مستقل مزاج دور اندیش اور سیاست داں تھا اپنے بھائیوں کو مغلوب کر کے تخت نشین ہوا اتفاق دیکھیے کہ ان چند ناموروں میں سے ایک ہے کہ اگر یہ شاہی خاندان میں نہ بھی پیدا ہوتا تو بھی بادشاہت ضرور حاصل کر لیتا سنہ ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء سے اس نے دکن کی طرف فوجیں روانہ کرنا شروع کیں اور چھبیس برس تک برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ سنہ ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء میں اس نے وفات پائی اورنگ زیب نہایت زبردست عالم باعمل تھا ملا جیون ساکن قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ مؤلف تفسیرات احمدیہ کا شاگرد تھا فتاویٰ عالمگیری اس کے عہد کی علمی اور فقہی یادگار ہے اس کے وقت میں سلطنت کابل سے دریائے ہگلی تک اور سورت سے مدراس تک پھیلی ہوئی تھی اورنگ زیب کی وفات کے بعد سلطنت مغلیہ کمزور ہونے لگی کیونکہ اس کے جانشین کمزور تھے اور اورنگ زیب کے بھائیوں کی جنگوں میں اور اس کے لڑکوں اعظم و معظم کی باہمی لڑائیوں میں سلطنت کے نامی گرامی افسر قتل ہو چکے تھے اس لیے پنجاب میں سکھوں نے دکن میں مرہٹوں نے اور آگرہ میں جاٹوں نے سر اٹھایا جن کو دبایا نہ جا سکا اور سلطنت کمزور ہو گئی سنہ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کے قتل عام اس کے بعد احمد شاہ درانی کے حملے نے سلطنت کی رہی سہی طاقت کو سخت صدمہ پہنچایا سنہ ۱۷۶۴ء میں بکسر کی لڑائی اور سنہ ۱۸۵۷ء میں پلاسی کی لڑائی نے مغل سلطنت کو ختم کر دیا آخر [illegible]

اعظم شاہ سے بہادر شاہ تک

اورنگ زیب کے بعد ۱۲ بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی جن میں بعض نہایت کمزور تھے جن کے نام اور سن جلوس دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ (۱) اعظم شاہ سنہ ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء (۲) قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ اول سنہ ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء (۳) معز الدین بہادر شاہ سنہ ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ء (۴) فرخ سیر سنہ ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۳ء (۵) شمس الدین رفیع الدرجات سنہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء (۶) رفیع الدولہ شاہجہان ثانی سنہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء (۷) ناصر الدین محمد سنہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء (۸) احمد سنہ ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء (۹) عزیز الدین عالمگیر ثانی سنہ ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۴ء (۱۰) جلال الدین شاہ عالم سنہ ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء (۱۱) محمد اکبر ثانی سنہ ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء (۱۲) بہادر شاہ ثانی سنہ ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء سے سنہ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء تک۔ شوق شہادت اور بلندی اسلام کے جوش میں مسلمان ہندوستان میں آئے تھے اور یہی ان کے بقا اور ترقی کا سبب تھا لیکن آخری دور میں مسلمان بادشاہ اور امرا کا یہ حال تھا کہ موت کا لفظ صراحت کے ساتھ ان کے یہاں کوئی نہیں لے سکتا تھا۔ سورۂ یٰسین کو پڑھنا منحوس جانتے تھے عیش و عشرت کا یہ عالم تھا کہ معمولی معمولی تقریبوں میں ۷ سو رنگ کا پلاؤ پکتا تھا عیش کا یہ عالم کہ علاوہ منکوحہ [illegible] سے [illegible] سونے کے برتن اور [illegible]

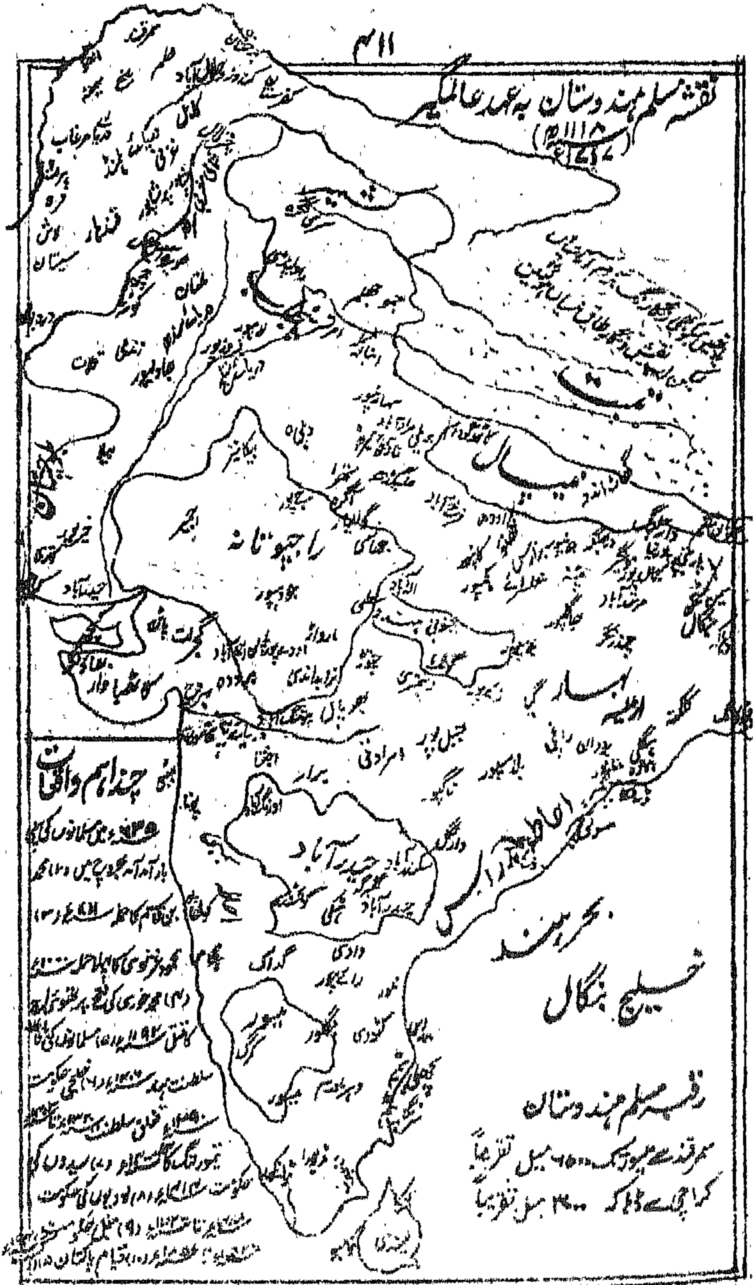
[illegible] نقال کرتے تھے اور کتنے گھرانے ایسے تھے جہاں آبدست عرق گلاب سے لیا جاتا تھا ان ناشکریوں
باعث ہم سے اللہ تعالیٰ نے اپنی دی ہوئی حکومت چھین لی اور ہم غیروں کے محکوم ہو گئے ۔ وَمَا ظَلَمَهُمُ
اللّٰہُ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ (اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے تھے)

بہت غور سے سن رہا تھا زمانہ	ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

حکومت اودھ ۱۷۲۲ء سے ۱۸۵۶ء تک مدت حکومت ۱۳۴ سال حکمران ۱۰

فرمان روایان اودھ کا مورث اعلیٰ سعادت خاں برہان الملک تھا جو نیشاپور کے ایک سید گھرانے
سے تعلق رکھتا تھا اس نے اپنے عہد میں (۱۷۲۲ء سے ۱۷۳۹ء تک) اپنی خوش انتظامی سے بنارس غازیپور
جونپور کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا ۔ اس کا داماد صفدر جنگ ۱۷۳۹ء سے ۱۷۵۴ء) سلطنت
مغلیہ کا وزیر مقرر ہوا (۱۷۴۸ء) اس نے مرہٹوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کیا اس کے جانشین اور بیٹے
شجاع الدولہ (۱۷۵۴ء سے ۱۷۷۵ء) نے ایسٹ انڈیا کمپنی سے بکسر میں جنگ کی لیکن شکست کھائی
(۱۷۶۴ء) تاہم معاہدہ الہ آباد (۱۷۶۵ء) کی رو سے اودھ پھر اسے واپس کر دیا گیا اور کوڑا اور الہ آباد
کے اضلاع مغل بادشاہ شاہ عالم کو دے دیا گیا چونکہ اودھ کا علاقہ بنگال اور مرہٹوں کے درمیان حائل تھا اس لئے انگریز اس کو قائم
رکھنا چاہتے تھے اس کے بعد جب معاہدہ بنارس (۱۷۷۳ء) ہوا تو اودھ سے انگریزوں کے تعلقات اور
وسیع ہو گئے یہاں تک کہ پچاس لاکھ روپیہ میں الہ آباد اور کوڑا کا علاقہ بھی اودھ فرمانروا کو دے دیا
گیا ۔ آصف الدولہ (۱۷۷۵ء سے ۱۷۹۷ء تک) کے زمانہ میں وارن ہیسٹنگز نے ۲۳ لاکھ ۴۰ ہزار کا مالیہ
ادا کرنے والا علاقہ بنارس، جونپور اور غازیپور کمپنی کی حکومت میں شامل کر لیا اس کے بعد اس کا متبنّیٰ مرزا وزیر علی خاں
جانشین ہوا لیکن چند دن بعد ہی اسے معزول کر دیا گیا اور سعادت علی خاں کا عہد شروع ہوا (۱۷۹۸ء
سے ۱۸۱۴ء تک) لیکن ۱۸۰۱ء میں لارڈ ولزلی نے کمپنی کی فوج کے مصارف کے لئے روہیلکھنڈ اور دوآبہ
کا حصہ چھین لیا ۔ سعادت علی خاں کے بعد اس کے بڑے بیٹے غازی الدین حیدر نے شاہ اودھ کا لقب
اختیار کیا اس کے بعد شاہان اودھ کی فہرست یہ ہے ۔ نصیر الدین حیدر ۱۸۲۷ء سے ۱۸۳۷ء تک
محمد علی شاہ ۱۸۳۷ء سے ۱۸۴۲ء تک امجد علی شاہ ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۷ء تک اور واجد علی شاہ ۱۸۴۷ء سے
۱۸۵۶ء تک لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۵۶ء میں اودھ کو کمپنی کی حکومت میں شامل کر لیا اور واجد علی شاہ کو
کلکتہ بھیج دیا گیا یہاں ۱۸۸۷ء میں ان کا انتقال ہوا ۔

آگ ہو اِنے تیز سے ہم پھول قیامت ڈھا گیا	اسے نہ تحفظ بچھ گئی یہ سیاہ جنبہ اجالا کیا


نقشہ مسلم ہندوستان بہ عہد عالمگیر
(۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء)
راجپوتانہ
نیپال
تبت
بحر ہند
خلیج بنگال
رقبہ مسلم ہندوستان
سمرقند سے میسور تک ۲۵۰۰ میل تقریباً
کراچی سے ڈھاکہ ۱۸۰۰ میل تقریباً

حصہ ہفتم

ہندوستان سے مسلم حکومت کے خاتمے کے بعد

سلطان ٹیپو، علماء کا جہاد، مقدمہ سازش مجاہدین، دور انگریزی کا ظلم راج

ہیں جا بجا عالم خواب کے نقشہ مثل سراب کے	جو مکان ہے نقش بر آب ہے جو مکیں ہے شکل حباب ہے

ہندوستان میں مسلم اقتدار کے خاتمے کے اسباب اور زوال کا ایک بڑا اہم سبب خود مسلمانوں کی باہمی عداوت نفس اور حرص کو قبول جانا ہے اس کے بعد دوسرا سبب انگریزوں کی آمد تھی۔ . . ابتداء یوں ہوئی کہ جہانگیر کے عہد میں سر ٹامس رو برطانوی سفیر بنکر ۱۶۲۲ء میں آیا اور جہانگیر کی عدل پروری اور [illegible] مشہور ہے اس کی [illegible] سے انگریز برابر آتے جاتے رہے ۱۶۴۴ء میں شاہجہاں کی ایک لڑکی آگ لگنے سے جل گئی اور ایک انگریز کے علاج سے خدا نے اسکو شفا دی شہنشاہ نے ڈاکٹر سے فرمایا کہ انعام میں جو مانگو دیا جائے ہوشیار ڈاکٹر نے تجارت کی اجازت حاصل کی محصول معاف کرایا اور کلکتہ میں تجارت کے لئے ایک کوٹھی اور کچھ زمین مانگی جس سے رفتہ رفتہ انہوں نے اسقدر اقتدار حاصل کیا کہ مسلمانوں کو اپنی شاندار حکومت ہی سے دستبردار ہونا پڑا اور اورنگ زیب کے زمانہ میں یہ لوگ حکومت کے خواب دیکھنے شروع کر دیے چنانچہ اورنگ زیب نے ان کی گوشمالی بھی کی تھی اورنگزیب کے انتقال کے بعد انگریزوں کو دوسرا سر اٹھانے کا موقع ملا انہوں نے ہندوستانی نوابوں اور راجاؤں سے مل کر باہمی تفرقہ [illegible] کی اور پھوٹ ڈلواؤ اور حکومت کرو کے مقولے کے مطابق وضع سیاست پر عمل کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ لوگ اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو گئے ۱۱۴۲ھ (۱۷۲۹ء) میں محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں نظام الملک گورنر دکن کو آمادہ کیا کہ وہ دکن کو دبالے ۱۱۵۳ھ میں سعادت خان برہان الملک گورنر اودھ کو آمادہ کیا کہ وہ بغاوت کرکے نواب اودھ بن جائے ادھر بنگال اور بہار کے گورنروں کو بھی بغاوت پر ابھارا [illegible] میں انتشار پیدا کر دیا اور اسطرح ہندوستان جو ابھی کل تک جنت نشان تھا انگریزوں کی سازش سے جہنم بن گیا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت دھیرے دھیرے یہ کمپنی بڑھتی رہی یہاں تک کہ [illegible] میں شاہ عالم سے زبردستی ملک کے دیوانی اختیارات بھی حاصل کر لئے اور [illegible] [illegible] بادشاہ کو اندھا کر [illegible] دے کر شہید کر دیا

اس کے بعد ۱۸۰۳ء میں کمپنی بہادر کی حکومت کا باقاعدہ اعلان ہوا اگرچہ بظاہر مغل حکومت کا نام ابھی تک باقی تھا اس حکومت کے اعلانات ان فریبی لفظوں سے ہوا کرتے تھے۔ ملک خدا کا بادشاہت بادشاہ سلامت کی اور حکم کمپنی بہادر کا۔ انگریز برابر لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل کرتے رہے اور مسلمانوں اور ہندوؤں اور سکھوں اور دوسرے فرقوں میں منافرت پیدا کرتے رہے تاکہ رہا سہا مسلم اقتدار کا صرف نام باقی رہ گیا ہے وہ بھی ختم ہو جائے شاہ عالم ہی کے زمانے میں مسلم حکومت کا جو حال تھا اس کا اندازہ اس وقت کے اس محاورہ سے ہوگا حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم (پالم جو اب دہلی کا ہوائی اڈہ ہے) شاہ عالم کے عہد سے بہادر شاہ ظفر تک جتنے بادشاہ گزرے سب کے سب انگریز کے تنخواہ دار اور وظیفہ یاب تھے جن کا ملکی معاملات سے کوئی تعلق نہ تھا البتہ قلعہ کے اندرون میں وہ آزاد تھے یہ دیکھ کر مسلمان تیار ہوئے اپنی قوتوں کو جمع کر کے ایک زبردست سازش اور انتظام عظیم کے خلاف تیاری جہاد میں مصروف تھے جس کو انگریزوں نے غدر کا مکروہ نام دیا اور اسی سے یہ مقدس جنگ آزادی جس میں لاکھوں ہندوستانی بھی شریک تھے "غدر" کے نام سے مشہور ہو گئی۔

انگریزوں سے سب سے پہلی جنگ آزادی

دکن میں میسور کی اسلامی ریاست نہایت مضبوط اور توانا منظم و مستحکم رہا بہادر اور غیور نواب حیدر علی اور سلطان ٹیپو کے ایسے اس کے مشہور فرمانروا گزرے ہیں انگریزوں کی چالبازیوں اور ان کے ناپاک ارادوں کو سب سے پہلے سلطان حیدر علی نے تاڑ لیا تھا اور یہ بہادر اور کٹر دشمن و محب اسلام مجاہد ۱۷۶۷ء سے ۱۷۸۲ء تک انگریزوں سے لڑتا رہا اور انگریز شکست پر شکست کھاتے رہے اس کے بعد اس کا نامور بیٹا سلطان ٹیپو تخت نشین ہوا اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے وارن ہیسٹنگز وائسرائے تھا اس نے ۱۷۸۲ء سے ۱۷۸۴ء تک پہلی بار جنگ جاری رکھی جس میں انگریزوں کو شکست ہوئی پھر لارڈ کارنوالس وائسرائے ہوا اس نے بھی ۱۷۹۰ء سے ۱۷۹۲ء تک سلطان ٹیپو سے برابر لڑتا رہا اس بار بھی انگریز شکست کھا گئے اور قریب تھا کہ ملک ان کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے مگر ہندوستانی نواب اور راجے اپنی اپنی خود غرضیوں کے شکار تھے اس طرف بالکل توجہ نہ دیتے تھے بلکہ انگریزوں کے فریب سے ان کے حامی تھے۔ آخرکار لارڈ ولزلی نے نظام حیدر آباد کو سلطان ٹیپو کے برخلاف اپنی طرف ملا لیا سلطان ٹیپو نے نظام کو لکھا کہ اگر آپ ہماری مدد نہیں کر سکتے

ارے دشمن کی کبھی مدد نہ کریں، اسلام پڑوسی اور ملک کا تقاضا یہی ہے مگر نظام نے نہیں مانا۔۔
خر ۱۷۹۹ء کے آخر میں سلطان ٹیپو نے لڑتے ہوئے شہادت پائی اور اس جنگ کا خاتمہ ہوگیا
ان نے اسقدر مضبوطی سے تلوار پکڑ رکھی تھی کہ مرنے کے بعد ہاتھ کاٹ کر تلوار نکالی گئی اور اس طرح جنوبی
۱۷۹۹ء میں اس خاندار ریاست کے خاتمہ کے ساتھ ہی انگریزوں کے پاؤں ہندوستان میں جم گئے کاش
م حیدرآباد اس وقت انگریزوں کا ساتھ نہ دیتے تو اس وقت ہندوستان کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ ٹیپو
جنگ کے بعد انگریز ملک کے اس سرے سے اس سرے تک لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہوگیا اور
نوں کے اقتدار کو ختم کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور ختم کرنے لگا ۱۸۵۷ء تک اس کے جو گورنر جنرل
ہیں ہم ضمناً ان کا مختصر سا ذکر کرتے ہیں۔ ۱۷۶۵ء میں لارڈ کلائیو پہلا گورنر جنرل ہوا جو اپنی
اور طمع کے سبب عوام میں ولائتی کتا مشہور ہوگیا تھا ۱۷۷۲ء تا ۱۷۸۰ء وارن ہیسٹنگز گورنر
ہوا جو انتہائی شیطان صفت انسان تھا اسکے عہد میں کلکتہ میں عدالت عالیہ بنی کلیر ۱۷۸۵ء سے
۱۷۹۳ء تک لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوا جو شریف اور خیرخواہ تھا اس کے بعد لارڈ ولزلی آیا
۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۵ء تک یہ انتہائی چالاک فریبی اور حد درجہ کا ڈاکو تھا۔ میسور کی اسلامی حکومت
کے عہد میں تباہ ہوئی ۱۸۲۳ء تک لارڈ ہیسٹنگز گورنر جنرل رہا۔ پھر لارڈ اکلینڈ اور لارڈ ایلن
بعد دیگر ۱۸۴۴ء تک گورنر جنرل رہے ۱۸۵۵ء تک لارڈ ڈلہوزی رہا جو نہایت خبیث اور انگریز
ن صفت تھا۔ اسی کے عہد میں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور سارے ملک میں مسلمانوں کا
بیدردانہ قتل عام ہوا جس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

ء کا جہاد | ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں علماء کا جس قدر شاندار کارنامہ اور جذبہ طبیعت
ہر ہے اس کی مثال کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار اور تسلط کے خلاف
ف سب سے پہلے علماء ہی کی آواز مخالفت اٹھی انہیں علماء میں کا پہلا فرد محترم جو سر بکف میدان
آیا وہ دلاور جنگ مولوی احمد اللہ شاہ مدراسی تھا ان کے ہمنوا کثیر التعداد علماء اٹھے جو ایک طرف
درس و تدریس میں تصنیف و تالیف میں لگے ہوئے تھے دوسری طرف سیاست ملکی میں حصہ لے رہے تھے ان
نمایاں شخصیت مولانا امام بخش صہبائی شہید۔ مولانا فضل حق خیرآبادی مفتی صدرالدین خاں
نواب شیفتہ مولوی عظیم اللہ کانپوری، میر شکوہ آبادی وغیرہ تھے مگر افسوس ہے کہ ان
کے سیاسی حالات سے تذکرہ نویسوں نے چشم پوشی کی۔ دلاور جنگ اور عظیم اللہ سرا کا کارنامہ آزادی

ہیں وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے پہلی جنگ آزادی کی اسکیم بنائی قبل از وقت ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا انہوں کی دغا بازی سے ہر ایک دب گئی انگریز پہلے سے اور زیادہ مغرور ہو گیا اس نے نوے برس تک اس جنگ کو غدر کا خطاب دیکر وہ پروپیگنڈہ کیا کہ عوام تو عوام خواص کی زبانوں پر جنگ آزادی کا نام غدر پڑ گیا جو ایک افسوسناک اور غلط اصطلاح غلطی ہے ان علماء میں حضرت سید احمد شہید بریلوی اور مولانا اسمٰعیل شہید کا جہاد جس میں صرف ۳۰ ہزار علماء تھے خاص شہرت رکھتا ہے افسوس مقام بالاکوٹ میں مسلمانوں کو پٹھانوں کی غداری سے شکست ہوئی ۳ در علماء شہید و گرفتار ہوئے حقیقتاً یہ ایک اسلامی اور قومی جہاد تھا جس میں ملک کے نامور رہنما شریک تھے اور ان کی پشت پر لاکھوں آزادی پسند ہندوستانیوں کی قوت تھی جس جس طرح پر مسلمانوں نے یہ جنگیں لڑی ہیں اس کے لئے ایک بہت بڑے ضخیم کتب خانہ کی ضرورت ہے کہ ان میں ان کی تفاصیل سما سکیں اس مختصر میں صرف ایک ہلکا سا خاکہ دیا جا رہا ہے جس سے بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ انگریز مورخ ڈاکٹر ہنٹر لکھتے ہیں۔ ۱۸۵۰ء تک کے عرصہ میں سرحدی خلفشار کی وجہ سے ہم کو اپنی علیحدہ علیحدہ سولہ مہمیں بھیجنی پڑیں جس میں تینتیس ہزار باقاعدہ سپاہی تھے اور ۱۸۵۰ء اور ۱۸۵۷ء کے درمیان علیحدہ علیحدہ مہموں کی تعداد بیس کو پہونچ گئی جن میں باقاعدہ مددگاروں اور پولیس کے علاوہ ۶۰ ہزار باقاعدہ سپاہی تھے اس دوران میں ستھانہ کیمپ سرحد میں دائمی تعصب اور مذہبی اشتعال کے باوجود عاقلانہ طریقہ پر ہماری فوجوں سے براہ راست الجھنے سے بچتا رہا وہ ہوشیاری کے ساتھ ہمارے خلاف قبائل کی امداد کرتا رہا اور ان کو اشتعال دلاتا رہا لیکن ان لوگوں کو اپنے حساب پر ہم سے جنگ کرنے کی جرأت نہ ہوئی سن ۱۸۵۸ء میں انہوں نے علانیہ ہم سے جنگ چھیڑ دی اور اپنی دیدہ دلیری سے ہم سے جزیہ کا مطالبہ کیا مطالبہ نامنظور ہونے کے بعد وہ دلیرانہ ہمارے علاقہ پر اتر آئے اور انہوں نے لفٹنٹ ہارن کے کیمپ پر ایک شبخون مارا ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو ایک برطانوی فوج سات ہزار سر نویل چمبرلین کی قیادت میں سرحد کو روانہ ہوئی علاقہ میں پہونچکر جنرل کو معلوم ہوا کہ قبائل حریف سے مل گئے ہیں حکومت پنجاب کے نام پریشانی بھرے تار پر تار آ رہے تھے کہ امداد اور مزید امداد فوراً بھیجی جائے فیروز پور، سیالکوٹ اور لاہور سے دستے فوراً روانہ کئے گئے دو ہفتہ کے اندر اندر پنجاب کی چھاؤنیاں اس طرح خالی ہو گئیں کہ میاں میر کا افسر کمانڈنگ بڑی مشکل سے لفٹنٹ گورنر کے لئے چوبیس ۲۴ آدمیوں کا محافظ دستہ بہم پہنچا سکا ۴ نومبر کو حکومت پنجاب کو ہراول کا ایک دستہ وائسرائے کے کیمپ سے مستعار لینا پڑا اور ایک دوسری ملٹری پولیس سوار اور پیادہ مواصلات (رسل و رسائل) کی حفاظت کے لئے بھیجے گئے ۱۹ نومبر کو حالات اور زیادہ نازک ہو گئے اور کمانڈر انچیف آف برٹش فورسز لاہور آ گئے اور خود

ام اپنے ماتحت سمجھنے لیا حکومت پنجاب نے ہندوستان کا ایڈیشن پر یکجہتی کی درخواست کی
ل جب لیں کتنے مارنے اور ڈرا دیا ۱۸ نومبر کو دشمن نے حملہ کیا انگریزی فوج کو تنبیہ جو تا پڑا ایک سو
دو آدمی ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ پھر دشمن نے حملہ کیا جس میں ستر جب لیں خطرناک طور پر زخمی ہوئے ملن
ں کے علاوہ ایک سو اٹھائیس آدمی ہلاک ہوئے ۲۰ نومبر کو چار سو پچاس بیمار اور زخمی بھیجے گئے کل
سو سینتالیس انگریزی سپاہی زخمی اور ہلاک ہوئے آخر کار حکومت پنجاب اپنی فوجوں کو واپس بلا لینے
اسی ہو گئی لیکن یہاں بھی وہی تدبیر کارگر ہوئی جو مسلمانوں کے مقابلہ میں کام کی جاتی ہے انگریز حکام
ہیروں نے قبائل کو توڑ لیا اور مجاہدین تنہا رہ گئے۔ ڈاکٹر ہنٹر نے اس موقع پر یہ الفاظ لکھے
۔ جو کام ہمارے ہتھیار نہ کر سکے وہ ہماری ڈپلومیسی نے کر لیا۔ لیکن بہر حال یہ تجربہ تلخ ثابت ہوا اور
ڈاکٹر ہنٹر یہ مقابلہ ہم کو بہت گراں پڑا۔

مقدمہ سازش ۱۸۶۴ء

حکومت اپنی
شکستوں زیر باری اور بدنامی سے سخت جھلاہٹ میں تھی اس نے اپنا یہ غصہ ہندوستان کے ان
باوہ شرفا پر اتارا جن کا کچھ بھی تعلق سرحد کے مرکز یا اس تحریک سے ثابت ہوا اور ان سے انتقام
وش میں قانون بالائے طاق رکھ دیا ۱۸۶۴ء میں اس نے آٹھ آدمیوں مولوی محمد جعفر صاحب
تھانیسری رئیس تھانیسر مولانا یحییٰ علی صاحب عظیم آبادی مولانا عبد الرحیم صاحب عظیم آبادی محمد شفیع سود
ہیں لاہور ان کے بعض کارندوں قاضی میاں جان اور بعد میں مولانا احمد اللہ صاحب رئیس پٹنہ
عظیم آباد پر سازش کا مقدمہ چلایا اور ان کو پھانسی کی سزا دی پھر ایک عجیب و غریب نکتہ سے پھانسی
منسوخ کر کے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ کتاب تواریخ عجیب یا کالا پانی کے
اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جن سے حکومت کا غصہ اور ان حضرات کی استقامت معلوم ہو گی
ن صاحب ہم ملزموں آدمیوں کو ساتھ لیکر خوشی خوشی سوار کی شکرم دہنی اور روانہ ہو گئے شکرم
سوار کرنے سے پہلے مجھ کو بیڑی اور ہتھکڑی طوق پہنا کر اور طوق میں بطور مالک ڈور ایک اور
پر ڈال کر اور اس کا سرا ایک مسلح سپاہی پولیس کے ہاتھوں میں دے کر اس کو میرے پیچھے بٹھایا
یا دین صاحب اور ایک دوسرا انسپکٹر پولیس میرے داہنے بائیں بھرے ہوئے طمنچوں کی جوڑیاں لے
میرے بدن سے بدن لگا کر بیٹھ گئے اس کے سوا بارسن صاحب باد بار مجھکو راہ میں کہتا ہوا آتا تھا کہ
ہم ذرا بھی۔ حرکت کرو گے تو میں اس طمنچے سے تم کو مار دونگا علی گڑھ سے چل کر دہلی تک کھانا

پینا در کنار کسی سخت ضروری حاجت کے واسطے بھی ہم نہ اتارے گئے جب نماز کا وقت آتا تھا تو میں بلا طلب واجازت تیمم کرکے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے نماز پڑھ لیتا تھا اور گاڑی کی بدستور چلی جاتی تھی اور وہ جب جناب میری نماز کا تماشا دیکھا کرنے کیلئے آخر بصد مصیبت اس حال سے لاہے میں جکڑے ہوئے ہم ۱۱۔ ۲۱ میں داخل ہوئے جہاں نیپا گرزیر نگرانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پہنچا دہلی گئے ہم کو ایک نہ خانہ میں زندہ در گور دفن کردیا دوسرے دن کرنال سے دہلی اور پھر کرنال سے انبالہ پہنچا دیے گئے جب ہم انبالہ میں پہونچے بہت رات جا چکی تھی اسی طرح بے آب و دانہ ہم تینوں آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ تین پھانسی کھروں میں بند کردیا جہاں ہم شروع اپریل تک برابر بند رہے دوسرے دن ۵ بجے کے وقت پارسن صاحب سپرنٹنڈنٹ اور میجر ٹفیل صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور کپتان ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ مع پاجونج ناجونج کے میری کوٹھری میں آئے اور مجھ سے کہا کہ تم اس مقدمہ کا سب حال بتلا دو تمہارے واسطے بہت بہتر ہوگا میں نے کہا میں کچھ نہیں جانتا اس وقت پارسن صاحب نے مجھ کو پہلے بہت دھمکایا اور پھر مارنا شروع کیا جب میری مار سہتے کو پہونچی اور میں نے کچھ نہ بتایا تو ٹائی صاحب اور ٹفیل صاحب کوٹھری سے باہر کھڑے ہوگئے اور جب انتہا درجہ کی میں نے کچھ نہ بتلایا تو وہ سب کے سب اس دن مایوس ہوکر چلے گئے جب یہ کیفیت ظلم و تعدی کی دیکھی تو مجھکو یقین ہوگیا کہ اب مجھکو یہ لوگ زندہ نہ چھوڑیں گے میرے ذمہ کچھ رمضان کے روزے باقی تھے دوسرے دن سے میں نے ان کی قضا رکھنی شروع کردی۔ اس صبر و استقلال کے انعام کو خیال کرکے اول سے آخر تک میری زبان پر شکر ہی شکر جاری رہا مولوی یحییٰ علی صاحب کی کیفیت اس سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر تھی وہ اکثر اس رباعی کے مضمون کو ادا کرتے تھے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں پہونچایا تھا مولوی یحییٰ علی صاحب بڑے درد و عشق سے یہ شعر بھی اکثر سید صاحب کے فراق میں پڑھا کرتے تھے ؎ اتنا پیغام درد کا کہنا جب صبا کوئے یار سے گذرے کون سی رات آپ آئینگے دن بہت انتظار میں گذرے بعد التوائے دراز کے ۲ مئی ۱۸۶۴ء کو پھر ایک آخری اجلاس سشن ہوا اور جج صاحب موصوف اپنی تجویز اور فتویٰ سزا اپنے گھر سے لکھ کر حسب ایما گورنر صاحب کے لکھا لائے تھے اس دن اجلاس میں بیٹھنے کے ساتھ ہی پہلے چاروں اسیروں سے سشن جج صاحب نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ لوگوں نے اس مقدمہ کو شروع سے آخر تک سنا اب جو رائے ہو لکھ کر پیش کرو ہم نے دیکھا کہ یہ چاروں اسیر اس وقت بھی ہماری شکلوں کو دیکھ دیکھ کر آنسو بھر بھر لاتے تھے اور دل سے ہماری رہائی کے خواہاں تھے مگر جب صاحب جج کمشنر کی رائے کو ہماری سزا پر مائل پایا تو مارے ڈر کے انھوں نے بھی لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک بھی جرم مندرجہ فرد قرارداد ان پر ثابت ہے۔ اس کے بعد ان مجاہدوں کو کالا پانی بھیج دیا گیا **مسلمانوں کا قتل عام** اس کے بعد ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں چن چن کر مسلمانوں کو قتل کیا گیا علامہ صہبائی اور ان کے دونوں بیٹوں اور چودہ ہزار دوسرے مسلمانوں کو چیلوں دہلی سے گرفتار کرکے جمنا پار میں گولیوں سے اڑا دیا گیا اور لاشیں دریا میں پھینک دی گئیں کئی روز تک جمنا کا پانی خون کی رنگت لئے ہوئے رہا۔ یہ اشعار تھے ۔

مار دیں گولیاں بنا جیسے زور آور ایک ہی ساتھ ہوئے قتل پدر اور پسر کشتی اس طرح سے جسم جو صہبائی کا ہو	تو جوانوں کو ہوئیں پھانسیاں بے جرم و قصور وہ ہی صہبائی جو تھے صاحب قول فیصل تو سنکر آنہ دیتا لعلے نہ سودائی ہو

انگریزوں نے ٹونک کے مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی بھی تھے جنہوں نے یورپ میں اسلامی حکومت قائم کی تھی آپ کو دھوکے سے انگریزوں نے قتل کروا دیا اور لاش جلوا کر کوتوالی شاہجہاں پور میں لٹکا دیا (قیصر التواریخ جلد دوم ص ۶۴ ۱۸۶۴) راجہ پلدیو سنگھ پوائیں نے دھوکے سے قتل کیا تھا اس کو پچاس ہزار روپیہ انعام دیا گیا (صحیفہ زریں ص ۱۰) مولانا فضل حق خیرآبادی کا انتقال ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ جزائر انڈمان میں ہوا مولانا جعفر ۱۸ سال قید رہ کر ۱۸۸۳ء میں

...وطن واپس آئے (سیرت سید احمد بریلوی ۲۷۵) مولوی یحییٰ علی نے ۲۰ فروری ۱۸۶۸ء میں بحالت قید وفات ... امیر خاں کی کل جائداد ضبط ہوئی جس سے اتنے بڑے مقدمہ کا کل خرچ پورا کیا گیا۔ بہادر شاہ بے انتہائی ذلت ... جلاوطنی میں رنگون میں ۱۸۶۲ء میں وفات پائی غرضیکہ مسلمانوں کا کوئی ممتاز اور شاہان فرد انگریزوں کے دست ... سے محفوظ نہ رہ سکا — عظیم اللہ خاں نیپال گئے انگریزوں کے تعاقب سے ۱۸۵۹ء میں انتقال کیا یا قتل ہوئے

ہر ایک شہر کا پیر اور جوان قتیل ہوا		ہر ایک قبیلہ و ہر خاندان قتیل ہوا	
ہر ایک اہل زبان خوش بیان قتیل ہوا		غرض کہ خلاصہ یہ ہے اک جہان قتیل ہوا	
کھڑوں سے پیچھے کے کشتوں پہ کشتے ڈالے ہیں		نہ گور ہے نہ کفن ہے نہ رونے والے ہیں	

...ستان غدر ص ۱۵۵ ظہیر دہلوی کے یہ مندرجہ بالا اشعار لکھنؤ، دہلی اور عام ہندوستان بھر میں انگریزی مظالم ... آئینہ دار ہیں بہرحال ہندوستان میں ہمارے اقتدار کے خاتمہ کی یہ مختصر مگر درد انگیز داستان ختم کی جو آپ کو سنائی گئی

آسماں نے دولت غرناطہ جب برباد کی	اقبال	ابن بدروں نے دل ناشاد سے فریاد کی
نالہ خواں شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر		داغ رویا خون کے آنسو جہاں آباد پر

مسلمان عہد انگریزی میں

جنگ آزادی کے خاتمہ اور مکمل انگریزی اقتدار کے بعد سب سے پہلے لارڈ کیننگ ۱۸۵۶ء میں وائسرائے مقرر ہوا اور یکم نومبر ۱۸۵۸ء میں الہ آباد میں بڑی شان و شوکت سے دربار کیا ۱۸۵۸ ... کا اعلان ہوا کہ سارے ہندوستان میں امن و امان ہو گیا ۱۸۶۰ء میں کلکتہ، بمبئی اور مدراس میں ملکی کورٹ ... قائم ہوئے ۱۸۶۲ء میں یہ لارڈ ولایت میں جا کر مر گیا **لارڈ ایلگن** پھر ۱۸۶۲ء میں لارڈ ایلگن وائسرائے ... مگر دو برس بعد مر گیا **لارڈ لارنس** اس کے بعد ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۹ء تک لارڈ لارنس وائسرائے ...

یہ بڑا بیدار مغز تھا اسی کے عہد میں ۱۸۶۶ء میں زبردست قحط پڑا جس میں ۱۵ لاکھ آدمی ہلاک ہوئے عوام ... یہ قحط اڑیسہ کے نام سے مشہور ہے **لارڈ میو** ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء تک وائسرائے رہا اس نے بہت ... کی سکیں بنوائیں نہریں کھدوائیں ریل کو وسعت دی رعایا کی دیکھ بھال کے اچھے کام کئے جزائر انڈمان میں ... اس کو ایک افغان نے قتل کر دیا ریل اور تار ہندوستان میں ۱۸۵۳ء میں جاری ہو چکے تھے

لارڈ نارتھ بروک ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۶ء تک وائسرائے رہا۔ مشرقی بنگال میں سخت قحط پڑا ۱۸۷۶ء ... میں پرنس آف ویلز ہندوستان آئے۔ **لارڈ لٹن** ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک وائسرائے رہا یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی میں بڑا زبردست دربار کیا اسی پر انسٹن ہند کا دوسرا زبردست قحط پڑا جس میں ... لاکھ انسان ہلاک ہوئے۔ **لارڈ رپن** ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک وائسرائے رہا یہ ہندوستان کا بڑا خیر خواہ ... مشہور ہے اس نے حکومت کے خلاف رائے زنی کرنے کی اجازت اخبارات کو دی **لارڈ ڈفرن**

۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۸ء تک اس کے عہد میں برما فتح ہو کر برطانوی قلمرو میں داخل ہوا ۱۸۸۷ء میں ملکہ ... کی گولڈن جوبلی ہوئی دھوم سے منائی گئی۔ **لینسڈاؤن** ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۴ء تک اس ... کے عہد میں آسام کی سب سے بڑی ریاست منی پور فتح ہوئی۔ **لارڈ الگن** ۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۸ء ... اس کے عہد میں طرح طرح کے حادثات ہوئے ۱۸۹۶ء میں بمبئی میں طاعون سے ہزاروں آدمی مر گئے ... ہندوستان بھر میں یہ وبا پھیل گئی اور لاکھوں ہلاک ہوئے ۱۸۹۷ء میں زبردست قحط پڑا جس کی مثال نہیں ملتی ... اسی سال بنگال میں اور سارے ہندوستان میں سخت زلزلہ آیا جس سے بڑے جانی و مالی نقصانات ہوئے۔

لارڈ کرزن ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۵ء تک یہ بہت مدبر اور ذی علم وائسرائے تھا ۲۰ جنوری ۱۹۰۱ء

میں ۶۴ سال حکومت کرکے ملکہ وکٹوریہ نے انتقال کیا اور ایڈورڈ ہفتم بادشاہ ہوئے یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو دہلی میں دربار ہوا اس کے عہد میں تقسیم بنگال عمل میں آیا۔ **لارڈ منٹو** سنہ ۱۹۰۵ء سے سنہ ۱۹۱۰ء تک یہ منصف مزاج اور عادل تھا اسی کے عہد میں سنہ ۱۹۰۵ء میں پرنس آف ویلس معہ شاہزادی ہندوستان آئے۔ اس کے عہد میں سکریٹری آف انڈیا کی کونسل میں دو اور وائسرائے کی کونسل میں ایک ہندوستانی ممبر لیا گیا۔ **لارڈ ہارڈنگ** سنہ ۱۹۱۰ء سے سنہ ۱۹۱۶ء تک۔ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۱۰ء میں ایڈورڈ ہفتم کا انتقال ہوا اور جارج پنجم بادشاہ ہوئے۔ دسمبر ۱۹۱۱ء میں وہ خود دہلی آئے اور بڑے کروفر سے دربار ہوا اور دار السلطنت کلکتہ کے بجائے دہلی قرار پایا۔ **لارڈ چیمسفورڈ** سنہ ۱۹۱۶ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک ان کے عہد میں بڑا شر و فساد پیدا ہوا سنہ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی مسلمانوں سے یہ عہد کیا گیا تھا کہ اسلامی ملکوں پر کوئی دست درازی نہ ہوگی مگر اس جنگ میں خلافت ترکیہ کو ختم کر دیا گیا۔ جس سے مسلمانوں میں بڑا جوش و خروش پیدا ہوا سنہ ۱۹۱۹ء میں خلافت کمیٹی قائم ہوئی اور بے شمار ہندوستانی مسلمان نان کوآپریشن کے سلسلہ میں جیلوں میں چلے گئے اور ہزاروں سرکاری عہدوں سے الگ ہو گئے اسی زمانہ میں گاندھی جی ملک کے سامنے آئے اور لوگوں کی رہنمائی ہاتھ میں لی۔ محمد علی و شوکت علی اور خلافتی لیڈروں کی کوششوں اور ہندو مسلم اتحاد سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب انگریز چلا جائے گا لیکن اس نے خوب لڑوایا اور خوب بلوے کرائے۔ **لارڈ ریڈنگ** اپریل سنہ ۱۹۲۱ء میں وائسرائے ہوا سنہ ۱۹۲۶ء تک رہا اس کا زمانہ بھی شور و شر سے گزرا ہندو مسلم بلوے اور فسادات ہوئے اس کے بعد **لارڈ ارون** سنہ ۱۹۲۶ء سے سنہ ۱۹۳۲ء تک وائسرائے ہوئے اور ملکی تحریکیں چلتی رہیں **لارڈ ولنگڈن** سنہ ۱۹۳۲ء تا سنہ ۱۹۳۶ء یہ بڑا سخت مزاج وائسرائے تھا اس کے دور میں مسلم لیگ نے زور پکڑا اور ہر شہر میں اس کے جلسے جلوس ہوئے ہندوستانیوں کو وفاقی حکومت کا ایک موقع دیا گیا ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۳۴ء دو بجے دن بہار میں سخت زلزلہ آیا سنہ ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا اسی سال جارج پنجم کا انتقال ہوا۔ **لارڈ لنلتھگو** سنہ ۱۹۳۶ء سے سنہ ۱۹۴۰ء اسکے عہد میں ۳ر ستمبر سنہ ۱۹۳۹ء میں دنیا کی سب سے بڑی جنگ عظیم جرمنی کے مقابلہ شروع ہوئی اور گرانی بہت بڑھ گئی سنہ ۱۹۴۰ء میں اجلاس لاہور میں مسلم لیگ نے پاکستان کی تجویز منظور کی۔ **لارڈ ویول** سنہ ۱۹۴۱ء تا سنہ ۱۹۴۶ء یہ نہایت مدبر جنگجو بہادر اور بہت بڑا ادیب تھا اس کے عہد میں بنگال میں سخت قحط پڑا جس سے پچاس لاکھ انسان بھوکوں مر گئے سنہ ۱۹۴۲ء میں کانگریس نے کوئٹ انڈیا ہندوستان چھوڑو اور توڑ پھوڑ کی تحریک شروع کی جنگ سنہ ۱۹۴۴ء میں ختم ہوئی جرمنی ہار گیا انگریز اور اتحادی برطانیہ روس اور امریکہ جیتے جاپان تباہ ہو گیا۔ **ماؤنٹ بیٹن** سنہ ۱۹۴۷ء تا ۱۵ر اگست سنہ ۱۹۴۷ء سے آخری وائسرائے ہوئے ان کے عہد میں ۱۵ر اگست سنہ ۴۷ء کو برطانیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ملک ہندوستان و پاکستان میں بٹ گیا ۲۶ر جنوری سنہ ۱۹۵۰ء میں ہندوستان کا جمہوریت ہونے کا اعلان ہوا ۳۰ر جنوری سنہ ۱۹۴۸ء کو ایک بدبخت ناتھو رام گوڈسے نے گاندھی جی کو پستول کی گولیوں سے قتل کر دیا اور سارے ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں زبردست ماتم کیا گیا ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۴۹ء کو ہندو پاک التوائے جنگ کا معاہدہ ہوا ۱۰ر اپریل سنہ ۱۹۵۰ء کو نہرو لیاقت معاہدہ ہوا سنہ ۱۹۵۲ء میں جارج ششم کا انتقال ہوا اور ان کی لڑکی ملکہ الزبتھ تخت نشین ہوئیں ۳ر فروری سنہ ۱۹۵۴ء کو کمبھ کے میلے الہ آباد میں تقریباً ۵۰۰ افراد سخت مجمع کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ۱۴ر فروری سنہ ۱۹۵۵ء کو وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور وزیر اعظم پاکستان محمد علی میں نہایت اہم دوستانہ ملاقات ہوئی۔

عہد انگریزی کی بعض مسلم ریاستیں

ریاست حیدرآباد آبادی دو کروڑ آمدنی تیس کروڑ سالانہ رقبہ ۸۲۶۹۸ مربع میل فرانس سے کچھ بڑا ہے اور ہیروں کی پیداوار اور دولت و ثروت کے لئے مشہور ہے محمد شاہ کے زمانہ میں سلطنت

یاست کمزور ہو چکی تھی اس زمانہ میں آصف جاہ نظام الملک دکن کے گورنر تھے جنہوں نے دکن پر قبضہ کر کے خود مختا
ست کی بنیاد ڈالی اس کے گیارہ حکمران ہوئے (۱) ۱۱۳۲ھ میں نظام الملک نے بنیاد ڈالی پھر (۲) ان کے بیٹے غازی
خاں تخت پر بیٹھے اس کے بعد میر احمد نظام الدولہ ۱۱۶۱ھ تک رہے پھر میر محمد امیر الملک صلابت جنگ ان کے
(۵) خاں نظام علی خاں پھر (۶) میر نظام علی آصف جاہ ثانی ۱۲۱۸ھ (۷) پھر میر اکبر علی خاں سکندر جاہ
(۸) پھر ناصر الدولہ میر فرخندہ علی خاں ۱۲۴۴ھ میں پھر (۹) پھر میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ ۱۲۷۳ھ
پھر محبوب علی خاں ۱۲۸۵ھ پھر (۱۱) پھر میر عثمان علی خاں سریر آرائے سلطنت ہوئے اور موجودہ دور میں
یکھ ہیں سادگی میں اپنا نمونہ آپ ہیں دنیا کے سب سے زیادہ مالدار انسان ہیں علمی اور مذہبی خدمات آپ کی بیشمار ہیں
ستان کی تمامی مذہبی انجمنوں اور اداروں کو مدد دیا کرتے تھے مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں بڑی بڑی سرائیں
رخانہ آپ نے بنوائے تھے اور وہاں کے علماء اور مستحقین کو گرانقدر وظائف دیتے تھے آپ کے باورچی خانہ
روزانہ ۲۵ ہزار روپیہ تھا امور خیر کے لئے ۵۰ لاکھ سالانہ وقف تھے اور دنیا کے کونے کونے میں آپ کی
ت اور فیاضی کی دھوم مچی ہوئی تھی کہ ۱۹۴۷ء میں انقلاب آیا اور ہندوستان پر کانگریس کی حکومت
اس نے ریاست کو الحاق کی دعوت دی مگر نظام الحاق نہ کر سکے سید محمد قاسم رضوی نے رضاکاروں کی ایک
تیار کی کہ وہ آزاد حیدر آباد کی بنیاد رکھیں گے بالآخر ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء میں جنرل چودھری نے تین دن
جناح بانی پاکستان کا انتقال ہوا سردار پٹیل آنجہانی نائب وزیر ہند کے اشارے سے حیدر آباد پر حملہ
نظام نے اپنی فوجوں کو رضاکاروں کی مدد کے لئے نہیں روانہ کیا اور ہندوستانی فوجیں بلا کسی مزاحمت
در آباد میں گھس گئیں اور ایسے ایسے مظالم کئے کہ لکھنے کے لئے خون کی روشنائی چاہیئے ۔ عثمانیہ یونیورسٹی
اردو یونیورسٹی تھی اس کو ہندی میں بدل دیا گیا امور خیر بند ہو گئے ہیں مسلمانوں کو جو منافع جات
وں سے الگ کیا جا رہا ہے وظائف مساجد وغیرہ ختم کر دی گئیں رضاکاروں کی مدد نہ کرنے کے صلہ میں آجکل نظام
آباد دراج پر مکھ ہیں ۔ ریاست بھوپال وسط ہند میں تھی آمدنی تقریباً ۸۰ کروڑ اسی لاکھ آبادی
اسی لاکھ فرخ سیر شاہ دہلی کے عہد میں دوست محمد خاں مرادی خیل نے اس حصہ ملک کو اپنے دخل میں
تھا ، دوست محمد یار محمد فیض محمد حیات محمد غوث محمد وزیر محمد نظر محمد قدسیہ بیگم جہانگیر محمد نواب
بیگم نواب شاہجہاں بیگم وغیرہ اسکے حکمران ہوئے ۱۹۴۹ء میں حکومت ہند نے اسے ختم کر دیا۔
رامپور احمد علی خاں نے بنیاد رکھی اور ۱۹۴۹ء میں نواب رضا علی کے عہد میں حکومت ہند نے لے لیا اس میں
کلب علی خاں نہایت علم پرور رئیس گذرے ہیں قلعہ دیکھنے کے قابل تھا نواب حامد علی خاں نے
یا تھا نواب کلب علی خاں کا ۱۳۰۵ھ میں انتقال ہوا علم دوستی حسن انتظام اس ریاست کا ہمیشہ سے
یا جو آخر تک قائم رہا ۔ نواب رضا علی خاں آخری تاجدار نہایت بیدار مغز ہوشیار اور رعایا میں نہا
محبوب تھے اور اب بھی رعایا ان کی دل سے عزت کرتی ہے ٹونک انیسویں صدی میں امیر خاں
بنیاد ڈالی تھی گیارہ لاکھ کی ریاست تھی جو ۱۹۴۸ء میں ختم ہو گئی ۔ مسلمان کانگریس عہد میں

بہ ہے کہ خدا اقتدار ہیں کہ عہد سے بہت سو دفعہ نظام سے تھا کہ نہ سر لئے سے
سے تو سادگی خدائی بھی نقاہت کافی ہے اگر ایک خدا سے لئے سے

ستان کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ورنہ انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد
جس طرح مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ شاید ہندوستان میں

ایک مسلمان بھی نہ رہنے پائیگا بہرحال مجموعی حیثیت سے مسلمان مطمئن نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں پاکستان بھاگے جا رہے ہیں جولائی سنہ ۱۹۵۲ء میں خاتمہ زمینداری سے وہ اور بھی پریشان ہوگئے یو پی میں اردو ختم ہوگئی ملازمتوں میں اب ان کے لئے دروازے تقریباً بند سے ہوگئے ہیں ذبیحہ گاؤ قربانی اکثر جگہ بند ہے۔ سنہ ۱۹۴۷ء سے ہنگاموں میں جہاں پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں پر بے حد مظالم ڈھائے گئے اور قتل کئے گئے اور لاکھوں ہندو وسکھ بے وطن ہوکر ہندوستان چلے آئے وہیں مسلمانوں پر انتہائی ظلم بہیمانہ برتا گیا اور کل مشرقی پنجاب اور راجپوتانہ کے اکثر علاقوں میں اور خود دہلی اور حیدرآباد اور جوناگڈھ میں بڑے بڑے مظالم ہوئے بیشمار مسلمان قتل ہوئے اور لاکھوں بے وطن ہوکر پاکستان چلے گئے لیکن اب کانگریس گورنمنٹ نے ان سب فسادوں پر قابو پالیا ہے اور ہر طرح کا امن وامان ہے البتہ مسلمانوں کو بعض صوبائی حکومتوں سے کچھ شکایتیں ہیں جو جمعیت علماء یو پی کے نائب صدر اور کانگریس لیڈر مولانا شاہد فاخری ایم۔ ایل اے کی اس تقریر سے واضح ہیں جو انہوں نے کونسل ہاؤس یو پی کے سامنے ۲۶ فروری سنہ ۱۹۵۴ء کو کی تھی اور جس کو سرکاری رپورٹ سے قومی آواز نے ۱۷ فروری سنہ ۱۹۵۴ء بصفحہ اول میں درج کیا ہے۔ معاصر پاسبان (میسور) نے تھوڑی سی محنت گوارا کرکے ایک بڑا کام کردیا ہے آبادی کا تناسب دے کر اس سیکولر راج میں اونچے مسلمان عہدہ داروں کی تعداد درج کردی ہے ذیل میں ان اعداد کو بلفظہ عبارت کے ردوبدل کے بعد شایع کیا جارہا ہے: مسلم عہدیدار ہندوستان کی کل آبادی ۳۵ کروڑ ۷۶ لاکھ مسلمان ۳ کروڑ ۷۵ لاکھ یعنی ۹۲ء۹ فیصدی۔ پارلیمنٹ کل ارکان ۷۹۴ مسلمان ۲۳ (۵ فیصدی سے بھی کم ہے) وزیر اعلیٰ: کل ۲۲ مسلمان ایک (۵ فیصدی سے بھی کم) گورنر کل ۹۔ مسلمان۔ ایک (صحیح تناسب) راج پرمکھ کل ۸۔ مسلمان ایک (نائب وزیر ریاستوں کے) کل ہیں۔ مسلمان ۸ (۴ فیصدی) (مرکزی وزیر و نائب وزیر) کل ۳۵ مسلمان۔ ۳۔ سپریم کورٹ کل جج ۸ مسلمان ایک۔ پبلک سروس کمیشن کل ارکان ۴ مسلمان۔ ایک۔ سفیر و ہائی کمشنر کل ۳۱ مسلمان ۲ وائس چانسلر کل ۲۲ مسلمان ایک معاصر موصوف کے فراہم کئے ہوئے اعداد ختم ہوئے ان عہدوں پر تو مسلمانوں کا تناسب بہرحال غنیمت ہے اصل فکر و تشویش کی چیز تو ان سے نیچے کے ذیلی اور ملکی عہدے ہیں جج اور کمشنر اور کلکٹر سب جج اور کلکٹر سول سرجن اور اس پی ڈپٹی کلکٹر اور بعض تحصیلدار اور سب انسپکٹر مسلمان اب کتنے رہ گئے ہیں اور نئے اب کے فیصدی مقرر ہوتے ہیں۔ کاش کوئی صاحب اس کی زحمت بھی کرتے۔ (بحوالہ صدق جدید ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۵۳ء)

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لئے		لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں	

کشمیر سنہ ۱۳۲۷ء میں وزیر شاہ میر نے جو رینچن سنگھ مہاراجہ کشمیر کا وزیر تھا اس نے قندھار کے راجہ اودو کو شکست دے کر مہاراجہ کشمیر کی بیوہ مہارانی سے شادی کرلی مہارانی مسلمان ہوگئی اسی وقت سے کشمیر میں اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی سنہ ۱۳۴۶ء تک یعنی ۲۰۲ برس تک یہاں خود مختار اسلامی حکومت قائم رہی سنہ ۱۵۸۶ء میں اکبر نے اسے سلطنت مغلیہ میں شامل کرلیا جب سے کشمیر کا یہ خطہ برابر مسلمانوں کے زیر حکومت رہا مغلیہ کے دور انحطاط میں یہ ڈوگرا راج کے قبضہ میں آیا پھر ۵ مارچ سنہ ۱۹۴۸ء میں مہاراجہ کشمیر نے شیخ عبد اللہ کی صدارت میں عارضی حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا۔ حکومت ہند سے الحاق کے لئے ایک معاہدہ کیا اور اس طرح یہ ریاست حکومت ہند میں شامل ہوگئی سنہ ۱۹۴۸ء میں قبائلیوں نے حملہ کیا کشمیر کا حصہ لے لیا جو ان کے قبضہ میں ہے سنہ ۱۹۵۱ء میں شیخ عبد اللہ دوبارہ وزیر اعظم مقرر ہوئے سنہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان سے سازش کے الزام میں گرفتار ہوگئے اور بخشی غلام محمد وزیر اعظم ہوئے اور اب تک ہیں کشمیر کا رقبہ ... سے زیادہ ہے ۹۵ فی صدی مسلم آبادی ہے پاکستان اس کو اپنا جز اور الحاق کی بنا پر ہندوستان اسکو اپنا حصہ بتاتا ہے۔ الخ

حصہ ہشتم ——— پاکستان

...ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن | پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

...ء میں لاہور کے مسلم لیگی اجتماع میں پاکستان کا ریزولیوشن پاس ہوا۔ ۱۵ اراگست ۱۹۴۷ء میں یہ عالم وجود
...میں پورا پنجاب اور پورا بنگال سندھ، سرحد، بلوچستان اور آسام شامل تھے لیکن لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور تقسیم
سازش سے ایسا نہ ہو سکا بلکہ بنگال کے ۱۲ ضلعے اور پنجاب میں امرتسر سے لیکر انبالہ تک اور آسام میں سوا ضلع
...صوبہ ہندوستان ہی کو ملا جس سے بانیان پاکستان کا منشا پورا نہ ہوا اور اس تقسیم در تقسیم سے بیشمار مسلمانوں کا
...ل میں آیا ادھر پاکستان میں سکھوں اور ہندوؤں کا بھی بہت کافی جانی و مالی نقصان ہوا بہرحال موجودہ
...ں آبادی ۵ کروڑ پچاس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جو دو حصوں پر منقسم ہے مشرقی و مغربی۔ مشرقی میں نہایت گھنی آبادی
...روڑ پچاس لاکھ اور مغربی میں پانچ کروڑ ہے پاکستان میں ۸۶ فیصدی مسلم اکثریت ہے اور بقیہ ہندو، سکھ، عیسائی
...ودی آبادی ہے پاکستان کے دونوں حصوں کا مجموعی رقبہ ... ۳۶۵۱۰ مربع میل ہے مشرقی پاکستان چاول
...نیل، پٹ سن وغیرہ کے لئے مشہور ہے اور مغربی پاکستان میں گیہوں، معدنیات اور دیگر اشیاء پیدا ہوتی
...ستان رقبہ کے لحاظ سے دنیا کی پانچویں اور انتظام فوج کے لحاظ سے دوسری طاقت مانی گئی ہے اس کے پاس
...بی فوج ہے اور اس کی آمدنی تقریباً ۲ ارب روپیہ سالانہ ہے کراچی اس کا دار السلطنت ہے جس کی
...ب بارہ لاکھ سے اوپر پہنچ گئی ہے اور جو دنیا کے بہترین بندرگاہوں میں سے ایک ہے نیز دنیا کے
...اڈوں سے بھی ایک ہے اسی طرح مشرقی پاکستان میں بھی چاٹگانگ کے علاوہ کئی اعلیٰ ترین بندرگاہ
...ہے ہیں ۱۰ اپریل ۱۹۵۰ء میں نہرو لیاقت معاہدہ ہوا اور ہند و پاک کے تعلقات درست ہوئے۔
...ں میں اسلامی دستور کے نفاذ کی کوششیں ہو رہی ہیں اس کے سب سے پہلے گورنر جنرل محمد علی جناح تھے
...شوں سے پاکستان بنا۔ اس کے بعد خواجہ ناظم الدین ہوئے پھر جب ۱۶ اراکتوبر ۱۹۵۱ء کو لیاقت علی
...ر اعظم جو قیام پاکستان میں قائد اعظم محمد علی جناح کے دست راست تھے راولپنڈی میں ایک بدبخت
...کے ہاتھوں شہید ہو گئے تو خواجہ ناظم الدین نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا اور غلام محمد صاحب
...ل ہوئے جو ابھی تک ہیں لیکن قائد ملت لیاقت علی خاں کے قتل کے بعد سے پاکستان کی حالت روز بروز
...ہے ۱۹۵۳ء کے ابتدائی حصہ میں مغربی پاکستان میں بڑے ہنگامے ہوئے قادیانیت پرست اسلام
...کی سربلندی کے لئے پاکستان بنا تھا اس لئے پبلک نے اسلامی حکومت کا مطالبہ کیا اور سارے پاکستان
...ن سی لگ گئی جس پر مارچ ۱۹۵۳ء میں لاہور میں خوفناک گولی چلی اور بڑے پیمانہ پر گرفتاریاں ہوئیں
...نا سید ابو الاعلیٰ مودودی مولانا عبد الستار نیازی اور مولانا اختر علی جیسی شخصیتیں بھی گرفتار ہوئیں
...ودی اور مولانا عبد الستار نیازی کو مارشل لاء کی عدالت سے مئی ۱۹۵۳ء کو سزائے موت ہوئی
...۱ سال کی سزا میں تبدیل ہو گئی اور مولانا اختر علی کو بھی ۱۴ سال کی قید ہوئی جو ابھی تک جاری ہے
...ب بھلا اور اس ملک میں جو اسلام کی بلندی کے لئے بنا تھا ایسی سزائیں اور حضرت مولانا مودودی
...مخلص اور بیدار شخصیت کے لئے جیل سے بہتر اور کوئی مقام نہ مہیا کرنا اہل پاکستان اور
...پاکستان کے لئے ہمیشہ باعث ننگ و شرم رہیگا بہرحال ان ہنگاموں کی وجہ سے ۱۷ اراپریل
...کو خواجہ ناظم الدین کو وزارت عظمیٰ سے علیحدہ کر کے محمد علی صاحب کو وزیر اعظم بنایا گیا جو ابھی تک ہیں

علاوہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ ۲۵ فروری ۱۹۵۴ء کو پاکستان اور امریکہ فوجی معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی رو سے پاکستان کی فوجی حفاظت کی ذمہ داری امریکہ کے ذمہ ہو گئی اور محمد علی صاحب کے بقول پاکستان کا شاندار دور شروع ہو گیا ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان ڈھاکہ جاتے ہوئے نئی دہلی ٹھہرے وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو پالم کے ہوائی اڈہ پر استقبال کے لئے موجود تھے مسٹر محمد علی نے کہا کہ ہمارا مقصد کسی ملک پر جارحانہ اقدام نہیں بلکہ ہم نے اپنی اقتصادیات اور حفاظت کے لئے ایسا کیا ہے۔ "کشمیر کے بارے میں کہا کہ ہم اسکو باہمی رضامندی سے لینا چاہتے ہیں نہ کہ کسی فوجی قوت سے اللہ پاک جلد پاکستان کو اسلامی ملک بنا کے آئین اور نظام دنیا کے لئے اسے ایک مشعل راہ قرار دے۔ آئیے اب بانی پاکستان کے حالات معلوم فرمائیے۔

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح

۱۸۷۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم کراچی میں حاصل کرنے کے بعد ولایت تشریف لے گئے۔ ۱۸۹۶ء میں آپ نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۹۷ء میں آپ نے بمبئی ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۰۹ء میں آپ بمبئی پریذیڈنسی کے مسلم حلقہ انتخاب سے بلا مقابلہ سپریم لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں گورنر جنرل نے آپ کی میعاد رکنیت بڑھا دی تاکہ آپ مسلم اوقاف سے متعلق مسودہ قانون کو ایوان میں پیش کر سکیں۔ ۱۹۱۸ء میں قائد اعظم نے کانگریس کی رکنیت سے استعفا دے دیا۔ ۱۹۲۹ء میں آپ نے مشہور چودہ نکات تیار کئے جن میں مسلمانوں کے مطالبات پیش کئے گئے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھال لی۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے پاکستان کی قرارداد منظور کی۔ ۱۹۴۲ء میں کرپس تجاویز میں اس قرارداد کو تسلیم کر لیا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں ۱۵ اگست کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان نے ۱۵ اگست کو پہلا جشن آزادی منایا۔ ۱۹۴۸ء میں ۱۱ ستمبر ۱۰ بجکر ۲۵ منٹ (رات) پاکستان کا آفتاب عالمتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ اب ہم دنیا میں دیگر مسلم آبادیوں کا ذکر کریں گے اور یہ کہ اسلام کیسے پھیلا؟

حصہ نہم ۹ — دیگر ممالک میں اسلام اور مسلمان

چین میں اسلام

مسلمان زیادہ تر صوبہ کینٹن۔ یاپان۔ شانسی اور کانگسو میں ہیں عرب قیس بیچ لنکا کے راستے سے چین پہنچ چکے تھے ۶ھ میں ابو کبشہ صحابیؓ دعوت اسلام لے کر شاہ چین کے پاس گئے اس نے ان کی بڑی عزت کی پھر ۱۱ھ کے آخر میں مدینہ واپس آئے تو حضور کا وصال ہو چکا تھا حضرت صدیق اکبرؓ کے وقت میں قرآن کا ایک نسخہ لے کر پھر واپس گئے اور وہیں وفات پائی ان کی بنائی ہوئی مسجد ابھی تک ہے ۵۱ھ میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں صوبہ شانسی جو شمالی مغربی صوبہ ہے میں اسلام پہنچا خلیفہ ولید کے زمانہ میں قتیبہ بن مسلم نے سمرقند و بخارا فتح کیا اور مسلمانوں کی فوج سرحد چین تک پہنچ گئی خاقان چین نے سفیروں کے ذریعہ سے مسلمانوں سے صلح کر لی کہ نہ وہ کبھی لڑے نہ مسلمانوں نے ان کے ملک کی طرف کبھی دیکھا اور مسلمان روز بروز بڑھتے رہے سب سے پہلی مسجد ۲۳ھ میں تعمیر ہوئی ۱۳۵ھ میں عبد الرحمٰن نامی شاہی خزانہ کا افسر تھا اور سید اجل بخاری وزیر مال تھے اس وقت مسلمانوں کی تعداد ۵ کروڑ ہے ابھی حال ہی میں ۱۹۵۵ء کے وسط میں ایک چینی وفد مسلم ممالک کا دورہ کرنے گیا تھا جس میں کئی چینی مسلمان بھی تھے مسلمان وہاں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔

سماٹرا میں اسلام

بحر الکاہل اور بحر ہند کے درمیان یہ ایک بہت بڑا جزیرہ ہے ۔ دسویں صدی میں مسلمان یہاں پہنچے ۱۳۴۵ء میں ابن بطوطہ یہاں آیا تھا تو مسلمانوں کو بعروج

تھا اس وقت ملک الصالح یہاں کا بادشاہ تھا **جاوا** یہاں حاجی پردا، ابراہیم، رازن رحمت، اسحاق
بن وغیرہ مبلغین دین کے ذریعہ سے اسلام پہونچا اس وقت ۹۵ فیصدی آبادی مسلمان ہے ۱۹۶۱ء میں
۳۴ اور ۱۸۸۵ء میں ۲۷ ہزار ۸۰۰ ہم حج کو جاوی گئے تھے ۱۸۹۳ء میں ۱۰۹۱۳ اسلامی مدارس تھے
۱۹۶۱ء میں ۷۶ ہزار مدارس تھے طلباء ۳ لاکھ ۵۵ ہزار ۲۸۰ تک پہونچ گئے (تاریخ اسلام عباسی حصہ ۵)
انڈونیشیا کے تحت ہے اور نہایت عروج اور ترقی پر ہے تمام ملک کا مذہب اسلام ہے وہاں اس وقت تک
میں ہوتی جب تک کہ لڑکا حج کر لے یا حافظ قرآن نہ ہو **انگلستان میں اسلام** سب سے پہلے ۱۸۸۷ء میں لیورپول
عیسائی عالم مسلمان ہوا جسکو ڈبلیو ایچ عبد اللہ کوئلیم کہتے تھے ان کی تبلیغ اور جد و جہد سے انگلستان کی آبادیوں
اسلام پہونچا پھر تو بہت سے مبلغ اسلام خدا پاک نے خود اسی سرزمین ہمت سے پیدا فرما دیئے جن کی بدولت انگلستان میں
لاکھ سے زائد مسلمان موجود ہیں لندن میں ووکنگ مشن کے تحت مسجد بھی ہے اور لیورپول میں مسجد اور مدرسہ اور دار الاشاعت
امریکہ میں اسلام سب سے پہلے الگزنڈر رسل مسلمان ہوئے اور ان کی وجہ سے بہت جلد امریکہ میں اسلام
۱۸۸۳ء میں ہندوستان بغرض سیاحت آئے تھے . . . . . اس وقت امریکہ میں بہت سے عربی رسائل اور اخبار
اور اسلامی اخبارات اور مطبوعات کا سلسلہ بھی جاری ہے امریکہ والوں کو اسلامیات سے روز افزوں دلچسپی
جاتی ہے جنوبی امریکہ میں بالخصوص بہت سے مسلمانوں کی تعداد بہت ہے خصوصاً برازیل۔ ارجنٹائن، برگواسی۔ چائل
پیراگوئے وغیرہ شہروں اور علاقوں میں جن میں مجموعی طور پر تازہ مردم شماری کے لحاظ سے ۲۵۹۳۳۰۰
آباد ہیں **روس میں اسلام** مسلمان بنو امیہ ہی کے زمانہ میں روس کے قریب و جوار تک پہنچ
اس کے بعد سے برابر مسلمان آتے جاتے رہتے اور تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔ اب اس وقت روس میں
جمہوری طرز کی حکومتیں ہیں جن میں چار مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں ان میں ۱۳۱۲ مساجد ۲۰۵۸۰ مکاتب ۲۸۲ شیخ
منتظم ہیں دسمبر ۱۹۴۹ء میں تاشقند میں وسط ایشیا کے مسلمانوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی دفعہ ۱۲۴ کی رو
ان کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ **انڈونیشیا میں اسلام** ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں مسلمان یہاں بھی
پہنچ دین پھیلے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے رفتہ رفتہ یہاں کے اہل جزائر نے اسلام قبول کر لیا اور اب اس میں
دس کروڑ آبادی ہے جس میں ۹ کروڑ ۷۰ لاکھ مسلمان ہیں باقی دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں یہ دو ہزار جزائر پر
ایک زبردست اسلامی ملک ہے اس کے بعض بعض جزیرے بہت بڑے ہیں مثلاً سماٹرا جس کا رقبہ چھ لاکھ مربع میل
سے بڑا ہے بالجاوا جو سب سے بڑا آباد جزیرہ ہے اور اس کا رقبہ ہندوستان کے دو صوبوں کے برابر ہے ڈیڑھ سو
برس ڈچ حکومت سے اس کو ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء میں آزادی نصیب ہوئی اور اب اس کے پہلے صدر عبد الرحیم سوئیکارنو ہیں جو
ملایا میں اسلام یہاں کے مسلمان مذہب کے بہت پابند ہیں اور خوشحال اور فارغ البال بھی بہت ہیں
وسط میں چین کا راجہ مسلمان ہوا اور اسکی اور مبلغین اسلام کی مشترکہ کوششوں سے پوگیری قبائل جو یہاں کے اصل باشندے
نام کے تمام مسلمان ہو گئے عربی رسم الخط یہاں جاری ہے سلطنت سیام کے علاوہ باقی زیادہ تر یہاں مسلمان
اس کا رقبہ ہزار مربع میل ہے ۳۰ لاکھ ۵۰ ہزار آبادی ہے ایک کے سوا سب زیر نظر علاقہ سنگاپور کو ۱۹۱۹ء میں
لیا تھے سلطان جمہور نے لیا تھا جو اب بھی ان کے پاس ہے **ارسٹریا میں اسلام** یہاں بھی شروع ہی میں
صدی عیسوی کے وسط میں اسلام پہونچ گیا تھا ترکوں کے زوال پر یورپ نے سامراج کے پنجہ میں آگیا اب یہاں
بیداری ہے اور عنقریب ایک نئی اسلامی جمہوریت عالم وجود میں آنے والی ہے **البانیہ میں اسلام**
خلافت راشدہ ہی میں یہاں کے قدم مبارک پہنچ گئے تھے اسی سلسلہ سے لگا اور اس کے بعد البانیہ میں

مسلمانوں پر اہر آتے رہے یہاں تک کہ ٹکڑوں ٹکڑوں ہی دنوں بعد یہ تمام جزائر اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے اس وقت ان جزائر کی مجموعی آبادی ۹۰۰۰ ہزار ہے جنہوں نے ۱۹۵۳ء میں دولت جمہوری طرز کی حکومت بن گئی تھی لیکن اب پھر مارچ ۱۹۵۵ء کی خبر ہے کہ سلطانی حکومت کے امکانات بڑھتے جا رہے ہیں **نیوسن میں اسلام** ہو اہے کے زمانہ میں یہاں اسلام پہونچ چکا تھا ایک لاکھ ۴۷ ہزار کیلومیٹر مربع میل اس کا رقبہ ہے زراعتی ملک ہے جامع زیتونیہ جامع ازہر کے مثل شاندار مسجد اور ادارہ ہے موجودہ امیر احمد پاشا ہیں ۱۹۲۳ء میں ان کی بیعت ہوئی تھی **سلطنت بخارا** یہ روس کے ماتحت ایک بڑی مسلم ریاست ہے جس کا رقبہ ۹۲۳۰۰ مربع میل ہے آبادی ۲۱۳۰۰۰۰ ہے کمائی تقریباً ۴ کروڑ ۷۵ لاکھ ہے مسلمان خوشحال ہیں **ریاست مسقط** صوبہ عمان میں یہ خود مختار ریاست ہے تقریباً دس لاکھ مسلم آبادی ہے زیادہ تر حجاجی آبادی ہیں جو خوشحال اور فارغ البال ہیں **کل دنیا کی مسلم آبادی** اس وقت تمام دنیا کی اسلامی آبادی کی مختصر تفصیل یہ ہے ایشیا ۴۰ کروڑ ۵۷ لاکھ۔ افریقہ ۱۹ کروڑ اسی ہزار۔ یورپ بشمول البانیہ وغیرہ ۲ کروڑ اسی ہزار۔ امریکہ دس لاکھ آسٹریلیا ۴ لاکھ ——— کل ۶۷ کروڑ ۹۴ لاکھ آبادی ہے (الفتح مصر ۲۶ مارچ ۱۹۵۵ء) تفصیل اور کل دنیا کے اہم ترقی یافتہ ممبر کی کتاب تاریخ اسلام جلد سوم طبع اول میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

حصہ دہم بزرگان دین و مشاہیر اسلام

حضرت اویس قرنی یمن کے ایک قبیلہ قرن کے چشم و چراغ ہیں حضور کے زمانہ میں تھے مگر حضور سے ملاقات نہ ہو سکی تھی حضور نے صحابہ کو آپ سے ملنے کی وصیت کی تھی اور سلام کہلا بھیجا تھا مجذوبانہ کیفیت طاری رہتی تھی ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات کا تذکرہ اس کتاب کے حصہ دوم میں گذر چکا ہے آپ نے وصیت کی تھی کہ تبلیغ دین سے بڑھ کر مومن کے لیے اور کوئی چیز بہتر نہیں ہونا چاہیے مومن کے لیے موت کا خیال ایسا ہے کہ وہ کوئی خوشی قریب آنے نہیں دیتی لوگوں کے اونٹ چرا کر روزی حاصل کرتے تھے کسی سے کچھ حاصل نہ کرتے تھے

حضرت سعید بن جبیرؒ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جیسے عظیم الشان صحابہؓ کے شاگرد ہیں علم و عمل کے پیکر تھے مشہور محدث حضرت خصیفؒ کا بیان ہے کہ سعید تمام تابعین میں سب سے جامع علم تھے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا بیان ہے کہ گو سعید بن جبیرؒ قتل ہوئے مگر روئے زمین پر تمام لوگ ان کے علم کے محتاج ہیں خلیفہ عبد الملک کے زمانہ میں عبد الرحمن نے خروج کیا تھا آپ ان کے ساتھ ہو گئے تھے حجاج بن یوسف نائب السلطنت نے آپ کو قتل کرایا بوقت شہادت آپ اس قدر خوش تھے کہ ہنستے تھے جب حجاج کو علم ہوا تو پھر بلایا اور سبب پوچھا آپ نے فرمایا تجھ کو تیری جرأت اور اللہ کے حلم پر ہنسی آ گئی ذبح ہونے کے بعد خون اس طرح بہہ نکلا کہ بند نہیں ہوتا تھا حکما نے بیان کیا کہ چونکہ بالکل بے خوف تھے اس لیے ایسا ہوا شعبان ۹۵ھ میں یہ واقعہ ہوا آپ کی بددعا سے اسی سال ۴۹ سال کی عمر میں حجاج کا بھی انتقال ہوا

خواجہ حسن بصری ۲۱ھ میں پیدا ہوئے ۱۱۰ھ میں ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی زبردست عالم زبردست صوفی اور امام تھے حسین و جمیل اور حسن کردار و حسن گفتار میں اپنی مثال آپ تھے۔ (طبقات الحنابلہ ص۱۲۰)

امام محمد باقر حضرت زین العابدین کے بیٹے ۵۷ھ میں پیدا ہوئے ۱۱۴ھ میں وفات پائی علم و عمل کے آفتاب تھے باقر العلوم آپ کا لقب ہے **امام جعفر صادق** امام محمد باقر کے بیٹے ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی صدق و صفا میں شہرت عام تھی **امام اعظم ابو حنیفہ** نعمان بن ثابت کوفہ میں پیدا ہوئے قرآن اور حدیث اجماع اور قیاس کے ماہر اور یگانہ تھے صحابہؓ سے بھی علم سیکھے دنیا میں بہت کم ایسے خوش نصیب ہوں گے جنہوں نے بے شمار دولت علم و عمل حاصل کی اس وقت تمام دنیا میں تہائی مسلمان حنفی ہیں اور حضرت امام کے مقلد ہیں عہدۂ قضا پیش کیا گیا منصور نے آپ کو اندیشہ بغاوت میں گرفتار کیا دس درے روزانہ مارے جاتے تھے آخر اسی حال میں انتقال کر دیا مگر آپ کی بددعاؤں سے اس سلطنت کا بھی خاتمہ ہو گیا

قاضی القضاۃ بنانا چاہتے تھے آخر سنہ ۱۵۰ھ میں جیل ہی میں زہر خورانی سے شہید ہوئے سنہ ۴۵۳ھ میں ملک
[illegible]الدین نے شاندار مقبرہ بنوایا پھر سنہ ۴۸۳ھ میں الپ ارسلان نے ایک بہت بڑا دینی کالج بنوایا امام صاحب کے
[حالا]ت میری کتاب مشاہیر اسلام اور فقہ حنفی کی تدوین میں ملاحظہ ہوں | سری سقطی | حضرت جنید جیسے بزرگ کے
[صح]بت سے لوگوں کو ہدایت آپ کے ذریعے ملی نہایت کرامات والے بزرگ ہیں سنہ ۲۵۳ھ میں وفات پائی ۔
[بص]ری | علوم ظاہر و باطن میں کامل تھے امام ابوحنیفہ کے ہم عصر ہیں سنہ ۱۱۰ھ میں وفات پائی بصرہ میں مزار ہے
[طا]ئی | امام ابوحنیفہ کے شاگرد حبیب راعی ان کے پیر و مرشد ہیں ولایت اور تصوف کے امام تھے سنہ ۱۶۵ھ میں وفات
[اما]م مالک | سنہ ۹۳ھ میں پیدا ۱۷۹ھ میں وصال نہایت متقی اور محب رسول تھے فقیہ اور محدث ہیں مؤطا آپ کی مشہور کتاب ہے
[آ]پ کی زیارت کو جایا کرتا تھا ۔ ایک بار مسجد نبوی میں درس حدیث دے رہے تھے ۱۷ بار بچھو نے ڈنک مارا آپ کا
[ر]نگ تکلیف سے متغیر ہو گیا مگر پہلو نہ بدلا کہ حضور کے ارشادات کے وقت پہلو بدلنا بے ادبی ہے [illegible]
[illegible] تھے اور ہر گز مدینہ سے کبھی باہر [illegible] جاتے تھے کہ جس زمین پر حضور کے قدم مبارک پڑے ہوں اس پر
[illegible] گوارا نہ تھا ۔ ساری عمر مدینہ پاک میں سواری پر سوار نہ ہوئے (صفوہ ص ۲۱) | امام ابو یوسف | آپ
[illegible] کے شاگرد رشید ہیں ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ تھے اور سب سے پہلے یہی اس لقب سے ممتاز ہوئے نہایت
عالم اور نہایت ہی ذہین اور متقی تھے سنہ ۱۸۲ھ میں وفات پائی (لباب الالباب ص ۱۱۵) | امام موسیٰ کاظم |
[illegible] امام محمد تقی نے ہارون کے زمانہ میں انتقال کیا بغداد میں مدفون ہوئے جس کو کاظمین کہا جاتا ہے بیچ میں دجلہ بہتا
[ہے ادھر] حضرت ابوحنیفہ کا مزار ہے (صفوۃ الصفوہ ص [illegible]) | فضیل بن عیاض | نہایت زبردست صوفی عالم اور ولی
[illegible] آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئی اور بہت سے مسلمانوں نے راہ ہدایت پائی سنہ ۱۸۷ھ میں وفات پائی نہایت رقیق القلب
[illegible] اور رونے میں ہی گذرتا تھا ایکبار کسی نے سورہ قارعہ خوش الحانی سے پڑھا آپ بیہوش ہو گئے اور وفات پا گئے
مزار اقدس ہے | معروف کرخی | والدین عیسائی تھے بچپن میں مسلمان ہوئے پھر والدین بھی آپ کی تبلیغ سے
[illegible] مجاہدہ نفس اور طریقت میں آپ کا خاص مقام ہے لاکھوں عیسائی یہودی پارسی اور غیر مذاہب والے آپ کے ہاتھ
مسلمان ہوئے مشہور بزرگ حضرت سری سقطی آپ کے شاگرد اور خلیفہ ہیں (تذکرۃ الاصفیاء ص [illegible])
سنہ ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۸۹ھ میں وفات پائی امام اعظم کے مشہور شاگرد امام محمد کے شاگرد اور سوتیلے
[illegible] ذہین اور متقی تھے حدیث اور علوم شرعیہ کے اپنے زمانہ میں سب سے بڑے ماہر تھے امام احمد حنبل جیسے امام
(تذکرۃ الفقہاء ص ۲۹) | بایزید بسطامی | امام جعفر صادق کے شاگرد ۱۳۶ھ میں پیدا اور ۲۶۱ھ میں وفات
[پائی] لاکھوں ہی لوگوں نے ہدایت پائی | حاتم اصم | بہرے نہ تھے لیکن بہرے مشہور تھے ایک عورت کے ایکبار اتفاق
[illegible] ہو گیا وہ شرم سے مسئلہ پوچھنا بھول گئی آپ بہرے بن گئے وہ خوش ہو گئی اور مسئلہ دریافت کیا جب سے یہ
بہت زبردست ولی کامل تھے بلخی آپ کے استاد اور پیر ہیں سنہ ۲۳۷ھ میں وفات پائی بلخ کے پاس مزار ہے ۔
[حن]بل | سنہ ۱۶۴ھ میں پیدا سنہ ۲۴۱ھ میں وفات پائی حدیث اور فقہ کے امام ہیں خلیفہ معتصم عباسی گمراہ ہو گیا تھا
[illegible] کر کے درے لگوانے شروع کئے مگر آپ اپنے صحیح عقیدے سے الگ نہ ہوئے تا آنکہ سارا [illegible] شاہد ان راہ یاب
الشجرۃ الطیبہ ص ۱۴۸) | ذوالنون مصری | مصر کے زبردست اولیاء اللہ اور زبردست مبلغین اسلام میں
[illegible] وفات پائی (نفحات الانس ص ۱۱۱) | امام بخاری | محمد بن اسماعیل نام حدیث کے مشہور امام ہیں ۶ لاکھ
[illegible] بر زبان تھیں صحیح بخاری آپ ہی کی تالیف ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے سنہ ۱۹۴ھ
سنہ ۲۵۶ھ میں وفات پائی (بستان المحدثین ص [illegible]) | امام مسلم | صحیح مسلم کے مؤلف حدیث رسول کے خادم
[illegible] کے استاد سنہ ۲۰۴ھ میں پیدا اور سنہ ۲۶۱ھ میں وفات پائی | ابراہیم ادہم | بلخ کے تاجدار تھے سفیان
[illegible] سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض کی صحبت اختیار کی پھر شام چلے گئے سادہ درویش سنہ ۱۶۲ھ میں وفات پائی (صفحہ
[illegible]) ۔ | ابوبکر شبلی | جعفر بن یونس نام مصر وطن حضرت جنید بغدادی کے خلیفہ اور شاگرد سنہ ۳۳۴ھ میں وفات

چند مصنفین اسلام

پائی اور بعد ازاں دفن ہوئے **فردوسی** ابوالقاسم منصور نام ۳۲۹ھ میں پیدا اور ۴۱۱ھ میں بعمر ۸۰ سال وفات پائی زبردست شاعر تھا کہ سلطان محمود غزنوی کی فرمائش پر فی شعر ایک اشرفی کے عوض ۶۰۰۰۰ اشعار کا شاہنامہ مرتب کیا ۳۰ سال صرف ہوئے مگر جب شہر میں داخل ہوا تو سامنے سے بادشاہ کا جنازہ آتا دیکھا اس رنج سے خود بھی مر گیا اس روپیہ سے اس کا مقبرہ تعمیر ہوا **حکیم بوعلی سینا** بڑا ہی حکیم اہل علم اور ذہین تھا ۳۷۰ھ میں پیدا ۳۹۰ھ میں فارغ التحصیل اور ۴۲۸ھ میں وفات پائی بہت بڑا مناظر اور متکلم بھی تھا محب الحق لقب تھا ۱۸ برس تک بخارا میں مناظرہ اور ۲۲ برس تک خوارزم میں درس دیا پھر جرجان پھر اصفہان گیا اور ۵۷ برس کی عمر میں وفات پائی **عنصری** بہت بڑا شاعر تھا اور بہت بڑا حکیم بھی غزنی میں آ کر رہا ۴۳۱ھ میں وفات پائی۔

امام غزالی طوس میں غزال نام گاؤں میں ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے ۵۰۵ھ میں وفات پائی بہت بڑے عالم بہت بڑے مؤلف و مصنف اور بہت بڑے صوفی صافی تھے آپ کی بہت سی تصانیف تھیں احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت بہت مشہور ہیں۔

مصنفین اسلام **امام طبری** امام جعفر محمد بن جریر طبری تیسری اور چوتھی صدی کے ایک مشہور عالم ہیں انہوں نے اتنی کتابیں تصنیف کیں کہ ان کی وفات کے بعد جب شاگردوں نے کتابوں کے صفحات اور امام کی زندگی کے دن شمار کیے تو روزانہ تصنیف کا اوسط ۱۴ صفحات نکلا آپ کی تفسیر اور تاریخ تمام دنیا میں معتبر اور صحیح مانی جاتی ہے تمام مؤرخ مفسرین اور مؤرخین ان کے خوشہ چین ہیں خدا معلوم قدرت کی طرف سے انہیں علم کا کس قدر ذخیرہ عطا ہوا تھا کہ باوجود زود نویس ہونے کے ان کی ہر آیات تحقیق کی انتہا معلوم ہوتی ہے ۳۱۰ھ میں وفات پائی **ابو محمد ابن حزم ظاہری** نے فقہ، اصول، حدیث، رجال، تاریخ، ادب اور مناظرہ کے بارے میں تقریباً چار سو کتابیں لکھی ہیں جن کے صفحات کا مجموعہ ۸۰ ہزار ہے طرز تحریر اتنا سخت اور تیز ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حجاج کی تلوار اور ابن حزم کا قلم ایک ہے حافظ ابن تیمیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جیل خانہ اور پولیس کی حراست میں گزارا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اصول عقائد فقہ حدیث تفسیر اور فتاوی کے متعلق تقریباً تین سو کتابیں تصنیف کیں اور جیل خانہ میں ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک ضخیم اور مفید اصلاحی کتاب معرض ظہور میں آتی تھی یہاں تک کہ مخالفوں کے ابھارنے سے بادشاہ نے ان پر قلم دوات بند کر دی اس وقت انہوں نے ایک کوئلہ لے کر دیوار پر یہ فقرہ لکھ دیا کہ میں آج قید ہو گیا۔ حافظ ابن تیمیہ کی بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں جن کو پڑھ کر عقل حیران ہوتی ہے کہ معلومات اور الفاظ کے سمندر بہا دیے ہیں احادیث کے بارے میں بعض مسائل کے متعلق انہوں نے چاروں ائمہ سے اپنی رائے علیحدہ ظاہر کی ہے ان کی دلیلیں اتنی مضبوط ہیں کہ بڑے بڑے کامل و فاضل بزرگ بھی انہیں پڑھ کر خاموش ہو جاتے ہیں **ابو الفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ** شیخ سعدی کے استاد تھے عبد الرحمن نام تھا ان کی تصانیف شمار سے باہر ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ان کی کتابوں کے صفحے اور زندگی کے ایام گنے گئے تو اوسط تصنیف [illegible] صفحات یومیہ نکلا یہ بھی مشہور ہے کہ جن قلموں سے وہ احادیث لکھتے انہیں محفوظ رکھتے تھے ان کی وصیت تھی کہ میرے مرنے پر میرے غسل کا پانی ان قلموں کے تراشے سے گرم کیا جائے پانی گرم کیا گیا اور تراشے پھر بھی بچ رہے تھے۔ ابن تیمیہ کے شاگرد تھے ۷۵۱ھ میں وفات پائی **ابراہیم ابن [illegible]** مشہور ریاضی داں تھا حافظہ بلا کا تھا ایک دن عصر جاتے ہوئے اس کی تصانیف کی تیس جلدیں سمندر میں گر کر غرق ہو گئیں اس نے ذہن سے ان کتابوں کو پھر سے لکھا بلکہ اضافہ اور کیا [illegible] جن کی فہرست [illegible] صفحات میں آتی ہے اسی نے شطرنج(؟) کا کھیل ایجاد کیا تھا اور [illegible] **ابونصر فارابی** حکمت فلسفہ منطق اور موسیقی کا امام تھا [illegible] لیکن افسوس [illegible] زمانہ میں وہ ایک حادثہ میں نذر آتش ہو گئیں بو علی سینا انہیں کے شاگرد تھے جو ۱۱۲ کتابوں کے مصنف ہیں اور ہر کتاب [illegible] جلدوں کی ہے **ابوریحان بیرونی** ادب ریاضی نجوم فلسفہ حکمت پر اتنی کتابیں لکھیں کہ جن کی فہرست ۶۰ صفحوں پر آتی ہے [illegible] بیرونی کو علم کا اتنا شوق تھا کہ جان کنی کے وقت ایک دوست ان کی بیمار پرسی کو آیا تو بیرونی نے اس سے کہا کہ [illegible] جدات فاسدہ کا حساب تو بتا دیجئے تاکہ میں اسے یاد کر لوں دوست نے جواب دیا کہ صاحب اس وقت؟ بیرونی نے کہا ہاں تاکہ اگر [illegible] بھی ایک چھوٹی سی کتاب لکھ کر دنیا کے لیے چھوڑ جاؤں بیرونی وہ پہلا عالم ہے جو حساب اور نجوم سیکھنے کے لیے ہندوستان آیا اور پنڈتوں سے علم حاصل کیا [illegible] کے علاوہ ابن رشد [illegible] ابن اسحاق [illegible]

ذکریہ رازی بھی دنیائے اسلام کے درخشندہ ستارے ہیں جن کا مفصل تذکرہ تاریخ اور سوانح کی کتابوں میں ملتا
ہے ذکریہ رازی جن کی تصانیف سے یورپ نے بہت استفادہ کیا اور یورپ کے مطبعوں میں سب سے پہلے انہی کی کتابیں
[illegible] مگر افسوس کہ ہم لوگ اس کے نام سے واقف نہیں۔ **عمرو بن بحر جاحظ** عربی علوم کا ایک عدیم المثال عالم تھا
[illegible] پر فقرہ بہت مشہور ہے کہ دنیا کو تصنیف کا طریقہ اس نے بتایا۔ ایک یورپین کا مقولہ ہے کہ جب اسلام سے بحث کرنا
[illegible] اس نے جاحظ پیدا کیا۔ جاحظ کی اکثر کتابیں ناپید ہیں لیکن دو سو سے زائد کتابیں اب بھی مل سکتی ہیں وہ کتب خانہ
[illegible] کتابوں کا [illegible] پھر اس پر گرا اسی سے [illegible] شہید ہو گیا۔ **محمد بن جریر طبری**
[illegible] کے ایک نامور مصنف ہیں انہوں نے اپنی [illegible] ان کتابوں کی تعداد ایک ہزار سے
[illegible] فقہ۔ تفسیر۔ حدیث۔ جدل۔ صرف نحو۔ معانی۔ بیان۔ منطق۔ ہیئت۔ فلسفہ۔ تفسیر۔ تاریخ۔ [illegible] کیمیا
کے پختہ ماہر اور کامیاب مصنف تھے ان کا یہ مقولہ بہت مشہور ہے کہ [illegible] علوم ایسے یاد ہیں کہ اس زمانے کے لوگ ان
سے بھی واقف نہیں۔ **ابو موسیٰ جابر بن حیان** علم کیمیا کا امام ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے تین سو کتابیں علم
[illegible] اور [illegible] سلسلہ آلات جنگ کے بارے میں اور پانچ سو فلسفہ کے خلاف لکھے ہیں۔ ان کے علاوہ امام غزالی
زمخشری۔ ہشام کلبی۔ امام شافعی۔ ابن سریج۔ بیہقی۔ خطیب بغدادی۔ ابو حاتم بستی۔ ابو بکر فورک۔ ابن سعید اندلسی۔
[illegible] قاضی فاضل۔ عبد اللطیف بغدادی۔ [illegible] ابن سعید [illegible] اس نے ایک سو جلدوں میں عالم نامی کتاب لکھی
[illegible] کتاب دستیاب ہو جائے تو تمام علوم انسائیکلوپیڈیا کے مصنفوں کا کیا حال ہوگا۔ [illegible] ابراہیم بن
[illegible] جلال الدین سیوطی۔ تقی الدین سبکی اور حافظ ابن حجر [illegible] علماء نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ لکھنے میں بسر کیا
اور آئندہ نسلوں کے لئے علم کا ایک قیمتی ذخیرہ چھوڑ گئے ہیں۔ **حکیم سنائی** نہایت مشہور شاعر ہیں حدیقہ
[illegible] کی مشہور کتاب ہے ہمیشہ ننگے پاؤں رہا کرتے تھے ۵۴۵ھ میں وفات پائی (حدیقۃ الشعراء ص ۳۰۹) **شمس تبریز**
[illegible] رکن الدین [illegible] کے مرید تھے قونیہ ملک روم میں مولانا جلال الدین رومی کے پاس پہنچے مولانا رومی شاگرد
[illegible] میں وفات پائی [illegible] زبردست [illegible] جنہوں نے ہدایت پائی۔
عبد القادر جیلانی حضرت علی کی نسل سے ہیں ۴۷۱ھ میں گیلان میں پیدا ہوئے ۱۸ برس کی عمر میں بغداد گئے اور تحصیل
علم کیا اور غوث الاعظم کے لقب سے ممتاز ہوئے بے شمار کرامات سرزد ہوئیں اور لاکھوں مخلوق خدا اسلام اور
[illegible] سے مالا مال ہوئی ۱۱ ربیع الاول ۵۶۱ھ میں ۹۰ برس کی عمر میں وفات پائی (ربیعۃ الاحیاء ص [illegible])
[illegible] ۵۰۰ھ میں شہر گنجہ میں پیدا اور ۵۹۷ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی نہایت متقی [illegible]
شاعر ہیں شاہان وقت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے سکندر نامہ آپ کی تصنیف لطیف ہے۔ **خاقانی**
ابراہیم نام تھا شروان میں پیدا ہوئے زبردست شاعر تھے ۵۸۲ھ میں وفات پائی۔ **فاریابی** رشید
[illegible] شاگرد تھے بہت بڑے فاضل اور شاعر تھے ۵۹۸ھ میں وفات پائی۔ **امام رازی** فخر الدین نام تھا
شہاب الدین غوری کے ہم عصر تھے علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے زمانہ تھے تفسیر کبیر مشہور کتاب ہے بہت بڑے
[illegible] ہندوستان پر جب سلطان غوری نے حملہ کرنا چاہا تو آپ سے مالی امداد لی تھی اور آپ ہی کی امداد سے ہندوستان فتح ہوا تھا
[illegible] وفات پائی بہت بڑے متکلم و مناظر تھے رے میں پیدا اور ہرات میں مدفون ہوئے۔ **نجم الدین کبریٰ**
تھے امام رازی کے استاد ہیں بہت بڑے صاحب ارشاد تھے فتنہ چنگیز میں آپ شہید ہوئے ۶۱۸ھ میں
عطار عطاری کیا کرتے تھے ۲۹ سال کی عمر میں توبہ کی اور [illegible] دراز تک مجاہدہ کر کے کامل ولی ہو گئے [illegible]
[illegible] کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ **ذکریا ملتانی** [illegible]ھ میں ضلع میانوالی [illegible] میں پیدا ہوئے والد ماجد [illegible]
[illegible] میں انتقال ہو گیا تھا والدہ ماجدہ [illegible] خراسان میں تعلیم [illegible] زیارت حرمین کو گئے
[illegible] بیت المقدس [illegible] پھر عالم اسلام کی سیاحت کرتے ہوئے بغداد آئے
[illegible] مرید ہوئے [illegible] ملتان آئے [illegible] عبادت کرتے [illegible]

آپکے لڑکے صدرالدین نے آپ کو ایک لفافہ دیا آپ نے پڑھا اللہ فرمایا اور انتقال کر گئے آواز آئی دوست بہ دوست
دوست [illegible] کا واقعہ ہے **چند مشاہیر علوم و فنون** جریر بلقب حذیفہ بن بدر نام اسلام کا زبردست شاعر وفات [illegible]
فرزدق ہمام بن غالب نام مدائح اہلبیت مشہور شاعر اسلام وفات [illegible] **عبد الحمید کاتب** مروان الحمار
آخری اموی خلیفہ کا میر منشی تھا خطاطی بلاغت اور انشاپردازی کا امام تھا [illegible] میں وفات پائی **بشار بن برد** مشہور
اسلامی شاعر وفات [illegible] **سیبویہ** شیراز کے ایک گاؤں بیضا میں [illegible] پیدا ہوا زبردست نحوی تھا [illegible]
میں وفات ہوئی **کسائی** نحو لغت اور قرأت کا امام تھا قراء سبعہ میں سے ہے خلیفہ امین کا استاد تھا [illegible] میں وفات
پائی **ابو نواس** مشہور درباری شاعر تھا [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات پائی **فراء** ابو زکریا یحیٰی فراء ادیب
نحو اور لغت کا امام تھا [illegible] میں پیدا [illegible] میں [illegible] سال برا مکہ وفات پائی - **ابو العتاہیہ**
عربی شاعر صاحب دیوان ہے [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات پائی اسماعیل بن قاسم نام تھا - **ابو تمام**
حبیب بن اوس نام [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات [illegible] فصاحت اور حسن شعر کا امام تھا **ابن الرومی**
علی بن عباس نام تھا بلاغت اور معانی و انشاء کا امام تھا [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات پائی - ابن درید محمد
بن حسن نام تھا [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات ادب اور لغت کا امام تھا **ابن عبد ربہ** ابو عمر احمد نام
اندلس مقام فقیہ علوم اور لغت و ادب کا امام تھا [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات **متنبی** احمد بن حسین
نام مشہور شاعر تھا [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات پائی **ابو فراس** مشہور شاعر تھا [illegible] میں پیدا
[illegible] میں وفات **ابو الفرج** اصفہان میں [illegible] میں پیدا ہوا آخری اموی خلیفہ مروان کا پوتا
تھا طب نجوم لغت انساب سیرت اور ادب کا امام گذرا ہے اغانی اس کی مشہور کتاب ہے [illegible] وفات
پائی **خوارزمی** محمد بن عباس نام امام طبری کے بھانجے تھے لغت انساب اور شعر کے امام تھے [illegible] میں وفات
پائی **بدیع الزمان** ابو الفضل احمد بن حسین مشہور ادیب ہیں مقامات کے مصنف ہیں [illegible] میں وفات پائی -
ابن زیدون ابو الولید احمد بن عبد اللہ قرطبی ثقہ ادیب انشاء اور شعر کے امام تھے [illegible] میں پیدا
[illegible] میں وفات پائی **شریف الرضی** نہج البلاغہ کے مؤلف اور شاعر و فصیح و بلیغ صاحب دیوان گذرے
ہیں [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات **ابو العلاء معری** مشہور عربی شاعر ادیب اور فصیح و بلیغ [illegible]
میں پیدا [illegible] میں وفات **الحریری** ابو محمد القاسم مقامات حریری کے مصنف زبردست ادیب [illegible]
میں پیدا [illegible] میں وفات **طغرائی** ابو اسماعیل حسین نہایت انشاپرداز ادیب تھا سلطان مسعود سلجوقی
کا وزیر تھا [illegible] میں وفات پائی **ابن رشد قرطبی** مشہور فلسفی ابو الولید محمد بن احمد [illegible] میں پیدا [illegible]
میں وفات ہوئی یورپ نے اس سے استفادہ کیا اور کر رہے ہیں - **ابن جبیر** ابو الحسن محمد بن احمد مشہور سیاح علم
و ادب کا ماہر اندلس مقام پیدائش [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات - **ابن اثیر** مشہور عالم محدث مؤرخ
محقق صاحب کامل ابن اثیر [illegible] میں وفات **ابن حاجب** ابو عمرو بن عثمان مالکی فقیہ ادیب اور نحوی جمال الدین
نام [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات پائی **بہاء زہیر** الملک الصالح کا وزیر تھا خوش خلق اور نظم و نثر میں
اپنا مثل نہیں رکھتا تھا [illegible] میں پیدا [illegible] میں وفات **ابو الفداء** اسماعیل بن علی زبردست
مؤرخ جغرافیہ فلسفہ ہیئت اور ہندسہ کا امام تاریخ ابو الفداء کا مؤلف [illegible] میں پیدا [illegible] میں
وفات **ابن خلدون** ابو زید عبد الرحمن بن محمد تونس میں [illegible] میں پیدا اور قاہرہ میں [illegible] میں وفات
فقہ حدیث تاریخ اور فلسفہ تاریخ کا امام تھا مقدمہ اور تاریخ مشہور ہے **شہاب الدین سہروردی** رحمۃ اللہ علیہ
سہرورد میں ۲۱ رمضان [illegible] میں پیدا ہوئے شیخ عبد القادر جیلانی کے شاگرد تھے صاحب باطن اور صاحب
کمال تھے بیشمار خلق خدا کو راستہ دکھانے والے اور اسلام کے زبردست خادم اور مبلغ ہیں [illegible] رجب [illegible]
میں وفات پائی اور بغداد میں دفن ہوئے عوارف المعارف آپ کی شہرہ آفاق کتاب ہے **خواجہ معین الدین**
چشتی [illegible] میں [illegible] میں پیدا ہوئے پندرہ برس کی عمر میں آپ کے والد خواجہ حسن کا انتقال ہوا [illegible] اور

بخارا گئے اور علوم ظاہری میں تکمیل فرمائی پھر خراسان میں خواجہ عثمان ہارونی کے مرید ہوئے خواجہ مودود چشتی
خاندان کے چشم و چراغ تھے اسلئے آپ چشتی کہلائے سلطان غوری سے پہلے آپ ہندوستان آئے اور سیکڑوں کرامتیں ظاہر ہوئیں
سے لاکھوں ہندو اسلام لائے ۶۳۳ھ میں وفات پائی مزار اجمیر شریف ہے [بختیار کاکی] خواجہ بختیار کاکی
معین الدین کے مرید ہیں زبردست اولیاء اللہ سے ہیں دہلی میں مزار اقدس ہے ۶۳۳ھ میں وفات پائی (رحمۃ
اللہ) [ابن عربی] محی الدین ابن عربی ظاہر و باطن میں کامل اور علماء و صوفیاء دونوں میں معزز و محترم [illegible]
۶۳۸ھ میں وفات پائی [شیخ فرید گنج شکر] حضرت بختیار کاکی کے مرید اور خلیفہ ہیں بہت سی کرامتوں کے مالک
بہت سے لوگ مسلمان ہوئے ۵۶۹ھ میں پیدا اور ۶۶۴ھ میں ۹۵ سال وفات پائی پاک پٹن پنجاب میں مزار
ہے [جلال الدین رومی] شیخ فریدالدین کے شاگرد ہیں اسلام کے مشہور عالم [illegible] آپ کی مثنوی مشہور ہے
میں انتقال کیا اور قونیہ میں مدفون ہوئے [قاضی بیضاوی] تفسیر بیضاوی کے مصنف ہیں زبردست عالم و فاضل
محدث تھے قاضی وقت تھے تبریز میں ۶۹۱ھ میں وفات پائی [شیخ سعدی] زبردست عالم مفسر اور شاعر
حکیم و دانا گذرے ہیں قرآن کا ترجمہ فارسی میں سب سے پہلے آپ ہی نے کیا گلستان و بوستان آپ کی مشہور تصانیف ہیں
میں وفات پائی اور شیراز میں دفن ہوئے [بو علی قلندر] عراق میں پیدا ہوئے چند خدمت دین کی وجہ سے پانی پت
اور وہیں مدفون ہوئے لوگوں سے بات چیت کم کرتے تھے آپ کی زندگی میں [illegible] کرامت پاک دیکھنے اور دیکھنے سے
لوگ ہدایت پا جاتے تھے سلطان علاؤالدین آپ کا مرید تھا حضرت امیر خسرو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے
میں وفات پائی [نظام الدین اولیاء] شیخ وقت کامل تھے بدایوں میں پیدا ہوئے دہلی میں شہرت پائی دور
پائی علاؤالدین خلجی نے آپ کی زندگی ہی میں مقبرہ بنوایا تھا جو اب گنبد ہے آپ کی وصیت کے مطابق تدفین باہر ہوئی
بڑے صاحب کرامت بزرگ ہیں ۷۲۵ھ سن وفات ہے [امیر خسرو] دولت ظاہری و باطنی علوم ظاہری
اور حسن ظاہری و باطنی سے سرفراز تھے حضرت نظام الدین کے مرید تھے شاعری میں بھی باکمال تھے ۷۲۵ھ میں وفات
[نصیرالدین چراغ دہلوی] نظام الدین اولیاء کے خلیفہ ہیں ۷۵۷ھ میں وفات پائی [حافظ شیرازی]
دیوان حافظ کے مصنف ہیں۔ بڑے پایہ کے بزرگ ہیں پہلے [illegible] ایک رند
[illegible] ۷۹۱ھ میں وفات پائی
[illegible] مخدوم جہانیاں جہاں گشت لقب ہے تمام دنیا کا سفر کیا تھا ساٹھ بار حج سے مشرف ہوئے تھے
تھے ۷۸۵ھ میں وفات پائی [بہاؤالدین نقشبندی] حضرت ابوبکر کی نسل سے ہیں بڑے بزرگ اور
وقت تھے ۷۹۱ھ میں وفات ہوئی - [شاہ مدار] قنوج کے قریب مکن پور میں مزار ہے ۱۲۰ برس کی
۸۳۸ھ میں وفات پائی بڑے بزرگ اور خادم دین تھے [مولانا جامی] عبدالرحمن نام شاعر [illegible]
عالم تھے وفات ۸۹۸ھ [سلیم چشتی] بادشاہ جہانگیر اکبر کے پیر و مرشد صاحب کرامت صاحب
بزرگ ہیں وفات ۹۷۹ھ مزار فتح پور سیکری میں ہے [خواجہ باقی باللہ] زبردست ولی اللہ [illegible] وفات ۱۰۱۲
مجدد الف ثانی [شیخ احمد سرہندی] زبردست عالم و فاضل مجدد و مجاہد بدعت و ضلالت کو دور کرکے اسلام کو
[illegible] والے زبردست مبلغ اسلام اور خادم دین مخدوم جہانیاں جنہوں نے شہنشاہ جہانگیر کی اصلاح کی اور اکبر
کی ایجاد کردہ درباری سجدہ کو بند کرایا اور پورے ملک کو بدعت دین سے بچا لیا ۱۳ جمادی الآخر ۱۰۳۴ھ
وفات پائی [امیر سید احمد شہید] زبردست ولی اللہ مبلغ اسلام [illegible]
میں ۱۲۴۶ھ میں وفات [illegible] ۱۹۱۱ [illegible] جب آپ کی ولادت با سعادت کا وقت
قریب آیا تو اولیاء اللہ کہنے لگے آفتاب زمین پر آنے والا ہے آپ [illegible] سید تھے
[illegible] کے مرید اور خلیفہ تھے بہت صاحب کرامت اور صاحب کشف تھے شاہی زمانہ میں
ملازمت [illegible] رات دن عبادت کرتے ایک بار [illegible]

پہنچے تھے دیکھا کہ ایک لڑکی کھڑی ہے اور ان کے شاگردوں میں واقعہ معراج کے بارے میں فلسفیانہ بحث ہو رہی ہے اور مولوی صاحب عاجز ہو رہے ہیں آپ کھڑے ہو گئے اور طلبا سے کہا کہ مجھکو اس ستون سے خوب مضبوط باندھو انہوں نے باندھ دیا پھر کہا دیکھتے ہیں رسی یونہی بندھی ہے اور آپ دور بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھکر وہ سب آپ کے مرید ہو گئے آپ قطب اور ولایت کے بادشاہ تھے آپ کا مزار مبارک بانسہ شریف ضلع بارہ بنکی میں مرکز فیض ہے ۵ شوال ۱۲۱۱ھ بعد نماز تہجد آپکا وصال ہوا ذات پاک بود ۱۲۱۱ھ آپ کی تاریخ وفات ہے

شاہ محمد اسحاق حضرت بانسوی کے خلیفہ تھے مزار شاہجہاں پور وصال ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ

ملا نظام الدین درس نظامی کے بانی و موجد حضرت بانسوی کے خلیفہ اور کامل و فنون تھے وفات چہار شنبہ ۹ جمادی الاولی ۱۱۶۱ھ مزار باغ انوار لکھنؤ

شاہ دولت محمود وہی ولی کامل مبلغ اسلام خادم دین مزار بانسمنڈی نزد دیل وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۲۳ھ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق تک ۳۳ویں پشت میں مل جاتا ہے علم و عمل اور اجتہاد اور فضل و ہنر کے امام تھے بلکہ اگر قرون اولی میں ہوتے تو ائمہ اربعہ کے مساوی مانے جاتے آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم نہایت بزرگ ولی اللہ تھے انہیں کا تصرف تھا کہ دین کو چمکانے اور اس کو پھیلانے اور تاباں بنانے کے لیے اللہ پاک نے آپکو پیدا فرمایا ساٹھ برس تک آپ بغرض تحصیل علم حدیث مکہ شریف میں رہے پھر ہندوستان آئے اور سب سے پہلے قرآن شریف کا ترجمہ ہندوستان میں فارسی زبان میں کیا اس پر آپ پر بڑی لے دے ہوئی آپکو حضور سرور عالم ﷺ سے خصوصی تعلق تھا فرماتے ہیں جب میں نے حجۃ اللہ البالغہ لکھنے کا ارادہ کیا جو آپ کی کتابوں میں سب سے مشہور تر کتاب ہے تو مجھکو سیدنا حسن و حسین نے اپنے نانا جان کا قلم خواب میں یا نیم بیداری میں عطا فرمایا غرضیکہ علم و عمل تقوی اور اجتہاد کے وہ پیشوا جن کی پیشوائی نے ہندوستان سے ہزاروں برائیوں کو ختم کر ڈالا دینی اور علمی دنیا کبھی بھی ان کے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتی ہے ۱۱۷۶ھ میں رحلت فرمائی

شاہ عبد العزیز دہلوی ۱۱۵۹ھ میں پیدا اور ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی یوں تو آپکے تمام بھائی علم و عمل کے آفتاب و ماہتاب تھے مگر ان میں آپ کو ایک خصوصی درجہ حاصل ہے آپکے چہرے مبارک سے ہر وقت شان خدائی جلوہ گر نظر آتی تھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے اور سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر دعا دیتے تھے کہ خداوندا اسے اپنے دین کے شاداب اور بلند کرنے کا ذریعہ بنا سولہ برس کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ میں ماہر ہو گئے تھے (حیات عزیزی ص ۱۹) اسی وقت سے آپ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے آپ کے تلامذہ میں شاہ رفیع الدین مفسر قرآن شاہ اسمعیل شہید اور شاہ عبد الغنی جیسے علماء و فضلاء اور یکتائے روزگار نظر آتے ہیں آپ نہایت صاحب کشف و کرامات تھے جنات بھی آپکے شاگرد اور مرید تھے نہایت مستجاب الدعوات تھے آپ کے اخلاق عالیہ عین حضور سرور عالم ﷺ کے اخلاق سے مشابہ تر تھے آپ کو ہر وقت اور ہر دم جس چیز کی فکر رہتی وہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام اور اصلاح امت کی تھی وفات یکشنبہ کی صبح ۷ شوال ۱۲۳۹ھ کو اپنے سب اعزہ کو جمع فرمایا اور کل مال و اسباب اور کتب خانہ سب میں تقسیم کر دیا پھر چند اشعار پڑھے جن سے عشق الہی ظاہر ہوتا تھا اور یہ آیت پڑھی توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین اور حق تعالی سے واصل ہو گئے رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ جیل خانہ سے پیچھے ترکمان دروازہ سے قریب ڈیڑھ میل پر مہندیوں کی مسجد کے پاس آپ کا مزار

دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے | فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل | سنہ ۱۲۳۹

(حیات عزیزی ص ۶۲) **سید احمد شہید بریلوی** ۶ محرم ۱۲۰۱ھ کو رائے بریلی میں پیدا ہوئے ۱۲۲۲ھ میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے بیعت کی ۱۲۲۳ھ میں والی ٹونک امیر خاں کی ملازمت کی ۱۲۳۱ھ میں دہلی آئے اور دینی دعوت شروع کی ۴۰ لاکھ انسانوں نے بیعت کی ۱۲۳۶ھ میں حج کیا پھر زمانہ قیام رامپور ۱۲۴۳ھ ... بارہ ... ۱۲۴۱ھ ہجرت اور جہاد فرمایا پہلی لڑائی سکھوں سے بمقام اکوڑہ ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ھ کو ... فاتح ہوئے جمادی الثانی ۱۲۴۴ھ میں علماء افغان و سرحد نے بیعت کی ... آپ امیر ... سرحدی پٹھانوں کی رشوت خوری اور غداری ... اور اپنا مرکز اسی کو بنایا ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ میں بمقام بالاکوٹ ...

سپاہیوں کو شکست ہوئی اور آپ نظروں سے غائب ہو گئے یا شہید ہو گئے۔ **حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب** رحمۃ اللہ علیہ سید تھے حافظ قرآن تھے ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کشف و کرامات کے بادشاہ تھے [illegible] میں پیدا ہوئے اور [illegible] میں رحلت فرمائی۔ تمام عمر گھر و بیوی بار بچوں سے آزاد رہے [illegible] آپ نے پیادہ [illegible] سفر [illegible] فرمائے اور مقامات متبرکہ کی زیارت فرمائی لاکھوں بندگان خدا نے آپ سے فیض پایا اور ہزاروں سینے آپ کے نور باطن سے منور و تاباں ہوئے ان میں [illegible] **علامہ شبلی نعمانی** [illegible] ہندوستان کے مشہور [illegible] مرجع خاص و عام [illegible] مشہور زمانہ [illegible] ضلع اعظم گڑھ کے ایک دیہات [illegible] میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر میں پائی پھر [illegible] گوشہ گوشہ سے بڑے بڑے علمی خانوادوں سے استفادہ کیا [illegible] ذہین اور قوت حافظہ میں نہایت ممتاز تھے [illegible] فلسفی اور [illegible] مورخ اور سیرت نگار تھے [illegible] عربی فارسی اور اردو [illegible] خوب جانتے تھے ندوۃ العلماء کا قیام [illegible] دار المصنفین شبلی کالج الاصلاح سرائے میر اور اردو [illegible] بلند پایہ کتب کی تالیف و تصنیف خصوصاً سیرۃ النبی الفاروق المامون الغزالی موازنہ انیس و دبیر الکلام [illegible] زندگی کے شاندار کارنامے ہیں جو ہمیشہ آپ کو زندہ رکھیں گے ایک جہاں کو جہاں [illegible] آپ کی ذات سے مستفیض ہوا اور [illegible] بانی [illegible] موجودہ دار العلوم ندوہ کا سنگ بنیاد ۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو [illegible] ۱۹۱۴ء کو اعظم گڑھ میں وفات پا [illegible] محبوب ادارہ کی منزل میں سپرد خاک ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔ **مولانا عین القضاۃ** [illegible] حبیب الرحمٰن [illegible] [illegible] ۱۲۵۸ھ مطابق [illegible] حیدرآباد دکن [illegible] پیدا ہوئے [illegible] برس [illegible] گذار [illegible] کی سال لکھنؤ تشریف لائے اور حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں داخل ہو گئے [illegible] ۱۳۰۴ھ میں جب حضرت مولانا عبدالحی [illegible] کا وصال ہوا تو آپ ہی ان کی [illegible] استاذ [illegible] جانے لگے آپ نے متعدد بلند پایہ کتابیں جو بڑے بڑے کتب خانوں کی زینت ہیں آپ کی علمی شان کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ مولانا [illegible] مولانا عبدالشکور صاحب جیسے علماء آپ کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آتے ہیں آپ کا سب سے بڑا کارنامہ [illegible] کا قیام ہے جو ۱۳۰۷ھ میں آپ نے قائم فرمایا اور جس سے اب تک ہزاروں حفاظ قرآن اور قراء [illegible] پیدا ہوئے [illegible] کی ذمہ داری لئے ہوئے ہیں۔ لیکن ان سے زیادہ شہرت آپ کو اپنے دست غیب میں ہے [illegible] [illegible] خرچ کرتے اور جو [illegible] نماز کے نیچے سے [illegible] [illegible] عید [illegible] [illegible] کی طرف سے [illegible] کی [illegible] کرتے [illegible] مسافر [illegible] فرماتے [illegible] مساجد [illegible] [illegible] امانت کرنے [illegible] ساموں کی مدد کرتے [illegible] [illegible] نہایت سادہ مطابق سنت نبویہ تھا اخلاق و عادات میں [illegible] لیکن [illegible] آپ سے اجازت لے کر [illegible] میں [illegible] اگر [illegible] آپ کو دینا چاہا تو آپ نے واپس کر دیا کہ خدا [illegible] کسی اور کا [illegible] ۱۳۴۳ھ [illegible] ۱۹۲۵ء [illegible] انتقال فرمایا [illegible] وفات ہے ۱۹۲۵ء [illegible] رحمۃ اللہ علیہ۔ **مولانا حکیم امجد علی** [illegible] میں [illegible] لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور [illegible] [illegible] وفات پائی مولانا [illegible] سے [illegible] [illegible] کے امام تھے [illegible] [illegible] دست غیب [illegible] [illegible] رحمۃ اللہ علیہ۔ **مولانا اشرف علی تھانوی** [illegible] [illegible] دیوبند [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible]

[illegible] طالبان دین کے لیے [illegible]

آپ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں مقیم تھے اور تھانہ بھون ہندوستان اور بیرون ہند کے [illegible] اسلام کے اصل [illegible] کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا [illegible] آپ کی تالیفات و تصنیفات کی تعداد تقریباً [illegible] ان میں تفسیر بیان القرآن [illegible] بہشتی زیور [illegible] اصلاح الرسوم وغیرہ کتب خاص طور سے [illegible]

علامہ سید سلیمان ندوی

[illegible] ۱۸۸۴ء میں اپنے وطن [illegible] سال [illegible] ندوۃ العلماء [illegible] سیرت عائشہ، حیات مالک، رحمت عالم، ارض القرآن [illegible] خطبات مدراس وغیرہ آپ کی وہ کتابیں ہیں [illegible] ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت کے سلسلہ میں وفد کے ساتھ یورپ گئے [illegible] ۱۹۵۰ء میں پاکستان چلے گئے [illegible] اسلام کے سربلند [illegible] حضرت تھانوی کے خلیفہ [illegible] دار العلوم ندوۃ العلماء [illegible] کا سلیمان نمبر شائع [illegible]

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

[illegible]

اہم وفیات

ابو ہریرہ تعداد روایت ۵۳۷۴ وفات [illegible] ۔ ابن عباس تعداد روایت ۱۶۶۰ وفات [illegible] ۔ عبد اللہ بن عمر تعداد روایت ۱۶۳۰ وفات [illegible] ۔ جابر بن عبد اللہ [illegible] عائشہ صدیقہ تعداد روایت ۲۲۱۰ وفات [illegible] ۔ ابو سعید خدری تعداد روایت ۱۱۷۰ وفات [illegible] ۔ انس بن مالک تعداد روایت ۱۲۸۶ وفات [illegible] ۔ عثمان ہارونی [illegible] شوال [illegible] ۔ جنید بغدادی ۱۷ رجب [illegible] کو بغداد میں وفات ہوئی [illegible] ۔ ابو داؤد ۲۰۲ھ پیدائش ۱۶ شوال ۲۷۵ھ بصرہ میں وفات [illegible] ۔ ابو الحسن شاذلی ۶۵۶ھ [illegible] ۔ ابو عبد الرحمن نسائی [illegible] ترمذی [illegible] ۲۷ رجب دوشنبہ [illegible] بمقام ترمذ وفات [illegible] ۔ ابن ماجہ [illegible] پیدائش ۲۲ رمضان دوشنبہ [illegible] وفات [illegible] ۔ شاہ ولی اللہ [illegible] ۔ حاجی امداد اللہ [illegible] ۔ مولانا عبد الحی فرنگی محلی [illegible] ۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی [illegible] ۔ الطاف حسین حالی [illegible] ۔ ڈاکٹر اقبال [illegible] ۔ سر سید احمد [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب ندوی کی اہم کتابیں

[حی]ات نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات، دین میں اصل و
کا حکم رکھتے ہیں، حضرت مولانا نے ان سبکو جو سو سے زائد ہیں بہترین ترتیب سے یکجا کر
ایک کالم میں عربی باعراب اور دوسرے کالم میں نہایت آسان ترجمہ، اس کے
نہایت آسان موثر اور عالمانہ شرح ہے، جس سے دین اسلام کی صاف و شفاف تصو
میں ابھر جاتی ہے، اور ایمان تازہ اور دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں، ہر مسلما
کتاب کم سے کم اس دور میں ہونا ضروری ہے، کاغذ چکنا قیمت صرف دو

[اسل]ام کیا سکھاتا ہے؟ مسلمان بچوں اور عورتوں کیلئے
نہایت ہی مفید ہے، اس میں اسلامی عقیدوں اور ان کی تفصیل، حضو
سیرت، مسائل طہارت، نماز با ترجمہ اور اس کے مسائل، روزہ، زکوٰۃ
اسلامی اخلاق، معاشرت، تجارت، تقسیم وراثت، اسلامی آداب زندگی
وغیرہ لکھے گئے ہیں، کتابت واضح کاغذ اوسط قیمت صرف ایک روپیہ

[تاریخ] اسلام کامل طبع دوم یہ نہایت اہم کتاب ہے، اور معلومات کا
[بے]کنار سمندر، حضرت آدم سے لیکر ۱۹۵۷ء تک کی نہایت دلکش اور
[سچی] داستان ہے، انبیاء کرام کی سیرتیں، شاہان اسلام کے حالات
بزرگان دین کے ایمان پرور تذکرے، بیشمار تازہ واقعات، ضخامت
[تقریب]اً ایک ہزار صفحات، کاغذ معمولی، قیمت ہر سہ جلد چھ روپیہ دس آنہ

ملنے کا پتہ منیجر کتبخانہ محمد نبیر ٹکسال چوک لکھنؤ

